

قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدَرًا

درین آوازه نیست اقتران تحفه فصاحت عنوان بلاغ

۱۳۰۸
کلیات قد
۱۸۹۱

مصحف و مخزن لایانی ترک فروز و منی خاقانی سید عالم حسین قزوینی

مطبع و عام اگر زیور طبع شد

ترجمہ المصنف

سید غلام حسین بن سید خلف علی حسینی واسطی بلگرامی ماہ جمادی الاخرہ ۱۲۴۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے
 بسقطہ الراس محلہ سلطہ مشرقی بلگرام میں مضافات لکنئوہر محضر بطور بندہ ابن علی عفا عنہ کے والد ماجد اعنی
 اسکے مکرّم مولوی سید سلطان علی مرحوم نے غلام حسین نام رکھا پہلے پہل سید محمد حسن
 الدعوتہ الصغریٰ جد القبیلہ واسطہ سے جہان کا قلم مشہور بلگرام میں اکرتوطن ہوئے تھے نسب کا سلسلہ
 عیسیٰ ابوترک الاشبال بن حضرت زید سید بن المیزین العابد بن ابی حمزہ عیسیٰ السلام تھا ہر ایک نے یہ کمال حال اس شہر و ایند
 خدا معلوم کیا گو گویہ ہر کاندہ بہب ۵ کہ شیعہ سے رہنے نہ سہی ہر مسلمان ہر نہ بہند و

الحاقل تکفیه الا شاکر بعد از حیثیات فارسی بغرض تحصیل علوم عربیہ سلطان عالم حضرت
 و اجد علی بادشاہ اودہ کے عہد میں آپ بلگرام سے لکنئوگئے وہ شاہی کا زمانہ شاعری کا گھر چرچا
 تھا چونکہ یہ ایام طفولیت ہی سے بڑے تیز طبع تھے انکی طبیعت بھی ادھر مائل ہوئی اولاً
 شیخ امان علی تاجر کے شاگرد ہوئے قدر تخلص ملا ثانیاً میرزا محمد رضا برق الخاطب بہ فتح الدولہ
 بہادر سے عروض قافیہ حاصل کیا اس فن سے انکو ایسی مناسبت تھی کہ لکنئوہر شہر میں شعر انکی تحقیقات کو
 مسلم الثبوت خیال کر کے اور ابتدائیں انکی قریبات تاجر بہر برق دیکھتے تھے اور یہ شاہ غازی الدین حیدر کی یکم
 مخاطب بہ نواب سرفراز محل کی سرکاری منشیگری پر اوقات بسر کرتے تھے جبہ شوق سخن پڑھی اور کلام
 میں نیکی اور طبیعت میں مضامین نازی پیدا ہوئی تو تاجر برق نے اس نارفانی سے کوچ کیا ناچار شیخ
 امداد علی تاجر شاگرد شیخ امام بخش نانچ مغفور کو اپنا کلام دکھانے لگے حضرت تاجر انکی شادردی کو اپنا فخر سمجھتے
 تھے انقلاب یلین منار سے ۱۲۵۲ھ ہجری مطابق ۱۸۳۵ء کے بہار لکنئوہر خزان آئی انتشار سلطنت پڑا

پہر دفعہ ۱۸۵۷ء عیسوی میں فوج انگریزی سرکار سے بھگتی دلی لٹی لکھنؤ پیرغ ہوا والقصۃ بطولھا
 آپ بھی لکھنؤ سے بلگرام چلے آئے۔ اتفاقات وقت سے میرزا غالب کے بھائی مرزا عباس بیگ ہلوی
 اور نواب غلام حسین خان حسین تخلص شاہجہانپوری اور مرزا قادر بخش صابر ہلوی شاہزادہ خاندان تیموری
 وغیرہم مصائب خدا اوٹھاتے ہوئے وارد بلگرام ہوئے اور میر قند کی صحبت کو معتزم جانگنا یا نام غدرین
 ہے اس وقت انہوں نے بلگرام کے کبیشرون سے بھاشا میں مہارت پیدا کی تھی بعد ازاں تھوڑے عرصے میں
 اگلے آپ تلاش معاش پنجاب چلے گئے اور چند سے فوج سرکاری میں منشی رہے بھلا پنجابی زبان
 انکو کیونکر پسند آتی مستغنی ہو کر دہلی میں آئے وہاں نواب نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر غالب
 کی شاگردی نظم و شعر میں اختیار کی جب تک میان تاجر اور غالب زندہ ہے دونوں سے شعر و سخن میں مشورہ رہا
 چنانچہ دہلی کی سادگی لکھنؤ کی اداسی کے کلام سے مترشح ہو کر صاحب نے ایک باغی میں چارون استاد کا
 اقرار کیا ہے رباعی

سیکے سحر برق سے بندش کو بند	پھر غالب سحر نے بتائے پیوند
مجھ سے بھی زمانے میں نہو گالے قدر	بدنام کنندہ لکھنؤ نامی چند

پہر جبے ہلی سے وطن میں پہونچے اور صوبہ اودہ کی ضلع بندی ہوئی اور بلگرام وغیرہ کا ہر دوئی ضلع ٹھہرا
 اور جا بجا مدارس قرار پانے لگے تو مرزا عباس بیگ ہلوی اکثر اسٹنٹ ضلع ہر دوئی نے انکی سفارش
 صاحب ضلع سے کی اوسنے انکو ہائی اسکول ہر دوئی کا مدرس فارسی کر دیا لیکن انکی شاعری نے اکثر
 تلامذہ کو فن شعری طرف متوجہ کر لیا اور خود تو ماٹار اسد بہ تن سیدین مصروف تھے یہ حالت ہیڈ ماسٹر نے
 دیکھ کر انکو مصلحت لکھی بارغمایش کی مگر شاعرانہ دارستگی سے یہ سب کی کب سنتے تھے آخر ہیڈ ماسٹر نے انکی
 رپورٹ صدر میں اس بنا پر دی کہ منشی قدر علم ریاضی سے ناواقف ہیں اچیربہ الحکم صاحب فرار کر رہے
 سید صاحب کو بغرض تحصیل ریاضی لکھنؤ کے نارمل اسکول میں جانا بد ہوا وہاں رہ کر فنون ریاضی میں کس قدر

واقفیت پیدا کی بعد از ان مہونا تحصیل اسکول ضلع لکھنؤ کے افسر مدرس ہو گئے وہاں سے ۱۵۰ عیسوی میں
 کان برلوئنگ صاحب ڈاکٹر اودہ نے ازراہ قدر دانی آپ کو پھر ضلع ہردوئی کا مدرس فارسی مقرر کیا۔ ع
 آپ فتنہ گر ہو آئے۔ اس رباعی میں اسی خدمت کا شمار ہر رباعی

دونا ہوا رہتہ یہ کہہ کس سے قدر

درجے میں بڑا ہوا ہے جس تس سے قدر

پھر اوسپر ہی مجدد مدرس سے قدر

اول تو مدرس بھی ہے ہردوئی کا

لطیفہ قدر تخلص مدرس سے پہلے رکھا تھا بعد بھی پایا تو تخلص کے بعد درجہ سب جان اللہ شعر فنی عالم بالا
 معلوم شد میر قدر کو بلا مبالغہ کہی ہزار شعر اساتذہ کے یاد تھے اکثر شعرا نے جب انکو ٹوکا جواب ندان شکن پایا
 افسوس کہ راقم الحروف کو وہ سب مع کر یاد نہیں در نہ بیان اونکا ذکر کرنا خالی فائدہ سے ہوتا کہ بہت بقول
 ملائد رک کہ لا یتک کلمہ بعض سوال و جواب الہ قلم میں۔

(۱) قدر ۵ دل شرم تھا سوزش غم سے اچھل کر گیا ۶ میں جہان بیٹھا بزرگ شمع جب لکھ گیا ۷ نواب
 غلام حسین خان حسین تخلص نے فرمایا کہ شمع کیو اسطے بیٹھنا نہیں آیا اوٹھنا البتہ سمیع ہی قدر نے مصحفی کا مطلع
 سن اڑھ دیا ۵ شمع کی طرح سے چپ بیٹھ میں آسن ۶ مے ۷ کمر ملاتے ہیں زبان جاتے ہیں گردن مے ۷
 (۲) قدر ۵ قاصد یہ کہنا پائے میرے یا کا مزج ۶ پوچھا ہر اک غریب نے کمر کا مزج ۷ سر مشاعرہ خواجہ
 وزیر کے ایک شاگرد نے اعتراض کیا کہ محبوب کو سر کا کہنا کہارون کی بولی ہی قدر نے کہا تو یہ کیجیے دیکھیے آپ کے
 آستا دیکھا کہتے ہیں۔ وزیر ۵ باغ کو جایگا ابر سیست اوٹھا ۶ پیش خیمہ تور دانہ ہوا سر کار کا آج ۷ اور بیان
 معروف دہلوی بھی فرماتے ہیں ۵ اُن دنوں سرکار پر معروضے کھائے تھے گل ۶ جن دنوں صاحب نے
 پھرتے تھے بل ہاتھ پر ۷ معترض نے گردن جھکا کی اور اہل مشاعرہ نے تہنید لگایا۔

(۳) قدر ۵ کا آئی نکسیر مرغی غضب لہین بلا خال آفت ۶ ایک سے ایک میں کیجا کے زمانے والے ۷ کالکا پر شا
 موجد لکھنوی بولے کہ جب خود یعنی زمانہ ہی پھر زمانہ کیسا قدر نے کہا کہ کال درجک ملکہ اکیل سم ترکیبی ہو کر

علم ہو گیا جب یہ علم ٹھہرا تو ادخال لفظ زمانہ جائز ہو جس طرح نسخ فرماتے ہیں **۵** تین تربیتی ہیں دو تکمیل
 مری **۶** ابالہ آباد بھی پنجاب ہے تربیتی یعنی تین بنی گنگا جناسوتی میں پس ادخال لفظ تین لفظ تربیسیا
 ہو جیسا لفظ زمانہ - جگ - پر موجود نہایت ہی خوش ہوئے اور زمانہ لکے کہ شاعری وہ کرے جو ہمارے مثل ثالین یا دیگر
 (۴) ثنوی قضا و قدر کی تاریخ میان تھجہ نے یوں کہی ہے **۵** یہ سہ شنوی قدر ہے **۶** ثنوی قدر مدہ ہے **۷**
 ذکی بلگرامی شاگرد مرزا دبیر نے اعتراض کیا کہ مدہ قدر کے معنی اگر قدر کا چاند ہے تو قافیہ مکر ہوتا ہے اور اگر مجا ہے ماہ
 شب قدر ہے تو لفظ شب اس میں نہیں قدر نے جواب دیا کہ فقط قدر بجا شب قدر آیا ہے سعدی **۵** دل زن گو
 دو نوبت دہ بشارت **۶** کہ دوئم قدر بود اور دوز نور دوز۔

(۵) ایک ن عارف علی شاہ عارف خراسانی نے کہا کہ خواجہ حافظ شیرازی نے اس مطلع میں ایسا پانچ کھایا ہے
 کہ معاذ اللہ **۵** صلاح کار کجا و بن خراب کجا **۶** بسین تفاوت **۷** از کجا است تا کجا **۸** قدر نے کہا کہ بان ایک جگہ
 روی ساکن ہے اور دوسری جگہ متحرک اس عیب کو غلو کہتے ہیں گریبان میر ذہن میں ایک بات گزرتی ہے کہ جب شاعر کو
 عیب کر کے اوس پر اعلام کر دے تو وہ اوس سببی الذمہ ہو جاتا ہے اور یہ نکتہ کتب فن قافیہ میں بسین ہی حافظ نے
 اس شعر میں دم تہہ عذر کیا اور خبر دی اول صلاح کار یعنی صحت کجا اور بین خراب کجا **۷** دوسرے کجا سے کجا
 تک راہ میں فرق پڑ گیا ہے یعنی روی متحرک ہو گئی ہے عارف یہ سنکر بڑکڑکھا اور قدر نے اس قضیہ کو ایک قطعہ میں نظم
 کیا۔ قطعہ نوشت مطلع پر پور خواجہ شمس الدین **۶** بدین فروغ گہوار داز سحاب کجا **۷** صلاح کار کجا و بن خراب کجا
 بسین تفاوت **۷** از کجا است تا کجا **۸** فتا و عقدہ در اندیشہ خرد گہوار **۹** راہ زلف تا کجا **۱۰** و گر خراب کجا **۱۱** کہ کیوں
 متحرک کر روی ساکن **۱۲** خطا است بہر خطا حکم از کتاب کجا **۱۳** غلو اگرچہ پو عیب مرقوانی را **۱۴** تراست یا بدین مایہ
 احتساب کجا **۱۵** مباح غرہ بدین یک دو کتہ دشتن **۱۶** نظر بود ہمہ کس ابہر کتاب کجا **۱۷** نخست گفت کہ اے صاحب
 دانش و داد **۱۸** صلاح کار کجا و بن خراب کجا **۱۹** پس نفس خطا مانہ کرد عذر خطا **۲۰** بسین تفاوت **۲۱** از کجا است تا کجا
 اشاہ حجت و عیارت بلوغ و عذر لطیف **۲۲** اگر خطا بود اینما دگر صواب کجا **۲۳** مباح رنجہ و غوغا سے مدعی اس قدر

ہو گیا آخر کار سبب شدت ضعف بیماری حیدر آباد سے بغرض معالجہ لکھنؤ کو راہی ہوئے لیکن یہاں بھی کوئی تندرست
 سود مند نہ ہوئی اور باون برس کی عمر میں بسترِ سوم ماہ ذی القعدۃ ۱۳۱۸ھ ہجری مطابق چہارم ماہ ستمبر ۱۸۷۲ء
 بروز یکشنبہ شہر لکھنؤ میں اس درخانی سے حلت فرمائی اور دہین میر خدابخش کی کریمین مدفون ہوئے۔
 انا للہ وانا الیہ راجعون وہ مرحوم کثیر التلذذ تھے اور نکاح کا اوکے سامنے مرحہ چکا تھا لیکن اپنا عقب
 اپنا کلام بلاغت نظام چھوڑا کما فصلت دیوان غزلیات قصائد و جلد ثمنوی قضا و قدر جس کے آخر میں ایک
 واسوخت بھی چھپ گیا ہر خطر مجموعہ شرح مجموعہ سخن جس پر کمال گلشنیہ صلبہ پایا اور چھپ بھی گیا ہر رسم
 عربی شرح قصائد عربی نظم الارکان فی تقطیع ابیات گلستان قواعد العروض کچل بن المعروف بہ مارہرہ مصطلحات
 اردو نامہ تمام مستقرقات۔ اس مقام پر ہمارے ہم عصر تذکرہ نویس ناخوش ہوئے کہ دیوان کا انتخاب کیوں یہاں
 ثبت نکلیا کہ تذکرہ نویسین اور کانقل کرنا آسان ہوتا مگر رقم کو اسکی فرصت ملی طالب اپنی طبیعت کے موافق
 اور انکے کلیات مطبوعہ سے چھانٹ لے۔ تو ایخ وفات اُنکے شاگردوں اور دیگر شوقانے بہت سی نظم کی ہیں
 لیکن یہاں زیادہ گنجائش نہیں صرف منشی محمد محمود و محمد اور شیخ غلام حیدر آرشد کی چند ایک لکیریں کران سلوک کو تمام کرنا ہوا

نتیجہ فکر آسمان ہویند منشی محمد محمود و محمد خلاف رفیق الدلہ البیر الشاہ محمد ظہیر الدین خان بہادر بکرامی

آفرخ و درخان کہ گاہ گرد نہ جسد و زخمی قدر بہ تیغ و کفن رفت بزیر علم رفت خود اندر بشا آب بہر حیدر زد جملہ ارادہ وی شد بضمیمہ اندرون مرگہ توانا بزد رفت در بد زواری زار رفت خود آفرخ مر آب بر آتش زنجیت	زین فلک و دربر از نیست امید وفا رخت بہرست از بوش شد سو ملک بقا از رہ عبرت نگردیدہ ماکردہ وا حیث کہ فرصت نیافت قدر ز دست فنا این شدہ چون بیک گاہ آہ شدہ چون کہر با ماند بسوز غمش این دل من تریوہ سیا
--	--

حل لغات
 آفرخ و درخان
 درخان کا کہ
 دست و زخم
 چٹائی بن لکھنؤ
 از رہ میری درخان
 جو طبیعت یا
 صدی درخان
 درخان و زخم
 درخان و زخم
 تیغ و کفن
 رفت و زخم
 بوش و زخم
 بوش و زخم
 خواب آب و زخم
 زدن و زخم
 ساقین و زخم
 شانہ و زخم
 دست و زخم
 باغ و زخم
 سبز و زخم

کر چنین مویه با کاتب گزشت از سرم
این دل بشخوده ام شد بغمش ژند زنده
غفله پارسیش چون زبان اوستاد
جمله کلامش بود در غور بشر و منت
بر حسن سخنش صیت مدحش دلیل
بین که بدیر سپنج کیست اثر چنین
یللی آورده ام آب ز آتش برون
مصرع اولی و در سینه هجری است
آه که شد رنگ و بویا چون شاعری
سازگاری

هان گو سبقت ربود دیده ام از اکر
دین سر شوریده ام شده الم آتش
رو همه با ساختن اهل عجم حریف
بر سخن نغز زان بوشه کستن ره
و تیره همه جامه هاش بر صفت او گویا
گو که بجاق اندر شش بود نظیرش کج
سال رحیش نهی حمد نوشتم ده
مصرع اخراج او سال مسیحی نغز
مویه که استاد و قدر رفته ز دار ف
حمله

وله این تلخیص بر لوح مزار شریف کنده شد

روزیک شب بدوست و سوم ذیقعد را
آوخ از داوونی چرخ و تراهنک نژند
زور قم سال و فاش حمد صوری معنوی
بر دوپیکر روز ساعت چو ناز باران
کان علم از دهر میخاست و ستاد و باش
در هزار و صد و یک قدر از دنیا باش

رنجته کلاک رسالت غلام حیدر ارشد بلگرامی شاگرد میر قد

حضرت قدر غلام حسین اسم شریف
روزیک شب بدوست و سوم ذی القعدة
سنة حلت او ارشد معلوم نوشت
اندرین دنیا نماند از دست پیدا و اجل
هجری و هم عیسوی ارشد بمطالع سال
ولم

بلگرامش وطن و سید ذی رتبه و جواد
فوت کرد آن شاه اقلیم سخن داویلا
شد روان و متدرب و بوسه ارم نامت
نکت پر از و سخن دان و سخن آگاه
در هزار و صد و یک فست زین هر آه
حمله

مویه گریه از دهنه دار
هان مویه کلاک حسین نامیک
در کلاک بلگرامی از اکر
آب ز آتش برون
مصرع اولی و در سینه هجری است
آه که شد رنگ و بویا چون شاعری
سازگاری

روزیک شب بدوست و سوم ذیقعد را
آوخ از داوونی چرخ و تراهنک نژند
زور قم سال و فاش حمد صوری معنوی
بر دوپیکر روز ساعت چو ناز باران
کان علم از دهر میخاست و ستاد و باش
در هزار و صد و یک قدر از دنیا باش

رنجته کلاک رسالت غلام حیدر ارشد بلگرامی شاگرد میر قد
حضرت قدر غلام حسین اسم شریف
روزیک شب بدوست و سوم ذی القعدة
سنة حلت او ارشد معلوم نوشت
اندرین دنیا نماند از دست پیدا و اجل
هجری و هم عیسوی ارشد بمطالع سال
ولم

بلگرامش وطن و سید ذی رتبه و جواد
فوت کرد آن شاه اقلیم سخن داویلا
شد روان و متدرب و بوسه ارم نامت
نکت پر از و سخن دان و سخن آگاه
در هزار و صد و یک فست زین هر آه
حمله

قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدَرًا

درین آوان بهینت اقتران تحفه فصاحت عنوان بلاغت بایان اعنی



مصنفه مخمور لائانی ترک نو و فی غافانی غلام سینق قی بکلامی مؤ

مطبع و عام اگر زیون طبع کشید
درج مفید اگر زیون طبع کشید



بسم الله الرحمن الرحيم

در نقبت جناب امام متقین امیر المومنین علی بن ابیطالب علیه السلام

وصی مصطفیٰ حقاً علی بن ابیطالب
پدر شبیر و شبیر کا علی بن ابیطالب

علی کا بندہ یکتا علی بن ابیطالب
انیس و شوہر ہر علی بن ابیطالب

شجاع لافتی الام علی بن ابیطالب

نسب دار علی با بہا و کنت مولائی
ایمن سر حق گنجینہ داعلت غائی

شفیع روز میزان پردہ بازار رسوائی
وصی و مہر دار مصطفیٰ امیر یکتائی

کلید کنز مخفی تھا علی بن ابیطالب

خدا کا بندہ ہی لیکن نصیر کا خدا ہر وہ
کہ اکملت لکم ہر تاجدار اتما ہر وہ

ہمارا نفس مطلب بلکہ نفس مصطفیٰ ہر وہ
و اتممت علیکم نعمتی کا مدعا ہر وہ

سریر آرا سے تطہیر اعلیٰ بن ابیطالب	
لکھے معراج کو حیرت کے ہمراہ پیغمبر	وہاں پونچھے فرشتوں کی بھی چلتی تھی چار
مگر پرویسے آتی تھی یدائش کی صدا باہر	غٹاوی عصمت و عظمت میں برسر کشف و کرم
لہما از دورت یقیناً تھا اعلیٰ بن ابیطالب	
ہر سورہ نور کا یارب کہ او کی نور کی صورت	مدبر و مبارک آنکھ ہر قرآن کی آیت
وہ سب جلیب بدن ہر جلد قرآن حل ہو تا	حدیثوں سے بھی ثابت ہر کتاب اللہ العزیز
کتاب عالم بالا اعلیٰ بن ابیطالب	
نبی کا گوشت یا خون سب حید کا ہوا	دلالت کرتی ہر اس پر حدیث لحد لحد
پہر او سے فتنہ نفسی جو دم مارا ہو فاطمی	اگر مجھ سے کوئی پوچھو تو میں بیشک یہی معنی
علی احمد نبی گویا اعلیٰ بن ابیطالب	
امیر المؤمنین حیدر امام المتقین حیدر	ہر ترفیق ایدہم سر عرش برین حیدر
امام الانس و الجنۃ بنا زریز میں حیدر	فروع شرع و دین حیدر ظہور و باطن حیدر
تظہیر آدم و حوا اعلیٰ بن ابیطالب	
ہوئی دنیا میں جنت جناب مصطفیٰ	سنا ہوا طاق کسری شوق ہوا یدہا عرب چلیا ہوا
خدا کے گہر میں حیدر وہ اپنا سکون بٹھلایا	یہاں دیوا اگر عہد شوق ہوئی یہ عہد اوسکا
ہوا کعبہ میں جب پیدا اعلیٰ بن ابیطالب	
دوبالا ہو گیا رتبہ رسول اللہ کی قاضی کا	خدا کی بیت میں باندھ گیا مضمون قیام کا
اذان سکریا ہی خدا نے صول قاضی کا	نبوت کے شجر میں یا ہوا بیوند امامت کا
چڑھا دوش بنی پر کیا اعلیٰ بن ابیطالب	

وہ قفلِ ہفتِ دُرخِ ہر کلیدِ ہشتِ جہنم ہے	امام مالک رضوان شریکِ پنج و راحت ہے
فلکِ فتنِ مَطْلَعِ خدا کا ابرِ جہنم ہے	بشرِ صوتِ ملکِ سیرتِ محمودِ صالح کی قدرت ہے
خدا کے نور کا بھٹکا علی بن ابیطالب	
درگزرِ اجنتِ نزدبانِ نہ فلکِ حیدر	لکے ہیں سب نورِ لوحِ محفوظِ او کے ناخن پر
خطِ پیشانیِ حورِ و قصورِ کرسی و محشر	سحابِ آبرو سے نہرِ تسنیمِ دِلین کو تر
بھارِ سدرہٴ طوبیٰ علی بن ابیطالب	
وہ قطبِ آسمانِ آسمانِ ہفتِ اختر ہے	ضیاءِ آفتابِ قبابِ ہفتِ کشور ہے
سحابِ ہفتِ قلزمِ قلزمِ تسنیم و کوثر ہے	رکینِ کنِ مکنِ مسجدِ و محرابِ منبر ہے
خدا کا بزرخِ کبریٰ علی بن ابیطالب	
دیا چشمِ کو پایا صبح کو سپر رکھ لیا روزہ	غریب و نکو ٹٹایا صبح کو سپر رکھ لیا روزہ
تہیم و نکو کھلایا صبح کو سپر رکھ لیا روزہ	اسیر و نکو دلایا صبح کو سپر رکھ لیا روزہ
سخی جبریل نے پایا علی بن ابیطالب	
چھڑا دیو و دوسے کیا سلیمان اور بلال کج	خلیلِ نوح پر ساکت کیا آتش کو طوفان کج
خسوف چاہے بخشی خلاصی ماہِ کفنان کو	بچا یا یونسِ دیوب کو جبرئیلِ حیان کو
غرض ہر ایک کے کام آیا علی بن ابیطالب	
پڑ ما سوچ کے عاملِ فوجِ اہمِ شہرتِ حضرت	حصارِ ماہِ کہینچا پیرہ او کی ہو لگی نوبت
کرنِ تارِ گریبانِ یلگی اللہ ری و حشمت	جلالی اسمِ تہاجب تو ہوئی خورشیدِ کو حشمت
خدا کا اسمِ اعظم تھا علی بن ابیطالب	
کے ہی جنگ کا یارِ امیرے پر مژدہ کو مارا	کوئی نہیں جب وہ لاکارِ گروہِ جنیان لارا

بنی ہاشم کا مہ پارانہی کو دل سے چھپایا	ہوا جب دس صف آراؤ لشکر دو ہوا سارا
خدا کے عرش کا تار اعلیٰ بن ابیطالب	
عجب انصاف لڑنے میں وہ بھر جو د کرتا تھا سر پا کو برابر نیست و نابو د کرتا تھا	جہاد و جنگ بنی کو کس قدر خوشنود کرتا تھا جو او کسا سنا اگر کوئی مرد و د کرتا تھا
بنادیتا تھا شکل لا اعلیٰ بن ابیطالب	
اشارہ ہوتے ہی جھوپچال کی حشر پارتا زمین و آسمان چکر میں اگر اک ہنڈولا ہوا	درخیر کی بھی کچھ اصل تھی جواک اشارا ہوا قیامت تھی اوپر ابھی دنیا کی دنیا ہو
اگر کر دے تہ و بالا اعلیٰ بن ابیطالب	
عدو بہن گرن کے ستر اور حرف صین کے ستر مگر یہ بار اوٹھا لینا گران تھا ایک عالم پر	علی کے نام پر عین دیکھ صنعت و او ہوئی ہو گرن کے کتے کا نسا لبار تار
وہ اپنے سر پر رکھ لایا اعلیٰ بن ابیطالب	
غلام ایسا کہ جو ستر ج خان قہر خاقان زن امی زن کہ جب کا مالک وارث شہ طرا	علامہ اسپ تیغ وزن فاو امین سیکان وہ اسپ تیغ تیغ تھے مہ تیغ سر گردان
وفا کے تاج کا تمغا اعلیٰ بن ابیطالب	
نکالا تیر سجد میں او سے صد شہ پہ پہنچا حضور قلب الاعمال بالنیۃ کا دیا جا	خدا کی راہ میں سر دینے والا تمام امولا نماز عاشقان ترک وجودت او کو سوزیا تھا
مراو ربی الا اعلیٰ علی بن ابیطالب	
خدا کے گھر میں جا کر میرا مولا سرخو آیا زمین لرزی علی سجد میں تڑپا عرش تھرا	سر سجد میں بچھنے کعبہ دین کا ڈبایا تہ محراب تیغ انعام و اسجد اقرب پایا

فوا مولود او ویلا علی بن ابیطالب			
علی نے جام شربت ایسا بھیجا بن بلغم کو	کہ اسکا ایک قطرہ سر کر دیتا جہنم کو	وہ کیوں پیتا کہ دنیا آئینہ تھانے کا	جو یہ ہی تو لکھتے تھے جہلا مولیٰ کیوں ہم کو
سخا فیض کا دریاعلی بن ابیطالب			
علی نفس نبی تھا اوس سے کیا نہ کر کوئی ہوتا	یہ ناممکن تھا احمد کا برادر ہر کوئی ہوتا	نبوت گہرین تھی آخر امت پر کوئی ہوتا	پیمبر بعد ختم المرسلین کیونکر کوئی ہوتا
اگر ہوتا تو چھہر ہوتا علی بن ابیطالب			
علی کی ذات سے کامل ہوا اسلام دین میرا	ہر اک ساعت ہر اک خطہ ہر اک دم میرا	معاذ اللہ جو وہ چھوٹا بھائی کین میرا	پڑے ہوں بیکر و زید و عمر و پر کوئی نہیں میرا
مرا مولامرا آقا علی بن ابیطالب			
تو لائے علی کو دلوں میں جوش ستانہ	نفس کی دم کشی جبر میں نقد جان ہوجانہ	رگین نلنگیں دل ہی قریب آنکھ بھانہ	مرا سینہ خم سے ہے غدیر خم ہی میخانہ
وہ ان پیرغسان میرا علی بن ابیطالب			
سلام سے قبلہ دین اسلام کے کعبہ عالم	سلام سے نور اسوۃ السلام چشتہ نوزم	سلام سے وارث نوح السلام ہی وارث آدم	سلام سے حجۃ اللہ السلام سے بیت اعظم
سلام سے مصحف گویا علی بن ابیطالب			
سفینہ نوح کا ہیں المہیتِ سر و طام	مگر نوح اویں سفینے پر تھاری ذات ہشا	وہ ناجی ہو گیا جس نے بدل سی تمہیں جلا	دل نکلندیم بسم اللہ مجرہ یاد مرہنا
لگا دو پار بٹیرا علی بن ابیطالب			

خمار نشاہ دنیا سے مولا حال ہر اتر قیامت میں ہی کتا ہوا پنچون لب کٹو	نہ چھپکتا ہی در ذل نہ اوٹھ سکتا ہی درد الایا ایہ اساقی کوثر دم ہی ہو ٹھون پر
ادیر کا ساؤنا دلہا علی بن ابیطالب	
زمانہ چھ گیا تقدیر ملٹی سب نے منہ پھیرا یہاں بھی آسیر اور ہاں بھی آسیر تیرا	غم دنیا و دین نے شیر بن بن کر مجھے گھیرا سوا تیرے نہیں کوئی کہیں فریاد میرا
افغنی انت مولانا علی بن ابیطالب	
بسر اچھی ہوئی اب تک سے اقبال ہی مولا چھڑا مجھ کو خدا کیواسطے جنجال ہی مولا	مگر بندہ تر آفت میں ہی دو سال ہی مولا چھ غم میں چلا ہر شاہ میرے حال ہی مولا
سنہماں اے عروۃ القویٰ علی بن ابیطالب	
مے دل کو سرور لکھو نگو نور اے نور ایمان دے رہائی پنجہ ادا بارے امی شیر نریمان دے	دور قصہ و دور دنیا میں موج امی بحرِ عمان دے خلاصی مجھ کو قید فقیر سے شاہِ مہرمان دے
اشیاء کا صدقہ علی بن ابیطالب	
علیہ در شاہِ بیکس و مظلوم کا صدقہ سکینہ شہر بانو زینب و کلثوم کا صدقہ	علی قاسم کا صدقہ عابدہ مغموم کا صدقہ علی اکبر کا صدقہ اصغر معصوم کا صدقہ
مجھے ادنیٰ سے کرا علی بن ابیطالب	
حسرت کا واسطہ مجھ کو مجھے سر سبز کر مولا پئے سجا چمکا دے مری تقدیر کا لکھا	حسین پاک کا صدقہ رہوں میں سرخ و ہر جا ابھی ہو خطِ پیشانی کا میری کچھ سی کھینچا
جو ہر جائے قلم تیرا علی بن ابیطالب	
تصدق با تو صادق کا صدق القول ہو صلا	پے کاظم مجھے کر کا ظیل الغیظ میں شامل

رضا کے فیض سے حکم رضا پر دل سے پائل	تقی کا واسطہ سمجھو جو تو چاہے تو کیا شکل
نہ ٹوٹے اب مر تقویٰ علی بن ابیطالب	
تصدق میں نقی کو خاک سے میں پاک ہو جاؤں	منقی رگ رگنا ہوں کج نعت کی خاک ہو جاؤں
نہ فوج غم میں گھر کر ہند میں غمناک ہو جاؤں	نہ پامال سپاہ گردنِ فداک ہو جاؤں
تصدق عسکری کا یا علی بن ابیطالب	
نثر سے تاثر یا انگھون کے نیچے اندھیرا ہے	فلاکت سے گلے پر خنجر ہے آب پھیرا ہے
غم فلاسٹ دجال بلکہ سمجھو گھیرا ہے	سج قائم آلِ عباسیہ حالِ میرا ہے
مجھے دے اس سے چھٹکارا علی بن ابیطالب	
بٹھایا بیچ کے کسار نے تیری دہائی ہو	ستایا چرخ کج رفتار نے تیری دہائی ہو
رو لایا مقدمہ دیوار نے تیری دہائی ہو	دبایا گنبد دوار نے تیری دہائی ہو
مے خیر شکن آقا علی بن ابیطالب	
مرا بخت سید یار سید ہر مولا	یہ لاگن سناں پیچھے بڑ گیا اٹھوں پہ مولا
امان دے الامان والے حفیظ والحد ز مولا	کہ گموا یمن اثر تو نے پھینکا چیر مولا
دہائی ہے دہائی یا علی بن ابیطالب	
غضب ہے گردنِ یام یہ بھی لکھا میرا ہے	ستم کا سناں ہی آسمان ٹوٹا بلا کا ہے
مے مولا مے حق میں ترا کافی اشارا ہے	ہوئی ہی جعتِ خورشید روج توئی پھیرا ہے
مے دن پھیر دینا کیا علی بن ابیطالب	
تمہیں شکستہا ہو اب ہم شکستہا کی ہو	تمہیں نے جانِ سلمان شیر مولا سچائی ہے
مدد کو دوڑے لکھ میری باری آئی ہو	اکیلا پا کے شیر غم نے گھیرا دہائی ہے

مرے شیعہ خدام و اہل بیت ابیطالب

جہاد و کائنات کا تصدیق ہو وعدہ پر محکم و غیر فریبی
برائے فاتح آل عبا ہو دوستِ روزِ

پنے قرآن مجید کی علم سے پہ پہل اندر آتی
پئے آلِ نبی اولاد سے ہو خانہ انور کی

مجھے دے میرا منہ مانگا علی بن ابیطالب

علی بن اسم رکھا باندہ کلمہ کہ جنت کا
یہی اسکا صلہ ہی بس فقط چشمِ اجابت کا

ہو ابی قدر بقدر آج کل مداح حضرت کا
یہ برگِ سبز لے آیا ہی تحفہ کس لیاقت کا

تم اس پر صا و کر دینا علی بن ابیطالب

یٰ اَبَا عَلَیْہِ



ایک نہ محبوب

در مدح بندگان عالی حضور پر نور آصفیہ نظام الملک
میر محبوب علی شاہ فتح جنگ فرمانفرمای ملک و کربلہ خداوند ملک

خسرو باد بہاری کا کھنچا دل بادل
چوب خیمہ ہے دھنک بنہ ہر خوش نخل
سبکو ہر سہر کے دکھا جاتی ہے سبکی شعل
سبز جھاڑوں پہ گلستانیں چڑھیں لال کنول
لن ترانی کی نہ لے قدرت صنّاعِ ازل
دستِ صنّاعِ ازل میں ہے بخارا کی گل
گہ رنگی کا عمل ہے کبھی رنگی کا عمل
کہ گل لالہ پر داغ سے تارا جہِ زحل
کہ تمام ابر کا کالا ہوا ادب لائیں

باغ پر آج گھٹا ٹوپ دھڑا ہے بادل
ابر خیمہ ہے تو بوندیں ہیں طناب خیمہ
جھک پڑی کالی گھٹا دن ہوا برانگی را
باغ میں چاروں طرف آگ لگا ئی گل نے
شجرِ الاخضر ہزار اکا تاشا دیکھا
ابر بادومہ و خورشید فلک کا کارند
کبھی چھایا ہے سفید ابر کبھی ابر سیاہ
تحت و فوق ایسی بہاری نے لگا ئی ہو آگ
اکہ سال و ٹٹھے ہیں اسد رجب بخارا سیاہ

آتشِ نالہِ طاوس سے اٹھا جو وہاں
یہ وہ اژدر میں کہ جیوا نکو گل جاتے ہیں
دردِ سراو سکے ہوا سنکے صدی طاوس
اک برس بعد ہم آغوش ہوئے ہر دن
اگئی ابر میں پانی سے غضب کی پھسلن
جا بجا لالہ و صبرِ گرہیں یہ عکسِ فگن
کانٹ پتوں کی زبانون میں پڑے تھے شاید
وہ اٹھیں کالی گھٹائیں کہ خدا خیر کرے
پہنچ میں پڑے ہوئے انھیں بنکایا ہر
ایٹھوا ہالہ محتاب بنا لاتا ہے
ورزشین کرنے لگیں نہرِ حرم کی جوتیا
بدیاسے چمنستان میں اکھاڑا کہے
گل کے ماتھے ہی ہار کیا بیالہ اس فضل
رعد چلا کے یہ ہر ایک سے کہ جاتا ہے
قمقمہ مار کے گل کہتے ہیں سبحان اللہ
یون شربورہیں بارانِ بہاری ہی سرد
ابر پر یون نظر آتا ہے خم قوس قزح

ق

ہو کے کیجا وہ بخارات کہ لایا بادل
ابھی اٹھیں جو گھٹائیں تو گھر میں جرجل
برق نے ابر کے ماتھے پہ لگایا مندل
ہی دمن برق دمان ابر سیدہ اجاں
برق کا پاؤں ہر اک مرتبہ جاتا پھیل
لال پیلے نظر آتے ہیں فلک پر بادل
لیچلے ابر جو بھر بھر کے کچھالیں چھاگل
انہیں شیدی نظر آتا ہے مجھے ہر اک میل
ایک تادہ ڈالا ہے غضب کا بل چل
ڈنڈ پر خاک چڑنا دیتی ہی آندی اڈل
انکو شمشاد کے طرے کو ڈھانے پہل
دونوں جانب سے وہ خم ٹھوک کر ڈیوال
سرد کے سے جو انان چمن کا دگل
بان خبردار خبردار سنبھل دیکھ سنبھل
بارگ احمد ہے پتوں کی زبان پر ہل
جیسے چوٹی کے شوالے میں چڑھ گھاگل
جس طرح سینہ معشوق پر اڑی ہیکل

مطلع

جس طرح کانور تھی لیکے چلین گنگا جل

یون اوڑاٹے لئے جاتی ہیں ہوائیں بادل

پہو لے ہین باد بہاری بہ جوانان چین
 گری پڑتی ہے درختوں پہ صباستانہ
 مسکراتا ہے کوئی کوئی ہنس پڑتا ہے
 کوئی گل پہ لگا خوشہ کوئی پسیدہ ہوگا
 لہلہاتا ہے وہ سبز کہ ٹھہرتی نہیں لگہ
 زرخم گل باغین یک لخت ہے ہر جوان
 کیا یہ نو بادہ گلشن ہرین مرد کو درخت
 کچھ نظر کام نہیں کرتی ہے ہریالی
 کیا لڑخاک پہ یارب فلک مینائی
 ڈالیاں ہین دم طاؤس گھنے پتوں سے
 منہ کو دہودہ کے وہ رومی فی اٹھایا پڑ ق
 ماہ تابان نے ہر اک نہر کی قلعی کھولی
 گرد مالہ ہے کہ کھینچا ہو کوئی خط حصا ق
 قاف سے اڑتی چلی آتی ہین بیان مہنی
 یوں گھرا برکہ سورج نظر آتا ہی نہیں
 مہر یوں ابر کے لگو نہیں چھپا رہتا ہے
 ابر میں ڈوب گیا مہر مقرب سے کمال
 قوس خورشید تہ ابر نظر آتا ہے
 چرخ اول ہر تار دن سے زمین کشن

شاخیں ہمتی ہین کہ شادی کی بکھیریں نخل
 غنچے کتے ہین چمک کر کہ سنبھل دیکھ سنبھل
 غنچہ گل میں دم صبح سی ہوتی ہے چل
 راستہ حاملہ غنچہ بہت سے کھل
 محل سبز پہ جطر ح ہو خواب محل
 چمن تیغ ہوا سے جو چین ہو قتل
 ہری کوئل ہر شاخین سے پتے ہر کھل
 پاس سے بھی نظر تے نہیں تو تے ہر ل
 سبز دامن سے ہو چوٹی تک ایک کھل
 ابھی طاؤس کی چوٹی ہو جو بھوڑی کوئل
 چاند شفاف ہوا اور کھلاجب بادل
 ہو گیا آئینہ آب روان پر صقل
 ماہ شب خیز نے چلے میں پڑا کوئی عمل
 وہ بخاراوٹھے پہاڑوں سے آئے بادل
 ایک سونیکا ورق ہو گیا کیوڑی میں حل
 جیسے اکثر گھنے پتوں میں چھپ چکا پھل
 کہ دبے روئی کے گالے میں یہ چل چل
 جیسے ندی میں بھنوریا کسی بائیں کنار
 ہر زمین سبزہ نو خیز سے چرخ اول

گولیان نالہ بیل کی چلین سو فلک
 چرخ نیلی نظر آتا ہے گل نیلہ
 شور سرخاب سے در داو کے اٹھاتا میں
 باغ رنگین پہ جو ہر وقت جھکار ہتا ہر
 کو لے میں باغ نے اپنے ورق نگار
 قابل سجدہ شکر نہ ہے گلشن کی زمین
 سرو نے انگلی اٹھائی ہو شہادت کے لئے
 یہ چمن زار کجا گلشن فرخار کجا
 گل کی شاخوں پہ عنادل کا چمکنا دکھو
 زربہ گل پہو ہرین بیل کی فغان لاحق ہر
 سرو نے نالہ قمری کا اثر دیکھ لیا
 کیسیا کی کوئی بوٹی نکل آئی شاید
 ہو ہی آتش گل تیر تو اکدن سننا
 نات آہوی زمین ہرین گل خود و شاید
 عارض گل ہرچہ شفات کہ لگتا نہیں باغ
 گل وہ بھولہ ہرین کہ چھپا ہے عنادل میں
 گل سو من کو جو توڑ تو مر بخت سیاہ ق
 سونگھولا لے کو تو یک نخت مرا خون جگر
 کیا ہی شاداب ہرین گل نگ چو اڑتا ہی

خوف سے ٹوٹ بچائے کہیں شیش محل
 حوض تالاب بابا ہرین سہرین جل قتل
 ملن یا چرخ کے ماتھے پہ سحر نے صندل
 کہیں گلدستہ شیشہ نہ چو سب خراب
 اوس پہ سینے کی بنائی ہو دھنک نچہ دل
 جو چلا ابر سے قطرہ وہ گرا سکے بھل
 بید ہے ساجد درگا و خدا عز وجل
 نقش ثنائی کو پونچتا نہیں نقش اول
 روضہ خوانی کے لئے بیٹھے ہرین منبر نیل
 کسی نادار کی سنتے ہرین کہیں اہل دول
 جو ستا تا ہے سیکو وہ نہیں پاتا بھل
 آتش گل سے جو گلزار بنا ہے منتقل
 نخل موہن کی طرح جاگتا بھل بھل
 مشک کی بو مسک دھما ہر سار جھگل
 ہاتھ تو ماتہ نظر جاتی ہے گلچین کی بھل
 جیسے بھونر کیو چھپا لیتا ہی پانی کی بھل
 سرو و شاد کو چھانٹو تو مر طول اہل
 دیکھو سنبل کو تو بالکل مری قسمت کاہل
 شاخ گل کتنی ہی بیل سے کہ نہ مندی مل

شہر چھٹے تو معطر ہو دماغ لذت

بیٹہ جانے جو کسی پھول پر زبور غسل

مطلع

شاہ فصل بہاری ہر غضب کی چنچل
سونوں نے لب غنچہ پہلی ہے سستی
شاخیں جھک جھک پڑیں بایشاہ فصل گل
سونوں سے رخ لیلی کا بھی مدہم ہر رنگ
شیشیان عطر کی کوئی ہرین گل شبونے
سرو کے سامنے آنکھیں نہیں کرتی ہر بہا
خسرو گل کو کمی کیا اگر شبنم کی
ایسی برسات کے پانی ہو لبالب ہر چین
چوب جینی ہر گل سرخ نے کہا ئی شاید
ہر جو خدمت میں جوانان چین کی سرگرم
قابل دید ہر گلشن میں ریاضی کی بہار
سطح گلشن پر ہرین جیچہ چمنوں کی شکلیں
روشنی قادی ہرین سرو چین اون پعمود
قائمہ زاویہ ہر کنج گلستان ہر ایک
بیلچہ ہاتھ میں پرکار ہے تختہ گلزار
کیا ہی موقع سے لگائیں ہرین گل لالہ روضہ
کیا ملائے ہرین درختوں نے قدم گلشن میں

ق

کبھی پھولوں سے ہنسی ہر کبھی غنچوں سے چل
چشم زکس میں شقائق نے لگایا کاہل
ناز سے ڈال لیا سر پہ او لٹکا ترخیل
زلت لیلی سے سوا ہے کہیں سنبھل کا بل
تا دماغ گل زنبق سے بھلجائے غل
جس طرح سامنے دو لہا کو وطن پہل پہل
راجا گہ موتیوں کا کال نہیں ہر دہش
پھول جواؤں سے دوبرہن ہر ہر تو کنول
نرگسون کے لئے طیار ہوا اطریشل
باغبان تجھ کو ملیگا تری خدمت کا پھل
ہر عجب ہندسہ قدرت متراض ازل
گول ہرین کوئی تلوئی ہرین کوئی ہشتاہل
آبشاروں کے محیطوں نے کیا اپنا عمل
دیکھ لی مہندی کی ٹہنی نے بنا کر جدول
باغبان روز کیا کرتا ہے سب شکلیں جل
جس جگہ جاکر قریب ہے جہان جہاں
گل شبو بھی لگائے ہر کھڑا منہ ہر گل

سر و پستان تو شمشاد بنا ہے کر نل

لال کرتی کی پٹالن ہر شقایق کا ہجوم

مطلع

کہ جو انان چین آج ہین کچھ اور ہین گل
کیا عجب گردشِ افلاک میں آجانی خلل
کیا عجب ہاتھ کے تل سی کوئی چھوٹے کوئل
کیا عجب نئے جوڑے جابین نکل آئیں چل
کیا عجب باندہ مسبحہ سے اوگے نخل اعل
خاک سے بیہوٹی کی طرح آئے نکل
کیجئے ڈالکے پانی میں جو رنگار گل
باتیں کرنے لگے تو تے کی طرح ہر توئل
شجر قد میں قدم رکھتے ہی چھوٹی کوئل
مانگ کے بدلے نکل آئی شاخِ صندل
شاخ میں گازر میں کے وہ لگا ہلکے چل
قوتِ نامیہ سے کیا ہی بڑا ہی چل
واہ وازور کو کیا ہی نکالا ہے بل
نامیہ سے بڑے زور وں پہ ہر سارا گل
چھیلتے پھیلتے مالی ہو جاتے ہین شل
صبح تک سبزہ او بھرتا ہے دود و اد گل
مجھ کو ڈر ہے کہ میں رضوان ہی نہ دود

قوتِ نامیہ ہر اٹھتی جوانی ہر پل
کیا عجب سرو پہ چھو بہ گردن ٹکباے
کیا عجب لوگ تھیلی پہ جالین ہر سون
کیا عجب پیکر عشاق بنین خاک چمن
کیا عجب شتہ زار سے بلیں پھلین
کیا عجب نوح شہیدان بھی پے دیدہا
کیا تعجب ہے کہ پتھر سے اوگے سبزہ تر
کیا تعجب ہے کہ شیشے کی ہی چھو جو زبان
باغ میں جائیں جو گلونے جو بن اچھریں
نخانہ سونگھ کے معشوق تماشا ہونگے
قلیہ رانی میں کشا و زریہ چلاتے ہین
شاخ و رشاخ ہونے گا وزمین تو فلک
کھچے سنبل یہ بڑا ہلکا ہشتان ہی اوجھا
صورتِ گلشن شہزادہ اوٹھجا کے کین
گھاس ہی گھاس ہے اس غنی فیضِ نو
شام تک خاک بھی چھلجاتی ہی دود و باشت
باغبانِ چنستان کی ہر گردن پڑ باغ

سبزہ شمشاد سے شمشاد ہی طوبی سے بند
 جو یونین بھپاتی بھپاتی ہی گلشن بین ہار
 کیا تعجب ہے جو گولہ زمین بھلے پہول
 کیا تعجب ہے کہ تیرمین غوپی دا ہو
 دامن نیلگیری اوٹھکے ہر چرخ نیلی
 ہندو کو کو نظر نے لگے ملک کن
 کہکشان ہی کہ نظر آتی ہے ہو ہی ندی
 مکہ مسجد نظر آتی ہے کہ بیت المعمور
 حیدر آباد ہے اونچا فلک چارم سے
 ہی وہ خورشید علم اس فلک چارم پر
 مہر گستر فلک ملک کا شاہ خاور
 شاہ محبوب علی بادشاہ ملک کن
 عمر وہ جس سے ہو وابستہ ہلال گردون
 سر سرتاج جہان وہ کہ دبے قیہ عرش
 چہرہ وہ ماہ شب چارم چہرہ جس سے بھل
 وہ جبین جس سے کہ اقبال کا تارا چمکے
 آنکھ وہ جبین ہر وقت بھری منہ نگاہ
 وہ زبان نقطہ مہو مہو مہو فصل جس سے
 لب وہ جان بخش کہ امرت ہی بانی بانی

ق

ق

جلے طوبی نہ کہیں غش کر اوس بار بگل
 جو یونین نامیہ کرتا ہر جہر دھل
 کیا تعجب ہے اگر سر زمین آجائے بگل
 خاک سے چرخ کی جانب کو چل بند صیال
 اس قدر خاک سے اونچا ہو ہر اک کوہ جبل
 پر یہ ہی شتر طاکہ انگوٹھیں نہو کوئی خلل
 وہ ہی مولا کا پہاڑ اور یہ چرخ اول
 چارمینار زمین یا عرش کی سات کو بگل
 حیدر قدرت و صناعت صناعت ازل
 جگا ہر خاک پر ہی دہو پکے ماند گل
 ذرہ پر در کر مہر مین اک ضرب شل
 خود اولی الامر جہان نخل خلد عرجل
 عقل وہ جس سے عقود فلک پر مہو نخل
 زلف ایسی شب معراج جو جبین او بھل
 جلوہ وہ جس کے شب ماہ رہے زیر نخل
 وہ بھوین جس سے کھلے عقدہ مالا نخل
 مرد مکہ کہ کعبہ مردی اسمین ہر بل
 وہ دین نقطہ مہو مہو مہو جس سے بھل
 وہ ذوق جس کی لطافت پہ کھلے امرت بھل

سینہ وہ سینہ کہ نکلے نہ کہی یا و خیدا ہاتھ وہ ہاتھ کہ دل خلق کیسے ملے توں ہاتھ ہاتھ نکھون ہی لگا دی دل جان ہاتھ بڑا ساری دنیا کو سنبھالے ہوئے ہیں دنوں آ ایک تو قطب جنوبی ہے کہ قائم ہے جہان یا آسمان میں ہون خطِ کعبہ پاسِ حضور نہ کہیں نقشِ قدمِ محمد کو بنانا یارب ہاتھ ملتا رہوں رہوار کی تیزی سے پڑا	دل وہ دل جسمین سمائے نہ کہی طویل پاؤں وہ پاؤں کہ ثبات قدمی پر ہوں پاؤں کو چوم کے اسے طبعِ روان گئے چل انہیں قدموں کے نشان سے یہ معما ہوں حل دوسرا قطب شمالی ہے کہ عالم ہے اچل انہیں قدموں کے رہوں تاکہ لگا ہر اک چل کہ جدا ہو کے کہیں مجھے قدم ہاتھ کو مل نہ یہ نشانی کہیں کا فور ہو یہ چل وہ چل
--	---

مطلع

کیسا رہوار سراپا یہ ہو کی ہے کل گنڈا کرنے میں بنے شاخِ خمیدہ گردن یہ اگر ابلق ایام کو ٹاپین مارے چار نعل سکے ہیں یا چار ہلال گردن کبھی مشرق سے اگر جست کرے مغرب تیر جہ طرح کمان پر کوئی جوڑے ہو کھڑا کون سی حکیت کا سبزہ ہے یہ ماشا اللہ اک اشارہ جو کہیں اسکو حضور پر نور اوسکے سوج کو وہ یوں ٹاپے سے ٹھکرا کر کے دیکھ لے تاکہ خلافت کی قیامت کی ہو چال	بے سراپا یہی یہ بنتا ہے ہو کی ہیکل تھو تھو غنچہ رسوسن سبد گل ہوں کفل شب شود نیم رخ و روز شود مستقبل راہ یک سالہ پہرے تین طرار وین عمل چاند ٹیکا ہو تو نور شید بنے داغ کفل اسکا ٹھہراؤ بھی چلنے پہ تلا ہے ہر پل قدم او ٹھہرے میں نظر آتے ہیں دھستی کو پل شیر گردن کے لڑے چھاند کے گرد نکاح کہ ڈھلکتا ہوا تو چاند کے مطلع سے نکل اسمیں ہے ابلق ایام سے بڑا کھر جھل میں
---	---

واہ کیا میرے سلیمان کی سواری کی جو دھوم
آگے ان پر یون کے دیکھو تو کئی دیو سیاہ

سب یہ پر یون کا چھلاوا ہے کہ گھوڑی کو تل
سب یہ ہاتھی ہیں کہ ہاتھیا کا اوٹھا ہوا دبا

مطلع

ہیں گھنگھو گھٹا ہاتھیوں کا دل کا دل
پاؤں سے گا د زمین کو یہ ابھی مل الین
دیکھئے دور سے آنکس سے کہ نکلا ہے ہلال
نظر ہو جو کوئی اسکی سبک چالوں کا
کالے بادل جو دبے پاؤں چلے جا رہیں
کمین بادل کی گرج بھی زمین ہتی ہر
بڑھکے ہاتھی نے اگر عرش سے ٹکری ہر
طور پر ہی شب معراج کہ اس قد یہ رنگ
پیلے ہم عرش کی زنجیر نہ کرتے تھے
لیکے یہ سوڈمین پانی کو اوڑٹے جھوپٹا
کالے بادل میں نظر آنے لگے لال ہنک
ہین عاری میں مرے قبلہ عالم جو آ
تیغ در دست ہین ہاتھی پہ حضور زینور

کجلی بن دھوم سے جگے جگے میں سنا سنگل
فیلان ہٹھکے کے مستکے جو کہ میں مل
دیکھئے پاس سے ہاتھی ہر کہ چرخ اول
یہ سید رنگ پھرے آنکھوں میں بنکر کاجل
بے صدا پاؤں یہ دہتر تازی زمین پر پرل
اسکی چنگھاڑ سے ہوتی ہر فلک کو ہل چل
سایہ ویرانی اعدا کو بنا گھٹ کی زحل
دانت ہین وادی موسیٰ کی دکھتی مشعل
دیکھ کر سوڈمین زنجیر وہ عقد ہوا حل
سارے عالم کو نظر آئے برستا بادل
یہ رنگی سوڈ سے دکھلاے جو کالی ہل
پوشش کعبہ سید ہنہین ہاتھی کا محل
کالے بادل میں چمک جاتی ہر کجلی ہل

مطلع

ہر سر پا جو لوافتح کا تلوار کا پھل
جب جو ہرنے دکھائی ملک الموت کو نگھ

بے سرا پا بھی لو اہی یہ میان مقتل
پہر کہی موت اس سے ہوتی رو بدل

آف رس جو ہر تر سے دید کی صفائی رکھو
 کھنچے چلنے ہی لگے تیغ ہو یا موج شراب
 نیچے سبز ہے پر خون میں بہا جاتا ہے
 اسکے جو ہر کو عدد وہی نظر آتا ہے
 کسی مسجد کی ہی محراب یہ محرابی تیغ
 چشم معشوق میں ڈورے ہیں کد برو بیتان
 آب تک نشک ہو کیا قہر ہے تلوار کی آغ
 لوگ سچ کہتے ہیں صحبت کا اثر ہوتا ہے
 چرخ پر چڑھ کے جو ادتری تو بنی عید چاند
 چرخ خالی جو ہوا تو پنے لی اسکی جگہ

یہ ہزار دن میں نکلتی ہو پڑی ہو چنیل
 کام موقع پر کس تیغ ہے یا ضرب مش
 لال بھولو نہیں لدی جاتی ہے آٹھی کوئل
 جس طرح ایک کو دو دیکھ لے چشم حول
 جو گیا سامنے اسکے وہ گرا سر کے بھل
 میں کمون قہر کی نابین کہ ستم کا کس بل
 آج اک برق ہو کیا ابر میں ڈوبا ہو بھل
 کام تلوار کا کرتا ہے اسی کا مصفل
 عید قربان کا کیا کام مہیاں مقفل
 توپ وہ توپ کہ ہو چرخ کو جس سے بچل

مطلع

اژدہا توپ سے دم اسکا ہو وہ ضرب شل
 مور کھا جاتی ہے پر مارا گل دیتی ہے
 اسکی رنجک جواڑی وڑتی ہی بجلی چمکی
 چرخ پر توپ سے یا کاکشان چرخ پہری
 اسکا پھر دیکھتے تے خرم فاطمین آب آب
 پھر کے پھیرے ہیں کہ قطبین میں ونون جان
 توپ وہ توپ کہ دب جا ہی حصار گردن
 یہ بیالے کے فیتلے سے مہولی ہی کالی

ساتون افلاک کو گولی کی طرح جاگل
 خوب باروت ہوتا ہے دیوانہ دہا عمل
 توپ جو وقت دغی دغے ہی گرے بال
 اسکی مہتاب سے یا ماہ سپہراول
 سپر کی کیلین میں کہ سب عقدہ مال انخل
 گرہ نار ہے یا توپ کی ساری ہیکل
 گولادہ گولادہ قلعون کو کرے متاصل
 سانپ کے کاٹنے سے کالے ہوئی راجا

<p>میں یہ سمجھوں کسی چوڑی نے گھسیٹا اثر گھڑچڑھی تو بین ہین سرکاری کیا ٹوپی یہ دعا کرتی نہیں اور دعا کرتی ہین گولہ انداز ہی مشاق ہین سبحان اللہ صبح کو حور بنے عدل کا جامہ پہنے</p>	<p>ریں سے پیل مان اسکو اگر سر کبھل تو یوں گھڑ سے ہین پر گھڑوں پہ تو پوچھا محل اپنی گھڑوں سے ہی تیر چلیں وقت بدل شب کو یوں جوڑ کے نقطے کو اڑا میں دل پہ تو سوناز سے دربار کو دوڑی پیدل</p>
<h2>مطلع</h2>	
<p>شیر بکری ہین قرین پہ پہن ہین کوئی ظل سب کو اک عالم جاز سے غنی ہو کر دنی او کی خلوت کو جو پوچھو تو بہ از جلاوت سے پہر شجاعت میں جو دیکھو تو وہ بے مثل نظیر نہ رہے تن میں روان خون بزرگ لالہ سانے آتے ہی رستم کا بھی قالب ہوتی گیو درستم سے بھی ہڑھکے سپاہی دسکا دیکھو نیز کو تو کان جنگ میں پیدل ہوں سب عرب کہتے ہین تیزی میں قمر کی تاثیر او کی غسان سخاوت کا نہ پوچھو نہ کور سوئے چاندی کی اینٹیں ہین کہ میں شمس قمر کر دیا کشتی درویش کو زر کی کشتی قوت زر سے ہوئے زال ہی سب زل ز</p>	<p>دیکھو ہین ایک ہی پنگے میں سدا رحل ایک بوہ رہا کرتا ہے ہر دم ہر پل فوج کی فوج سما جاے وہ ہر گوشہ محل اوس سے نکلیں جو ملائے کوئی میاں میں ستحر نہ گگل کی طرح ہوا کھل رم کرے سامنے سے بنکے وہ رم کی کھل نیزہ و گرز سے لے کام اگر وقت بدل گر زمار سے تو سوار و نکو بنائے پیدل جہشی دسکے ہین دشمن کے مٹانے کو رحل سیپہین گوہر سے بھری بیٹی ہین پوچھو بہر دیا دسنے زرد سیم سے گرد کا محل سامنا ہوتے ہی سیلی ہر گلے کی ہیکل کہ جوانی سے ٹہرا پے کو دیا دسنے بل</p>

ملک اسکا ہے خدا یا کہ کوئی جنت ہے جس جگہ دیکھیے سب عیش میں کرتی ہیں جہل

مطلع

ہاں مے ساقی بدست بجا اپنی بغل
دیکھنا آج وہ ہن برسے گا انشا اللہ
بیٹھے ہیں تخت سخاوت پہ حضور پر نور
شاہ حجاجہ جو کھولے گا خزانہ ناپا
ہم تو مداح حضوری ہیں کی کیا ہو ہیں
گئی پشتوں سے نکھڑا رہیں اس گدھی کے
پشتہا پشت سے اس در کے زمین گیر ہیں ہم
صاف باطن تیرے سرکار پہ کی جان فدا
اک نظر اپنے قدیموں پہ بھی ابر سخا
لاکھ میدوں کی امید یہی ہے اپنی
دوسرے نہ کہیں جا کے صلہ مانگو قدر
جو یونہی مانگنے کی اسکو ٹپری ہو عادت
تخت طاؤسی کر سی رہے جب تک قائم
یا خدا عرش پہ پونچے تری کرسی جلال
زلفشان تاج ہی خورشید کے سر چہ تک
یا خدا ملک کا ستارچ رہے تیرا تلج
ماہ خورشید ہو جب تک کہ کرے کسب ضیا

دیکھ دھن سے برستا ہوا آیا بادل
غربا ہند کے سونے کے اٹھائے محل
قلعہ افلاس کا کیوں جڑ سے نہو تھل
زر امید سے بھر جائینگے بے سبج
نہ فلک سے کوئی دُرب نہ زمانے سے غل
شکر ہے سابق الایمان میں ہمیں پڑ پس
باپ دادا بھی ہوئے دفن میان نزل
یہ صفائی تھی کدائی اونمیں نعل میں جل
سب کہیں سوکھے ہوئے کھیت پہ بربال
اب جاؤں کہیں میں چوڑے یہ رنگ محل
بس یہی کے قصیدے کا صلہ ہو محل
اپنے سرکار کی مانگتے ہر جا ہر کپل
جب تک اس تخت کا پایہ رہے چرخ اول
پایہ عرش کے اوس پار رہے تیرا محل
جب تک تیغ ہلالی ہی گلے میں سیکل
تیری تلوار کا بیٹھا رہے دنیا میں عمل
جب تک ضو سے ہو یہ بام فلک کی شعل

یا خدایا شاہد ہے تیرا وزیر لایق
 فوجین میں ثابت و تیار کی جب تک قائم
 یا خدا خلق میں سب نظم و نسق تیرا ہو
 حوت جب تک سچا افلاک میں برج آخر
 یا خدا زیر سب سے ترا قبضہ پھیلے
 کہمکشان رات کو جب تک سے فلک پر قائم
 یا خدا عرش پر گرجا ہے حضور ہی جہنڈا
 مشتری سات ستاروں میں ہو چمک بامی
 یا خدا تیرے محبوب کا چمک جائے نام
 کرین گردن کشیاں تو ہمیں گردن کھجکا
 ہفت فلزم میں زمانے میں جہانکجاری
 یا خدا تیرے عدو کا نہ لگے تل بیڑا
 کچھ جو اوہرین تو گرے برق غضب کے دوں
قدر رہاں ہاں کہیں غصہ نہ تمہیں آجائے
 ہی جو سرکار کا دشمن تو مرے گا بے موت
 فاتحہ روح ولی پیر میں پڑھنا ہے ضرور
 گو کہ اس بات پر دونوں کی سخن میں شاہد
 پراد سے ہند کا تحفہ یہ قصبہ دیجاؤ
 گور سے اوٹھکے کے صل علی صل علی

خوش رہیں او کی لیاقت سب علی صل
 جب تک اس نظم سے آئینہ دنیا میں خل
 ساری دنیا میں بند ہی فوج حضور کا
 رہے جب تک کہ حمل چرخ کا برج اول
 شاخ درشاخ رہے تیرا عمل تا پہر حمل
 دن کو جب تک ہے کرن پامی فلک کی چپا
 تیری نصرت کے لوا میں کہی آئے نہ خل
 سب سیارہ میں جب تک کہ ہی بنام حمل
 تیرے دشمن رہیں دنیا کے ذلیل و خوار
 سر و ٹھائیں تو گرین خاک پڑے ہر کہل
 برف جھوٹ تلک مہر سے جاتا ہی کھیل
 دست دیا دیکھ لگین پیر میں ہو کر تل
 کچھ جو ڈوبیں تو ادھیر تیرا ہی جی اصل
 استینن نہ پڑاؤ کہ ہو سب میں پھل
 مے کو مارنے سے ٹکڑا لگایا پھل
 کہ دکن میں وہی شاعر ہوا سب سے افضل
 نقش ثانی ہوئے تم اور وہ نقش اول
 کہ ہر اک شعر سے اک عقدہ مالا پھل
 مردے جلی دھٹے دکن میں ہو ہی ضرب

اس قصیدہ کا جو ائینہ محبوب نام

نذر دید وہی سدا کرتے ہیں

شعر گئے ہوں جو منظور تو کیا شکل ہے

حیدر آباد کے اعداد گنیں اہل جس

۲۳۰

قصیدہ مہر منیر درج نواب سالار جنگ میرالدولہ مختار الملک
میر لائق علی خان بہادر عماد السلطنۃ مدار المہم سرکار عالی دامت قبالہ

نرمہ محتسب وقاضی و مفتی کا خط
کہیں زاہد ہی کہیں شیخ کہیں واعظ است
پچھلا پڑتا ہے کوئی ٹھوکرین کھاتا ہے کوئی
دریچخانہ سے پیلا ہے درباغ تلک
کہیں ٹھڑکی سیلین ہیں کہیں بھولونکی
کان اوڑتے ہیں کٹورون ہی کی جھنکارون
دیتے پرتے ہیں صدا کوئی نہ پیا سا جائے
دہوم ہے آئی بہار آئی بہار ان روزون
ذکر ہے پیو اسباب پہ چٹھی ڈالو
ہائے کیا فصل بہاری ہے عجب ہوسم ہے
کہیں بادیں کی گنگا سے کہیں سجتا ہوتا
جہانگون کی صدا کے کوئی سوچ میں ہے

ہے برائی کہیں شیریں کہیں بون میں ہیر
خانقہ سونی ہے محراب تھی نم منبر
مے لٹ رہی ایسے چھلکتے ہیں سب و ساغر
پھول سے پھول کی بو کھاتی ہی باہم ہلکے
دورہ شام ہیں کہیں تا وقت ہے
مشکونین سقون نے بہری ہے شرابِ حمر
لو پیو آؤ ادر آؤ ادر آؤ ادر
شور ہے مست رہو مست رہو اٹھ پیر
فکر ہے پیو نیلام کرو سارا گھر
ونکر کوئین چھلکتی نین اگر دم بھر
ناچیں کہ تا ہی جادو کوئی زہرہ پیکر
شور قفل کا اڑتا ہے کہیں ہوش بستر

کوئی یڑھتا ہے کہیں شنوی میر سن
 بر زبان ہے کہیں جنون کہیں فرہاد کا حال
 جنگِ ننگی ہے کہیں واقعہ رومی ہے
 کہیں رستم کی لڑائی کہیں سہراب کی رزم
 کہیں کسریٰ کی عدالت کہیں حاتم کی سخا
 جو ترنگ آئی جسے باندہ دیا جھاڑ پہاڑ
 رند و آزادہ و بفکر بہن میخانے میں جمع
 یہ زل قافیہ سن سکے نہ تاب آئی مجھے
 چشم دیدہ سونو مجھے نہ شنیدہ مانو

میر کی غزلین کوئی گاتا ہے بہت بہتر
 کہیں لیلیٰ کہیں شیرین کی حکایت ازبہر
 جنگِ دارا ہے کہیں واقعہ اسکندر
 سام کا حال کہیں واقعہ زال زہر
 کہیں حسان کی فصاحت کہیں سبحان کی نہر
 جبکہ منہ میں جو کچھ آئی وہ اڑائی بے پر
 غم غلط کرتے ہیں بیٹھے ہوئے یوں ہی اکثر
 اون ہنگون سی کہامیں نے ذرا دھیان اور
 گور کے مردے اوکھڑا کر دیکھ پھر

مطلع

دیکھنا خط شاعری کی بنا کر مسطر
 علمِ خامہ میں لون کیلے اگر یا عباس
 گاڑ دوں معرکہ مدح میں جھنڈ اپنا
 ہاں مری طبع رسا خاک سی افلاک پہ چڑھ
 ہاں مرے دست بیان عرش کی زنجیر ملا
 ہاں مرے شور و مقالات بجا دے ڈھکا
 ہاں مرے ہم روان اوٹھکے بٹھا دی گئے
 ہاں بلاغت وہ فصاحت سے سنا و خطیبہ
 او کی آواز سے گور تیشی الہاے

وہ لکھون نور کے اشعار کہ ٹھیری نظر
 کھینچ لون تیغ زبان کیلے اگر یا حیدر
 عرش سے جھولتی رہیا مری تیغ دوسر
 ہاں مری فکر بلبند آج پہنچ کر سی
 ہاں مرے پائی تناعش کو اوس پار
 ہاں مرے زور خیالات جوارے نشکر
 ہاں مری فہم جو ان بڑھکے چھا دی منبر
 سنکے سودا بھی کہے مسل علی چلا کر
 ہند سے تاعربا کہ ہوم رہے آٹھ پھر

تیغ ہندی جو کھینچے نوز کے جوہر چکین جیسے پران لکھی ہر تی تین سلیما کا تخت لیکے تیخت ہنر جاؤن مثال تصف وہ سلیمان ہے نواب منیر الدو خود سخی ابن سخی باپ ذریہ آپ نیر جدا علی کی وہ شہرت تھی کہ ہی عالمگیر باپ کے نسل ہو ملک میں مختار الملک میرے محبوب علی شاہ کا محبوب وہ عقل وہ جس سے کہ پشت فلک پر خیم بادپا اوسے سواری کو منگایا جسم	جوہر خنجر رومی کے بچا دوں تیور یون مضامین سی ہوا پر ہو مرا تخت ہنر اوسکا مداح بنون ہے جو سلیمان نظر میر لائق علی لائق دذی نعم و ہنر میر عالم کے گمرانے مین بڑا نامہ آور دہوم ہر دہوم کہ تھی باپ عیشاں لکبر اوسکے قاست کی تبا ٹھیک ہے اسکی قدر جیسے اللہ کا پیارا ہے مر مغیر راے وہ کا پنتا ہے صبح کو سورج تھمر آگیا حکم روان اسکا جسم ہو کر
--	--

مطلع

اوسکا شبیز چملا واس ہے کہ اک تیر نظر اک دہو را یک صبا ایک شمال یک جنوب بادپا ہے بہ سبک سیر کہ چو بانی ہے اپنے سائے سہیڑ گتا ہے کلیلین دیکھو رات قطبین پر یا کانو پیر اندھیری ہے وہ سبک خیز کہ پانی کا گھوڑا رکھو دونوں باگون عجب جہو متا رہا جو وہ جب صفت رزم مین نیم کو چو کر کے چلے	چاند ہے برق جھنڈ ہے کہ اک باد حشر دست و پا چارون مین یہ چار ہوا مین ملکر اوسکی رفتار کی تیری ہے کہ باد حشر چال مین چو نہیں پاتا اوست سایہ دم ہر تھو تنی ابر کا لکیر ہے تو دندان خستہ چال وہ امنڈی چلی آتی ہے موج کوثر کتا ہے دونوں جہان مین مین میرا ہمسر صفت تو صفت جہو نکون سے دنیا جلی دہر کی ہر طرف
--	--

تیغ در دست جو نواب سواراوسپر ہون
 تیغ وہ تیز سائے جو کہیں آنکھوں میں نہ
 جھمکے اعدائے وہ ملتی ہے تواضع اسی
 اوسکے ساغر کی ہے اگر کشتی ساغر غور شید
 مثل شمشیر ہے قبضے میں دلیل قاطع
 بگھیان نور کی رکھی ہیں سواری کے لئے
 ریل گاڑی کی اوڑاتی ہیں دہلیں چلتے ہیں
 ہاں کسی عہد میں تہ تخت سلیمان مشہور
 داسن دولت جاوید ہے اوسکا دامن
 وہ سہارا ہے غریبوں کے لئے صبح و مسا
 وہ خطا پوش ہے مجرم کے لئے سرتاپا
 وہ ارادوں کے لئے جائے نماز حاجت
 وہ بلاؤں کے لئے پروگی پردہ دھنسل
 وہ یہ شے ہے کہ دے اوسکتے گرد و فساد
 وہ صحابہ گرافشان ہر چلین اہل نیاز
 وہ جھکا رہتا ہے کیا سوچیے اخلاق کا حال
 وہ مرے ذہن میں اک برق فتح و نصرت
 وہ مری دید میں اک پردہ چشم مغفود
 وہ مری عقل میں اک سلسلہ و عنقود

کر دے باد پر اک برق پڑے سب کو نظر
 کا جل آنکھوں کا اوڑے پر نہو پتی کو خبر
 سچ ہے دشمن سبھی جہک جاتے ہیں سبھی جہاں
 اوسکے خیر کا ہے میخ نیام خیر
 ہے دعاے غریب پشت پہ مانند سپر
 عقل چکر میں پڑے دیکھکے جتنا چکر
 اس زمانے میں تو ممکن نہیں ادوں کا ٹکر
 پر وہ کانوں سے سنا اور یہ پیش نظر
 درامید و در فیض ابد اوسکا در
 یہ گزارا ہے فقیروں کے لئے شام و صبح
 یہ عطا پاش ہے سایل کے لئے سرتاسر
 یہ مرادوں کے لئے سبھی گداہل نظر
 یہ دعاؤں کے لئے راہبر راہ اثر
 یہ وہ جا ہے کہ جہان ہینکدین سرکش فرس
 یہ جناب ہنر آرا ہے بڑھین اہل تنہر
 یہ کھلا رہتا ہے کیا پوچھیے باطن کی خبر
 یہ مری یاد میں چار آئینہ فتح و ظفر
 یہ مری چشم میں اک حلقہ چشم قصیر
 یہ مرے علم میں اک آئینہ اسفند

یہ مرے درک میں کشتی شرافت کا گزر
یہ مرے دھم میں آغوش حیاتے لبس
یہ مرے پیچ میں ہے بیت مقدس کا در

وہ مری فکر میں اک دامن دریا سے جلال
وہ مری فہم میں دستِ ہوس طالب یار
وہ مرے دہیان میں برگِ شجر طوبی ہے

مطلع

جبذا وارثِ برحقین میر زاد و گھر
میری عزت کے وفاتر کا ہر صندوق یہ
لوح محفوظ یہ چوکھٹے مجھے ستر ستر
در نہیں میرے سینے کا یہی ہر لنگر
میرا خود قسم قسم سے ترا حلقہ در
اب نہ اڑھو گانہ اڑھو گانہ چوکھٹے یہ
میں مسافر ہوں تو ہیں آپ مسافر پرور
بحر کوڑے میں سماتے کہیں دیکھا ہو گھر
گلے تھو کے تو بے گرتے ہوئی آب گھر
وقت خواب و سکو سمجھتے ہیں وہ سونیکا گھر
سُن گئے تیری عدالت کی خبر اہل نہر
ہاتھ پر سونا اوجھا لاکرے شاہِ خاؤ
بنگیا اگر یہ برسکیں یہ دبا ضیغم نہر
نام ہے میرِ سعادت علی ذی جوہر
یہ ہلالِ فلک اوج ہے بدرِ آٹھ پہر

مرحبا حامیِ بحرینِ دعلم و ہنر
تیرا دامن مجھے جز دان کتابِ سمیت
خطِ تقدیر ہے میرا اسی دامنِ بلیکھا
باد بان ہے مری کشتی کا نہیں یہ امن
ہی مرے ہاتھ کا دستانہ تیرا دامن
اب بچھوڑو گانچھوڑو گانہ دامنِ بہت
میں جو بندہ ہوں تو ہیں آپ کے بندہ نوا
تیری دیا سخاوت کا بیان میں ہی کر
دردندان کا کوئی فیض و اثر دیکھے تو
سہر دیا خانہ درویش میں زر تو نے تمام
میرے مضمون کسی سے نہیں اڑنے پاتے
ٹوک سکتا نہیں مشرق کی کوئی مغرب تک
خلق میں دہاک تھوڑ کی بندہ ہی ہے سی
وہ شجاعت کہ ہوائی ہے شجاع الہی
خرد ہی ہے پری ہی خردی میں بزرگی پیدا

عقل وہ ہے کہ اسطوے نہ مانہ کیئے یوں ہر وہ قوت بازو سے جناب لا جنڈا رستم میدان نجات سے وہ مرجا حاکم شیلان سخاوت سے وہ واہ کسرے شبستان عدالت سے وہ یہ صفات او کی ہے ذاتی عجب کی ہوت قدر تم نے تھے کس کام کو کرنے لگے کیا ہوش میں آؤ زرا چشم خرد مل ڈالو	طالع ایسے ہیں کہ تصویر بنے اسکندر جس طرح قوت بازو سے ہمیر حیدر بلکہ رستم ہی سے نام تو کا پنے تر تر بلکہ حاکم کو یہ قدرت تھی نہ یہ زور زور بلکہ کسری شہیدین تھا وہ دیندار فر ذات قلام رہے جب تک ہے صفات دہ چڑھے کرسی پہ تو سپر عرش کو چو لو بڑ بڑ لو اٹھو صبح ہوئی مانگو دعا وقت سحر
--	--

مطلع

میرے ساتی نے مرے مٹھ سے لگایا غم منجھو ہاتھ مرا محسوس ہو دو و دو میکشورہ سے اٹھو او خرم و جام و جو نشہ کیا چایا کہ آنکھوں میں اندھیر چایا نشہ میں چور ہون چھپتے نہیں ہر ادلی اپنے آقا کو نہ میں جا گئے سو تے بھولا جب تک ہے یہ زمین اور زمین پر فلک اون ستارہ نہیں ہی جب تک کہ نظام شمسی رہے زہرہ تری محفل میں ہمیشہ قصان شمس ہر صبح رہے آئینہ بردار ترا	مطر بوجھ کو سبنا لو میں گر لبر لبر پر خدمت پیر مغان میں مجھے پونچا و مگر مست ہوں مست ہوں لگایا لگی میری ٹوک اب سیہ مست نظر آتا ہے میخانہ بھر دل میں جوتا ہے آتا ہے زبان پر فز رونکٹار روگٹا دیتا ہے دعا اٹھ پھر اور افلاک پہ تاباں ہیں جہان تک اختر سیدہ سیارہ کا جب تک ہے فلک پر چکر خود عطار درتے دفتر کا رہے سر دفتر انجمن کا تری ارا کا بنے ہر شام
---	---

بڑھ کے ہے حکم مقنا ستر احکم محکم
تیرے اعدا کو زحل چٹین لینے دیکھین
بہر تے بہر تے جو عدوت تک کے گریں منہ کر لیں
ختم کر دیجئے اسے قدر دعاے شری
ہوش و ذرا دیجئے بلب کی بزرگ بلب

تیرے دربار کا قاضی رہے سعد کبر
کہ یہ بخت کرے اور پہر آئے در در
کھینچ کر پیر دے سرخ تقا پر خنجر
کیئے اک تانہ غل خاتمہ دعوت پر
وہ نئے طائر ایجاد کے نکلیں شہر

غزل

چشمہ خضر سے لب پہ کہیں بہتر انکا
تھی فقط جام بنانے سے ہی جو کجی غرض
بے وسیلے تو خدا تک بھی رسائی ہو محال
اک اشارہ ہو جو ابرو کا تو میں جی جاؤں
ہیں یہ مخدوم میں سو جان بڑی کا خادم
بے تکلف ہوں مگر دل کا نہ پوچھو حال
رکھ دیا نام مقید سے کامی ہر منیر
قدر کو آپ کے دربار میں لایا ہوں میں

کیون نہ منہ نہ دیکھ کے جہاے سکن انکا
تا کہ وہ دیکھ لے اوسین رخ نوران کا
سلسلہ ہے مجھے گیسو سے معبران کا
اب حیوان میں بچھا رکھا ہے خنجران کا
یہ خداوند میں بندہ بے زرا انکا
اوسین جب چاہیں چلا آئیں ہی گہراں کا
دل یہ ہی ہر و محبت میں ثنا گراں کا
رہے ان پر بھی نظر آگے مقدراں کا



دارالامارۃ

در مدح جناب امیر الدولہ سعید الملک راجا محمد حسین خان بھساور
ممتاز جنگ سحر تخلص والی ریاست محمدا آباد ملک اودھ

بند ہا عروس بہاری کے در پہ بندھنوا
سفید ابر ہی چایا تو ہو گیا گلنار
خنا لگائے ہوئے پنجے میں ہو چکا
بڑھارا ہے جوش شاد طرہ طرار
جو غارہ ملتی ہے رخ سپہاوی فضل بہا
جو داغ بیل لگائی وہ ہو گئی زنا
سکھایا موج نے ہر نہر کو نکھار نکھار
ادھر کو سبزہ خوابیدہ ہو گیا بیدار
ادھر چین دم طاووس بگیا اکبار
ادھر ہوا لب لالہ بھی بان سے گلنار
ادھر بھی کوند کے بجلی دکھا گئی دیدار

چمن کا بیاہ ہے کلیون کا ہو گیا انبار
بدل کر آئی ہے مشاطہ صبا جوڑا
دھڑی جمائے ہوئے سوسن نے بہنوئی کیا
اوگی ہوئی ہے لب نہر باغ میں گنگھی
گلوں کے چہرے پر افشان چنی ہوئی شمع
مشال سینہ مستحق پٹریاں مین صاف
بتائی مایون نے سر کو تراش خراش
گئی چمن سے ادھر غوا بنائیں گرس
ادھر ہوا سے ہوئے لکھمے ابرنود
ادھر دہنک نے بہراپنی مانگ میں ہیند
ادھر جو نہر چین کو ہوا نے لہرایا

ادھر ہر قصیدے پڑ ہے بلبلوں نے نالوں کے
 ادھر ہر کسے صدن برگ کے لب تشنہ
 ادھر ہر چین نے کمالی قباے بہترق
 ادھر ہر جو طرہ شمشاد بڑ گئے تادوش
 ادھر ہر گھٹا سے ہوئی چٹنک یکا دالبرق
 ادھر ہر چلی جو چین میں ہوا سے روح افزا

ادھر گلون نے کمالا طلاے دست افشا
 ادھر ہر ہی جہوم کر آیا سحاب گوہر با
 ادھر گلون نے سروں پر سبھی نئی دستار
 ادھر ہر لٹکے گئے سبیل کے شلے تابہ کنار
 ادھر چھپک گئی نرگس کہ سیخطف البصار
 ادھر سحر کو کھلی چشم نرگس بیمار

مطلع

چمن میں برگ گل تر بصورت لب یار
 عجب نہیں ہی زبان ہو دہان غنچہ میں
 چٹک چٹک کے کہیں غنچے قم باذن اسد
 عجب نہیں ہے جو یہ سنکے سرو چل نکلیں
 عجب نہیں ہے کہ آئینہ آب حیوان ہو
 عجب نہیں ہی بقول نظمیں فارابی
 زاعت الہاں ہوا حکم جانور کی د
 عجب نہیں ہی جو بھوٹیں جاب کے بیضے
 عجب نہیں ہی کہ بجلی ہو مرغ آتش زن
 عجب نہیں گل لالہ پڑ ہے جلال کی طرح
 صدائے وحدت سے ملکہ ہر ایک قطرہ آب

عجب نہیں ہی اگر کوہ دین لب گفتار
 عجب نہیں ہی زبان آوری کرے ہر خا
 عجب نہیں ہی سیما نفس ہو باد بیمار
 کرین چمن میں بگولے کی طرح خود رفتا
 عجب نہیں ہے کہ بول وٹھے طوطی زنگار
 چمن سے چین تک ملک چین سے مانگلا
 اگر بنوک قلم صورتے کنہ زند نگار
 تو نکلیں نہر میں مرغایان قسطا و قطا
 عجب نہیں ہے کہ بادل ہو مرغ آتشوار
 عجب نہیں کہ ہزار سے سے نکلی صوت ہزار
 ہوا میں نہیں بنے ہنس سے ہو مویقار

مطلع

بنی ہر خمہ ہر اک عندلیب کی منقار
 گرج ہے بادلوں کی یا لگ ہی ٹیلے کی
 سمان بند ہے جو گاتے ہیں کیلیان لای
 لگائی ہے گل شبوئے منوہی شہنائی
 اودھر جو ملے بجاتے ہیں تالیاں پتے
 گرے جو برگ ہوا میں دٹھے وہ قصنان
 بہرے ہوئے ہیں پیالہ گلوں کے شہنم سے
 ہراس بہار میں لیا جھونکا جو تون خرو
 یہ حال دیکھ کے صوفی بھی وجد کرتے ہیں
 لگا رہی ہے وہ بالاسے سر و قری ضرب
 زمین کرنے لگی آسمان سے باتیں
 اودھر تو فاختہ سے غل بچا ہر کو کو کا
 اودھر ہے سر پہ حق سرہ کا ہنگامہ
 وہ بجلین کی چمک اوسپہ بادلوں کی گرج
 وہ آبشار کے لٹے وہ موج باوجہا
 وہ آمد آمد ہیوں کی وہ ہوا کا سناٹا
 وہ ساؤنی کی بہار میں وہ راگ ساون کی
 مچی ہی چارو نظرون ایک راگ رنگ کی دھم

جہان پڑی رگ گل پرچہ چین میں شمار
 جو موزاچتے ہیں بل رہا ہے سب گلزار
 کہ پل ہے کاسہ طنبور سیان میں تار
 جو پتے پتے ہیں جھانجھین بجاتے ہیں تاجا
 اودھر ہوا سے بہاری الاہتی ہی بہار
 لئے یہ نلچ میں توڑے صبا کی ہر اک بار
 پڑی جو شاخ اٹھی جلت رنگ کی جھنکار
 مثال سلسلہ پیتا اٹھسا چمن کا بجا
 ہوئی ہن حال سے بیجاں قمران نزار
 کہ جیسے کوئی اذان دے سر بلند منار
 چکور مور اودھر اوس طرف کلنک دسا
 اودھر بند ہے پیہیوں کی کمان کا تار
 اودھر ہے آنک کے اوپر کو کو کی پکار
 وہ خندہ گل تراو سپہ ماہاے ہزار
 وہ قزقروں کی صدائیں وہ ساروئی پکا
 وہ میہ کا زور وہ پانی کی ہر طرف بوجھا
 وہ کو لیون کی صدائیں وہ پینگا رامار
 ہوا ہے سارا سمان بندہ کے باغ کی دیوار

یہی جو دہوم رہی طفل غنچہ دہین سنگے
 یہی جو دہوم رہی کان اوڑینگے پھولوں کے
 یہی جو دہوم رہی نینداوڑیگی نرگس کی
 یہی جو دہوم رہی سردا وچھل ٹپٹے نام
 یہی جو دہوم رہی کانپا وٹھینگے شتِ جہل
 یہی جو دہوم رہی قدر رسراوٹھائیگا
 یہی جو دہوم رہی اوسکی بیج خوانی کی
 یہی جو دہوم رہی چھت اوڑیگی گردنی

کھلینگے پھول تو مہیک کا تختہ کھلا
 سینگے کون پہر اک آہ ملبس نادار
 نظر لگائیگی صحنِ چین کو بیل و نہار
 لکھیا سڑکی چوٹی پر چرخ کج رفتار
 چمن میں آئینگے اوڑا وڑ کے لالہ کسا
 ہوا میں بانہر گیا پڑہ پڑہ کے مدح کی اشعار
 اوٹھیں گی چار و نظرت ایک دواہ و اکی پکا
 حجاب اوٹھیں گی نظرتیر جاگی اوس بار

مطلع

دکھائی دیکھا وہ ظلِ خدا وہ عرشِ مالا
 کہ بندگی ہے جسے ربّہ خداوندی
 امیرِ دولہ دنیا و دین سعید الملک
 ہزار جان سے قربان اہلبیت کرام
 وہ شعرِ نعم کہ قربان جب یہ ہو شعری
 ہواے شکر نگاری جو آگئی دل میں
 وہ صاف صاف عبارت کہ عارضِ شفا
 ہوا ہے اوسکا قلم میل چشمِ مینائی
 مری طرح قلم اوسکا ہے واسطیِ اصل
 قلم نے سحر نگاری کا ترسہ لیون پایا

وہ عرش پایہ وہ عرشِ آستانِ جہ عرشِ قفا
 خدا یگان و خداوند نعمت ابرار
 جناب امیرِ حسن خان بھبادِ جبار
 ہزار دل سے غلامِ ائمہ اطہار
 وہ شردان کہ رہے تیرا اسکے سر پہ پڑنا
 بنایا تختہ کاغذ کو اوسنے سنبل زار
 وہ چپ دار مضامین کہ طرے طرار
 دوات اوسکی ہوئی عینکِ اولیٰ الاصبا
 مری طرح قلم اوسکا ہے ایک سحر نگار
 تخلص اوسکا ہے جو سحر وہ لکھا سوبا

قلم میر کا ہے کیوں لکھے نہ صد ہا سطر
 قلم نہیں ہے مگر صنع نطق کا آلہ +
 کیا ہے صفحہ کا غذا کو مشک کی ٹپا
 قلم ہے یا کوئی مجنون سلسلہ برپا
 عبارت او سکے قلم کی ہے بادشاہ پند
 ہمارے اوج سعادت سے ہر خامہ عالی
 قلم کے تحت دین ہے سب سیاہی کا غذا
 حروف ہیں کہ مٹھائی پہ چوہنٹیاں ڈرین
 عطار دوز حل آئے ہیں ایک مرکز پر
 سید زبان ہر خامہ بچھیکا کب دشمن
 صریح خامہ نہیں ہے صفیہ بلبل ہر
 قلم ہے سدرہ وہیں السطور نہیں ہیں
 اسی طرح ہوئی معجز بیان زبان قلم
 قلم کی نوک سے مضمون نکالتا ہے وہ یون
 روار دی ہے قلم کو بھی فکر عالی مین
 یہ دوزبانوں سے لکھنے کو ہر گھڑی ہو جو
 قلم سے کرتا ہے معنی سنگاخ وہ جل
 قلم ہی خوب ہے خود لکے اور خود کاٹے
 جو باغبان کبھی ریحان کبھی لگاؤ گل

عصا کلیم کا ہے کیوں نہ او گلے سیکڑوں
 قلم نہیں ہے مگر مرغ فکری منقار
 قلم کی نال ہے یا نال آہو تاتار
 حروف کیا ہیں کہ لیلی کے منہ کو نقش و نگار
 صدف او کی نکلتے ہیں گو ہر شہوار
 رقم ہے ظل ہما جب تو ہی سیاہی دار
 اوسیکے ہاتھ میں ہے انتظام لیل نہا
 قلم ہے یا کوئی طوطی شکرین گفتار
 قلم کے نیچے سیاہی کے کب ہیں نقش و نگار
 دعاے بد سے نکالا ہے اوسنے ذل کا نجا
 یہ او سکے ہاتھ کی قدرت سے وزرہ کو کھا
 سطور او سکے ہیں جنات تحتہا الانہا
 کہ جیسے حضرت عیسیٰ چڑھے تو برسر دار
 کہ زربان سے اوترتے ہیں جہ طمعار
 جو ہیں خرام مین گلبک دری سر کسار
 وہ دوزبانوں سے ہیں اوڑنیکو ہر جھپٹیا
 یہ ایک پاؤں سے چلتا ہے راہ خستہ
 یہ خود سمند ہے خود تا زیا نہ رفتار
 تو یہ لکھے خطا ریحان کبھی خط گلزار

<p>ہے یادگار قلم سطح کلچر ہاؤس جو اس پتہ کوئی رکھے تو اور ہو طرار یہ سر جو کائے ہی جیسے حضور کی تلوار</p>	<p>گیا ہے سانپ پراو کی لکیر باقی ہر جو شمع کا کوئی گل لے تو اور روشن ہو ہمیشہ سامنے مالک کے اپنے ناصیہ سا</p>
---	---

مطلع

<p>اٹھی تو جوت گری تو سہمک کے وار سے پا ہمیشہ فتح کے نشانی میں رہتی شہر کلید فتح نمایان ہے خود دم پیکار غضب کا اوسین ہے کس بل تو قہر کی جھکا ہے سانپ کیچلی مین او کی تیغ جو ہر در جواد کے منہ پہ چڑھا کر دیا اوسے فی النہ وہ ایک پاؤں سے چلتی ہے کیا ہی مارا کبھی ہین بازو کی مچھلیوں پراو کی وار کہ جیسے ایک شارے میں ابرو خمدار پٹ کے چھو لو کی چادر میں گلے کا ہا جو صید گاہ ہے مقتل تو مرغ و خشک جو کار پو چھئے اسکا تو عید قربان کا یہ آب مار کے خون روئے ہقد بکا جو اپنے میان میں آئی تو بہر ہی تلوار تو او کی آب سے ہمیشہ روغن عیار</p>	<p>ہین آسمان وزمین پر برابر او کے وا گری وہ جھوم کے توڑی ہر اسی گردن وہ کہولہ تہی ہے اعدا کے بندہ قفل جو جلیوں کی لپک ہے تو باد لو کی گرج وہ جھکوڑتی ہے پانی ہی انگٹا نہیں وہ وہ پیلا سین دو رخ کا اک نہ بانہ ہر عدو کو بھاگتے ملتی نہیں عدم تک راہ کبھی فلک پہ وہ کرتی ہے جوت کو چوڑنگ حیدر ہر کواو سے وتی ہر اک شارے میں چمن پراو کے گلے کٹ گئے ہین لکھو کو جو دام اوسین ہین جو ہر تو پیلا کنبہ جو شکل دیکھئے محراب عید گاہ قتال یہ بلکے مارے حریفوں کو اسقدر تران چلی قضای معلق پڑی تو مہر م ہے جواد کا میان ہے زلیل رنگ عیار</p>
--	--

یہ کرتی ہے دم و خم سے ہمیشہ بوسن کنار کہ جیسے گھاؤ کرے دل میں ابرو دلدار لوہ برس گیا نخلی جہان دم پیکار کہ جیسے نعل سمند حضور پڑے تہین چار	گلے میں ٹالے ہوئے شاہ قضا کی ہاتھ جو ادب کی چوٹیں میں اعدا کا دل چلی تباہ ہمیشہ رہتی ہے رنگین رنگت سے قریح بہ یک واریں اعدا کو چاکر کرتی ہے
---	--

مطلع

وہ تیز گام کہ ہوتا برقی اک طیار عجب سمند ہے جو بایہ ہو گیا پروار عجب سمند ہوا پر چڑ ہے جو مثل بخار عجب سمند ہے نقطہ پہ جو بنے پر کار عجب سمند جو چلے میں کبک کی قفا عجب سمند ہے کٹا کمان ہے ہر بار عجب سمند بند ہے جب ہی نام ہو ہوا جو مارے ٹاپ تو سید ہا ہو چرخ کھنٹا غریب ایسا کہ سچہ ہی اوسپہ ہو لہو کسی جگہ کسی پہلو نہیں ہے اوسکوڑا کہ جیسے ہونٹ چباتے ہیں غصے میں چرا فلک کی طرح زمین گرد ہے اسکا غبار غرض ثبوت ہوا لا جواب ہے ہر ہوا سوار وہ مری قسمت کا جپہ دار و مار	عجب سمند گلہ میں جو نعل اسکے لہار عجب سمند ہر بال پر ہی جھکیال عجب سمند جو پانی پہ جاے مثل ہوا عجب سمند ہونٹلی پہ جو بہرے کا دا عجب سمند جو کھینے میں ہو کی گردن عجب سمند ہے دونوں کونٹیاں میں تہ عجب سمند رگے جب ہی بادیا کھلائی بھرے طارہ تو بجلی کی چوکر سی ہولے جو بے لگام ہی پیر و توران ہو ہر جا ہو صورت دل بیتاب نعل در تاش وہ منہ میں لیکے دہانیکو یوں چباتا ہے زمین چڑھا ہوا گھوڑا اسی کو کہتے ہیں سوار ہو جو اسی پر کوئی تو پائے اسے وہ راہوار جو کا دے میں گروش تقدیر
--	---

مطلع

وہ زلف و رخ کہ جو وہ رخ کرے ادھر کیا رہا
 کیا ہے اوسنے بڑے کشتوں کو لیون سیدھا
 کل اوسکے ہاتھ میں ہی پھیر دے جدھر چاہے
 ملائے آنکھ کہ طاری ہو خواب مقناطیں
 رموز خلق کھلے دفتر اوسنے جب کہولا
 ہوا عروج تو اور اوسکو انکسار ہوا
 کہی جو خواب بھی دیکھے تو ہوا اور حراج
 جو بارگاہ میں بیٹھے وہ آفتاب عروج
 جو اوسکے باغ کے انگور کی بنائیں شراب
 قمر کو روز پہنچتی ہے کھیر کی قفلی
 مگر یہ کیا کہ مجھے اب تلک نہ یاد کیا
 کھٹکتے رہتے ہرین مجھے حضور کے خادم
 مری جبین تراستان یا قسمت
 فلک پہ مہر منور زمین پر ذرات
 قمر کجاؤ کجا خوشہاے بے دانہ
 حضور قبلہ عالم میں مرغ قبلہ نما
 غرض کہ آپے میں آپ ہی کو چاہتا ہوں
 نگاہ رو بر داسے قدر دان ہل کمال

ابھی تو لیتا ہے کہیوٹ ہمارا لیل و نہا
 کہ جنتری سے کوئی جسطرح نکالے تار
 ہے اختیار میں اوسکے ہر ایک خود مختار
 دکھائے آنکھ کہ اوسکے عدد ولی اسرار
 بنا ہے اوس سے سکندر کا ائینہ دریا
 چڑھا جو نشانہ تو وہ اور ہو گیا ہمشیار
 کبھی جو نیند بھی آئے تو بخت ہوں بیدار
 تو سایہ تک بھی نہ اترے کہی تہ دیوار
 عروج و خجست سے نشاے کا ہو کہی اوتار
 جو سر پہ خوان اوٹھاتے ہیں کسی خنساں لار
 غضب سے نام تو قدر اور یہ ذلیل خواہ
 وہ جانتے ہیں یہ ہی ہوشیار خدا شکار
 مثل ہے خاک ہم از تو وہ کلان بڑا
 او دہر طلوع ہوا اس طرف پڑے انوار
 او دہر جو کھیت کیا ہیں او دہر یہ دانہ وار
 جدھر حضور او دہر میں ہزار دل سے نشا
 یہی ہے حسن طلب ہے مجھے حسن درکار
 دعا وہ دون کہ پڑک جائیں سب اولیٰ الہا

وہ خاک ہوں جو اڑا لے ہوا لڑ دھرم مجھے
 غبار چہرہ گردون دلیل باران است
 تو اوس سے خلق ہو سبزہ زبان کہ صورت
 دعائیں دیتا ہوا خاک سے اٹھائے سر
 جہان تلک رہے زینت فلک کی انجم سے
 رہے وہ نجم سعادت ہمیشہ روز افزون
 جہان تلک رہے جس المہاد ممد آرا
 ہمیشہ ممد خرابی میں نکلیے نہ ہوں عدا
 جہان تلک ہے گردون کا تخت طامسی
 جہان تلک ہے اس فوج میں قمر سلطان
 خدا کرے کہ رہیں شاد او سکے درباری
 جہان تلک رہے دار القصاص سلطان
 جو سر اٹھائیں عداوہ سکے خاک میں بجا
 اوجھیں تو گردن شاہ فلاک میں ہی ڈالے
 جہان تلک شہ خاور سننے قصیدہ صبح
 جہان تلک رہے گردون کے سر پرستی مہر
 خدا کرے یہ قصیدہ رہے ایسے پسند

میں آسمان پہ چڑھ جاؤں تو ٹھکے مثل غبار
 برس پڑوں ترے گلشن پہ سکے ابر بہار
 خضر کا رنگ ہو پیدا مسیح کی گفتار
 کہ اسے بہار و خزان آنس میں ہر گلزار
 جہان تلک یہ صبا جح دینوی ہوں بکا
 رہے وہ شمع عبادت تمام شب بیدار
 جہان تلک رہے ہل من فرید کی تکرار
 ہمیشہ ہیئہ ناغضب رہیں اشعار
 جہان تلک ہے فوج ثواب و سیار
 جہان تلک شہ خاور ہوا کا با جگزار
 خدا کرے کہ رہے اس سرخوردہ بار
 جہان تلک رہے دار القصاص درہ و دار
 ہر ایک حال میں پائیں وہ کیف کردار
 گرین تو خاک میں ملے ہی در زمین فشار
 جہان تلک گمراہ انجم کے ہوں صلیب فشار
 جہان تلک رہے اس جائزے کا داؤد مار
 کہ نام دارالامارہ ہوا ہے ہکا تار

نقشِ فنک

درمخ ولیم ہینڈ فورڈ صاحب بہادر ڈاکٹر شریتر تعلیم اودہ

المعنیٰ بروہ گلدستہ اول

<p>یہ ہوا میں ہے برودت کا اثر ایسی ٹھنڈی ہو گئی لالے کی آگ جو سبھا راوٹھا زمین باغ سے سوسنوں کے ہونٹھ نیلے ہو گئے رونگٹے سدھی سے ہریں دیکر کھڑے عندلیوں کے گلے پڑ پڑ گئے اُتارے سردی کا پنتی ہفتہ قمریوں میں جاڑی سے ہوتی نجی اسقدر سردی سے دم رکنے لگا خون سردی سے چھپے ہیں پل میں اسقدر بار دسے گلشن کی ہوا</p>	<p>باد لون کو ہے زکام آٹھوں پر کوٹلا بھج کر ہوا داغ جگر ہو گیا سنبل وہ ٹھٹھا اسقدر سروا کرے کھا کے جاڑا رات بہر کب زمین سے سبزہ آیا ہوا بھر ٹھنڈی ٹھنڈی ہی جو چلی باد بھر کرتی ہے کس درجہ ہو ہو سردی گو قبا سنجاب کی ہے زیب پتھروں میں چھپتے پرتے ہیں شر آڑ میں پتوں کے چھپتے ہیں شر پیر ہو کوئی جوان جائے اگر</p>
---	--

باغ نین سردی سے کلیان کیا کیلیں
 شمع انگشت حنائی ہو گئی
 ہے برودت سے زر گل زعفران
 بلبلیوں کا آشیانِ خنخانہ ہے
 اب کنول کا پھول ہو سوچ کھی
 بھیجی بھیجی ہو ہے کیا ہیگی چہرا
 لاکہ گل بوٹے جائیں باغبان
 قفلین مہین برف کی غنچے تمام
 زخم گل پر جگیا پالا تمام
 جھکے سب پتے زمر و بنگے
 باغ میں جھکے بنے گیندے کا پھول
 اتے آتے ہونٹھ تک ایسی جی
 برق گر کر تار برقی بنگی
 برف سے انگور او لے بنگے
 جگمگی منقار بیل کیا کھلے
 ہو گئی ہے سنگ مرمر کی روش
 ہو گیا سردی سے بحر منجد
 سخت ہو کر نخل مرجان ہو گئے
 پل کے چر سے ہین پٹاری برف کے

گل کو پیدا ہو گیا القوے کا ڈر
 بزم تک پھیلی ہے سردی اسقدر
 خطہ کشمیر گلشن ہے مگر
 کر دیا ہے اسقدر شبنم نے تر
 باغ میں پالا پڑا وہ رات بہر
 عطر میں ڈوبی ہے لیے سرسبز
 برف جم جائیگی ناندون میں مگر
 ہین پیالے برف کے گلہائے تر
 مرہم کا فور ہو کر سرسبز
 قطرہ شبنم بنے جھکے گہر
 ہو گیا فصل خزان کا جب گذر
 بات دانتوں سے ہی کچھ چومتے
 اچھی لینے آئی سردی کی خبر
 ابر کی رگ بیل آتی ہے نظر
 ٹھنڈ ہی سانسین کیون بہن دوپہر
 نہر گلشن بنگی جھکے حجب
 اسقدر پالا پڑا ہے حوض پر
 جم جا کر ساونی کی سب شجر
 برف کے کھتے کنوئیں ہین سردی

برف سے ہر باغ پر برس رہا ہے نور
 ٹہٹیان مہندی کی سب سے ہوں
 کر دیا ہے برف نے ایسا سفید
 منگل گل میں برف کے گویا کپاس
 مالیوں کے سیلچے سین ہوئے
 باغ بہر جاڑے میں سب سے ہوتا تھا
 باجگل تھے سب جوانان چین
 سہر نے چھینٹے دئے ہر سو کو
 نرگسون نے باد کو پہر آنکھ دی
 ابر نے شانہ لگایا مہر کو
 اور پھیل کر کرن کے ہاتھ کو
 بھیج دے گلشن میں ایسا آفتاب
 برق کانپ اٹھی رخ شفاف سے
 فیض وہ ہوا اوس شہنم پر پڑے
 کون وہ خورشید برج برتری
 دستگیر خلق ولیم مہینہ فورڈ
 عاقل و صاحب تمیز ہو شیار
 میں اوسے کیونکر ستارہ کمون
 ہند سے میں اس قدر باریک بین

جھاڑ شیشے کا ہوا ہے شجر بہ
 ٹہٹیان ابرک کی آتی ہیں نظم
 آئینہ میں باغ کی دیوار دور
 غورہ پنبہ میں غنچے سرسبز
 برن تھا لون میں جمی تھی تاکر
 تھے بہت اطفال غنچہ تنگ تر
 دل بہر آیا نہ کہ یہ دیکھ کر
 سر دئے نرگس کو رکھا بارہ پر
 باد نے بادل کو سنکایا ادھر
 مہر نے سہرا اتار تاج زر
 کی دعا لے خالق ہر خشک تر
 سہر مہری جس سے کر جائے سفر
 اوڑ کے سب بالا پکارے الحمد
 نام وہ بلبیل رٹے اٹھون پہر
 کون وہ درج شرافت کا گھر
 ڈار کٹر علم و فن کا راہبر
 عالم و دانا سخی و نامور
 دور سے میں رہتا ہوں وہ رشک قمر
 مرد مک نقطہ ہے خط تار نظم

ہے خیف اوس سے بہت تھیل
گردش قسمت ہے میری اوسکے ہاتھ
اوسنے بویا جس جگہ تخم ریاض
واقف اسرار علم کیا
خاکارون کو ترقی بخش دے
چھپ گیا تخم مین فلاطون شرم سے
لعل ویا قوت اوسکے ہونٹھون پر
مطلع اک وصف سخاوت مین پڑ ہون

سربہ با قسمت خلد در
رمزدان علم ہیاست اسقدر
ہو گیا خسل ریاضی بارور
پتی پتی بوٹی بوٹی سے خبر
خاک کو چاندی کرے چاندی کوز
جب بے بکھل گیا حکمت کا در
گوہر دندان پہ صدقے ہین گہر
جس سے مالا مال ہون اہل ہنر

مطلع

اسقدر اوسنے لٹا با سیم دوزر
جب چہل بدال دس سو مانگ آئین
گنج باد اور دھبی کچھ نال ہے
جوش زن اوسکا ہو جب دیلے فیض
کیسے تارے اوسکے بحر فیض سے
مہر کمر دکھ اوسکے دو مین
وہ سمندر مین جود ہوئے اپنے ہاتھ
کیا مرے مضمون وہ مضمون اڑ مین
منطق مین شیر گیری ایک مین
ہو خدا ناکر وہ غصے مین آگ

کاسے بہرہ لگے شمس قدر
بانٹ دی قارون کے چالیں گھر
وہ اوڑا دے چکیوں مین بات پر
کشتی درویش ڈوبے سربس
لیگیا موتی فلک بھر کر سپر
ہاتھ پر سونا اوچا لے بیٹھ
موج ہیمان اور بدر سے ہون بھنڈ
عدل دسکا سنگے اہل ہنر
ایک ہی پٹکے مین باند ہی ہر
مرغ آتش زن بنے مرغ سحر

سُور ہو دیک کا صیفِ عنریب یہ مرا مطلع رٹے آٹھوں سچر

مطلع

آتش گل میں ہے گرمی اس قدر
باغ بھر گلزارِ ابراہیم ہو
شاخ گل بنجائے اک سیخ کباب
ہر شجر گلشن میں نخل طور ہو
دیکھلے دم بھر جو چشمِ قصہ
گو نہ ہی بیرون کا سکے مثلِ عود
جلکے ہو سر و چراغانِ نخل مرو
شعلہ اژدر بنے ہر ایک شاخ
لال بنجائے ٹوٹے باغِ مین
لوکی صورت گرم ہو باد صبا
قمریوں کی ہے قباغا کستری
جب کلی چلی تو کلی چیرا
جب صدا صاحب کے کانوں میں پڑی
باغبان گلشن سے ڈالی کے عوض
بھول میں زریہ ہے یا گاہِ مین زر
دیکھے چشم گرم سے جب اک نظر
دم میں سلوی بھینکے ہو ہر جانور
بھول شمع طور کے گہاے تر
شعلہ جو آلہ حوض آئے نظر
بھول کی رگ جلکے بنجائے اگر
سرور و دشت او کو سمجھیں بشر
ہو وہ گرمی صحن گلشن ہو قصہ
آتش قمر کی دیکھینگے اگر
اوسکے غصے کی اوڑائے جب خبر
ہے یہ تھوڑا بچکے جو بال و پر
الصفیظ والامان والحدذر
ہو گیا رحم اوس سے دفنا جاوگر
نذر لایا یہ ہمارا شمع تر

مطلع

ابر بجلی سے کہیں ہے بیشتر
دھوپ میں جیسے درخت سایہ
چو گنا ہے رحم غصہ جقدر
وقت مشکل پر غمِ یونکی ہے

<p> آنکھ مجرم پر کہی اٹھتی نہیں جب کلی چٹکی تو دل اوسکا دکھا پاؤ نہیں ہالی کے جب کانٹا جھما پچھر پچھر اکڑا کر دل رہ گیا لوہے بگل کو کیون پریشانی ہوئی فیض سے اوسکے چمن سیرا بسر ابرنیشان باغ پر گھس آ رہا ہر رات دن بادل ذرا کھلتا نہیں رستہ ہتھیلی کی کہ بجلی بن ہو باغ بادلوں کی وہ گرج وہ زور شور کوکتے ہیں مورسن پڑا نہیں ہیں ہی دہو میں توسن لینا کہی بادل اکثر اس قدر جبک جبک پڑے لاکھ پتوں نے سنبھالیں چتر پان بجلیاں کوندین تو آنکھیں بند کین گکڑھی مالی کی سنبھلتی ہی نہیں جب صبا کا پاؤں پھلا باغ میں بجلیاں کوندین تو دکھلائی دیا موج شاخیں گل ہوئے ہیں بلبلے </p>	<p> ہے مروت آنکھ میں مثل نظر رنگ اوڑا کلا سے جب گلہا تیر لگ گئی سچا نس او سکے دسین کھکیہ دام میں دیکھا جو کوئی جانور ہے دماغ اوسکا پریشان سبیر جو بخارا اوٹھا بنا وہ ابر تر بوند کے بدلے برستے ہیں گہر باغ میں یکساں ہیں آب ٹھون بہر پیل مست آئے کہ بادل جو دم کر شوق ہوا ہے طفل غنچہ کا جگر کان اوڑے جاتے ہیں ہونو کو مگر گر پڑے گا حل نخل بارور سرو سے ٹکرا گئے ہیں بیشتر پر ہوا رخت نہال باغ تر ہو گئی خیرہ یہ نرگس کی نظر زور سے پڑتی ہے بوجہ اس قدر تالیاں دینے لگے برگ شجر طفل غنچہ کے ہی ہر مٹھی میں زر ہو گیا ابو سمست در باغ بھر </p>
---	--

بیچہ مالی کا ہے کشتی کی ڈانڈ
 خیمہ اسے جوش دریا سے کرم
 شمع کی صورت ہے میرا حال زار
 شمع کے بازار میرا گرم تھا
 شمع کے تھامے شمس پر میرا داغ
 شمع کے تھامے میرے ہر جگہ
 شمع کے میرے منور تھا جہان
 شمع کے آنکھوں پہ تھی میری جگہ
 شمع کے مشہور تھا میں دور دور
 بار بار ہو کر ہوا میں سب پہ بار
 تجھ سامدوح اور مجھ سامح گو
 چاک کی صورت نہیں ہم بہر قرار
 ہوں یہاں بے خانمان و بی بیار
 دیکھ لے تلوار چلتی ہے تو کیا
 باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا
 مانگتا ہوں یہ نصیب کا صلہ
 نام سکا رکھ دیا نقشِ فرنگ
 ہاں ادب کے قدریہ گستاخان
 ہاتھ پیلا لے تو مانگو یہ دعا

ناوکا تختہ ہے ہر تخت مگر
 مہربا اسے بجز بخشش کے گھر
 چپ جو رہتا ہوں تو پھنکتا ہی جگہ
 کھوٹے داموں اب بکا میرا نہر
 بخت و از دن نے بٹھایا خاک پر
 اب وہی سکے ہوئے داغ جگہ
 اب یہ بخت اور میں آنکھوں پہر
 اب گرا آنکھوں سے ہو کر در بدر
 دور دور اب مجھ سے رہتے ہیں بشر
 کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر
 قہر سے جس پر پریشان افتاد
 گردشیں ہی گردشیں ہیں الجھڑ
 تیرے در کو چوڑ کر جاؤں کدھر
 قبضہ مالک میں رہتی ہی مگر
 تو ہی تو ہے سرخرو میں ہوں گ
 دور سے کچھ نہ مانگوں عمر بھر
 تاجے نقش مراد آنکھوں بھر
 دیکھ کر فیاض پھیلتے کف در
 یا آئی یا خدا سے بحر و بر

	جب تلک پانی یہ قائم ہی زمین باغ میں جب تک ہی پھولوں کی بہار بوسے گل جب تک صبا کے ساتھ ہے شاد ہوا باد ہو سرسبز ہو یا آئی جب تک گل میں ہی خار	ہے زمین پر باغ جب تک جلو گر پھول سے ہی جب تک بو کا گر ہے صبا جب تک جہاں میں شہر جس سے ہیں کسب و سبیل نہر خار کی ہے نوک جب تک نیست	
	اوسکے حاسد کی رگیں میں چھپے نوک خار رنج و غم آٹھوں پہ		
شام اودہ			
درج بہار اجا مان سنگہ صاحب بہادر قائم جنگ			
اسٹار آف انڈیا المعروف بہ گلدستہ دوم			
	آئی بہار سبز ہوا چرخ اخضر کیا لالہ زار ہے شفق چرخ چربی	ہے کمکشان ہی صورت شاخ چین ہری سورج مکھی ہو اگل خورشید غاوری	
ایک ہی بہار آئی ہے کیسی ہری ہری			
	ہر سمت دہوم دہام ہے فصل بہار ساتی کا اہتمام ہے فصل بہار	رندو نکا ازدحام ہے فصل بہار خسبہ سب ہے جام ہے فصل بہار	

اگر تپا ہے ابر تپاک عجب فیض گستری			
طاؤس پہرے ہیں زبان چین چین	ہین یا سمین سنبل مریجان چین چین	کیسا اکلا ہوا اس پہ گلستان چین چین	ابو ہوا ہے تخت سلیمان چین چین
بوٹے اوگے ہیں باغ میں سال کیا پری			
گل ڈال ڈال ہے تو صبا پات پات	یہ بلغ بہر کی روح ہو کیا اسکی بات	سبزہ اودگا ہے وہ کہ خضر جس سے مات	گلزار میں ہے حوض کہ آب حیات
دیوار بوستان ہے کہ سد سکندری			
باندھے ہوئے ہیں اپنی ہو کیا گلوں کی بو	اک شو قہر و دکا ہے بالائے آج	مدہ میں پیپے کو نلین ہیں کیسی جاہلو	آفت وہ پل کمان وہ قیامت کہو کہو
طوطے چین کا بولتا ہے وہ ہوا بہری			
موندی کا رنگ ڈٹا تو یہ نقشاد کھادیا	بن بنکے لال آہ صبحم سنا دیا	گل منہس پڑا کلی نے الگ سکھ دیا	لیکن صبا نے دونوں کو بتا دیا
گل سے صبا سے ہونے لگی جنگ نگر			
سب صحن باغ ہو گیا میدان کا زار	لالے کی پلٹنوں نے جمائی الگ قطار	ہر شاخ گل کمان ہوئی خم کما کے کیبا	یتوں کی نوکین ہو گئیں پیکان بدار
بن بگٹی ہر اک رگ گل تیر کی سری			
ہے آبرو بہار کی ابو خدا کے ہاتھ	پھیسے ہیں باغبان نے کس کس کے ہاتھ	رہ رہ گیا چنار بھی اپنے بڑے ہاتھ	پھیلے ہوئے ہیں باغ میں معج صبا ہاتھ
بیڑوں کے تھالے ہو گئے ہو گئی ٹوکری			

طارم کھنچا تو عرش معلیٰ سے بڑھ گیا	شمشاد اوٹھا تو سدرہ و طوبیٰ اسی بڑھ گیا
سبزہ چلا تو خضر و سیماء سے بڑھ گیا	سنبھل بڑھا تو زلف چلیبا سے بڑھ گیا
ایک اک کو صحن بلغ میں ہے کس قدر چری	
اللہ کیا ہوا ہے گلستان ہی دہیسنہ	ایسی خنک کہ ہوتی ہے نرگس کی آنکھ بند
کشمیر کے زمین چین کو ہے ریشخند	موج صبا سے ابر ہی رہتا ہی بہرہ مند
اللہ اکبر ایسی ہے گلزار میں تری	
پہرے پہ سرورِ درگلشن سے ہوشیار	سفای ابر چوڑا ہے ہر طرف پھوار
سبزہ اگر ہی فرش تو فراش ہے بہار	بلبل جو ہے نقیب تو شمشاد چو بدار
اکا صبا کا یا نشا پرتا ہے نو کری	
دیکھو تو منظر گل و نرگس ہین کس قدر	آہٹ پہ کان ہین تو در باغ پر نظر
مجرے کو جبکہ رہے ہین درختان باؤ	لاتا ہے ایلچی صبا ہر گھڑی خبر
آتا ہے نو نہال گلستان پر تری	
کیا مرجہ قادومِ سعادت لزوم ہی	ہر چار سمت مجمع اہل علوم ہی
دہو میں ہٹو سچو کی ہین او سپرِ جہوم ہی	مہراج مان سنگہ بہادر کی ہوم ہی
اللہ رے عادلِ سخی و عاقل و جری	
شبِ بیزاد کا برقِ جہنہ ہے یا ہوا	دوڑ گیا او سکے آگے سمنہ خیال کیا
چلنے میں دیکھئے تو ابھی تھا ہی نہ تھا	پوچھے صبا نے پاؤں وہ جادو کا یاد کیا
گوڑا ہے یا چملا داسے یا سحر سامی	
سرعت میں ماہ سے ہر کشتل و سکار ہوا	کرتا ہی چاروں نفلوں سے پیدا ہلال چار

بارہ ہلال تین طرارون بین مین شمار	یکسا نہ راہ جاے جو اوڑ جاے تین بار
پوہنچے اوے خیال ہلالی نہ انوری	
سجلی ہے بوے گل ہی عجیب ہوا ہے	سب تیلیوں پر آنکھ کی تیلی نثار ہے
گا ہے زمین پہ گاہ فلک پر ہوا ہے	گو یا ہوا کے گھوڑے پہ گھوڑا سوار ہے
او کی کنوٹیوں ہن ہے ہر تنی نصب ہری	
تقریب پیل ست جز تحریر ہو ابھی	فکر بلند عرش پہ شبگیر ہو ابھی
آہ قلم میں کچھ بھی جو تاثیر ہو ابھی	خطوم فیل عرش کی زنجیر ہو ابھی
چلنے سے او کے گاؤں زمین کو تو تھو تھری	
بُنگ سیاہ اور وہ قد مند تر	پہلے قلاب پہ خند و شب یلدا ہے جاوے
وہ لائے دانت عرش کی ساتین میں	ہو ج نہیں ہے تخت سلیمان ہی رپیٹ
بیشک لباس دیو میں آئی سیہ پری	
حلقہ میں پیل ست مین یون جو ہو کرے	جیسے گٹائیں آتی ہوں اون میں جو م کے
چنگھاڑ میں ہاتھوں کی وہ مستی وہ دلولے	بادل گج رہے مین بڑے زور شور سے
اے درے عرب کا پنتا ہے چرخ چنبری	
رکنا ہو تیغ کو وہ جبری اپنے جی کے ساتھ	دم بہر ہی ہو تیغ بھی او کا خوشی کے ساتھ
رکتی نہیں ہو پر لگی لٹی کسی کے ساتھ	دو ٹکڑے بات کہتی ہو کس منصفی کے ساتھ
رستم بھی ہو تو کہتی ہو شہ پر کھری کھری	
تلوار وہ کٹا نکرے پر کٹا کرے	بندوق وہ دغا نکرے پر دغا کرے
وہ پیش قبض قبض جو رو حین کیا کرے	دشمن کو ڈال نیل کا ٹیکا دیا کرے

ساری سپہر مرد چشم دلاوری	
سر کا ٹکر کیا کیا خاک سر بسر	دو کر دیا کیو کمر سے ادھر ادھر
طوفان آب تیغ نہ رہتا ہے باڑہ پر	دم بہر گلے گلے ہے جو دم بہر کمر
کیا جزو مدد کماتی ہے او کی سپہگری	
بخشتی گری فوج عطار کو بخش دی	مرغ نے سپاہ میں کی او کی نوکری
خدمت ملی ہے شمس کو آئینہ دار کی	زہر رہی وہ بزم طرب کی ہے محرمی
دو اگے او کی بزم میں ہیں وہ مشتری	
یہ مہر کی نگاہ کمان یہ ادا کسان	یہ خوش مزاجیان یہ نفاست بہلا کمان
وہ اس طرح جہان کا حاجت روا کمان	باتین کمان یہ رمز کمان مقہما کمان
آئینہ کر سکے گا نہ او کی برابری	
سب نظر سے عین غنایت ہے آنکھ میں	سر سے کے بدلے کل موت ہے آنکھ میں
پتلی سیاہ مہر محبت ہے آنکھ میں	تار نگاہ رشتہ الفت ہے آنکھ میں
نظر سے مردم دنیا کی بہتری	
نظرون میں گردن یہ مجھے کب ہر اس ہے	ہر آنکھ او کی پلہ سنگ تیاں ہے
کیا مردم سیہ کی محمل دسکے پاس ہے	نظرون میں جانچ لیتا ہے مردم نشان ہے
جس طرح سے پر کھلے جواہر کو جوہری	
گو لاکھ فکر لاکھ سے ہے غور قدر کو	ایسا نظرنہ آئیگا اب اور قدر کو
کردیگا کامیاب وہ فی الفور قدر کو	عادت ہے بندگی کی اسی طور قدر کو
جس طور او کی ذات میں ہے بندہ پوری	

جب تک رخ عبادتِ ابد پر نور ہو
نیکی کا اوسکے ہاتھ سے ہو جب غمور ہو

مرد خدا جان میں جب تک صبور ہو
شہرہ خدا کرے کہ بہت دور دور ہو

نجات سعید کے لئے جب تک ہر مشتری

جب تک جہان میں ہر شب یلہ کا سنا
مشہور جب تک ہے ٹیکا کلنک کا

کالی بلا جہان میں جب تک ہر باخدا
جب تک سیاہ کار میں بدنام جا بجا

اوسکے عدد کا نجات ہو کا جل کی کوٹھری

میرا قصیدہ قدرت پر درو گار ہے
شام اودہ پہ صبح بنارس نثار ہے

عیسیٰ کے معجزہ کی یہاں کیا نثار ہے
رکھا جو نام شام اودہ یادگار ہے

آنکھیں کھلیں جو ایک نظر دیکھے انوری

یہ

معا

یہ



گل عباس

در مدح ڈپٹی میئر محمد عباس بیگ خان بہادر کسٹرسٹنٹ

کمشنر لکھنؤ المعروف بہ گلستہ سوم

مصیبت وہ پڑی ہم پر کلیجا ہو گیا پانی
پیک پر جب تلک تھا بس جہی تک قدر تھی
جگر کی کاوشوں نے ایک یہ بھی گل کھلایا تھا
مگر ان انقلاب ہر و گرد شہاے دوران سے
تو ہو گا، یہ سے کچھ عجبا لم زمانے کا
بنے گا کوئی دستخہ لاجوردی کوئی زنگاری
ہجوم خار ہو گا جا بجا صحر کی راہوں میں
لٹک کر خاک پر گرجا یگے شمشاد کے طرے
چمن میں ٹیٹان ہندی کی شکلیں نکالینگ
ہرے ہونگے درخت تاک طارم پھیلجائے گا
نشیمں سرد پر رکھے گا اپنا طائر سردہ

بنا جو اشک کا قطرہ ہوا عمل بخشانی
کسی نے گرتے گرتے آنکھ سے صورت نہ چانی
سود بکر خاک میں اب بنگیا وہ جو ہر کانی
کبھی جب خاک پر بادل کرے کا قطرہ فشان
بنے گا تختہ صحن چمن اک تختہ مانی
بنے گا پستی کوئی کوئی کا ہی کوئی دہانی
نئی شاخیں نکالینگ ہر اک شاخ نیلانی
کہ جس سے زلف نبل کو بھی ہوگی اک پریشانی
کہ اسے باغبان پر ختم ہوگی ہندوستانی
پھلین گے خوشہ انگور حور ائی دبستانی
کہیں طوبی سے ہی ہوگی زیادہ اوکی طولانی

بنے گا سبزہ تو خیز ریش خضر صحرا میں
 زمین باغ دکھلائیگی باغ سبز گردن کو
 نظر آئیگی سب پھولی ہوئیں شہر فکی دیوار میں
 یہ عالم دیکھ کر مجنون کے زخم دل ہری ہونگے
 کہیں سبز پر آکر سانپ شب بہار و جاوید میں
 اندر دشت میں کر دینگے گھر کر بانس کے کوٹھے
 زمین پر سبزہ وہ پھیلے گا مٹی جینگے سب جاد
 پہاڑوں پر دکھائی دے گا ایسا یسوں سبزہ
 نہ ٹھہرے گا کہی نظر دن میں سبزہ دشت لیر کا
 کرن ہوٹے گی جب خوشید تاباں کے پہاڑوں
 خمیدہ ہوگا کیسویہ مجنون سبز ہو ہو کر
 کسی جنگل میں ہونگی بوٹیاں اکسیر کی پیدا
 جیمگی اس قدر کافی کہ سب پتھر ہرے ہونگے
 پڑے گا عکس سبزہ اس قدر انسان کی نگہ میں
 بشر کو یہ گمان ہوگا ہری عینک چڑھائی
 زمین سبز آسمان سبز اس طرف سبزہ اور دوسرے
 گل سرخ اونٹوں کی کہیں ٹپ ہوئے نہ پائیگا
 وہ جب میلن باغ و مرغ بالکل چھان مار گیا

بنے گی عشق پیچان موسے درویشان سلسانی
 وہنگ کی طرح ساری کمکشان ہو جائیگی دہلی
 بہار کے فرے ہوئینگے سب آزاد و زندانی
 یہ موسم دیکھ کر لیلی بھی ہو جائیگی دیوانی
 کسی میدان میں کوک اور ٹھینگے طاووس بیابانی
 کٹھرے میں پڑینگے خود بخود شیر نیستانی
 جھٹک کر خضر کو بھی ہونگی لاکھوں ٹوکریں کہانی
 کہ گویا چڑوئے میں سنگ پر فیروزہ کافی
 کر گی چاندنی جب کھیت جنگل ہوگا نوزانی
 تو نخل طور کی بنجر نسل پر ہوگی چراغانی
 ہر اہو جائیگا اک سمت انجیر کھستانی
 کہیں چاندی کے پیرانی ہی دکھائیگی طولانی
 پہاڑوں پر چڑھے گا ہوگا ایسا جوش میں پانی
 ہر اہو جائے گا تارنگہ چشم انسانی
 نظر دوڑائینگے جس سمت بڑھ جائیگی حیرانی
 ہری پٹ پر دکھائی دے گی بادلی ویرانی
 جو گلہ سستی میں ہوگی حاجت گھماے برستانی
 سمندر فکر کو جب دے چکے گا خوب جولانی

مطلع

او دہر چپتر پہا آئے گا وہ ظلم بانی
 وہاں وہ خون گرفتہ آتے آتے دیکھتا کیا ہے
 درخت ازخون یا ساؤنی یا نخل لالہ ہے
 بھیسو کے خونین ڈوبے ہو بس لالہ نگار
 کہ جن پر لڑ مرے دل کی تمنا اور نومیہ
 جگر کی تاب طاقت قہر کی انکسوں کی مینائی
 جو بوسہ خون کی بوہر جو رنگت خون کی گرت
 غرض وہ مفت برہو اور گل جو بندہ یا بندہ
 پہاڑ کے تین گلدستے بنائے واہری قسمت
 جہان کوئی اونہیں دیکھے اونہیں کل ہو رہو آخر
 وہ خود مختار ہے پوچھے گچھے لیجا کے گلدستہ
 وہاں ہی بے سٹر باکیٹ کے نام اک چٹھی
 سپہاؤ کو لاکہ مین روکا کروں سنتا ہے کبیری
 ملے دیباں و خدام و رفیقان مصاحبے
 وہاں سبھی وہی ہو بہر تو یا تقدیر یا قسمت
 مجھے جسم ملے میں یہ کمون کیوں ہیں جو کشتیا
 سنا ہو تو نے بھی ثالثہ بخیر آگے تری قسمت
 نیا ارض و سما پائے نیا صحن و فضا پائے

مرا آنسو گرا تھا جس جگہ ہو کر سو پانی
 زمین سے پھوٹ کر نکلا ہے اک نخل بیابانی
 وہ بکا نذر کا بالکل ہنسل طور کا ثانی
 لگے ہیں تین گل رشک گل مرے درختانی
 کہ جن پر کٹ مے روح بناتی روح حیوانی
 قرع خانہ ویرانی فرغ و سخت جانی
 صدا جتنکے چکنے کی صراے مرثیہ خوانی
 بڑا کر ماتمہ توڑے اونکو با صد خندہ پیشانی
 وہ گلدستے ہوں یا گنج طلسم عالم فانی
 پہاڑ میں خواہ مومن خواہ ہند خواہ نصرانی
 حضور ڈاکٹر نذر رکھ دے اپنی من مانی
 مگر ناکام پھر آئے نہ ہنقہ دیر بانی
 کرے مہراج قائم جنگ کے ڈیوٹری کی بانی
 بہر صورت مہاراجا کو دے گلدستہ ثانی
 سر بازار پڑھتا ہے تحریر پیشانی
 چراکار کے کند عاقل کہ باز آید پیشانی
 چلا چل ساتھ میرے دیکھ پہاڑ سر اریزوانی
 نئی آب و ہوا پائے نیا دانہ نیا پانی

زمین جسکی فلک سے آسمان عرش معلیٰ ہے
 عجب بڑا ہوا جس سے دم عیسیٰ ہوشمند
 کہیں نہ رہیں کامیں گلشن پہراگے ہر وہی گوی
 رفیع اس درجہ رفعت بہت جس سے ہمت حاتم
 سرگردن کشان ہی پگڑیاں جسے گزین ہین
 سبھی اتنی دوس بھی منہ چپا جس سے گنہ گین
 یہ راز کبریا میرے چپاے چپ نہیں سکتا
 اوسی کرسی پر اک اسد کبر عرش کا تارا
 جو یا عباس کلمہ میں اوٹھا لون نیزہ خامہ
 ابھی تو مدح کے میدان میں گرتا ہے مہر چندا
 ابھی احسن گویا لوح سودا چونک اٹھتی ہے
 ابھی منہ چوتے ہیں آکے جبرئیل میں میرا
 امیر وقت ڈبٹی میرا عباس **خا نصا**
 نمازی متقی پر ہیزگار و مومن و صالح
 سخی ایسا کہی رہنے نہ پالے گانہ میں مینا
 سبب یہ ہے علم و تربت پر خاک ساری ہے
 بخیر انجام ہوگا اوکاس ہے نیت بخیر اوکی
 یہ فکرین ہین و شیعے اور نشن سب کی جاری ہوں
 کہ سر رکھتے ہین لیکن سر کا کچھ سامان نہیں کہتے

قطعہ

قطعہ

عجب صحن کشادہ جس طرح حساتم کی پیشانی
 جہان کی سرزمین کا آب دانہ قوت و حانی
 جو ہے جنات تجری تحتہا الانہار کے ثانی
 وسیع اس درجہ وسعت تنگ جس سے علم سلطان
 بلندی وہ مہ گردون گھسے چو کھٹ پیشانی
 ہزار دن کرسیاں میں نہ چلو تھمے ہر طولانی
 کہ ہر اون کرسیوں میں ایک کرسی سے نورانی
 کہ جسکے نور سے برق طبیعت کو ہو جولانی
 جو کلمہ یا علی میں کینچ لون تیغ شاخوانی
 ابھی تو جہولتی ہے عرش سے تیغ باندانی
 ابھی شاہ باش خوانان دوڑتا ہے خاقانی
 کہ ہاں اس منہ سے نکلے نام عبد خاص ز دانی
 کہ جسکی ذات سے عزت و نوابی و خانی
 کہ جسکے آب گل میں ہے قیام کرن ایمانی
 جو کچھ پائے ہا لیمائے اوکاجوش فیضانی
 بہلا اونچی زمین میں جمع ہوتا ہے کہیں پانی
 کہ الاعمال بالنیات دینی ایک س پانی
 گدہ ہو گئے خدام و حقداران سلطانی
 برا سے نام باقی رہ گئی نوابی و خانی

دیا دلوا دیا دینے کی راہیں اوسنے بتلا دیں
 چپا کر پردہ دارونکو دیا کیا پردہ پوشی ہے
 زبانِ چشمِ عقلِ دل پر اوسکے ختم ہیا روں
 شبِ معراجِ موسے سرہنِ سرعشِ آسمانی ہے
 عجب نامِ خدا ہے ملبسمِ اللہ ہر بارو
 کتابِ شریعہ کہنا اوسکے خزارے کو حسن
 صراحی ہے مے حب علی کی گردنِ نازک
 غدیہِ خرم کا میخانہ ہے سینہ خرم ہے دل و کا
 جو آنش چاہیے ہو دین کی و سکو حرات ہے
 وہی مے ہے کہ کچھ جمع ہوتی ہے پیا نوین
 غمِ شبیرِ کُشاے میں یہ مدِ پوش ہوتا ہے
 کہلا ہے یہ کہ وہ بغض و حسد کینہ نہیں کہتا
 ہلائے لب تو ہر اک سنگدل کو موم کڑالا
 وہ موتی روتا ہے اور کیا کیا لعل و گلستا ہے
 جہان جس سے ملائی آنکھ اوسنے دم نہ مارا ہے
 عدو رو باہ بازی کر کے اوسے پیش کب پائے
 ہلالِ آسمان بچائے نعلِ اشتبِ خامہ
 سواری کی صفت میں اقدار میدانِ باندہ نہیں
 وہ گھوڑے اوسکی ہیں چالاک کچھ ٹھہرتی کچھ ٹھہری

کمیٹی کی کہ ہو محتج لوگوں کی تن آسانی
 خبر کو نہی نہ کا نون کان دیکھو فیضِ بہمانی
 خدا کوئی خدا بینی خدا فحی حردانی
 رخ پر نورِ قرآن لوحِ قرآن اوسکی پیشانی
 وہ آنکھیں چہرے پر قرآن میں ہیں آیاتِ قرآنی
 کہ ہے ریشِ مبارکِ رحلِ قرآنِ مسلمانی
 چھلکتی رہتی ہے جبینِ شرابِ نقبتِ خوانی
 کہ ہے مہر علی مے جوش مے ہے جوشِ عرفا
 رگون کی نل سے کھنچتی ہے شرابِ مہرِ عمرانی
 محرم میں جہی ہوتی ہیں آنکھیں اوسکی طوفانی
 نہ آئے ہوش میں آنکھیں نہ چڑکے جیتلکائی
 ہے اتنا صاف سینہ دیکھو اسرارِ بہمانی
 ہے اعجازِ کلیمِ ایسا کہ پتھر ہو گیا پانی
 جو باتیں ہیں دُغلطانِ توبہ ہیں لعلِ ستانی
 نگاہِ قمر اوسکی سدرہ و تیغِ صفایانی
 کہ ہے پنے میں دامنِ وفائی شیرِ یزدانی
 ملا دے عرش سے دامنِ امارتِ زورِ سخندان
 فضاے لامکان ہو صفحہ کاغذ کی طولانی
 کسی شاعر سے بندہ سکتے نہیں اتنی ہی جولانی

وہ گھوڑے ہیں کہ جسے فقرہ موتا بنی ہو
 قدم کا وایٹرن میٹھی پوئی دوڑنا جھٹا
 کشادہ سینہ وسم پیش پس بھاری کمر نازک
 بلا کا کچنا ہے آفت کا کنڈا کرنا ہے اونکا
 وہ چوکتے اونہیں ہے تازیانہ دم کاچ چانا
 قد سباز ایسے گویا زیر پامواج دریائی
 اشارون پر چلا کرتے ہیں وہ شایہ گھوڑوں
 طرار ابھر کے مائے ہیں ٹاپین شیر گردون کو

مثال بلق ایام صورت اون کی نورانی
 ہین سب ہون میں ترکی اور تازی او سکے لاثانی
 ذرا سی تھوٹی چوٹی کنوٹی چوڑی پیشانی
 کرین خود اپنی دم سے اپنی جبر کی مگس رانی
 کھڑک پتے کی جی اونکو کنوٹی اونکی بھجانی
 سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پاسے پیٹ کا پانی
 کہ صورت اونکی حیوانی ہے سیرت اونکی انسانی
 نشان ہین اونکے سم کے یہ وہ دھنرخانی

مطلع

انہیں آتش کے پر کا لون میں جی بجلی کی جولانی
 سمجھ کر موقم کو تازیانہ صاف اوڑ جائین
 لائی سخن بجا لئیں ہونٹھوں پر دغ غلطان
 کہیں شیریں آدایٹھے پوئی میں جو کڑی ہون
 اشارون میں اوڑیں اوڑ کر کئی برچوں پہ جاؤں
 یہی ثابت ہو جاتا ہے ہوا پر ابر کا لکھ
 جو نکلے جیم منہ سے چین میں تولم لندن میں
 خبر تیچھے پڑی رہتی ہی رد آگے پونچھے ہین
 ہو جس طور بادل کو اوڑا ایجاتی ہے بے دسون
 کلین ہین یا گھوڑے ریل ہی یا سبج گاڑی ہے

ہو اچوتی نہیں ممکن جی اونپر کب ہو آسانی
 مرقع میں اگر کہینچے اونہیں بہن اوڑا یانی
 کرین آقائے نعمت پر پٹے پر اونکی جوسانی
 یہ سب نقل کو اکب پسکے ہون ریگ بیابانی
 معاذ اللہ براق اونکو نہ سمجھے کوئی دھقانی
 چڑ ہے اونپر جو کوئی اوڑ ہکر بارش میں بارانی
 سواروں کے ذرا چل کیکے دیکھے اونکی جولانی
 بنی ہے تار برقی سے دم اونکی میں نے بچانی
 وہ یونہیں بگیو نکو کھینچ لیجائیں باسانی
 پری ہر بار پاسے بگھیان تخت سلیمانی

خداوند ایہ گھوڑے ہیں زمین پر یا فرشتے ہیں
سڑک پر بغل سے رہتے ہیں آتش زیر پا گھوڑے
سوار اون پر وہ عجیب فریض وہ سرچشمہ بہت

آسی گہیاں ہیں یا سڑک پر رفوف ثانی
دغائی کشتیوں کا بھینوں سے ہر جگر بانی
کہ جسکی موج آب تیغ سے عالم ہو طوفانی

مطلع

گلے مل ملے ہوا کے عدد کی دشمن جانی
چم و خم صورت شاخ خمیدہ کیوں نہ او سمین
لمویتی ہے لیکن پیٹ پہر خالی کا خالی ہے
وہ زخمی بھی اگر چوڑے تو ہی اُسکی چک قاتل
کبھی وہ سان پر چڑھتی نہیں کیا آبداری ہو
جہان گردن کشی دیکھی وہیں طوق گریبان ہے
صراطِ حشر کا پل جو سنا ہو گا خم او سکا ہے
وہ جھنکار کہ طوطی بولتا ہے جنگ میں او کا
بڑی رنگین بیان ہی کیا ہی چلتی ہی زبان اُسکی
بڑی آتش زبان ہی منہ سے او کے پھول جھڑپتے ہیں
برابر نصف کر آتی ہے انصاف اسکو کہتے ہیں
وہ منصف ہے کہ جسکے سامنے شرمندہ ہیں عادل
نہ وہ بخشش کہ جس سے فسق کو بازار کو گرمی
نہ اتنا رحم جس سے بے ادب ہو جائیں لب لباب
نہ تار و نکی طرح آنسو نکلنے بس نکلے جب

کہ سر سہلاے بھیجا کہاے وہ تیغ صفایانی
کہ او سپر اوڑکے بیٹھا ہے عدد کا مرغ و حانی
مگر شیطان کی ہے آنت گویا او سکی طولانی
کہ جیسے چاندنی گہا میں پہ پڑتی او سکی توانی
ہلالِ سانہ سیکھے آسمان پر گردِ شین کہانی
کیا جب سامنا جھٹے وہیں ہی چین پیشانی
میری ہے تیغ ہے مارِ حمیم اوس تیغ کا پانی
چمک لسی چمک چار آئینے کو جس سے حیرانی
دہان زخم سے اکثر کیا کرتی ہے لسانی
لگائے آگ پانی میں وہ او سکی شعلہ افشانی
پہر اسکو ایک منصف کی بغل میں پرورش پانی
مثال طاق کسریٰ جہاں گئے انصاف کے بانی
نہ بغل لیا کہ جس سے زہد کا رخسار نورانی
نہ اتنا غصہ جس سے خادِ مون کا ہو لہو پانی
نہ مثل صبح صادق او سکو جو آئی نہ ہی آئی

کہیا رب جب تلک پانی پہ ہو فرش زمین قائم
 ہو اسے نامیہ ہونا میسرے رنگ و بو پیدا
 جہاں تک بو گل ہوئے شام فکر عطر افشان
 اتھی ہو مدامدوح ممدوح جہاں ہر دم
 شگفتہ ہو گل خورشید کی صورت رخ انور
 سکندر کی طرح نام اوسکا روشن ہونا زمین
 خداوند اجاتک ہوں بخارات زمین پیدا
 ہے پانی سے جب تک ہر سمندر موجزن یارب
 ہے طوفان سے جب تک تلاطم جہتی میں
 اتھی اوسکے دشمن پر ہے بوجھا لعنت کی
 جواو بھرے وہ تو اوپر گر پڑے برق غضب یارب
 گل عباس رکھا نام ہے اس قنبر کا

زمین پر جب تلک موج ہو کو ہو ہوا کھانی
 جہاں تک رنگ و بو ہو آب و رنگ روکستان
 جہاں تک فکر سے گرماے بازار سخن رانی
 کرے ہر ایک شاعر اوسکی حدت میں سخن رانی
 بزرگ صبح صادق ہو ہمیشہ خندہ پیشانی
 اتھی مثل عمر خضر عمر اوسکی ہو طولانی
 بخارات زمین سے ابر ہو اور ابر سے پانی
 ہے موجوں جب تک رعبہ سطح خاک طوفانی
 تلاطم سے ہے جب تک بشر کو دہشت جانی
 ہے طوفان غم کی استدر اوپر فراوانی
 جو ڈوبے نہ اویہرے اسقدر اوپر ہے پانی
 کرین نامیہ زعباس من سکر زافشانی

۲۰

۳۰

۱۰



قصید کشت زعفران

دورِ جنابِ شہنشاہِ نیرین صاحبِ درویشی اُس کا طریقہ لکھنؤ

<p>عید کا چاند آج ہوگا عید کی ہوگی میان رُڑے کوٹھے کی طاق ہم سب کا کرزبان تارے بے تاب تہمتیں یہ تما خط مشیت اس طرح دس زبانِ بین جمع تھے ذرا یازمین نے ماتہ پہلائے بسوے آسمان یا جکی ہین شاخاے تورگردنِ الامان یا عروسِ شب نے زلفین اپنی چوڑیاں میان یا اوٹھے کبے ستہ : وگدستہ بانگِ افغان یا جکی مہربنِ سدرہ وطوبی کی بچی ڈالیاں یا زمین نے ماہِ بھیک کی گندہ استخوان اک مینے سے کیا تہا بندا سنا فنان اور اکٹھا ہو گئے اُس چہت پہ سب پیر و جان دورِ مینِ خادم سے اوٹھو تہا کوئی تالوان</p>	<p>اک منجم نے کہا اونیتوین کونا گسان خیر تو فردہ سنا جدم تو سنکو وقت شام کوئی آگے کوئی پیچھے جیسے مالے نین گہر ایک سطر شرح سے جیسے ہرے بنِ السطوہ یا فلک نے پاؤں لٹکائے اترنے کے لئے یا اوٹھے گا وزمین کے سینک دنوں الحفیظ یا منڈ ہے بیلین چڑہین نوشاہ روز عیش کی یا زمین پر جبک پڑے بیت المقدس کی منا یا چمن سے بڑھ چلے افلاک کو شمشاد و در یا فلک نے شست ڈالی سو کاہی زمین یا شگنچہ مین کچی تکلیف ماہِ صوم کی الغرض جب چڑھ گئے کوٹھے پہ ہم روضہ دار کوئی عینک سے سو مغرب لڑا تہا انظر</p>
---	---

کوئی یونہیں ٹکٹکی مغرب کی جانب باندھتا
 کوئی کتا تھا وہ کیا میں رپڑ نکلا ہلال
 کوئی محتابی سے چلاتا تھا حضرت بندگی
 کوئی تارا دیکھ کر اونگی سے بتاتا تھا چاند
 آنکھ لکڑی کوئی کتا تھا چکا چوندا گئی
 تھک تھکا کر لوگ جا بیٹھے منڈیرون پر لگ
 کوئی پورب کی طرف جاتا کوئی کھن طرف
 میرے خادم کی نظر اور ترکی بانب جا پڑی
 ابرو اچھاتا چلا آتا ہے اک خط سیاہ
 یا ہوا ہے موجزن دریا سے نیل زنگبار
 یا اترتا ہے ہمارے ہوا سے قاف پر
 یا ہوا ہے کوہ تبت مشک نشان مند پر
 یا فلک میں لگ چلا ہے چاند کی صورت گمن
 دیکھ کر یہ حال مجھے میرے خادم نے کہا
 ڈانٹ کر میں نے کہا اوس سے تجھے کچھ قتل ہے
 نادین کیون خالک وڑا تا ہی یہ کیا سوچی تجھے
 بڑھتے بڑھتے جبہ خط وسط آسمان پر آگیا
 رفتہ رفتہ اک عجیب آواز پیدا ہو گئی
 غور سے دیکھتا نہ وہ خط تھا نہ وہ آندھی نہ ابر

کوئی میٹھی آنکھ پر کھسک رہا تھا دیدبان
 کوئی سر سر ملا کر ہنسکے کتا تھا کمان
 کوئی کتا تھا مبارک عید نکلو چاند خان
 کوئی بے دیکھے ملا دیتا تھا فوراً ہین مان
 میری آنکھوں کے تلے اڑنے لگی تین تیلیاں
 اور کچھ ٹھلا کئے ہر سمت بالائے مکان
 کوئی پیچیم بین شفق کا دیکھتا ہر آسمان
 آسمان پر دیکھتا کیا ہے طلسمات جہان
 جیسے لٹڈہ کر نیٹے کاغذ پر سیاہی ہو واد
 یا بخار حبلہ سود چھپا گیا تا آسمان
 یا ہوا ہے قاف سے سیمرغ کوہی پر نشان
 یا ہمالہ کے کسی چوٹی سے اٹھا ہوا ہوان
 یا زحل کے مثل کالا ہو چلا ہے آسمان
 کالی آندھی اٹھی ہے کب تک ٹھہرے گی بیان
 خیر ہی اند میرے ہے کرتا ہے کیوں شور و فغان
 آج کل جاٹے ہیں جاڑوں میں بہلا آندھی کتا
 سسناہٹ پہ تو اک ہونے لگی اوس سجیان
 شور تھا ہنگامہ تنہا ہر اک طرف تیلیاں
 آ رہیں تین اک پر باندھ ہے ہوئے مرغلیاں

بولے سب جاب کیا جاڑا پڑ کشمیرین
 سنکے یہ مرغابیوں نے صورت کبک نہی
 آتے ہیں کشمیر سے راقاے نعمت ریل پر
 ذات عالی کیا ہے افریقہ فیض بدیشمار
 ریل ہے تخت روان وہ شاہ تخت مہم فاضل
 ریل ہے یا کوہ آدم یا کہ سنگد پ ہے
 بھاگتی جاتی ہے رم پیدا ہوئی ہو اسکے ساتھ
 کیا تاشا ہے کہ گہر بیٹھے کرو عالم کی سیر
 ایک لہجن کینچ لے سب گاڑیوں کو وادہ
 مرغ کہہ سکتے ہیں لیکن مرغ آتشخوار ہے
 ریل برج آتشی راکی ہے ہنس بچ مقل
 ریل ک حکم روان ہے وہ شہ رنگین ادا
 ریل تو ہے لکڑا براورہ ہے برق حسن
 ریل ہے دیو پر پوش وہ پر نیوان کمال
 ریل ہے یا اک شب قدر اوتری ہو افلاک سے
 قدر دان اہل معنی اسرار علم
 نام ڈپٹی شیونر این کام ہی نام آوری
 حاتم بزم سخاوت رستم میدان عزم
 مطلع چرنور ایک ایسا پڑہوں با آب و تاب

مائے جاڑے کے یہ ڈرائین سوہندستان
 مار کر اک تھقہ اس رنگ سے کہولی زبان
 ہم یہ سوچے سبکو دین چلکر مہا کبادیان
 ریل کیا ہے اک ننگ بھجسہر و بکیران
 ریل ہے تخت سلیمان وہ سلیمان جہان
 ریل ہے یا اژدہا ہے یا کہ طاووس جہان
 ریل سے رم معدود ہے جوڑ لیتا بخیران
 کیا تاشا ہے مسافر ساکن و منزل روان
 ایک رستم فتح کرے ہفتخوان کا ہفتخوان
 کوہ کہہ سکتے ہیں اسکو ہم مگر آتش نشان
 ریل ہے خیم فلاطون وہ فلاطون زمان
 ریل اک سر و خرابان ہے وہ شک بوتان
 ریل تو گردون گردان ہے وہ ماہ آسمان
 ریل سیمرغ دھانی ہے وہ رستم ہلوچان
 اسکارا کی ہے کہ یارب قدر کا ہو قدر دان
 عالم آموز فصاحت افصح ہندوستان
 نامدار و نامور نام اور نام آوران *
 کاہ وقت انکار کوہ وقت امتحان
 جس سے چکے خود مثال کمکشان میرخی بان

مطلع

ہونہ نہ سہی گوہر نشان ہے ہاتھ سے ہر نشان
یہ دردندان کی اوکی درفشان دیکھے
فیض و سکا اتنا جاری ہو جو دے سائل کو سیک
کیون نہ چکے اشرفی ہے میل بیکہ ہاتھ کا
کوئی کیا جانے لبازک ہین و کسیر کیون
لب کے شیرینی سے تما مشہور و شیرین جن
خاک پر او سکا طلائی رخ جو ہوسا یہ فگن
عقل کی رو جو پوچھو عاقل ہندا ساں
دنکو دور سے مین رہا کرتا ہے مثل آفتاب
شبکو رہتا ہے کتب مینی کا او سکو مشہ
صبح سے چلتا ہے خامہ جبطن خدا شمع
ابتدا و انتہا ہے شر ہے خامے کے ہاتھ
صورت تحریر ہے تقریر او سکی دلپذیر
ہے زبان اک برگ لیکن گفتگو میں باغ باغ
یہ بیان اسد کبر اس دہان تنگ پر
او سکے دریاے موت کا جو اک شمع لکھون
رشتہ الفت لپٹ کر بنگیا تار نگاہ
مثل خرگان کوئی کیا استادگی اوں کرے

اک سخن سے ایک فیاضی ہی دونوں بحر و کان
گرتے گرتے ہوں زمین پر آب گوہر کلیان
کشتی درویش ہو سائل کے ہاتھوں میں ان
کیون نہ ہو سکے روانہ او سکے قدموں کا نشان
ستھادہ سپین سے زمانے میں غضب رنگین بیان
جب سے خط نکلا ہوا وہ طوطی ہندوستان
پیڑ چاندی کے اوگین یا کیسیا کی بڑیاں
عمر کی رو سے جو دیکھو سخت کوش نوجوان
شہرہ مشرق سے ہی مغرب تک جہان بھو و ہاں
بال بنکر سے نکلا ہے چراغون کا دہلون
شام سے پتر ہے خامہ جیسے خط لکھ نشان
جیسے سبزے کے کنارے پر او گوہر چان
آپ اپنا ہے وہ ثانی آپ اپنا ترجمان
ہے دہن اک غنچہ پر پبل کی صورت خوش بیان
کیا تماشا ہے کہ اک کوزے میں ہر دیار و ان
موج کی مانند میرا خامہ ہو رطل اللسان
آویست آنکھ میں آئی ہے بنکر تیلان
صورت ابرو جھکار ہتا ہے ہر دم ہر زمان

کوئی سرکش ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے منکسر
گو کرے کوئی درستی او کو ہے نرمی ہو کام
سے لیکر پاؤں تک ہرگز نہیں سختی کمین
او سکار تہہ ہے بلند او سپہ تواضع دیکھنا
جہاں کے وہ تعظیم سے اوٹتا ہے لے شان خدا
قد بالا ہے الف جسم جب کا نون ہو گیا
اس تواضع پر وہ عرب او سکا جما ہے خلق میں
مثل شعلہ کانپ کانپ اوٹھے زبان آشین
دس زبانیں مثل سوسن بھی اگر بالفرض ہوں
بنض سے جنبش ڈیو بالکل گ کل کی طرح
پتلیاں تپ کر انگھوں میں بنیں گل جل کے داغ
آدمی تصویر بنجائے تو تصویر آئینہ
ہو سکوت اسمیں تو او اسمیں صاف حیرانی ہو

تیر کوئی ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے اک کمان
یون ہے سب میں ج طرح بتیں دا تو نہیں بان
یا آئی کیا گر پڑی ہن بجائے استخوان
ہر جگہ سے وہ خمیدہ ہے مثال آسمان
ایکے ہر شخص آن واحد میں بنے پیر و جوان
یہ اشاہ ہے کہ بس یہ آن ہے اپنی ہر آن
کوئی طرار او سکے آگے جب کہاے شوخیان
شمع سرکش کی طرح گوئ نہ سے نکلی ہو زبان
غنجہ پرستہ کی صورت ہوں تالو میں نہان
لا لہ سان اکرم نہوتن میں لمو ہرگز روان
عربے تار نظر جگر اوڑے مثل دھان
آئینہ تپہر ہو تپہرے سکت ہو خاک سان
اسکی قلعی کھولے کھولے سب کی سختیاں

مطلع

مر جا لے تاب و ح نا تو ان نیجان
فکر روشن میری تیری بام شہرت کا قمر
ہاتھ تیرے دونوں میرے قفل معنی کے کلید
طرہ کیسوتر اطرہ مری دستار کا
تیرے دندان اس دل بیمار کو حب الشفا

جدا لے صیقلی درد درون نا تو ان
ذکر عالی تیرا میرے مہر دل کا آسمان
کان تیرے دونوں میری جو خراتی کی کان
گلشن رخسار تیرا میری سر پر گلستان
تیرے لب لعل نا تو ان دزار کو یا قویتان

تیری پیشانی کی چینیں موج دریا سے سخا
تیری تپتی وقت مشکل پر غریبوں کی سپر
تیری آنکھیں میری خاطر آہودشت مراد
یک نظر فرما کہ مستغنی شوم زانبا سے غصہ
بلکہ وہ خود ہاتھ پھیلائیں تو دون نقد صلہ
روشنی پہیلے یہ میری وہ کرین کسب ضیا
تیرے مداحوں میں جیسے نام میرا درج ہے
تو گلوں کا خشک ہے مین بلبلوں کا رشک ہوں
تو ہے عادل کا عدیل ب مین ظہوری کا ظہور
جب برس پڑتا ہے تو او سرد مچکھل ڈھتا ہوں مین
جس جگہ تو گلشن ہے اوس جگہ گلچیں ہوں مین
تیرا دست فیض میرا خامہ رک سکتا نہیں
تیرا رخ پرتو ہے میرا سخن مشہور ہے
فیض ہین تیرے نہان سبب گویا کی طرح
عیب ہین میرے گران سبک غز کی طرح
جب تلک فیض ہوں ارباب حاجت فیضیاب
جتنے تیرے دوست ہین حاجت راز او کی ردا
جتنے ہین احباب ہین تجھ کو دعائیں رات دن
بلکہ خود ہو دوستوں کا فیض جاری اس قدر

تیرے ابرو کشتی بحیرہ نجات بیکران
تیری پلکین میرے دشمن کیلئے تیروخان
تیری نظریں میرے حق میں دو کندان تنان
ہاتھ پھیلا نا پڑے مجھ کو نہ پیش ناکسان
بلکہ وہ خود آ کے چلا میں تو دون ادھان
مہر گردون مین بنوں وہ لوگ ماہ آسمان
شکرستان تو بنا مین طوطی ہندوستان
تو جو ہے فخر امیران مین ہوں فخر شاعران
تو اویں عہد ہر اب مین ہوں سلمان زمان
تو ہے اک بر سخاوت مین ہوں اک برق زمان
تو جہاں ہر باغ تر بہت مین دہان ہوں باغبان
جو تری طبع روان ہے وہ مری طبع روان
تجھ پر آنکھیں پڑتی ہین اوٹھتی ہین مجھ پر اٹکیاں
سالمو کی شکل سے ہو جاتے ہین لیکن عیان
قافیے ہین شایگان لیکن ہین گنج شایگان
جب تلک صیہوں سے ہوں اہل معانی سرگران
جتنے تیرے ہین عہد پائیں نہ عیبوں کے امان
جتنے ہین عداوہ سکر حبس مین ہر ہر زمان
بلکہ خود ہو دشمنوں کا عیب اس درجہ عیان

دوستوں کے دوست جو جو دشمن ہیں وہ سب ہو جائیں دوست دوست دشمن کا جو قصہ قدر سن پاؤں ذرا زرد روادعا کو کر دے خندہ روادعا کو	دشمنوں کے دوست جو جو ہیں وہ سب ہوں سب خصم جان دو ہی لفظوں میں کرے بس ختم ساری داستان نام رکھ کر اس قصیدہ کا دہ کشت زعفران
--	---

قطعہ

جناب نشئی عالی گھر جو اہل لال جو دیکھو دہو پے ہر پر تورات کو شہنم بہت ستایا ہر جی میں اوس پر بانٹیں تمام بانسو کی خاطر کنو میں بانس پڑے سنار ہی ایک ہی تحصیل میں ہیں بانس بہت مجھے بھی دیکھئے اویس اسی تو بانس جو کچھ بڑگی کٹائی ڈھلائی میں حاضر بڑا جو مانو بڑا ماننے کی بات نہیں جواب دگے نہ جب تک نہیں ہے ہر قدر کو چین	میں جس مکان میں بتا ہوں شے ہر کا حال یہ خشک تر ہے مری جان کیلئے جو حال یقین ہے اسے مار گیا آپکا اقبال مگر کسی نے نہ اک بانس کیا اقبال جہاں گنج میں آئی وہاں سے ٹال کی ٹال جو حکم ہوا وہی کٹا میں کہ نہیں ہے حال قرار برکت آزادگان گیر دمال نہ آپ ہو گئے ایلر سین ورنہ کنگال نہ صبر در دل عاشق نہ آئے خواں
--	---

قطعہ

تو ہے وہ نخل سخا دوہ باغ حرم کہ جو کاٹا ہے لگے میری تو ہر جگہ کٹک تو موافق ہو تو کیا مجھے مخالفت کی چلے دیکھ عزت مجھے اس طرح کی ذلت میں ڈال	تو ہے وہ میری دوام ہر خم دل لیش کہ جو پونچے مجھے کچھ دکھ بھی تو ہر جگہ کیش تو جو سید ہا ہو تو کیا کر سکے جرجر کیش نوش دیکر نہ لگا قہر کی زبور کی فیش
--	---

میرے احوال سے کچھ بڑا بیٹھی ہے تباہ
میرے دانتوں تو نہ ٹوٹیں گے تو کچھ
گو ترقی ہوئی پر ایسی ترقی کو سلام
جو کہ مفلس نہیں ہرگز نہیں پورا شاعر

دو تباہ ہو گا جو ہوسا تہ تباہی ہوش
یہ سنا ہی کہ کہیں جوڑ دے لوہے کو سریش
ہوین فلاں میں خش تیری تصدیق ہوش
جو کہ قانع نہیں ہرگز نہیں کیل درویش

رقم نکاح

عروس حمد کی برقع کٹائے
کجا خامہ کجا وہ رو سے نیکو
لقاب نعت اولٹ کر دیکھئے خوب
دل ز عشق محمد ریش دارم
بہر او کے خوش کامدحت سرا ہوں
ملا ان دونوں نے وہ غازہ دین
ادھر اے ساقی رنگین ادا و کبیرہ
نئی مستی ہے اک طرفہ رقم ہے
مرادین آج منہ مانگی ملی ہیں
مری آنکھوں کا تارا راحت جان
اوسکی دہوم یہ ساری مچی ہے
سنوارے گی جو گیسو گیارہوین شب
اوسی شب کو خابندی کرینگے
جو چمکے بارہوین شب کا ستارا

ہے معشوق ازل کی رومنائی
برات عاشقان برشاخ آہو
کہ محبوب حقیقی کا ہے محبوب
رقابت با خدا سے خوش دارم
علیٰ نفس نبی ہے کیوں بچا ہوں
ہے رو سے خاک کو لیا طاب نگین
لنگہ یوں ہی سے اے ظالم اذو کہیہ
قلم اپنا برانڈی کی قلم ہے
تراش خامہ کی باچہیں کہیں ہیں
مرزا نور ظہر و جد علی خان
مہ ذیقہ رہ میں شادی رچی ہے
کریگے رسم باجق کا اداس
نئی چالوں کی پابندی کریگے
تو ہر اک مہربان ہو محفل آرا

<p>مری آنکھیں بہن فرش راہ احباب سپر او سپر روشنی نور اعلیٰ نور کہ گردش لپی ہوئے گا زانا فلک کے منہ پہ چھوٹے گی ہوائی جو سب آجائیں ہو گھر میں مری مجھے یہ آپ کا آنا مبارک مبارک تین دن کی بادشاہی بجی نون و صا دو تانے لیں</p>	<p>کہ خدمت ہوگی خاطر خواہ احباب برات اوس رات کو ہے چشم بدور رہیگا ایسا شرب ناچ گانا ہو اے وہ کرگی چرخ سائی مہ شوال ہے احباب کی دید مرا یہ آپ کو لانا مبارک مے واجد علی کو یا آہی کہیں روح الامین سدرہ سی آیین</p>
--	--

رقعہ نکاح

<p>کہ نقد نعت احمد و ثناء است علی شہادتہ دام ہوا لیش بعقد رشتہ اش مہینہ حیدر ہباران فرش بزم انبساط است بود ہر غنچہ دل صحن گلشن صفیر غنایب از برگ ریزد مبارک باد گوید باعث دل فلک را شد منور چشم دیدار بلفظ بزم طوی آتش ادا کرد کہ بزم کہ حرف الی ساز دادند</p>	<p>عروس حمید زدن جلوہ آراست بزلف نعت و انداز رسالیش تبار نفس او نیش نواگر بیاساتی بیاجوش نشاط است بدہ جامی کہ بار آرد شگفتن چو موج قفل از زینات خیزد صدائے خند ہائے غنچہ دل کہ ایدون از فروغ بخت بیدار در ترہمت بروے خلق داکرد بزمہ از زمین آواز دادند</p>
---	---

<p>جیہ طوی است اختر رونق فرازی فلک را زینت و ہفت این نہ^۹ ربیع الاخر و ہم روز شنبہ چوردے روز بندد برقع شام شب بزم مہ و پردین ہین است تعالیٰ اسد چا انجم دوستانند بدنیامی سر سادام بہ آدم</p>	<p>فروع شمع زینت السما لے محمد ضامن اکبر طال عمکو برائے انجمن بستی و ششم بہ نمایہ بستی و ہفتم چہرہ از بام ہین است و شب تزئین ہین است باوج فرقان فرقم رسانند من واجباب و شوخیر مقدم</p>
--	--

مصرع اول از رمل مضاعف الارکان کہ ہر مصرع دو ہیچا ہشت و شکر کنارد

المشہور بحب بطویل

سال نو کی ہے زبانی سنو اک رام کہانی یہ کتھا سب سے پڑانی مگر آزاد کی بانی نیا انبار مل ہے یہ بھی
یار و بکی نزل ہے یہ بھی اک اپنی چھل ہے نہ کہین جنگ و جدل ہے نہ کہین کوئی لڑائی دہ بکر کو دجلا
ذری شہکار پتائی ہوئی گلے کی صفائی کہین رستم کا ہے دگل کہین فوجوں کی بند ہے دل کہین
انسان کا جنگل کہین جنگل میں ہے گل بھی رن بول رہتا دہ کمر بول رہتا دہ اسی رول رہتا یہ
اوسے تول رہتا کیا سر کرنے داوا دیا گموز دن کو جو کا دا ہوا پر یون کا چلا دا ہوا وحشت کا ملاو چلے
بجلی سے جو لشکر دہین بورایا مچھندہ دہ گری سیپ ٹپک کر ہوا کابل کا کچمردہ جو بھیڑون کچھان
تھے میان شیر علی خان زہا جب سر سامان ہوئے بے دُم ہی گریزان جو مزار آئے دہان
تو نے مگر نے بھانے کہ دے پاؤں جہان سے و گزر ہی گئے جان سے بہر یعقوب علی خان
صفت یوسف کفان دہین تھے قیدی زندان ہوئی چپکار سے سے شادان گئی خود گندمک آخر

ہوئے سرکار میں حاضر یہی خیر لوگ تھی خاطر کہ دہن صلح ہوئی پہر ہوئی کابل کی امات گئی کابل کو
 سفارت ہوئی پہر تازہ شرارت دہی ڈاکا دہی غارت دہی ہنگامہ دہی غل نہ کیا غور تامل جو غیر آیا تھا
 کابل او سے قیہ کیا بالکل جو او سے مار ہی ڈالا تو حصار ایک تھا بالا او سے کر کے تہو بالا لیا مرنے
 کا سہنا لا ہوئی سرکار یہی برہم چلی اک فوج صبا دم وہ سوار دہی جہا جہم وہ پیادوں کی چاچم وہ پہاڑوں کا
 بیابان کمین جہاڑی کمین میدان کمین وہ سبز نیستان کمین وہ خار نیلان کمین نالا کمین حقیر
 کمین بیڑ کمین بنجر کمین روڑے کمین تہر کمین ریتل کمین ٹھیکر کمین گھوڑوں کی وہ پڑ پڑ کمین سانچ کی
 وہ کٹر کٹر کمین تو پونکی وہ گر گر کمین بند تو کٹی پڑ کمین برہنہ کا وہ خم دم کمین سنگین کی چم چم
 کمین دردی کا وہ عالم کمین فوجوں کی ہما ہم جو چلین تو بین دندان جو کچین تغین زنا زن ملی دن
 سے وہ سن سن کہ ہلی قبر تھمن رہا گولی کا جو بلا کیا شیر دن نے وہ ہلا بھٹا رو با ہون کا گلا ہوا میدان
 تجلا وہ بھی فتح کی نوبت وہ کملی بیرق نصرت وہ پنی نا سے حکومت وہ پڑا سکہ دولت جو چین ہو گیا
 داعی تو ہوئے خار وہ باغی چڑ ہے پانی یہ وہ طاعنی چڑ ہے سولی کے چراغی پہر امیر آئے ٹھٹھک کر
 گرے قدموں پہ لپک کر بھی تقدیر چک کر یہی قسمت کا ہے چکر کہ او دھر سے ہر شکایت تو او دھر سے
 ہے ندامت جو کملی چشم بصیرت تو نظر آتی ہے عبرت کہ ابھی راسے زنی تھی ابھی دونوں میں بنی تھی
 ابھی تو صلح ٹہنی تھی ابھی تو گارہی چینی تھی سبھی الفت کی تھی چوسکر ہو اکھنڈ تیر ابھی تو تاج تہا سر پہ
 ابھی شمشیر ہے بر سر یہ فلک کے ہیں سر دہن ہی اس نا کے ہیں گن ہی اس چکی کی جو دہن کہ پے گیہوں میں
 گھن گئے کابل سے نکالے ہوئے گردش کے حوالے بنے وہ زخم دال لے کپڑے جان کے لالے
 جو پڑے شیر دغا تھے جو پڑے مرد و ناتھے جو پچھا نون کے چچا تھے وہ گئے ہند کے لٹھے یہ ہے
 حکمت کی شجاعت یہ ہے حکمت کی عدالت یہ ہے حکمت کی سخاوت یہ ہے حکمت کی مارت یہ ہے
 حکمت کی سفارت یہ ہے حکمت کی لیاقت یہ ہے حکمت کی حکومت کو جی لاڑ لٹن کے

مصراع دوم

اسطرن تو تہا یہ دنگا اودھراک کا لاہجنگا وہ شہرست کا پتنگا وہی جگلی جہلا چنگا وہی رہنن ڈی اگو
 وہی یعنی شہر و لو وہی یعنی سیٹو ایلو وہ اٹھا لو ہے لولو تو ہوا کیپ مین اک غل کہ ہے
 سیرغ کا چنگل وہ دبار ستم نابل وہ شاشرہ کا بل نہ پٹا نوکی پٹانی نہ جوانوں کی جوانی جو کمائیں ہوں
 کیانی جو ہوں تعین صفائی ابھی سرچڑے سبکا ابھی سرپوڑے سبکا ابھی منہ موڑے سبکا
 ابھی دم توڑے سبکا ہی بڑا قاتل خونخوار بڑا رہن غدار بڑا دیوسہ کار بڑی اسکی ہے بھنکار بڑا قہر کا
 قلم ہے ہر می سوڈ بڑی دم میں بڑے سینک بڑے کم کہیں گینڈے سے ہی دم سم یہ جو میدان میں
 آئے تو بڑی دند بچائے ابھی رن سر پہاڑاٹھائے ابھی دھنکار سے چھائے یہ خبر تار پہاڑی ہوئی لندن
 سے چڑھائی ٹھنی اک بہاری لڑائی لو کی ندی بہائی چھٹے تیر دن کے سپنولے بڑے بس فوج میں گولے
 چلے تو ہوں کہ وہ گولے کہ پڑے کیت میں اولے جو پرنس آف فرانس آئی بڑے زولو بدراغی غضب
 چار دن طرف چھائی یہ شہزادے پر رخ لاسے کہ دنیا سے سدا سے وہ گئے کیپ میں مارے ہوئے
 مغرور پنڈارے لگے بہرنے وہ طارے کئے اون نڈو کوں نے دار چلے جب وہ جفا کار بڑے یہاں
 ہی جہاں چلے خوب ہی تلوار کمانوں کا کڑکنا وہ جوانوں کا پلکنا وہ فیتلون کا پکنا وہ ڈیجون کا سکنا
 ہوا ہنگامہ محشر جو تلا حملے پہ لشکر و چلی تھری صرصر وہ اڑی آنڈی براہ کہ وہ دن ہو گیا کالا ہوا میدان
 تہ و بالا جوڑ کا بڑے کے رسالا ہوا کبارا و جالا تو عجیب رنگ دکھایا کہ ہے میدان صفایا سیٹو ابوک پڑا
 او سے مجبوس بنایا تو گر جئے لگے طنور ہوئے کیپ پہ منصور وہی عیش کا مذکور وہی جیش بہ ستور
 ہوا صاف وہ میدان نہی اقبال نہی شہرستان کہ ہوئی فتح نمایاں ہوا مجمع وہ پریشان جو ذرا راست کیا
 دم تو اڑا غلغلہ پیچم مچی برہا میں ہی گم گم کہ وہاں کا شہر اعظم ہی لگا سر پہ اٹھانے وہ لگا سوڈ

ہلانے جو ہین خوش اور یگانے وہ لگائے ہین ٹھکانے یہ خبر سنے ستر کی کہ گھٹا چائی ہی غم کی اور ہر
 اک برق بھی چمکی ہوئی سرکار سے وہ کی یونین وہ مصر کا پاشا ہوا پانی کا تاشا یونین بنوٹ تاشا ہوا
 ناگو کا تاشا یونین پونا کی بغاوت یونین مسیاحی نکات یونین کشمیر کی بدعت کہ ہوئی قحط کی شدت چلو
 کی بن آئی جو ٹکے سیڑھائی تو ٹکے سیڑھائی یہ سب اک بہاؤ لگائی کہیں کشمیری بڑی ہے
 کہیں تل چار دھڑی ہے ابھی ٹکسوں کی پڑی ہے کہ نئی دہول جڑی اڑے ہین میان ٹکس غصہ کے
 بڑے مخبر ہین یہ سب کے بڑے چوہے نئے ڈھب کے یہ لگائے گئے دیکے ہین کیا دجا دبا لے
 ہین کیا ٹکس دھارے کہ ادھر چار کما لے تو ادھر اڑا لے ہین کیونکر ہو وہ ہی نہ باعی نہ ہا ہی
 کہ حقیقت ہے ذرا سی کہی بچتی نہیں باسی کہہ ہی بیج دھن ہے نہ تو اتھے پہ نکلن ہے وہی دل
 اپنا لگن ہے وہی آزادہ چلن ہے وہی سنسنے کی متین ہین وہی پہر اوڑتی جھتین ہین وہی چکنے کی
 دھتین ہین وہی پینے کی لٹین ہین وہی کہہ پختین ہین وہی رعد و کی گتین ہین ہی پہر تہتین ہین کہ خوشی
 ہے بڑے دن کی +

ترجمنہ کی چھند

سجلی کی چمکے گل کی ہکے ہر دلی ہکے ہر دلی	سجلی کی چمکے گل کی ہکے ہر دلی ہکے ہر دلی
پہر دلی نہ دلیل سر و چہ صلیصل عشق و سنبل و سنبل	پہر دلی نہ دلیل سر و چہ صلیصل عشق و سنبل و سنبل
وہ نور کی نہر نہر کی لہر نہر نہر کی لہر نہر نہر کی لہر نہر	وہ نور کی نہر نہر کی لہر نہر نہر کی لہر نہر نہر کی لہر نہر
سبز کی لہک پر گل کی ہکے ہر دلی ہکے ہر دلی	سبز کی لہک پر گل کی ہکے ہر دلی ہکے ہر دلی
گو چھٹ ہی چکی ہر پڑی کی ہر پڑی کی ہر پڑی کی ہر پڑی	گو چھٹ ہی چکی ہر پڑی کی ہر پڑی کی ہر پڑی کی ہر پڑی
سب پھول جو کھل کر گر پڑی ہر کر پڑی ہر کر پڑی ہر کر پڑی	سب پھول جو کھل کر گر پڑی ہر کر پڑی ہر کر پڑی ہر کر پڑی
وہ اونچی دکان نیچی تانیں کتی ہر جانیں لے لے	وہ اونچی دکان نیچی تانیں کتی ہر جانیں لے لے
سجلی کی چمکے گل کی ہکے ہر دلی ہکے ہر دلی	سجلی کی چمکے گل کی ہکے ہر دلی ہکے ہر دلی
پہر دلی نہ دلیل سر و چہ صلیصل عشق و سنبل و سنبل	پہر دلی نہ دلیل سر و چہ صلیصل عشق و سنبل و سنبل
وہ نور کی نہر نہر کی لہر نہر نہر کی لہر نہر نہر کی لہر نہر	وہ نور کی نہر نہر کی لہر نہر نہر کی لہر نہر نہر کی لہر نہر
سبز کی لہک پر گل کی ہکے ہر دلی ہکے ہر دلی	سبز کی لہک پر گل کی ہکے ہر دلی ہکے ہر دلی
گو چھٹ ہی چکی ہر پڑی کی ہر پڑی کی ہر پڑی کی ہر پڑی	گو چھٹ ہی چکی ہر پڑی کی ہر پڑی کی ہر پڑی کی ہر پڑی
سب پھول جو کھل کر گر پڑی ہر کر پڑی ہر کر پڑی ہر کر پڑی	سب پھول جو کھل کر گر پڑی ہر کر پڑی ہر کر پڑی ہر کر پڑی
وہ اونچی دکان نیچی تانیں کتی ہر جانیں لے لے	وہ اونچی دکان نیچی تانیں کتی ہر جانیں لے لے

دوہ گال گل تر صد تے ہوجن پلہ کے مکہ پورے	دوہ ناز کا لہنا گرہی رہنا بنکے یہ کنا غم جھیلے
رند و کا چلن ہے شیشہ گنج مقہرہ ن ہونڈلن	آباد و کان ہے یہ یرخان ہر ایک کان ہر سامان ہے
گرے نہیں باقی یہ شاتی کتا ہوساتی بان کے	مستونکی و ہوجن غم نہیں بطلن جان ہوشق جانان
ساتی ہے ہمارا پیارا سے ہے سارا رخ لالا	ساتی ہے ہر لالہ ہولا بہالا آنکھ سے بیلا استوا
ساتی ہے غضب کا پیار کے ڈھبک وعدہ تہا کا کیا ٹالا	ساتی ہے بلا کا دل ہی کو تہا کا مارا داکا اک بہالا
دعاطکی خرابی ملے کبابی آئے شرابی دنگا ہے	زقار بلا ہر فتنہ بیا ہے غل یہ بچا ہے لینا ہے
تھہ پیری ہو رند جو ہودہ ہونچ کا اتو درے	یکڑی جو ہونہالی بڑکے دچالی جتی ہونالی بہا کا
پر کالہ آفت برج لطافت نور ظرافت سیارا	ہر پنج ہمارا انگہون کا تارا سب کا پیارا دل آرا
منشی ہر لاکا تہا ادا کا او سے تہا کا وہ ملا	شاعر ہر ستم کا لکھو چچکا اسکا ڈھکا دل ہارا
رنگین وہ فقرے نازک ایسے گل بہر قہر شرم کے	جو بڑنہ قلم کے دہن کی فقرے ستم کے کیا چکے
ہو ہنڈا اپنے جو کھلے طوطی بولے موتی رول عالم کے	جب نازک ادائیں باندھیں ہوائیں سرین گٹا تہم ٹکے
لو تیرہ صدی کا ختم ہر دور دورے نے بلاتا زہ چلن	عالم ہے ہر جو بن بدلی ہے چو توں گلشن گلشن سرور من
یہ حال ہے ہر لکھ عہد ہر کن کا نام ہے جن کا لڑ رہا	سہر سال نو آیا شرہ لایا اپنا پرایا دل ہر کن
بخشش میں جین تم باک میں ستم مشکل عالم ہر پانی	کسری کی نشانی عدل کو بانی فیض رانی لاثانی
راضی ہے رعیت اہری حکمت نبض حکومت پہچانی	ہر ایک کے جو مال اہل حصا خاص مصاحب کیجانی
بید خلی کیسی کھیت رہیگی سب کو یعنی چپکا یا	قانون بنایا خوش ہو پرایا دخل رعایا قوام
کتا ہے یہ عالم شکر ہے ہر دم حاکم حکم آبا	اخباروں کو شادی دی آزادی سب نے دھائی یا
سہر ملک دوہ کا بخت ہے چپکا کیسا تارا ہوتا بان	شادی ہے ہر نایان خوش ہیں لبان شکر پڑھان سہر بان
دربار میں بیٹے ملکر ایسے سب کے نصیب چکے بیان	دوہ دونوں داد رہر سنور ماہ انور تازہ روان

آبادی عالم خلق ہر بے غم عیش کا ہر دم سامان ہے	جو بیہ و جان تازہ روان ہر طرفہ سماں نمازان ہے
کب فیض قدم کا ایسا دیکھا ہر اک صحراستان ہے	حاکم کی مدد ہی لطف صمد کچھ بھی حد پایاں ہے
جسے ہی یہ عادل حاکم کامل کا مقابل کیا	جسے ہی لالہ اس کی سہارا لگھوکتا تار ہی پیارا
جسے ہی یہ تماشا دیکھو دور ثابت نکھار	جسے ہی یہ داور اسکے برابر کب سے ہرگز یادگار

قطعہ در رفع اعتراض حافظ شیراز

بدین فروغ گہر بار و از سحاب کجا	نوشت مطلع پر نور خواجہ شمس الدین
بین تفاوت رہ از کجاست تا کجا	صلاح کار کجا دمن خراب کجا
ز لفظ تا کجا و در گزرا ب کجا	فتادہ عقدہ در اندیشہ خردہ گیر انرا
خطاست بہر خطا حکم از کتاب کجا	کہ یک سو متحرک و گرد وے ساکن
تراست پایہ این مایہ احتساب کجا	غلو اگرچہ بود عیب مرقوفانے را
نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا	مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دستن
بہر عقل بود و جزو عتاب کجا	بسوے عیب چو شاعر کند اشعار لغز
صلاح کار کجا دمن خراب کجا	نخست گفت کہ اے صاحبان دانش داد
بین تفاوت یہ از کجاست تا کجا	سپس ز نفس خطا تازہ کرد عذر خطا
اگر خطا بود اینہا اگر جواب کجا	اشارہ چیت و عبارت بلین و عذر لطیف

مباش رنجہ ز غوغاے مدعی اے قدر
سخن یکے است جواب ترا جواب کجا

شنوی کلیدِ منہ ناتمام

نقل ہے ہادیِ خدا نبی
 وعظ میں اک کتاب کہ جو چکا
 گرم بازارِ پسند ہوتا تھا
 ہو رہے تھے بلند آواز سے
 تھے خریدار سب امیر و فقیر
 آخر اک پادشہ نے لیکے کتاب
 ہو گیا صاف تارک الدنیا
 گنجی ہاتھ لگئی خوشی کی
 ہوا صحرائِ نشین وہ فرزانہ
 ایک دن اس کے دل میں آیا
 کہ مصنف پہ بھی اثر کچھ ہے
 آیا فردین میں جب بے فہم کے گھر
 دھوم ہے اس کے گہرا میری کی
 گھوڑے باندھے ہیں میخِ زمین
 دیکھ کر اس کا روپ چسکرایا
 خوب دھوکا دیا قصورِ معاف
 چاندی سونے کی میخیں بڑھادی واہ

واعظ دین رسیع فردینی
 جابجا اس کا ہو گیا شہرا
 جو اوسے سنتا مادیہ روتا تھا
 کھل گئے تھے جنان کے دروازے
 جان دیتے تھے بادشاہ و وزیر
 غور سے دیکھے اس کے سب بواب
 بند کی آنکھ کھل گیا پردا
 گنج و ثروت سے چشم پوشی کی
 گنج پونہ چا بسوے ویرانہ
 چلکے دیکھ آئے، فہم کا حال
 نونِ خبر میں وہ باخبر کچھ ہے
 دیکھتا کیا ہے شاہ بے لشکر
 کہیں برنگِ نہیں فقیری کی
 خود ہے بزمِ بہشتِ آئین میں
 جا کے واعظ کے پاس فرمایا
 اب کہلے آپ کے تمام اوصاف
 مرجا مرجا جزاک اللہ

کوئی باتون میں سلطنت چھوڑے
 سنکے واعظ منہ سے تار گئی
 بیخ زرین بگل زردم نہ بدل
 کھمکے کرتا اوٹھایا مل کا
 آئے گھر میں جو وہ خدا کے شیر
 بولا اتنا ہمارے واسطے ہے
 نہ مرے فعل میں جن سل کر دم
 سہریہ واعظ نے پند نہائی
 اک مسافر ہٹک گیا رستہ
 ایک انسان اور دیر اندہ
 جہاڑی چوڑی ہرین بچانین صا
 کہیں جادے کا تہانہ نام و نشان
 نقش پا کے نشان زمین سرگم
 کہیں پتا جہان کھڑکتا تھا
 اوس سے خوش و طیور بیاگتے تھے
 جس طرف سے ذرا غبار اوٹھا
 گاہ ادھر دوڑا گاہ ادھر دوڑا
 جا کے پونچا جو برسر الوند
 کی صبا نے جو باد پیائی

کوئی سوئے میں لادلی گھوڑے
 بولا اے تاجدار ملک حیا
 ساری دولت گئی چو خک میں مل
 ٹاٹ کا انگر کس اکل آیا
 ایک بدہناتما یا کتب کا ڈھیر
 اور جو ہے تمہارے واسطے ہے
 میرے اقوال پر عمل کر دو تم
 کہ یہ لو اک مثال یاد آئی
 کوہ و صحرا میں ہو گیا خستہ
 جس سے سبزہ تلک تہا بیگانہ
 سنگ مرمر کے طور سے شفاف
 جب طرح چاندنی میں کا پھٹا
 جب طرح دھوپ میں نہون انجم
 یہ او دھیر کی طرف لپکتا تھا
 خضر بھی دور دور بھاگتے تھے
 اوسط میں دوڑ کر پکارا دھٹھا
 جان پر کہیلا کوہ پر دوڑا
 ہو گیا سازگار بخت بلند
 اک طرف سے صدائے سگ کی

ادسی آواز پر چلا دل ریش کوہ سے صورتِ صدا نکلا تیز جاتا تھا اس طرح دلگیر جاتے جاتے یہ گاؤں میں پونچا ہوا گئے سے جبکہ گاؤں نمود دیکھ اے شاہ جاے عبرت ایک گئے نے دیکھ آخر کو نہوا پاک وہ سگ ناپاک تو ہی سنکر مری صراپونچا تجھ کو کیا میں کوئی ہوں کنش کس دیکھ اے قدر ابتوا نکمیں کہوں صاف ظاہر پرست دینا ہے دل کا احوال تجھ کو کیا معلوم کیون کسی کو برا بہلا جانے حال دل کا سمجھنا ہے دشوار	چھپے یہ تھا صدا تھی پیشانی دشت سے صورت ہوا نکلا جیسے چوٹے کڑی کمان ہوتیر بھونکتا تھا جہان وہی گستا گاؤں سے پانی بمنزل مقصود ارے بد راہ جاے عبرت کیسا پونچا دیا سانہ کو لیکن اسکا ہوا بکھیرا پاک ٹھیک منزل پہ اپنی جا پونچا برسر سولان بلاغ باشت و لبس سے کہیں اور اپنے منہ سے بول کیون ہے درپے تجھے ہوا کیا ہے کسا کیا رنگ سے خدا معلوم کون کس دہن میں ہے خدا جانے محتسب را درون خانہ چکار
---	--

قطعہ در سپارش محمد حسین بخدایت مہراج نرائن تحصیلدار بہر دہری

اے قبلہ حاجت مرے مہراج نرائن ویدار تزا جلوہ گل چال بہار سے	اس دہرین رکھے تجھے اللہ سلامت رخ پھول ہے لب غنچہ ہر شمشاد ہر قاصد
---	--

محرابے بار و توجہ جات صفِ ترکان
 اونچا سا ترا ماتھا ہے اقبال کی پہچان
 باتوں ہو کرین زندہ اشاروں ہی جلاکین
 سیر بہین فیضوں سے ترے خضر و سجا
 انصاف سے اس فیض پہ بندم رہوں میں
 اب تک نہ یہ بیچارہ مکے کا ہوا نوکر
 سب ہنستے ہیں مجھ پر کرمج کی تھی سفار
 اے قدر یہ کیا بکتا ہے بکڑی بکڑی
 کر دیگا اگر عین عنایت سے اشارہ
 دیتا ہوں دعا تم کو یہ ہے میرا طریقہ
 جب تک کہ ہر عالم ہے اقبالِ عالم

پتلی تری کرتی ہے اسی صف کی ماست
 بوٹا سا ترا قد ہے فراست کی علامت
 ہے تیرے لب و چشم میں اعجاز و کرامت
 یہ دونوں مرینگے نہ کبھی تا بہ قیامت
 یسین سے نام کر کے مجھ کو ندامت
 کہو دیجئے اب اس کے نصیبوں کی بھی شامت
 میں آپکا کلاما کے سہوں ایسی ملامت
 لاجل و لاکوئی گئی تیری ہی کیا ماست
 یسین کو ہو گی کسی عہد سے پامات
 محسن کی پرستش ہے شبنم روزِ ماست
 جب تک کہ ہے دنیا رہو دنیا میں ماست

شعری ناتمام ترخیشہ کلیدہ و منہ

اصلیت کتاب منع نقل و انقلاب

اوڑے مخم دوات کا سر نویش
 بادہ ادبے سخن پرستی کا
 نقل ہوں فقط میکدہ ہو کتاب
 پست ہر خود پرست ہو جائے
 مے کہنہ ہو داستان کہن

ہاں فلاطون خامہ آئے وہ جوش
 جوشل و شھے سیاہ ستی کا
 صفحہ ساغ ہو سطر موج شراب
 جو سننے سے نکلتا ہو جائے
 چوب چینی بنے نہال سخن

ایسی اک شاخ داستان پہوٹے
 شوق دلو ا کے سبکو القصۃ
 پاس کسریٰ کے اک برہمن تھا
 بزم افروز و بذلہ گو سے و ندیم
 ایک دن آیا جب وہ فرزانا
 لوگ یونان میں کرتے ہیں مذکور
 اونہیں ایسی دوائیں ہوتے ہیں
 اے برہمن تو ایسی چالین چل
 ہنسکے بولا وہ اے شہ عالی
 نہ کہیں کوہ ہے نہ اوسمیں دوا
 ہندیوں کا یہ زہر بویا ہے
 اصل مطلب سے اسکا یعنی اور
 کہہ سمجھے ہیں جنگلوں کوگ دہان
 اونکی باتیں ہیں ساری کام دوا
 جو کہ ہیں بیوقوفے جاہل لوگ
 باتیں ہیں سنکے جب وہ جوش میں آئے
 سیکے سب وہ پڑتی تھی فانی سے
 یہی باتیں اونہیں دو ٹھہرین
 الغرض ملکہ کار دانوں نے

بے زبانوں کی یہی زبان پہوٹے
 اب سناتا ہوں برحسب قصۃ
 جکا ہندوستان میں سکنا تھا
 حکمت اندوز و نیکو سے و حکیم
 پوچھا نو شیر وان نے اے دانا
 ہند میں چند کوہ ہیں مشہور
 جس سے مردے ہی زندہ ہوتے ہیں
 ہاتھ آئیں مری وہ امرت پہل
 لوگ بٹتے ہیں ہول کی رسی
 نہ کوئی مردہ ہے نہ اوسکو شفا
 اس میں اک تہ کی بات گویا ہے
 لفظ بیشک یہی ہیں معنی اور
 ہیں وہ فرزانگان ہندوستان
 لوگ سمجھے ہیں جنگا نام دوا
 کہتے ہیں مردہ اونکو کامل لوگ
 نوشدارو سے مردے جوش میں آئے
 جی اوٹھے آب زندگانی سے
 موج حشر چمکہ بقا ٹھہرین
 عقلمندوں نے خوش بیانون نے

ایسی چن چکے چیدہ باتیں تمام
 ہے وہ زریب خنرینہ شاہان
 تو وہ مخفی خنرینہ ہاتھ لگے
 جب یہ نوشیروان کے کان پڑے
 ایک بزوریہ تھا طیب بان
 دئے ادسکو ہزار ہا توڑے
 سوے ہندوستان چلا جائے
 چلتا پرتا ابھی نظر آئے
 بس چلا سوے ہند وہ رگبیر
 نظر رہ برق و تیر و آہ بنا
 ملک ایران کجا کجا پونچا
 آیا وہ شوق کا مرانی مین
 راے پرتاب چند صاحب فوج
 اوکی بستی مین آ کے بزوریہ
 اک برہمن سے گئے گیانی لہال
 دیکھا بزوریہ کا جو علم نہر
 گو برہمن نے گر مجبوشی کی
 خوب نظروں مین جب دسے تو لا
 بے زبانوں سے جب زبان لڑی

رکھ دیا ہے کلیہ دمنہ نام
 ہوا دمنیں سے اگر کوئی خواہان
 حکمتوں کا سفینہ ہاتھ لگے
 جان مین ادسکی تازہ جان پڑے
 تھا جہان گرد اور چیدہ ہوان
 تاکہ وہ رشتہ وطن توڑے
 جانب بوستان صبا جائے
 اور لیکر کتاب گہرا آئے
 جیسے چوٹے کڑی کمان سی تیر
 صبر و فکر و موج و ماہ بنا
 ملک ہندوستان مین آپونچا
 راے رایان کی راج دہانی مین
 راے رایان شہنشاہ قنوج
 شہر مین پھیرا کے بزوریہ
 راے ہندی کے تھا جونا کابال
 برہمن نے بٹھایا آنکھوں پر
 پر بہت اسنے راز پوشی کی
 ایک دن ہستے ہستے یوں بولا
 سر مخفی سے میرا دیہان لڑی

اوسکی مجھ کو تلاش دانی ہے
 وہ برہمن اوجھیل پڑانی الفور
 ہمسے اوڑتے ہوتا اوڑا مال
 سلطنت کا چہرہ رخ لیجاؤ
 ہلکویوں سبز باغ دکھلا کر
 تم بڑے پختہ کار ہو صاحب
 آتے رہے دانایہ تیری دانائی
 جو کہ ہو عقلمند پہچانے
 بردباری و خوشیشتن داری +
 اور تختیختن محمد اسرار
 اہل دربار کی رضا جوئی
 کچھ نہ کہنا بغیر پریش کے
 خصلتیں عیب ہین برزویہ
 ایسے انسان کو کوئی کیا ٹالے
 اسلئے مجھ کو تیرا فرمانا
 کس طرح صاف دہن جواب تجھے
 بولا برزویہ تجھ پہ جان فدا
 سچ ہے جو مانہیں ہے قول کبار
 الغرض وہ کتاب لاثانی

عاتقون کو اشارہ کافی ہے
 ہنسکے بولا ایہ سر بھی کرنا غور
 گنج حکمت کو تم کر دیا مال
 مفت میں سب کو داغ دیا جو
 اپنے شہ سے ہو سرخرو جا کر
 تم بڑے ہوشیار ہو صاحب
 بل بے عیست کی توانائی
 مرد دانا کو آٹھ باتوں سے
 اور نہ رمان بری سلاطین کی
 پوشش راز ہاے ہر کردار
 بیٹھ کر محفلوں میں کم گوئی
 یہی آٹھوں میں تمنے دانش کے
 تجھ میں آٹھوں یہ سب ہین برزویہ
 دل و دین جان و جسم دے ڈالے
 چاہیئے آنکھوں سے بجالانا
 بیچ کر جان دون کتاب تجھے
 شکر تیرا نہ مجھ سے ہو گا داد
 خاک از تودہ کلان بردار
 دی برہمن نے اوس کو پنہانی

لیکے برزویہ نے لکھی وہ کتاب
 جو میں ہر آب رفتہ آپونچا
 عفت لائی دماغ ایران میں
 آئی گنگان میں بوسے پیراہن
 ہوئی سبز کشت ایرانی
 ہوا ابوہ خاص و عام سے جشن
 لیکے اوٹھا کتاب برزویہ
 اوٹھی اک ۲۱۰ واہ تا بفلک
 لیکیا شاہ او سے خزانے میں
 بولا برزویہ مال ہے کیا مال
 ذکر میرا ہی اس کتاب میں ہو
 کہانہ نے کردن میں شاد تجھے
 چھہ حکم شہ سخی و کریم
 پہلوی میں لکھی تمام کتاب
 سولہون اس حساب سے لکھے
 اور چہ خود بڑا دئے اوسنے
 عمدہ نو شیران سے ایران میں
 سب ملک عجم نے حرمت کی
 یہ سفینہ عجب سفینہ تھا

نقل کر کے گیا وطن کو شتاب
 بحر الفت کا آشت نایونچا
 نور آیا جس راغ ایران میں
 پھر بہار آئی جانب گلشن
 سوکھے دہانوں پہ پر گیا پانی
 کیا کسری نے دہوم دہام جشن
 پڑہ گیا سارے باب برزویہ
 اوڑ گئی آسمان کی چپت تک
 کہ کمی اب نہ کر اوٹھانے میں
 میں جو مانگون نہ رہو میرا سوال
 تار ہوں یاد اہل عالم کو
 تیری منہ مانگی دون مراد تجھے
 لکھنے بیٹھا بزرجمہر حکیم
 اوسین ٹھہرائے دسے سولہ باب
 دس تو اصل کتاب سے لکھے
 دو ادائل کے چار اواخر کے
 اسکو رکھتے تھے گنج پنهان میں
 یعنی اسکی بہت حفاظت کی
 بادشاہوں کا علم سینہ تھا

جب خلیفہ ہوا ابو المنصور
 اوسنے اک بار اوسکو حکم دیا
 کہ لکھ پھلوی سے تازی مین
 عربی کا جو چل گیا پہلو
 پھر ہر حکم نصیب سامانی
 رودکی نے بھی ڈالی اپنی دہوم
 ہوا بھرام غزنوی پیدا
 اوسکا دیوان تھا ایک صاحب جاہ
 اوسکو ہرام نے بلا کے کہا
 عربی کی کلیلہ دمنہ سے
 ترجمہ کر کے فارسی مین دکھا
 الفرض حکم وہ جیسا لایا
 عربی شعر اوس مین داخل تھے
 پس حکم میں ہر شتم سہیل
 نسخہ پورا حسین واعظ نے
 کیا ہی لکھی عبارت اوسکی سلیس
 کم کئے اوسنے اولین دو باب
 پھر ہر حکم جلال دین اکبر
 لکھ کے لایا زروے استاد

سب مین تھا جو دوانقی مشہور
 ہوا الحسن جو بن المقفع تھا
 ہودہ مصروف سحر ساری مین
 پہلوی کا بدل گیا پہلو
 فارسی ہو گئی بہ آسانی
 فارسی مین کیا اوسے منظوم
 جو کہ سعود شہ کا لڑکا تھا
 ہوا المعالی دنام نصر اللہ
 اپنے جو ہر دکھا دے اے دانا
 جو لکھی ہے بن المقفع نے
 ماہ خشب اس آری مین دکھا
 فارسی مین اوسے بنا لایا
 اور الفنا فاسخت و شکل تھے
 تھا سہولت سے جسکے طبع کو سہل
 چھٹا ملا حسین واعظ نے
 نظم عمدہ تمام نشر نفیس
 چکے انوار خیم بخت کتاب
 شاہ دہلی و معدلت گستر
 شیخ ابوالفضل اکبر آبادی

اور رکھ اعیار دانش نام
کیا مچائیں مین قدر زوہین
ہے قایم حسان مین یا قیوم

سولہون باب اوسین لکھ تمام
اب اد سے نظم کر کے اردو مین
سولہون باب اس مین مین منظوم

فتح الابواب

گفتگو سے بزر چہر حکیم
اور سب قیل و قال بزدویہ
کہ نہ سنئے سخن سخن چین کا *
ہے مناسب برائے بدکاران
دوستوں کے جو یکدلی مین تھی
نہ فریب عدو سے رہیے نظر
پھہرے ہر مقصد طلب کا کس بیان
اور انجام اس خساری کا
کس طرح دشمنوں سے پائی پیش
نہ خوشامد پرانگی ہو بے فکر
کہ جو داخل ہے رسم شامان مین
ہے خبر او سترائے کار ضرور
اور افزون طلب کے راز مین ہے
ہے گلابی نسیان مین
ان سے اور انکی باتوں سے پرہیز

باب اول مین ہو گئی ترقیم
باب ثانی مین حال بزدویہ
باب ثالث لکھا اس آئین کا
باب چارم سترائے بدکاران
باب پنجم مین فایدہ لکھ
اور باب ششم مین دی خیر
باب ہفتم مین ذکر بے خبران
باب ہشتم مین شرتابی کا
ہے نوین باب مین کہ دور اندیش
باب سوان ہے کینہ ور کا ذکر
گیارہوان باب عفو عصیان
بارہون باب مین یہ ہی مذکور
تیرہوان باب حرص آزمین ہے
چودہوان باب حلم شامان مین
باب پندرہوان بیوفاسی گریز

سولہویں باب میں بھی ہے خبر دور گردون پر التفات نہ کر

باب اول سخنان بزرگ مہر بزبان بزرگ مہر

درج دانا دے کا دریتیم
یون پر دتا ہے دُرسلک سخن
کہ زبانوں میں بے زبانوں کی
نام چکا ہے کزنک و دمنک
دل لگی میں ملانی حکمت و ہند
خبر دسا لون کو تا گوارا ہو
اور جب او کو فہم کامل ہو
جیسے کوئی خزانہ دفن کرے
اد کے لڑکے کے ہاتھ میں پڑ جائے
ہے غرض یہ کتاب بے عجب و بہ
پر ہے اسکے مطالعے میں شرط
بحر دانش میں خوب ہے غوص
نہ کہ سب چاٹتا چلا جائے
پڑ ہے جائے نہ سمجھے یا سمجھے
پڑ ہے بے سمجھے او کو جو بعیت

کون یعنی بزر چہر حکیم
یون روان کر رہا ہے کلک سخن
ہندیون نے کتاب ایک لکھی
اوسمیں دس باب سب ہیں آخر تک
تلخ دار و میں جیسے شکر و تند
کیس میں یاد نسخہ سارا ہو
تجربہ پہلے ہی سے حاصل ہو
اور پھر بعد ایک مرتبے کے
مدۃ العفو چین اوڑاے
طالبان سخن کے مطلوبہ
کرے معنی میں اسکے غور بہ فرط
تا ملے گوہر معانی خاص
گہانس سی کاٹتا چلا جائے
ایسا سمجھے تو کوئی کیا سمجھے
اصل ہے اوسکے واسطے یہ نقل

حکایت

قول سعدی سے ایک دن بے رنج ابلہ اندر خسرا بہ یافتہ گنج

دل میں سوچا جو آپ اڑھاؤں میں
شہر سے لاکے بار بردار سی
نہیں بہت رجو بار ہا لیب اؤں
چند حال ایسے لے آیا
سب خزانہ لدا دیا اون پر
آپ پیچھے ٹھٹھک رہا حق
اوسکی نظر من سے ہو گئی جب
دیر کے بعد وہ بھی گھر آیا
کہن افسوس ملکہ کہتا تھا
اوسے عجلت جو کے بنادانی
اصل ہر چیز کا سمجھنا ہے
ایسا رٹنا حق نہایت ہے

عمرتی کمان سے پانہیں
لیچلون دولت اپنے گہری
دفعۂ سب کے سب اڑھا لیا
جنگا گھر کوچ جانتا ہی نہ تھا
تاکہ پونچا لیں جا کے میرے گھر
تاکہ تہمت لگے نہ حق ناحق
لے اڑے اپنے اپنے گھر دوڑ
اوسکو گھر میں نہ نظر آیا
اڑ گئی ہاے سونے کی چڑیا
رگہٹی مفت کی پشیمانی
ورنہ رٹنے میں فائدہ کیا ہے
میں نے اسکی عجب حکایت ہے

حکایت

ایک جاہل کو یہ مسائی دہن
ایک فاضل سے اوس سی الفت تھی
کہ مجھے فارسی زبان لکھدے
جب کہ تختی پہ لکھ چکا فاضل
دیکھا کرتا تھا جب نہ تب تختی +
چاہیے مجھ کو مر جا کہنا

کہ کرے فارسی میں طرز سخن
ایک تختی او سے سنہری
لکھدے لے میرے مہربان لکھدے
گھر اڑھا لایا اپنے وہ جاہل
سوچا میں پڑہ گیا یہ سب تختی +
اب مری فارسی کا کیا کہنا

ایک دن فارسی میں منھہ کہہ کر بولا
 اوس سے اک شخص نے کیا یہ بیان
 قہقہہ مار کر کہا کیا خوب
 کچھ تمیز آپ کو یہی ہے کہ نہیں
 اوس پہ لکھی ہے فارسی کی زبان
 اور تو کیا کہوں تمہیں برور
 پس مناسب کہ صاحبان قون
 علم کا گو جان سب محتاج
 بے سمجھ آدمی نہیں ہوتا
 فہم تجربہ یہی ہو حاصل
 سیکھیں دانا دلی سے طرز ادب
 مرد دانش سے ہو خجستہ شعار
 جو سمجھ بوجھ کر ہو دارستہ
 جیسے کوئی مسافر بد راہ
 اور اوسی راہ پر چلا جائے
 یا ہو بیمار جیسے کوئی بشر
 جانکر اوس غذا کو کھائے وہ
 مثلاً دلبشر کنوئیں میں گرین
 لیکن ادن میں عجب تماشا ہو

منھہ تو کہولا مگر غلط بولا
 تیری یہ فارسی غلط ہے زبان
 یہی منہ جو مرے نکالو عیوب
 ہے مرے پاس تختہ زرین
 سپرین بولون غلط خدا کی شان
 ہے مثل اپنے ننھے میان ٹھو
 کس دانش میں دل سی ہون مصروف
 فہم لیکن ہے علم کی ستیاج
 یون نبی جی رٹا کرے تو تا
 لوگ ہون تجھے بے پروا نادل
 با ادب بانصیب ہوتے ہیں سب
 ہو کم آزار اور نیکو کار
 ہو وہ دام بلا میں پابستہ
 کہ رہے پر خط سے ہو آگاہ
 خود لٹے وہ کیا کیا جائے
 اور خود جانے اک غذا کا ضرر
 شاذ ہے یہ کہ مرنے جائے وہ
 نہ قضا آئے دو نون جیتے پھرین
 ایک انکھیا را ایک اندھا ہو

گو وہ دونوں چلے تھے موت کی راہ
 مگر اندھا تو اونچین ہو معذور
 منہ پر دو انگلیں اونچین تیز نظر
 سنکے یہ سامنے وہ منہ نہ کرے
 چشم سان لاجواب ہو بینا
 نخل دانشوری کا ہے پتھر
 وہ شریقیں میں سب سے اولیٰ ہے
 جب کہ دانش سے ہوا سے بہرہ
 پہلے خود یکم لے تو سکھلائے
 پہلے خود اپنے گھر جلائے چراغ
 پہلے خود آپ کو غیور کرے
 پہلے خود خلق کا بنے مشاق
 نہ کرے آپ کو جو پہلے ہرست
 ادس سے بڑھ کر نہیں ہر کوئی ذلیل
 کہ خود اک عارضے میں مرتا ہے
 جسکو دنیا سے جتنی الفت ہو
 مال دنیا رہا رہا رہا رہا
 حال دنیا اسی طرح ہے مگر
 اول اسباب نے ندگی کی تلاش

تھا دہان لحد دہانہ چاہ
 عذر بدینا نہ ہو کبھی منظور
 پھر گرا دیکھ بہال گریو کر
 کیا عجب ہے کونین میں ڈوب کر
 چشم سان آب آب ہو بینا
 کہ شریف النفس ہو اصل بشر
 جسکو حاصل رضا مولیٰ ہے
 سپر نہ اور دن کو رکھے بے بہرہ
 پہلے خود دیکھ لے تو دکھلائے
 پیچھے مسجد میں لیکے جائے چراغ
 پیچھے لوگوں کا فقر دور کرے
 پیچھے سکھلائے خلق کو اخلاق
 اور تقیٰ غم پر ہو چست
 ہے وہ گویا کہ اک طبیب طویل
 دوسروں کا علاج کرتا ہے
 اوسکو کونے پر اتنی کلفت ہو
 مفت کا رنج جاودا نہ رہا
 تین امروں میں سہی ہے بہتر
 کہ رہے جس سے بین بین ہواش

دوسرے خوش معاملہ رہنا
 تیسرے زاد راہ ملک عدم
 جسمین دیکھے صلاح عقل شعور
 ہے مناسب کہ کسب مال کرے
 گو خدا رحمت انتہا کی کرے
 پہر ہی کوشش کرے تو کیا نقصان
 دوزد ہو پ آدمی کی شام و گاہ
 اوس پہنچنا ہی ہے ہشیاری
 یا تو غفلت کو چنگیوں پر اوڑھ لے
 اگلون کو اپنا اوستا دکرے
 اونکی ستیر پہ کر کے خوب نگاہ
 اونکے جو تجربے ہوئے ہوں بہم
 اوسی ڈھڑے سی پر چلا جائے
 رکھے اس پیروی پہ سب بنیاد
 بات کوئی اگر نہ یہ مانے
 عمر اتنی کمان سے لائے وہ
 سینے مانا کہ وہ بفس مرض محال
 محنتیں سیکڑون اوڑھائے گا
 اوس پہ کھٹکا لگاہے ہو کہ نہو

راست بازون کا واہ کیا کہنا
 ہے کمرین تو چھپا اوس کی غم
 کرے پرہیزگاری اوسین ضرور
 پروہ کسب از رہ حلال کرے
 گو زمانہ کیسے کام ہی بہرے
 سچے رہی ہو لانا تو کوئی بیان
 بخدا ہے خدا کے دین کی راہ
 چشم پوشی ہے عین بیداری
 یا تو کل کے چھٹے منہ پر کھائے
 حسن اخلاق اونکے یاد کرے
 کرے کامون بین اون سے بسم اللہ
 بس اونین پر چلے قدم بقدم
 اوسی چپا پے پہ کاڑھتا جائے
 کہ یہ تقلید ہے بہ از ایجاد
 معتبر اپنا تجربہ جانے
 کہ ہر اک بات آزمائے وہ
 تجربے خود کرے ہزاروں سال
 جب کوئی نکتہ آزمائے گا
 نسخہ کیسیا ہے ہو کہ نہو

بکا کمانا نہیں وہ کہتا ہے
 گو کہ ایک سود ہر زیان میں ہے
 کیون نہیں سود بے زیان لیتا
 ان نصیاح سے ہو جو روگردان
 نہیں ستانہ سن ہماری بات
 فوج غم جب کرے کہ کیو تباہ
 استقامت نہ پہر خطا پہ کرے
 جرم کر کے نہ مہٹ دہری
 نام اسکا ثبات عز نہیں
 ہے سراب اور آب شیرین اور
 کرے پالغز پر جو استقلال
 جیسے بے سمجھے ادب بے بوجہ
 اور وہ راہ میں بھٹک جائے ق
 کہی پائے نہ منزل مقصود
 بلکہ جلتا بڑ ہے وہ نا آگاہ
 یا پڑے جسکے خار آنکھوں میں
 نہ نکالے وہ درد غفلت سے
 ہے وہی مرد اور دانشمند
 منہ نہ موڑے کڑی اوٹھانی سے

آج کما کما کے خود چکا تا ہے
 اک نتیجہ ہر امتحان میں ہے
 کیون زیان کا ہے امتحان لیتا
 ہے وہ شکل آئینہ حیران
 نہیں مٹا نہ پی تو آب حیات
 قلعہ راستی میں لے وہ پناہ
 ہر جگہ اپنی بات پر نہ مرے
 نہیں بہتر خطا میں سرگرمی
 نہیں ہرگز یہ عزم جز نہیں
 آب اور آب خنج کین اور
 ایسے بد راہ کی یہی ہے مثال
 کوئی اک سمت چلے بے پوچہ
 چلتے چلتے ہزار تھک جائے
 او کی کوشش تمام ہو بے سود
 ہوتا جائے اوستیدر گمراہ
 درد ہو بے شمار آنکھوں میں
 ہاتھ دھوئے کہو بصارت سے
 جو خدا کی خوشی پہ ہنر سند
 جی نہ مارے بلائیں آنے سے

چھ بہی تدبیر سے باز ہے
جو پڑے کوئی عتدہ تقدیر
جو کہ اپنے لئے کرے نہ پسند
کیونکہ ہر کام کا ہے بدلہ ایک
ہے نتیجہ ترے عمل کے ساتھ
پس مناسب ہے جو پڑے یہ کتاب
دیکھنا اور سجا لیا جائے
جب کہ مطلب سمجھ لے اپنا تمام
اسکے آگے ہرین سب کتب بیکار

درہمہت ہمیشہ باز رہے
صاف چل جائے ناخن تدبیر
دوسرے کے لئے کرے نہ پسند
بد کو ملتا ہے بد تو نیک کو نیک
دے تو اس ہاتھ اور لے اس ہاتھ
چاہیے ہو بغور معنی یاب
اپنا مطلب نکالتا جائے
اوسکے موجب کیا کرے ہر کام
یہ نمونہ ہے بہت راز خوار

باب مہم برزو یہ کی کہانی اوسکی زبانی

میرے ساتی ذرا شراب مجھے
ایک بوند ایک گھونٹ ایک چلو
جب تک مانگے جاؤں لائی جا
کرے دریا سے جھٹلانی
فکر کو کر دے جوش بادہ صاف
بیخ ہو سب پھٹک کے یکسو یہ
یون گنڈا ہاتا وہ شراب سخن
کہ مرزا باپ اک سپاہی تھا

تعمیم نے کیا کیا مجھے
ایک جام ایک شیشہ ایک سبو
جس قدر میں پیوں پلائے جا
پہیرے میرے خمار پر پانی
کھن دریا سے ہو زیا دہ صاف
بک اٹھوں داستان برزو یہ
یون دکھاتا ہے آب و تاب سخن
مرد میدان کجکلا ہی تھا

حال ماورے سب پہ روشن تج
 دشتِ عالمانِ زردشتی ڈ
 جب مری عمر کے ستارے کا
 ساتویں سال میں قدم رکھا
 باپ مان پڑھنے کو بٹھا ذلگے
 جیسا سن میرا پڑھتا جاتا تھا
 پڑھتے پڑھتے مجھے ہوا یہ شعور
 ہو کے آگاہِ اصلِ نقل سے پھر
 کہ ہیں اس علم کے نتیجے چار
 ایکٹ تو جمع کر کے کچھ زرد مال
 یا کروں ایسا کار دنیا میں
 یا کروں وہ نبیہ عالم میں
 یا کہ ڈر پردہ سے ہو کے جدا
 میں تو پہلے سے جانتا یہ بات
 جو کرے جس جگہ عملِ جلیل
 اس میں دنیا کا فائدہ اک سمت
 ہے مفادِ اس میں دین و دنیا کا
 کہیت ہوتے ہیں ج طرحِ سحران
 منون غلہ و کاٹ لاتے ہیں

گبر و آتش پرست تھی مادر
 لمعہ دو دمانِ زردشتی
 ہفتمین چرخ پر دماغ گیا
 دوش پر ہوش کا علم رکھا
 مجھ کو مکتب میں طب پڑھانے لگے
 ویسا دل دیکے پڑھتا جاتا تھا
 میں طبابت میں ہو گیا مشہور
 راے لی میں نے پیر عقل سے پر
 کس پہ رکھوں میں اپنا دار و مدار
 باغِ عالم میں مثل گل ہوں نہال
 کہ رہے یادگار دنیا میں
 کہ مجھے واہ واہ عالم میں
 رہوں میں طالبِ رضاے خدا
 کہ وہی ہے طبیبِ نیک صفا
 سمجھے اُس میں رضاے ربِ جلیل
 اور خوشنودی خدا اک سمت
 وہ مثل ہم نواب و ہم خرما
 پکے کے طیار ہوتے ہیں جہاں
 چار بلیوں کا مسفت پاتے ہیں

راے چارم کو کر لیا مقبول
 ہو اراضی راضا سے مولا پر
 پھر طبع پر نظر ہوئی میری
 کامیابی میں ہیں بلند نصیب
 اور وہ لوگ چین کرتے ہیں
 راہ تسلیم سے قدم ڈگ جائے
 دشمن نفس پر گرا اگر ڈٹ
 خنجر صبر سے حلال کیا
 اس طرح کین نصیحتیں آغاز

الغرض میں نے بعد رد و قبول
 کہ کمر باندھ کر مداوا پر
 یوں ہیں چند سے بسر ہوئی میری
 میں نے دیکھا کہ اور مجھے طبیب
 مجھ پر سختی سے دن گذرتے ہیں
 تھا یہ نزدیک سوچ کر یہ راے
 کہ یکایک ثبات کا شکر
 نفس کش کو پایا مال کیا
 دیکھ کر میں نے دل کے یہ انداز

عزل

کہ حسد ایک خار صحرا ہے
 پھر حسد منعمون پہ بیجا ہے
 مفت ناری جلا ہی مڑتا ہے
 تجھ کو کیا کچھ تر ا جا رہا ہے
 یہی سوہان روح فرسا ہے
 جو دنی ہے اسی کی دنیا ہے
 ارے بچوں کا یہ گھر زنا ہے
 کچھ بھی تجھ کو خیال ہوا ہے
 ہر قدم پر ہیں حسین لاکھ خطر

تجھ کو حاسد وہ جوش سودا ہے
 تیرے افلاس چھوڑ کے
 نام روشن کیس کا ہو تجھے کیا
 اونکی قسمت میں ہے وہ پاتے ہیں
 اس حسد سے تو خون تھو کے گا
 جاے عالی ہے عالم علوی
 لوٹ ہو دیکھ کر نہ سنج و سفید
 بندہ حرص و آرزو کیون قدر
 تجھ کو درپیش ہے وہ سخت سفر

نہ کوئی میسر کاروان طریق
 جا بجا ٹھگ جا بجا تفریق
 کو پچ تزدیک اوس پہ غم کا جھوم
 دیکھئے آدمی کی یہ ہسٹیکل
 جس کا ہے میخ زندگی پہ مدار
 گریکے زین چہار شد غالب
 جیسے ڈہانچا بناؤ مورت کا
 پچ میں سب کے ایک کیل لگاؤ
 کیل دم بھج جبر اگر ہو جائے
 تن سے یونہی جو دم نکل جائے
 جسم ٹھٹھا ہو رنگ پیلا ہو
 سب یہ مٹی کا کام مٹی ہو
 پدر و مادر وزن و نر زن
 جیتے جی کے یہ ساری رشتے مہین
 اسی شادی نہ جان یہ غم ہے
 کان دھرا اپنی سانس پر تو ذرا
 اونکی خاطر کمار ہا ہے تو
 وہ بیان اونہیں کجی جا گئے سوتے
 جمع کرتا ہے مال اونکے لئے

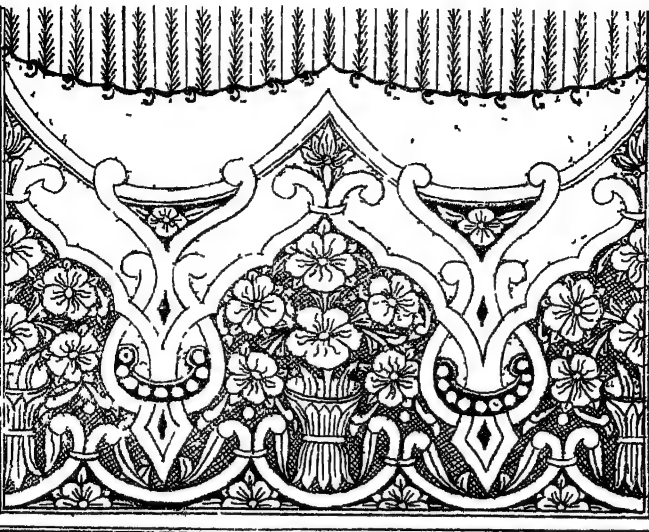
نہ کوئی آشنا نہ کوئی رفیق
 مہین جو ساتھی وہ سب میں ہل نفاق
 وقت خصت مگر نہیں معلوم
 ایک خاک کی و قدرتی ہے کل
 چار پرز سے مہین اوس میں غصہ چار
 جان شیریں بر آماز قالب
 عضو عضو اوس کا ایک اک ہو جا
 کہ ہر اک جزو کا ہو اوس ہی لگاؤ
 ساری مورت تتر تبر ہو جائے
 ساری ہیکل ابھی بدل جائے
 جسم کا بند بند ڈھیلہ ہو
 اینٹ کا گھٹا مٹی ہو
 دوست احباب اور بہائی بند
 سب ترے موت کے فرشتے مہین
 بلکہ غم بھی متر بہ کم ہے
 الفراق الفراق کی ہر صدا
 جان اپنی کھپا رہا ہے تو
 اوڑ گئے تیری عقل کے توتے
 مجھے سن یہ مثال اونکے لئے

جیسے سلگاؤ عود و ان میں عود
 عود ہو آپ جلکے خاک سیاہ
 کون سمجھے کہ عود جلتا ہے
 یا کوئی جسطرح جلائے شمع
 شمع کو سوخت ہے تو بزم کو نور
 بزم کو کیا جلے تو شمع جلے
 الغرض سب میں چر ہی آسان
 لیکن اوسمیں یہ التفات نہ کر
 ہر طرف شور اوٹھے حکیم حکیم
 بلکہ ہر دم یہ تیری نیست ہو
 حق نما ہو ترا دل صافی
 تاکہ دست شفا عطا ہو جائے
 راہ حق پر علاج کر کامل
 لوٹ دینا سے جو کہ پاک نہو
 ہو ملاو امین جو کوئی طامع
 دل میں سوچے کہ کون ٹھوکرین کہاں
 کون جانے کہ حشر میں کیا ہو
 یوں ہے وہ جیسے کوئی سوداگر
 او سے پڑ جائیں دامون کو لالے

کرے سب کو معطر اور کا دود
 مہونہ اپنے شہبیم سے آگاہ
 کون سمجھے کہ تو پگھلتا ہے
 ساری مجلس کو جگمگاؤ شمع
 شمع روتی ہے بزم ہے مسرور
 لوگوں کو کیا کہلے تو جھک کر کہلے
 کہ ہو شغل علاج بیماران
 کہ مجھے سب بٹھائیں آنکھوں پر
 دین سب دٹھو اوٹھکے سرو قد تعظیم
 جس پہ ڈالون میں ہاتھ صحت پر
 دل سے نسخے پہ لکھ ہو انشانی
 ہاتھ چپ پر پڑے شفا ہو جائے
 غرض دینی نکر شامل
 دے وہ اکسیر بھی تو خاک نہو
 کرے اور کا ثواب بھی ضایع
 کون نئے پہ اپنا نقد گنواے
 یہیں بلجائے جو کہ ملنا ہو
 مال کو رکھے رکھے گھبرا کر
 اونے پونے وہ بیچ ہی ڈالے

<p> کر کے ایسی نصیحتیں کاری دودھ نہ لہلہا نے لگا ۛ خوشہ ہاے عمل اترنے لگے راست بازی سے بہر گئے دین ہو کے بے لوث دبیر یا اکابر رفتہ رفتہ جو سیراز رنگ جما مصہر بانوں نے مہربانی کی جوش پر آیا فضل ربانی ہوئے طالع بلند چمکانام جب میرا ایسا دور دور ہو کوئی سوچھا نہ مجھ کو ایسا علا امن کلی ہو جس سے اکباری در علت میں قفل پڑ جائے جب یہ کیفیت مزاج ہے </p>	<p> جب کیا میں نے نفس کو ماری گل امید رنگ لائے لگا ۛ پنختہ کاری کے پھل اترنے لگے بیاری کے لگ گئے خرمن لگا کر نے علاج ہو بیمار وسعت رزق کا بھی ڈھنگ جما قدر دانوں نے تیرا دانی کی ہوا منظور چشم سلطان کبھی خلعت ملا کبھی انعام اثر علم طب میں غور ہوا اصل صحت پر آئے جس سے مزاج نہ کرے عود پھر مڑہ بیماری عارضہ کیا کہ اسکی جڑ جائے پھر عبث نہا ہی علاج ہے </p>
--	---





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۳۰ منہ فق ہو سحر بنکر جس سے شب مکان کا
جب توڑ کے ہڑا نکا پڑے سی چون جھانکا
صحرا مرا سینہ تہادہ اوس میں خزینہ تھا
اک طرفہ رقمین تہا دونوں نے کیا ساجا
سمجھے تھے حبیب اپنا اللہ سے نصیب اپنا
وہ یوسف سنجیدہ وہ خواجہ بزم دیدہ
خلق اوس میں جو پایا ہے اپنوں میں ملایا کر
وہ پرتو کامل ہے وہ نور مقابل ہے
رخ اوسکا جو پاؤں لگا کام اپنا بنا وطن کا

وہ مہر قیامت ہے مطلع مرے دیوان کا
چاک اپنے گریبان کا جادہ تہا بیابان کا
مٹی میں دفینہ تھا گنجینہ پہنمان کا
الفیت نے مجھے پرکارِ رحمت نے مجھے آن کا
نکلا وہ قریب اپنا رشتہ تھا رگ جان کا
تھا فتنہ خواجہ بیدہ اوس زنگس فستان کا
صوفی نے بتایا ہے ہر شکل و سے انسان کا
وہ جو ہر قابل ہے ائینہ اعیان کا
ائینہ دکھاؤ گامین دیدہ حیران کا

گو ذرہ عالم ہون پر وصل سے محرم ہون
 سینہ مرار روشن ہے یا طور کا دامن ہے
 وہ پاک محبت ہے اک نور کی وحشت ہے
 کیا حشر کا ڈر کا ہے خورشید جو ہر کا ہے
 لاجول ولاقوۃ انسان کی کیا قدرت
 تمام ہون نہت مین کر سعی طریقت مین
 گودل مر ازندہ ہے پر نفس کشندہ ہے
 ہر شیا دل آگہ مانن خلیل اللہ
 پچانے ہین دل پر غم ہر حلقے مین جو ماتم
 اس دشت مین ہین اکثر پا مال بلاز ہر
 دل تنگ ہے دنیا مین یا آگ ہے خار مین
 خود بوجہ خودی کا ہے خود نفس دل جھتا ہے
 جو معتبر رہی سانسون سے ہوا پر ہے
 تعویذ لحد پایا جب دھسے چین آیا
 سبحان تری قدرت آسودہ ہی سب خلقت
 تھا حق تک تیر آفت سے نہ منہ بھیرا
 قربت مین جو دم ٹوٹے فرقت کا تو غم چھوٹے
 جب اسم ترا دم بو کرتے ہی یہ عالم ہو
 جس وقت ذرا تیری رحمت کی چڑھی ندی

مین قطرہ شبنم ہون اوس مہر درخشان کا
 یا وادی مین ہے یہ موسیٰ عسفران کا
 دروازہ جنت ہے چاک اپنے گریبان کا
 اک نور کا ترکا ہے میری شب بھیران کا
 خم کرنے سے خدمت شاگرد ہوشیطان کا
 معراج حقیقت مین لعرش ہے یزدان کا
 یہ گرگ درندہ ہے اوس یوسف کینان کا
 پایا مین نکرتا رہ جو کام ہو عنوان کا
 اون گیسون پر عالم ہے شام کے زندان کا
 دستا خضر گر کر جادہ ہے میا بان کا
 یا دست زلیخا مین دامن مکینان کا
 خود میرے تیر پاسے گوشہ مے دامان کا
 وقف رہ صبر ہر بحر من مے دہقان کا
 تعویذ یہ لکھوایا اس خواب پریشان کا
 مچھلی کی کرین دعوت یہ منہ ہر سلیمان کا
 ہے زخم جگر میرا مہمان نکلان کا
 خنج کے مے لوٹے زخمی ترے پیکان کا
 ہر در کب جہنم ہو اک تختہ گلستان کا
 بس ناؤ ہے کاغذ کی پیرا مے عصیان کا

ممنون ہے ہر عنوان مشکور ہے ہر پایان
ہے ہر ورق دیوان دفتر ترے احسان کا

ہر لفظ مین معنی کا اک شور ہے شوخی کا
اے قدر ہے بن بچہ کا سعدی کلمہ ان کا

۱۵ راہ نجات و صف ہے رب جلیل کا
طوطی حسن زن ہو جو باغ جلیل کا
سیراب و سکے فیض سے ہر جہان جیا
مانند دم و دم نہ ہی طاقت کلام
فرعون اور تجھے ہو دعویٰ ہم سری
و اعظم نہ تو کعبہ دل کو خدا سے ڈر
سالک رہ فنا میں نہ بڑھ کا کسی جگہ
ممکن نہیں کہ تیری کہانی تمام ہو
بقراط کیا میچ سے ممکن نہیں علاج
کیون اس قدر اوٹھائے ہو کسیر و آسان
شیرین ہے جس سے کام آنا الملع العرب
یہ آپ ہی کا دل ہے وہاں خطیر کو
پیری مین ہی فلک سے کرو گناہ اعجاز
اک پاؤں ہے رکاب مین اک تار بگاہ

پل بنگیا عصا سے قلم و دہیل کا
خام کو مرتبہ ہو چرب و بیل کا
پانی پیئے ہوئے مین یہ سب ایک جیل کا
بیمار جو ہوا تری چشم کھیل کا
شاید بگڑ گیا ہے کمین ماٹ نیل کا
احوال کیا سنا نہیں اصحاب فیل کا
سنگ لہر سے کام لیا سنگ میل کا
دفتر ہزار بار کھلے قال و تیل کا
مٹا نہیں مزاج ہی تیرے علیل کا
اک کنکرہ ہے یار کی قصر جلیل کا
شوریدہ و فریفتہ ہوں اوں حمیل کا
جس جا کہ کا پتا ہے جگر حبیل کا
منہ صبح کو خدا اند کھائے بخیل کا
یوں منتظر کڑا ہوں مین کوں حیل کا

دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است
اے قدر تھے حال سنا جو خلیل کا

<p>معلوم ہے آغاز نہ انجسام خدا کا پایا جو کرم ٹوٹ پڑے ساری خدائی خالی نہیں حکمت کے کبھی فعل حکیمان ہو ناک وہ دل جو نکرے یاد آئی ہر فصل میں ہو جاتی ہیں فصل کی چیز ہے خانہ تن مظهر انوار آئی یہ مادی چوڑیہ سودا نہیں اچھا جب نام سنوا دسکا کہو جل جلالہ سب ذکر کیا کرتے ہیں جن دملک انس ہر بار گزر جاے فرشتوں کی گواہی بالفرض جو سیکسین پر جبریل کو روانہ خالق کی عنایت سے خلائق کی شفاعت اکملت لکھ دیکھ اتممت حلیمہ ہیں آل نبی نوح پیغمبر کا سفینہ حیدر کا عدو دشمن احمد ہے مقرر</p>	۱۶	<p>آگے جو بڑ ہے کوئی تو پہر نام خدا کا اللہ غنی فیض ہے کیا عام خدا کا ہے صلیحت آمیز ہر اک کام خدا کا پھنجاے وہ طائر جو نہ لے نام خدا کا بٹجاتا ہے ہر قسم کا انعام خدا کا یہ دیدہ و دل ہے کہ درو بام خدا کا کیون ہوتا ہے تو مورد الزام خدا کا تعظیم کر دے فرض ہے اکرام خدا کا دش و حشر است اور دو دام خدا کا تو نام رکھ کر سحر و شام خدا کا پائین نہ پناط اتر اوہام خدا کا دیتے تھے محمد یونین بی نام خدا کا تقیم ہوا خلق میں انعام خدا کا ناجی ہے ہر اک بندہ اسلام خدا کا احمد کا عدو دشمن ناکام خدا کا</p>
<p>ہے بعد ولایت کے یہ تہ عجب ہے قدر شاعر کو ہو کرتا ہے الہام خدا کا</p>		
<p>لکھتا ہے صفت غازی لدل سوار کا کیا خوف مجھ کو ابلق لیل و نہار کا</p>	۱۶	<p>نیزہ بلند ہے تسلیم حق نگار کا دامان زین ہے ہاتھ میں لدل سوار کا</p>

ساقی سے غدیر کا سا غنبر ہار ہے
 سو بار مر کے جان نصیری میں آگئی
 مرنے میں ہم فقیر جناب امیر پر
 کرنا بدوصراط پہ یا شاہ ذوالفقار
 لکھا جو وصف آپ کا معراج ہو گئی
 جا کر مے بخت میں جسے خون قبر ہو
 حُب علی جہان میں باغ مراد ہے
 کس سبب پوش کے لئے دیا ہونین ہو
 اپنا ہر ایک مصرع تر تیغ تیز ہو
 کیا کیا کوئین جب کاتے ہیں نیا میں شنا
 سلمان و ابن یاسر و مقداد و ذرا یک
 شیعہ مرا طریق ہے آگے خدا کا نام
 تاریکی لحد کا نہیں دل میں دوسوہ

ہنگام نزع وقت ہے میرے خمار کا
 پانی تھا شاید آب بقا ذوالفقار کا
 دُر بخت ہو سنگ ہمارے مزار کا
 کیونکر کٹے کا راستہ خنجر کی دہار کا
 پونچا داغ عرش پہ اس خاکسار کا
 دھڑکا سوال کا ہے نہ کٹکا فشار کا
 یہ راستہ ہے خلد ہمیشہ بہار کا
 یا قوت سنگ ہے مے لوح مزار کا
 جاری زبان پہ وصف رہ ذوالفقار کا
 کیا کوئی اعتبار کرے یار غار کا
 میں ہوں جو معتقد تو انہیں چار یار کا
 بیشک علی ہی نام ہے پروردگار کا
 حُب علی چراغ ہے اپنے مزار کا

دن پہریش جنت خورشید یا علی
 شاکسی ہے قدر گردش لیل ہمار کا

کسار سے آفتاب نکلا
 آنخوہ خیال خواب نکلا
 وہ بام پہ بے نقاب نکلا
 استکون کے عوض گلاب نکلا

۱۸

خم سے جام شراب نکلا
 ہم خواب میں جانتے تھے ہے وصل
 دوڑ دوڑ وکلیہم دوڑ دو
 آنکھوں میں کہا تھا وہ گل تر

<p>گوخون بلا حساب نکلا دل کو وہ بھی خراب نکلا پوچھٹ گئی آفتاب نکلا ہر اشک شراب ناب نکلا اک مطلع آفتاب نکلا سچا مرثب کا خواب نکلا یا آئیئے میں جناب نکلا بارے تیرا حجاب نکلا پستان بنکر شباب نکلا ایک ایک دُر خوش آب نکلا کا کل سے نہ بیچ و تاب نکلا مغرب سے جب آفتاب نکلا لے گھر میں ترا جواب نکلا</p>	<p>فصدون سے گیا نہ اپنا سودا لاکھوں میں چناتا اک نادار خط بن گیا صاف ہو گیا منہ دیکھو غم عشق چشم مخمور چسپہ راجب دا غدار دل کو آج آپ ملے نصیب جاگے دل میں ہوا آبلہ نمودار + غش کما کے گرا میں شعلہ طور کیون ترک نہ سکے انگ دل کی سمجھاتا میں جنگو انکمہ میں اشک رستی تو جہلی مگر رہا بل سو کر شب وصل میں کب اڑھے اچھا ہوا اور آئی نہ دیکھ</p>
<p>اے قدر زمین نے جب دیا منہ سے یا بو تراب نکلا +</p>	
<p>کام کر جائے سپاہی نام ہو سوار کا ملکے گلہ دستہ بنا ہے حسن کے گلزار کا جائے مردم آنکمہ میں پیدا ہو چہر یار کا شہر ہے دستار کا گفتار کا فرستار کا</p>	<p>۲۲ ہو گیا ابرو کی سفاکی سے شہر یار کا لال ڈور سے کالی آنکھیں گور اکھڑا ر کا ہوں وہ طالب شوق ہو مجھ کو اگر دیدار کا تسے کل محبوب بیل بند شرمندہ تدر کا</p>

بہر نہیں سکتے سلیمان ہی تھے سائل کا منہ
 واقعی اسلام کا پلہ گران ہے کفر سے
 کوچہ شہر کے کیا تیرا محل نزدیک ہے
 مثل عیسیٰ او کی خدمت میں رسائی ہوئی
 زلف و مژگان دیکھ کر یاد آگیا شہتِ جنوں
 آتشِ غیت میں قنقن بن گیا بکبک درمی
 جانے والے خلد میں جائینگے ہمت چاہے
 عید کو میخانے میں ہم زندہ پونچے اس طرح
 ہوں میں شاگردِ خدا تیرا آن کو تار ہوں نظم
 رات کو آنکھوں کے نیچے ہر گئی تصویر یار
 داغ سوزان ہوں میں تیری محبت میں مجھو
 سر جو کا ہے مثلِ ساجد ہر قریب عشق کا
 گالیان دیتا ہے جب مجھ کو تنگیں منزل
 آتی ہے جب فصل گل پڑ جاتی ہیں سینہ میں داغ
 قالبِ خالی کی آبادی ہے او کی ذات سے
 غول کی آنکھوں سے روشن ہیں مے صحر کی ہول
 دل وہی دل ہے جو رہتا ہو ترے سر پر نثار

کیا فو آسان ہے اس زخیم دامن دار کا
 بوجہ ہلکا ہے کمین تسبیح سے زنا رکا
 دم گلے میں آکے اٹکا ہے ترے بیمار کا
 چڑھ گئے کوٹھے پہ ہم زینہ لگا کر دار کا
 وہ اندھیری رات تلو دین چہنا خار کا
 شہرہ سن سنکر تیری گرمی فستار کا
 پس انداز شکل نہیں کچھ یار کی دیوار کا
 جس طرح پہرینہ ٹوٹے مرد و مہیار کا
 وصف لکھتا ہوں تمہارے مصحفِ خسار کا
 واہ کیا چمکا ستارہ دیدہ بیدار کا
 پورا چربا ہوں میں ابراہیم کی گلزار کا
 بن گیا محراب کعبہ خیم تری تلوار کا
 نخل گل میں یاد آتا ہے نکلنا خار کا
 دیکھ پایا گھر فرشتوں نے دل بیمار کا
 آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا
 اور خرگان پری سایہ ہے ہر اک خار کا
 گل وہی گل ہے جو طرہ ہو تیری دستار کا

قدر کیا اصلاح غالب سے مری شہرت ہوئی

وہ مثل ہے بازہ کاٹے نام ہو تلوار کا

عدم سے لائے ہیں مضمون تریزدہانے کا
 شرف بڑا گیا قاصد غریب خانے کا
 ترڑپ کے دن نے وہ پھینکا گنہ کا پشاور
 جلا نہ دے کہیں ہو کے مین بانجیاں مجھ کو
 ابھی تو عاشقوں سے دور دو رہا گئے ہو
 گرینگے جہوم کے خواب جل میں کر دبی
 ہمارے اشک سے ملتی ہو کر کوئے یار کی راہ
 کبھی ہر دہ کبھی شب کہی سحر کبھی شام
 یہاں بھی شامت اعمال نے پھوٹا ساتھ
 ہوا بندہ ہی ہے بیابان نجد کی مجھ سے
 ہمارا سینہ پر سوز دل سے روشن ہے
 بہنکتا پرتا ہے مسجد کی راہ میں داعظ
 پلو تیرے دیہ طین آنکھیں بید بازوں نے
 کوئی جہان میں اگر ٹھہر نہیں سکتا
 اسی بہانے کیشتہ رہی قدم کے تلے
 تمہاری آنکھ پر آیا مراد دل روشن
 تمہارے ابرو و خال جبین سے مجھ کیلا
 نہ میری آنکھ سے چھپو نہ ٹھوکرین کہاؤ
 ہوئے ہیں ہر بن کو فرہ سی جاری اشک

۲۵

پتا لگا یا ہے غفا کے آشیانے کا
 قدم رسول ہوا پتہ آستانے کا
 کہ چار شانے گرا چیت فرشتہ شانے کا
 یہ لاغری ہے کہ تنکا ہوں آشیانے کا
 گلے پڑو جو مزہ ہو گلے لگانے کا
 جو کھل گیا کہیں فخر مرے فسانے کا
 بنا بہشت کا دروازہ ایک دانے کا
 یہ روز رنگ بدلتا ہے ہر زمانے کا
 سیاہ رنگ سے تربت پہ شامیانے کا
 یہ مختصر سا ہے میدان مے فسانے کا
 نشان ملا ہے سمندر کے آشیانے کا
 بتا دے راستہ کوئی شراخانے کا
 کہ سنگ سرمہ ہوا پتہ آستانے کا
 مثال چرخ ہے اوندہ جلن زمانے کا
 جڑ و قرار پہ سنگ اپنے آستانے کا
 چمک رہا ہے کلس یہ شراخانے کا
 کہ وہ کلیہ تو یہ فضل ہی خزانے کا
 میی تو راستہ ہی دلمین آنے جانے کا
 کہ بند کول دیا مشک کے دہانے کا

<p>بدل کے پیتے رہے انیان تباہیں میں الہی لکھا ہوا ہے ہر اک کیمیا کی بوٹی پر تمہارے خال کے سودے جسے جنہ پیرا یہ پہلے کیسے تیار کا کلیجہ تھا نفس میں بلبل تصویر ہون میں لے صیا</p>	<p>کہ اوس نگاہ سے منہ پر گیا ہوا ہے کہ یہ نشان ہے قارون کے خزانے کا ہوا وہ خلق میں محتاج دانے دلنے کا چھنا ہوا ہے جگر کیون تمام شانے کا کہ تجھ پر بار نہ پانی کا ہونہ دانے کا</p>
<p>گر گیا آپ عدو ٹال جائیے لے قدر کہ منہ کی کہانا ہے چوکا ہوا نشانے کا</p>	
<p>تری پٹی جو سر کی خال تائے کا کھل آیا ۲۰ شباب اپنا جو گزر اکھچھا چر نکل آیا ازل میں ربط تار و خون کی شاکھ ل آیا خدا کیا مار و نامرے پر بھی نہ جائیگا جواب صاف بھیجا اوس نے درپردہ شرارت معاذ اللہ تعزیرات عصیان مجھ پہ نہ تھیں دکھا کر وصل میں جگتی گلے کی یاد کتابی یہ جذب عشق دیکھو خاک اور تاج چلا چٹو سرا پا آبلہ میں بنگیا ہون دشت و دشت میں ہوئے طیار باز ووا کیا شانی ہری تیر مجھے ہوش آگیا جب غلو کہا عشق بازی میں بتادل کا لگا ہے یار کو میری مٹانے سے</p>	<p>سماسے حسن بادل ہٹاتا رانگل آیا ملع تھا کہ سونا اور گیا تا ناب نکل آیا گلے جس انجن میں اک نہ اک اپنا نکل آیا جہان میری لمحہ کو دی وہاں تیرا نکل آیا لفافہ کھوتے ہی اک ورق ساد نکل آیا خدا نے خیر کی تقدیر کا لکھا نکل آیا ہٹو گھر جانے دو بوجھ کا تارا نکل آیا جہان کچھ گرد بیٹھی ناقہ لسیا نکل آیا چہا جب پاؤں میں سر مری کا نکل آیا غضب جو بن نکل آئے عجب سینا نکل آیا خدا کے فضل سے میں جس جگہ ڈوبا نکل آیا گریدی جب مری مٹی اک آئینا نکل آیا</p>

<p>کما میں نے تم آؤ گے تم آؤ گے تم آؤ گے جس ہوں درد دل سے تنگ بیٹھو ہو مجھے وصال یار ہو گا قبر میں آخر ہی ٹھہری میں وجہ اللہ رٹاتا تو زائد مجھ پہ ہاتا دہان یار کی الفت نے مجھ کو مار کھا ہے سما کر یار کی آنکھوں میں تو کیونکر پکا دل مری بتا بیان میری چپاڑی نہیں سکتیں</p>	<p>یہ سنکر سنہری گلاب مرٹ میں صبا پہاگل آیا جہان جنبش ہوئی سنہری مے نالاکھل آیا مے پر خیر بار سے کچھ نہ کچھ رہتا نکل آیا اجی جو بندہ یا بندہ جہان ڈھونڈا نکل آیا لحد یرضیہ فولاد سے غفتا نکل آیا اے یہ کوٹھری کا جل کی تھی کوڑا نکل آیا یہ دل تڑپا نکل میں اک طرف پڑا نکل آیا</p>
<p>بنائے قدر کس خوشرو پتیری انکھ پڑتی ہے گر ہے پڑ پڑ گئے آنکھوں میں سنہری تیرا نکل آیا</p>	
<p>ابر و موسے بتان کا عشق جو چپکا فکر سے عقدہ کملاد ہاں صنم کا وا غلط بیچارہ کیا گناہ کرے گا سینہ زنی جب میں ہی کہہ کر خوب پھنسنے آج آپ جانے نہ لگا قہر ہوا کوٹھے پر نقاب اولٹا چہرے پر آنکھیں ہیں دور آنکھوں میں کاجل جیسے نہیں اے فلک تاراؤنگی گنتی ایک بیالہ ادھر ہی ساتی محفل خاک نشینان عشق ہو گئے برباد</p>	<p>دور ہوا اہل سیف و اہل قلم کا غنجہ کس لاس صبا سے باغ عدم کا اوسکو ہر دوسا نہیں خدا کے کرم کا عشق میں ڈکا ہے اینچو بلبل علم کا مجھ کو نہیں اعتبار قول و قسم کا صبح کا تارا فلک پہ شام سے چپکا مشک سے بیان آہواں جسم کا یونہیں نہیں ہے شام تیرے تم کا ایک اشارہ ادھر ہی چشم کرم کا اڑنے لگا یہ غبار نقش قدم کا</p>

<p>آس ہو کچھ پاس ہے نہ یاس ہو کچھ یاس دم پہ مجھے ٹالتے ہیں آپ غضب سے ہو گیا طیار میرے روضے کا گنبد دل کی تمناؤں کو مٹاؤ نہ صاحب تیز زبانی پر ایسی تنگ دہانی گات پر رکھتی ہے ہاتھ ہو گیا ثابت گسل کے بنو نکالیں تیرا خط کھنڈ پا عرش نشینان صلح سیر کرناں ہیں</p>	<p>ہو خوشی کی خوشی ہے غم ہی نہ غم کا اب تو بہر و سانہیں ہے ایک ہی دم کا تو وہ بنایا تمہارے تیرے ستم کا چاہیے کب صید آہوان حرم کا حل نہوا سکہ وجود و عدم کا کیون نہ تو پتہ کر ہے یہ سینہ صنم کا مشکے میں ہو گا غبار تیرے قدم کا کوٹھے سے کوٹھا ملا ہے دیر حرم کا</p>
<p>عمنزہ دناز واد اکٹایا اشارہ سب یکرشمہ ہے یار قدر کے دم کا</p>	
<p>یا دا نکھوں کی ہوئی ابرو دکھا دہیان ہوا ۱۳ پہلے وحشت ہوئی پھر دلکو ترادہیان ہوا منین کر کے بتو آپ سے حیران ہوا اک کف خاک سے دیکھی تری صنت کیا جب کما چشمہ حیران سے دہن کہنے لگے ہجرت نے موت نے یا ناز وادانے مارا میرے دل کو تری آنکھوں نے اوڑیا ہوتا آیتیں آنکھیں ہیں خط سبزہ جو ما بردہ ہیں مرقد غیر کو کیوں تنے لگائی ٹھوکر</p>	<p>دیدہ و دل میں سے قہر کا گمان ہوا ہو کے دیران مرا باغ پرستان ہوا اب بولو گے تو لو قدر مسلمان ہوا مورچہ کوئی بنا کوئی سلیمان ہوا لیجئے اور نیا مجھ پر یہ طوفان ہوا انہیں دو چار میں ایک ادہ کا احسان ہوا اپنے قرآن کا اللہ نگہبان ہوا یہی مل جل کے تو خسار کا ترن ہوا کوئی مر جائے گا اتنا نہ تمہیں دہیان ہوا</p>

<p>مردم چشم کے پائے نہ اشاری لبے نیک دیدین نہیں رونق وہ زمانہ آیا آمد و رفت نفس تمہارا آنا جانا</p>	<p>لاکھ تو تیار رہا پس بھی نہ انسان ہوا مسجدین سوئی ہوئیں تنگدہ سنان ہوا ملک الموت مجھے یار کا دربان ہوا</p>
<p>خاکساری میں فقط ہوش سنبھالو قرر سے خاک ہو خاک سے انسان ہوا</p>	
<p>مرنے پہ کسل گیا مرا پینا شراب کا ۲۱ اوس آنکھ سے اوبلتا ہوتا شراب کا کھڑا غصہ کیا رنگ ستم کا بلا کی آنکھ اونکے گلے سے پان کی سرخی نکل عشر کندہ تہا دل و کندہ ہی چرخ سے اے محنت بے عاے قدح عہد نامہ ہے دریا میں تو نہا سے جولے ست جام ناز و غلط یہ ہم سے وصف شراب طہور کا وہ مری چشم تیرے لڑاتے ہیں چشم ست چوتے ہی گال خار شرہ دلیں چپے گئے نحت جگر کے ساتھ سلامت پہ چشم تر دوڑی ہوئے رگون میں ہمارے بجائے خون اہل صفا سے اہل کدورت میں نہ کیوں ساتی نگین گیا سے رونے پہ اس قدر</p>	<p>گنبد زار کا ہے کہ میا شراب کا کشتی می سے بہتا ہے دیا شراب کا نشاء ہے مکھو جس کی زکا شراب کا بوتل سے رنگ پھوٹے کلا شراب کا بالو گھڑی ہوا مر شیشہ شراب کا ہو خط جام میرا چلکا شراب کا بجائے ہر جاب پیا شراب کا تم اور ہم کو دیتے ہو چھینٹا شراب کا دریا پہ یہ چڑھاتے ہیں بیڑا شراب کا پیتے ہی ہوں لگ گیا کاٹا شراب کا کچھ قوط ہے گدک کا نہ تو شراب کا بالکل ہے گوشت پوست ہمارا شراب کا جنتا ہے دردہ میں مصفا شراب کا دریا بہا دیا لب دریا شراب کا</p>

<p>ہے ذکر مثل قفل مینا شراب کا کیا طاق مین دہرا ہے پیالہ شراب کا واعظانے تو ڈالا ہے مٹکا شراب کا دوڑا کو میکہ سے مین کٹور شراب کا بوتل سے جھجھک کوئی قطر شراب کا دیکھیں جو رنگ خضر و سیاہ شراب کا</p>	<p>ہے دُروے کا سبچا انگور پر مارم ساتی کی آنکھ خرم آبرو کو دیکھنا اس پکین نماز مین گبنہ نہ پٹ پڑے ساتی نے آج آنکھ چرائی ہے سیکشو دل سے دکھائی دیتا ہے اکیلہ دہالہ آب حیات چشمہ خورشید گرد ہو</p>
---	--

اے قدر بخشے جاتے ہیں یہی طفیل نیک

کو ترپہ دھل گیا مراد ہوا شراب کا

<p>چشم و چراغ میکہ پیمانہ ہو گیا وہ کچھ ہوا کہ شہر مین فسانہ ہو گیا میخانہ کو تو دیکھئے بخسانہ ہو گیا سرگر پڑا تو سجدہ شکر نہ ہو گیا کھلتے ہی میکہ سے کا پر سخا نہ ہو گیا مجھ سے بچے جو خاک تو پروانہ ہو گیا توڑا جو تو نے شیشہ تو پیمانہ ہو گیا ٹپکا جو آشک گوہر کیدانہ ہو گیا چھبانا لگا تو وہ بر پروانہ ہو گیا وہ گہرا جو گیب جو پر سخا نہ ہو گیا سایہ ہما کا انفر شامانہ ہو گیا</p>	<p>۱۹ جب شبیہ گرس ستانہ ہو گیا ہم پر تمہارے عشق مین کیا کیا نہ ہو گیا ساتی کی آنکھ مین مجھے تیلی نظر پڑی اٹھی جو تیغ ناز تو محراب ہو گئی کنپتے ہی خرم مین لال پری ہو گئی نلکار تم سے بچا جو نور ہوئی روشنی شمع چوٹا یہ مختصر و سامان میکشی شکل دولی پسند نہیں میری آنکھ کو کچھ میری تھم داغ کی سوزش نہ چو پڑی دیرانگی عشق رہی حسن کو پسند واعظ سیاہ کار و نکار تہ بلند ہے</p>
---	---

<p>بلبل کی روح کیا مے تن میں سمائی ہے رخصت کے بعد حالت دل کچھ نہ پوچھو کچھ باغبان کو دخل نہ گلچیں کو بازہر دل کو دہان و زلف نگہ نے بتالیا دیکر وہ بوسہ مہ رخسار کہتے ہیں حسن ملیح یار نے سکھ بنا دیا پہلے ہمارا یہ دل حیران تھا آئینہ</p>	<p>جب انگلی بہار میں دیوانہ ہو گیا سونا ہوا اجڑ گیا دیرانہ ہو گیا میں اس چمن میں سبز بیگانہ ہو گیا خطی ہوا سڑی ہوا دیوانہ ہو گیا بس لیجئے یہ بیکامابانہ ہو گیا کان نمک شرب کا پیمانہ ہو گیا جس دن سے چاک چاک ہوا شانہ ہو گیا</p>
<p>اوس زلف نے دماغ پریشان کر دیا تھوڑا ہے قدر جو تجھے سودا نہ ہو گیا</p>	
<p>دل ارفتمیں ہیج دیہان ہنس نہرو کو گالوں کا پڑے ہیں چور پر لپکا ہوا ان ستانہ چالوں کا خیال آتا ہے ہر چکر غزل کی آنکھ والوں کا لحد میں لیچلے ہیں اغہم اور گل سی گالوں کا بے جھٹے ہشیار ہو کر دینوی فکر و نکی غفلت میں سمک بھی یوں خدا یا زیر بار خاک کب ہوگی ہوئے ہیں طائر روح شہیدان یہ تریس میں بڑے کام آئے لے آغوش حسرت تکیہ پہلو عباد و ملکہ چلا ہر صفت گردن کے ہلانیکو دل نازک میں اپنی کب گئیں ہیں نازنین کیرن</p>	<p>۳۱ یہ سالک کینے والا ہے ان صاحب کالوں کا ہلیگا حشر تک مدفن تھارے پایا لوں کا یہ دل ہے یا اتھی یا کہ رہنا ہے غزالوں کا ہمارے عرس میں میلار بیگا پھول دالوں کا یہ سہنے جاگتے ہیں خواب بیکما ہی خیالوں کا دل بیتاب در او سپر غبار اٹا ملا لوں کا ذرا ہر دیکھ لے قاتل قفس منگو کے لالوں کا جدائی کی شبون میں ہی مرزا اوٹھا وصالوں کا ذرا تو حوصلہ تو دیکھ اپنے پامی لوں کا دماغ اس عرش پر رہتا ہے ان نازک خیالوں کا</p>

خلال پنا قد لعن دہان گورین ہوگا
 گہبون میں گریہ دزاری میں مثل مردم دیدہ
 دل پنا تخته گاشن بنا جس دم خیال آیا
 یہ سبکے نامہ اعمال میں ایک فقرہ ہے
 ہماری آنکھ میں ہیں صورتیں یاران رفتہ کی
 عجب کیا صورت پیران ابھی سے سر پہ اپنا
 بغیر آہ و نالہ دل سمجھ لے دلکی دل ہی میں
 بہرین ہیں آرزوئیں مردہ ماتم کا مرقع ہے
 ترے ہاتھوں میں ایسا طائر نگ خنٹھیرا
 کیا سما ایسا الفت چشم غزالی نے
 پیش دلکی بڑی جب یاد کین انکھیلیاں تیری
 دہن سعد مہر تیرا تو نکھے کام اشاروں سے
 جب آئے طفل تنگ گم نوین فوراً پیگیا اونکو
 بنے سب اُڑے کہنچے جو خط نقاش قدر نے
 مراخل تمنای شہادت وہ پہلا ہوا لاؤ
 کروکھی تو ہو آب گہر تاثیر دندان سے
 تصور اس میں جب آیا تری تشبیہ کامل تھی
 ہمارے خون میں ڈوبی ہوئیں میں سیکر و تنین
 ہماری خشکی کی حسرتوں نے وہ کیا ماتم

یشت استخوان چہ کب سے اسکے دونوں کا
 بنا دے بار آکھا مجھ کو تو پتلا ملا لون کا
 ترے ان گل سی گالوں کا ترے سنبھل سی بالوں کا
 صف محشر نہیں اک بند ہی میرے سوالوں کا
 یہ اپنے سامنے رکھا ہو جام حجم خیالوں کا
 تصور جگیا ہے خوب اس میں تیری چالوں کا
 یہ گونگا آپ ہی دے لے جواب اپنے سوالوں کا
 یہ دل ہے حسرتوں کی پوٹ یا پتلا ملا لون کا
 کہ مرغ دست پر در ہو گیا جوڑا یہ لا لون کا
 مے روئے کا گنبد ہو گیا گنبد غزالوں کا
 ہمارا سر پر جب ہیان باندھا تیری چالوں کا
 میں لون چشم سخنگو سے جواب اپنے سوالوں کا
 دل غمگین ہے یارب یا کہ مدفن خرد سالوں کا
 لیٹا موبودیکہ اپنے گونگر والے بالوں کا
 کہ تلوار نکا ہیل آیا جو پہلا پہول ڈھالوں کا
 بنے سلک گہر جب پھینک دو ڈورا خالوں کا
 دل رنگین ہمارا ہو گیا دست تر سالوں کا
 شفق پہولے تو اس میں ہو گیا جہڑٹ ہالوں کا
 کہ مدفن جا بجا شق ہو گیا جہڑٹہ حالوں کا

دل آزاری سے تیری دوش پر سیونگھتے ہیں | بونہیں منہا کے شانوں پر اک جوڑا تھا کالون کا

سوال بوسہ پرے قدر کیا کیلے لب شیریں
مری تقریر سے دم بند تھا شیریں مقالون کا

پند گو یو مین خرابات میں کل جاؤنگا ۱۹
لاکھ وحشت ترے کوچے سے نکال دھککو
ہر گھڑی ناوک مٹرگان پہ دہراتے کیا ہو
کاٹ چھاٹ آپ بہت جھکود کیا یا نکرین
صنعت میں ہی تری چہرہ پہ دگایا مہر
اشک ہوں جب میں گرہ پر نہ اٹھوگا گھر
تو مجھے خانہ دل سے کبھی باہر نکال
ایک عالم ہے مرا لاکھ رہے گردش ہر
برق حسن آپکی چمکی مرے سر انکھوں پہ
شیشے کو پینکٹے خم جا کے اٹھا لاسانی
چاندنی ہوں کہ رہو نگا میں تری کوٹھے پر
لاکھ دنیا ہو دوا لی کا گھر وندا تو کیا
سر دھڑی فلک سے مجھے اندیشہ نہیں
گالیان دو مجھے پامال کر دسخت کو
گر میان لاکھ کر و اب نہ پسو جیو نگا کبھی
ہوں وہ دنیا دکھ پڑتے ہی مٹا نام و نشان

مشتبہ چیز نہیں ہوں کہ بدل جاؤنگا
میں گریبان نہیں ہوں کہ نکل جاؤنگا
کیا میں بزدل کا جگر ہوں کہ ہل جاؤنگا
کیا میں ہوں تیغ کہ ہر بات پہ چل جاؤنگا
دو پہر میں نہیں چوگشت میں ہل جاؤنگا
طبع جیا نہیں ہوں کہ سنبھل جاؤنگا
تیرا ارمان نہیں میں کہ ٹھکل جاؤنگا
میں ہی کیا آئے ہوں کہ بدل جاؤنگا
شعبہ طور نہیں ہوں کہ میں چل جاؤنگا
کچھ تنک ظرف نہیں میں کہ ابل جاؤنگا
نہیں سایہ کہ ترے زیر محسوس جاؤنگا
طبع طفلان تو نہیں میں کہ بہل جاؤنگا
سخت نازک ہوں کہ پانی میں چل جاؤنگا
دل نازک نہیں جو بات میں مل جاؤنگا
میں کوئی شمع نہیں ہوں کہ گہل جاؤنگا
میں وہ افتاد نہیں ہوں کہ سنبھل جاؤنگا

<p>آن بان اپنی سگی ہی پیری میں ہی گرم بازار ہو یا رب مے ہچشمون کا</p>	<p>تیرا جو بن تو نہیں ہوں کہ میں ڈر جاؤنگا طبع حاسد تو نہیں ہوں کہ میں جل جاؤنگا</p>
<p>کیا رہوں گردش ایام میں ثابت اے قدر میں ہی کیا آج ہوں جو آج نہ کل جاؤنگا</p>	
<p>عبادت تو سمجھتا ہے اگر بیدار کر لینا ۱۸ ہے درد اپنا سحر کو نالہ فریاد کر لینا نہا دہو کر نکھر کر آپ کو جہدم فراغت ہو چلا ہے فوج کو آنکھوں میں تو سرمہ لگا کر چل تر پتا ہے شب فرقت میں اس پہلو پر اون پہلو نماز و روزہ و تسبیح و استغفار شکل ہے سہوؤں کو کیوں چھوڑتا ہا ہے یہ کیا بن پڑی محکم وہ معشوقوں کا دشمن اور تو عشاق کا صیدی بہت بڑھ بڑھ کر جب اغیار بولیں آپ کے اگو جو اے دل دونوں نگین سیکر آنسو تجو پہ پکڑیں یہ کیا سوچی تجھے اوسکو بھی لیکر ڈوب جانا تھا فرشتہ تو لکھو جنکاتے ہیں کوئین یہ خاک کو پتلے کہ ہر ہے باغبان کیلئے اس چمن میں چنبد بولینگے جواب خط تو لانا اتنی قاصد اور سنتا جا جو ہولے روح چلتے چلتے حسرت باغ عالم کی</p>	<p>وضو میرے لمو سے پہلے اے جلا دکر لینا ہر صورت کسی پردے میں تھمکویا دکر لینا میں ڈیو ہڑی پر ہوں حاضر محکم فوراً یاد کر لینا فسان پر تیر خنج چاہیے جلا دکر لینا ادھر فریاد کر لینا ادھر فریاد کر لینا مگر ہاں اک نداک صورت سے تھمکویا دکر لینا یہ اپنے ہاتھ سے ہی آپ پر بیدا کر لینا ہمارا ذکر گلچین سے ہی اے صبا دکر لینا ذرا اوسوقت اے صاحب مہین ہی یاد کر لینا جگمہ پانا تو خیمہ آہ کا استا دکر لینا مقدم کام خسرو کا تھا اے فرہاد کر لینا اجی آسان نہیں ہے عشق آدم زاد کر لینا ادجارا ہے مجھے اب باغ تو آباد کر لینا جو پیغام زبانی ہو وہ ازبر یاد کر لینا کوئی دم جا کے سیر گلشن شاد کر لینا</p>

وہ آئینکے میں لپٹو لگا جو چونکے پروان کیا ہر
تڑپے میری تو واقف نہیں سینے سے جڑے ٹہنا
تصور کے یہ معنی ہیں دل اپنا شاہ کر لینا
مجھے جس وقت پورا ذبح لے جلا کر لینا

نہ جادو ہے نہ حب کا نقش ہے اور قدرت کے
یہ گر تجھ کو بتایا اسکو از بریا کر لینا

۱۹ وصل کی رات کو میں بیاہ کی محفل سمجھا
پیسے پیسے کو شکو منغم غافل سمجھا
ہاے بیتا بیوے دل کو نہ میں دل سمجھا
پر ماہی تری پلکوں کو مراد دل سمجھا
کیسے سمجھا کیا ہرگز نہ وہ بسمل سمجھا
بچکے دزد یہ نگہ سے تری زلفین کلین
اٹھ کیا نکلے کد اغون ہی ہوئی مہر سکوت
نہیں جنت نہ سہی خیر جنہم ہی سہی
بیٹھتے بیٹھتے دل لوٹ ہوا جاتا ہے
آنکھ سمجھا جو کہیں کوئی پیسا لہ پہوٹا
دور باند ماترے تاثر دہن نے ایسا
عشق کیسے ہو دیوانا دھنسا ہی اسد مذاب
پہلے سن یار کے بائیں نہ کچھ کہہ دھنا
کان بجتے ہیں یہ ہون منتظ فضل بہا
دونوں ابرو میں غضب ایک کی تصویر ہو یک

حب بھی اونکی چڑی شور جلا جل سمجھا
ہاں گرد و مٹی ہتھیلی کا اسی تل سمجھا
کبھی پار کبھی سبلی کبھی بسمل سمجھا
مجھلی آنگوٹ کو بہو دن کو لب ساحل سمجھا
رنگ ہوئی کا مے خون کو قاتل سمجھا
چور پیرے کے تانگے کو تین غافل سمجھا
دل کی دل ہی میں شب ہجر مراد سمجھا
اتنا توڑا ہے مجھے تو کسے قابل سمجھا
محفل یا کو میں حال کی محفل سمجھا
کوئی شیشہ کہیں ٹوٹا میں دسو دل سمجھا
خطا جو نکلا تو میں اسکو خط باطل سمجھا
ہر کوئی میری لحد کو چہر باطل سمجھا
ہر جو سمجھا نا ہوا سے دغظ کا مل سمجھا
پتا کہڑا تو میں آواز عناد دل سمجھا
ایک کا ایک کو میں مدعتا بل سمجھا

<p>چو گئی گات تو کیا مال نہ ڈھونڈیوں اپنا دیکھ کر میری غریب مارے ہنسی کے لوٹا پیش غم سے ہر دونوں میں عیب بدل</p>	<p>اوپنا ادنیٰ نطفہ آریا میں یہاں دل سمجھا وہ مجھے اور میں جسلا د کو سب سمجھا میں جگر بائیں طرف دہنی طرف دل سمجھا</p>
<p>جب لگایا دگل رخ میں اجل کا پھندا قدر رنجی کو میں آواز عتاد دل سمجھا</p>	
<p>خون روان خشک گلی سے تہ نہ ہوا ضدین ان ماہ جبینوں سے کوئی در نہوا یہ تو کہتے نہیں ہم حشر کا دن چوٹا ہی زاہد و جام مے ناٹ دیتا ہے خدا شب فرقت نہ کٹے گی نہ کٹے گی یارب خامشی سے ہوا ایسا میں سزیز ہل تیری ہلکوں سے حذر چاہیو لے قاتل خلقت نکلے کیا کیا نہ چمک کر مہ و خورشید مگر دردندان آوار مجھے سو کے گماٹوں جان باہر ہوئی تن سے وہ دفا دار نہیں کیلئے شیشہ میں دریا چوہ چلی کا شکار آج تک ہم کو یہ نفرت رہی کجا زون سے نئے بگڑے ہیں ابھی کچھ نہیں سامان دست جا رہے گور میں نفرت یہ ہوئی عالم سے</p>	<p>۱۸ پاک اوٹھا میں کہ دامن بھی طر تر نہوا کپڑے پہاڑے جو کہیں پہلوں کا زیور نہوا پر ہماری شب فرقت کی برابر نہوا جو فرشتہ تو نکو تھارے ہی میسر نہوا میں شب جگر کا اب تک کبھی خور نہوا مثل تصویر کسی پر کبھی دیکھ نہوا یہ وہ ناوک ہیں کہ جن سے کوئی جان نہوا دونوں میں کوئی رخ یار کا ہمسر نہوا ایک قطرہ بھی دم نزع میسر نہوا پر کبھی آپکے فرمانے سے باہر نہوا ہا سے اس وقت ہمارا دل مضطرب نہوا دل کبھی شیفۃ ابرو دلب نہوا اپنی محفل میں جو شیشہ ہوا ساغر نہوا ایسا گھر ڈھونڈ لیا جہیں کوئی نہوا</p>

<p>جہ سانی در سانی کی میر نہوئی روٹی جبد نہ ملی سپٹ پہ پتہ رانڈا حسن ہ چیس سحر اشکو گہرین ہی حکم</p>	<p>خط تقدیر ہمارا خطا سا غبر نہوا مر رہے خاک پہ جسے روز کہ بستر نہوا اتنے آئے کوئی یوسف سایہ نہوا</p>
<p>روز کہتے مین چلینگے عدم آباد کو قوت کوئی تاریخ کوئی روز مقدر نہوا</p>	
<p>جب ذرا غمون سے بلبل گلشن ہو جائیگا ۱۵ غیر کی قسمت سے وہ نامہ زبان ہو جائیگا جب وٹے گا جوش سے بن جائیگا وہ آفتاب جوش زن ہوتا رہیگا تالحد دریا سے خون آب اور گیگی جب ذرا چاٹگی میرا خون گرم تیرے قیدی کو ملے تو پاؤں دہرنے کی جگہ ہر بن موسے بہر نکا دبدم مین دم ترا خود تمہیں یہ چاند سا مکڑا کرے گیاجیجباب جسم و جان کا فیصلہ سارا اسیکے ہاتھ ہے چشم ساقی کا پیالہ پی لیا ہے ست ہون دید بازی سے یہ صحر ہے ہمارا حسن خیر ہے کمر معدوم لیکن ہے دہن معدوم تر اسدا ایسی بیتابی میں ایسی لاغری واہ شور لن ترانی کسکو یہ معلوم تھا</p>	<p>ٹو کری پہو لون کی سارا آشیان ہو جائیگا دوست برگشتہ نصیب دشمنان ہو جائیگا جب اوڑے گا خم کا سر رویش آسمان ہو جائیگا نخل تابوت شہیدان از خوان ہو جائیگا خم تری تلوار کا پشت کمان ہو جائیگا سنگ مقناطیس سنگ آستان ہو جائیگا حسم پر پر رو نکٹا میسر زبان ہو جائیگا منہ پہ جب مارو گے تم جڑ مت کمان ہو جائیگا پادون تیری تیج کا خود در میان ہو جائیگا دل مر یہ حضرت سیر میں ان ہو جائیگا جو بگو لا ادا ٹھے گا سر روان ہو جائیگا تنگ ہو ہو کر سروے میان ہو جائیگا خار ماہی گسل کے ہر اک استخوان ہو جائیگا بے دہانی پر وہ یون آتش زبان ہو جائیگا</p>

دیکھنا اے قدر جو یونہی رہی فکر سخن
سکر پاتک گس کے تن شکل زبان ہو جائیگا

سبزہ رخسار کشتِ عجز لہن ہو جائیگا
چشم ز گس کو رکوش گل گران ہو جائیگا
چاند کے پر تو سے یہ جامہ کتان ہو جائیگا
تیرا ایک اک حرف ایک کن استان ہو جائیگا
زخم بولے گا تو شور آمان ہو جائیگا
رہتے رہتے میہمان ہی میں زبان ہو جائیگا
اوشکے گہر سوزش دل کا دھوان ہو جائیگا
چاند تیرے پر تو سے سے خود کتان ہو جائیگا
خود قفس ہکو ہمارا آشیان ہو جائیگا
کشتی مے کا اک اچھا بادبان ہو جائیگا
خاک ہو گا جب بدن ریک روان ہو جائیگا
لو کر بنا میون کا آسمان ہو جائیگا
خود خط تقیر یہی خط امان ہو جائیگا
کیا قیامت ہوگی جب وہ مسکن ہو جائیگا

۱۵

تو ستم سے زرد رولے نوجوان ہو جائیگا
ریشک چشم و گوش گلہ زبان جہان ہو جائیگا
ریخ کا سودا تما کفن تک دھجیان ہو جائیگا
تیری ایک لک کن سے پیدا ہوگی ایک لک کائنات
ٹانکے ٹوٹینگے تو آئیگی صراٹا لافراق
دل میں خود مختار غم ہو گا تکلف برطرف
میرے جلنے سے کھلیگا راز گریہ خلق پر
معجز شق القمر و کملانگی انگشت حسن ڈ
دہشت صیاد ہے زنجیر پانچائیگی
رند و مان عمامہ زابہ پہ ہون تہہ پیریاں
اضطراب دشت پہاڑی نہ چوٹے گا کبھی ہڈ
کیون عجب تیرا ہی ہم رند دن کے سر پر آئین
میں نہ کھدو گا جو کچھ تو نے لکھا میں نے کیا
اوسکی اس مہربانی پر تو میں دیتا ہوں جان

سر چھین چھنکر بلائیں آئیگی خاموش قدر
آہ کھینچو گے تو چپلنی آسمان ہو جائیگا

اللہ کیا حضور نے خوف خدا کیا

۱۴

آٹے لحد پر آج بڑا حوصلہ کیا

<p>کہہ ککے باتیں کا نون مین لاشا کیا سپر روح لہلہانے لگی سیر باغ پر وہ دم پچڑہ گئے کہی مین م پچڑہ گیا لپٹا جوا ہو دُن ہر دُن آنکھوں کی یاد مین لیتے ہی میرے شیشہ دُل کو ٹپک دیا مہوے کی سے سز ہر پلا تا تو خوب تھا کیا پوچھنا ہی ایک سے دو ہو گئے حُضو ٹھوکر لگائی اپنے مزے اچھل پڑی کیوں سنکو نکیر کو بھیجا اتھایا خدا کیا صاف حسن ہو گیا کیسے نکھر گئے اک دن خیال آیا تہا رفتار کا تری اے یار آنکھ لڑتے ہی بری لگتی نگاہ</p>	<p>دیدے کے سینہ گہر مین تری رستا کیا ہر موسم ہا رنے جھک ہر کیا میرا کہا کیا کہی اپنا کہا کیا کن مشکون سے قیس نے جھک جوا کیا میرا کیا نہ اپنا کیا اُن یہ کیا کیا ساقی تمام رات مل سر ہر کر کیا آئینہ سادہ لوح ہو کیوں سانا کیا جبنا چنے کڑے ہوئے محشر ہا کیا کیا جانون مین کہ نیند مین کیا کیا کیا چہرے کو پوچھو پانچھکے کیا آئینا کیا دو تین چار روز مرہ سہر کیا آنکھوں سے خون ہو کے کلیجی ہا کیا</p>
<p>اے قدر را سیا آدمی اپنی پسند ہے جو دل مین آیا کس دیا جو کچھ کیا</p>	
<p>۱۴ تنج جب کہنچکے حبلاد آیا واہ رنگین بنی کیا کہنا اللہ اللہ اثر لوح مزار دام مین جھکو پھڑکتے دیکھا حاکم وقت ہے سوداے فراق</p>	<p>محب کو اس وقت خدا یا د آیا خود مرے دام مین صیاد آیا سرتربت وہ پریراد آیا کیا سہڑکتا ہوا صیاد آیا ہاتھ باندھے ہوئے فضا دیا</p>

<p>تیر چوڑے ہوئے صیا د آیا در تلک دوڑ کے شمشاد آیا اونچے بنکے وہ جلا د آیا جب مرغیت شمشاد آیا جب سنا عاشق ناشاد آیا قاف سے اڑ کے پرزاد آیا کچھ مجھ ہوتا ہے ارشاد آیا یکسی مست کو کیا یاد آیا</p>	<p>آنکھ ملتے ہی کیا صید مجھ آماوس گل کی جو گلشن میں ہوئی مارے غصہ کے چڑ ہے میں ابرو اوٹھ چکے ہوں ہی بدم فوس اپنے کوٹھے سے وہ دوڑی آئے اے حسا رخ فرقت قربان صدقے اس منہ کے بکارا کسو شیشہ سے کو لگی ہے ہچکی</p>
<p>قدر گنگوٹ شا چماٹی ہے موسم نالہ و فریاد آیا</p>	
<p>ریز کرنے بھی نہ پائے محو صیا د آیا اک طرف باغ میں گلچین مع صیا د آیا دانہ پانی بھی نہ دینے مجھے صیا د آیا راجا اندر کے اکھاڑیے پرزاد آیا مندی چھوٹی جو وہ ترکہ ستم سجاد آیا اوٹھ گیا پاس سے حداد تو جلا د آیا یتا کٹر کا تو میں سمجھا کہ وہ صیا د آیا بیڑیاں پہنے ہوئے عاشق ناشاد آیا بندہ چکی آنکھوں بیٹی تو وہ جلا د آیا</p>	<p>۱۴ چھچھا کوئی قفس میں نہ ہمیں یاد آیا اک طرف ہوں کسلے بیل ناشاد آیا قید کرتے تو کیا ہر نہاد سے یاد آیا شیشہ سے مجھے جھوٹا میرا سانی دہن زخم تھا ہر نقش قدم مقتل میں میرا سودا نہ گیا قید میں بے سر کاٹے دیکھتا رہتا ہوں ہر پہر کے ہو گلشن کی حشر میں بھی نہ چٹا سلسلہ زلف بتان دم آخر بھی رہے دید سے محروم فوس</p>

<p>نقش ہے دل پہ ہمارے ہی صورتِ پیار دل روستن میں کب اور ہی ہر تہاری تصویر خنجرِ اُتر کا الف کہینچ دیا گردن پر ہچکیاں آتی ہیں تلوار کا پانی پی لوں</p>	<p>تیری تصویرِ عبث کہینچے بہ سزا دیا آئینہ خانہ الفت میں پہ نیرا دیا خط لگانے کے لئے جب مرا حلا دیا شاید اس قاتلِ پیرِ رحم کو میں یاد دیا</p>
<p>قدرِ انسان کی لے قدرِ ہر انسان کے بعد جب سمجھے قتل کیا حب میں او نہیں یاد دیا</p>	
<p>۱۸۔ معارضِ تجھے کر دے میں برتے دیکھا زندگی جسم میں خود مایہِ بیتابی ہے ڈوبائیں ادھر آنکھیں کہ ہوئے آنکھِ دن قدبالا میں تماشا ہے یہ حساریہ گات ترج میں جان نے گہرِ زندیاں حکمِ سامت نہ کہی یارِ پر بات میں ہٹ دہری سحر وہ مری آنکھ سے ڈھٹک ہوئی آنسو دیکھے باندھ کر ہاتھ ادب سے ہوئے سزا تار تیرے غم میں نہ سنبھلتا تھا نہ سنبھلا دل یہی تعبِ سیرِ ابرو سے اشارے ہونگے دیکھ لے مہرِ گردن پہ اوہرتے دمِ صبح اشکِ گرمِ آنکھ سے نکلے جو بڑی نورِ شعل سبزہ خط پہ بہت زہرِ او گلتے دیکھے</p>	<p>چاند کو ڈوبتے سورج کو نکلتے دیکھا روح جس گم میں ہوئی او کو او چلتے دیکھا طفل پیدا ہوئے اک سمت کہ چلتے دیکھا آج تو سرِ دو کو بھی پہولتے پہلتے دیکھا وقت پر دوستوں کو سہنے نکلتے دیکھا نہ کہی آئی ہوئی موت کو ٹلتے دیکھا جسے لڑکوں کو نہ ہو ضد میں چلتے دیکھا روشِ بلغِ یہ جب تکو ٹلتے دیکھا ایسے ڈوبے ہوؤ کو کسے لو چلتے دیکھا آج تو خواب میں تلوار کو چلتے دیکھا نہ خم سے کو ہو و اعظا جو ادب لے دیکھا سہنے جلتا ہوا تنورِ ادب لے دیکھا خالِ شہرنگ پہ نیل نکھوں کا دہلتے دیکھا</p>

<p>ان پہ ہر اک کی طبیعت کو پسند نہ کیا اے صنم آج تو تپہ سر کو بیگھلتے دیکھا پہنے اس پہول کو سوز گشت نے دیکھا طفل نل کو نہ کسی آن بھلتے دیکھا</p>	<p>یا آئی یہ صنم میں کہ پسند نہ تھا آہ سوزان سے مری تیرا پسند بجا دل سخت تھے چہرے سرتلون ترا کلبجا تا ہے لاکھ سینے سے لگائے رہے ردنا نہ گیا</p>
<p>واہ اے قدر رنہ اشکون بچو دل کی لگی پہنے برسات میں گہرا پکا جلتے دیکھا</p>	
<p>ہے یہ حیرت اپنا کعبہ کر بلا کیونکر ہوا پہنے بولے پہر کو تو کیا ہوا کیونکر ہوا گردن منصور بوتل کا گلا کیونکر ہوا خط ہے واعظ کو میں تجھے جدا کیونکر ہمکو حیرت ہے کہ ہر اک بت خدا کیونکر ہوا مرغ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا میسر تیرا تذکرہ یوں جا بجا کیونکر ہوا تیرے چو جانے سے غنچہ گل صبا کیونکر ہوا پہرہ آئینے سے صورت آشنا کیونکر ہوا روز جو اتا تھا وہ بندہ نیا کیونکر ہوا بولے ہمسرا آسمان میں راستا کیونکر ہوا خیر ہے کچھ میرا ہمسرہ دوسرا کیونکر ہوا</p>	<p>دل ہمارا مور دجور و جف کیونکر ہوا زخمی تیغ تبسم نے کہا جال ل جلے قفل و سحر حق کی صدا کیونکر لگی روح اپنی تو نے پہو کی ہر جو میرے حرم میں بے دہن باتیں بنانے سے عقیدہ پہر گیا جذب لغت جب نہ ہو دین تڑپ کس کام کی یا تو کچھ مینے نکالا سہرہ سے یا تو نہ کیا دل سے نکلی آہ پہر ہی دل مرا فسد ہو میرے دل سے تہا وہ خود میں کب قدر آشنا جو مہینوں بعد آتے تھے قدیمی ہو گئے جہان لے ہمارے عرش پر جانے لگے یوسف ثانی کے کہنے چنفا ہو کر کھس</p>
<p>قدر کا تو حال ظاہر ہے کہ لاندہ تھپا وہ</p>	

پچھرا نہیں معلوم اوسکا خاتا کیونکر ہوا

آدمی کی کیا حقیقت تھی اوس کی کیا کر دیا ۱۸
 حسن دیکر اوسنے ایک اک عیب پیدا کر دیا
 اونکے چہرے سے نقاب اٹھی چہن سا کھل گیا
 اے زمین ہشتر تلک احسان ہوئے گا ترا
 یار سے طالب ہو جب یوسہ خسار کا
 تیغون پر تیغین کا لون پر کمانین کینچ کین
 حلقہ مارے ایک دن دیکھتا شاید اپنے
 جب شرابِ عفرانی پی دمک وٹھا وہ رخ
 جوڑا کا جوڑا دسنے دنیا میں بنایا ہر گھبر
 ایسا سونا کیا جو ٹوٹیں کان ادا برہار
 خال و خط سے اور بھی چہر کی آرایش ہوئی
 دل پہ کیا صدمہ کہنے میں نہیں ہیں ہاتھ پاؤں
 باغبان نے سر کو جھانچا چمن پتا گیا
 سچ یہ کہتے ہیں کہ دیوانی جوانی ہوتی ہے
 مندی مل ملکر چلا ہشتر کی چالیں ہر قمر
 یا خدا یونہیں سیہ روئی جو ہونی تھی مجھے
 ناک بہون ایسی چڑھائی شکل بگڑی آپکی
 اے سحاب مکرمت قطع کر دیا کر دیا
 گل کو ہر کر دیا نر گس کو اندھا کر دیا
 آنکھوں کو نظارے نے ہوں لوکا دنا کر دیا
 میری خاطر تو نے خالی ایک کو بنا کر دیا
 ہنسنے میرے سامنے شوخی سے تلو کر دیا
 کچھ نہ کچھ آنکھوں نے ابرو کو اٹھا کر دیا
 یار نے اپنے کھلے بالوں کو جوڑا کر دیا
 آب زر نے صفحہ دست راں مٹا کر دیا
 رخ کو گو را کر دیا زلفوں کو کالا کر دیا
 مارے بوجہ ارونکے پہلو کا بچو نہا کر دیا
 دست قدرت نے اس آئینے پہ مینا کر دیا
 رخ فرقت نے ابھی سے مجھ کو بوڑھا کر دیا
 قمریوں نے باغ میں اک حشر برپا کر دیا
 اپنے دل لیکے مجھے جان من کیا کر دیا
 آفتاب شب کو نقش کھنپا کر دیا
 کیوں نہ توئے یار کے دل کا سوید کر دیا
 منہ بگڑنا رہ گیا تھا بوسہ جھنڈا کر دیا

قدر کو کیا آبر و بخشی جناب نے

ذریعہ کو سورج کیا قطع کر کو دریا کر دیا

پہوڑے سے سوا ہے دل یوانہ ہمارا ۱۲
دم آنکھوں میں اشک ہے ذرا شکل دکھا دو
عیش و عشق کی چالیں ہیں یہ الفت کی ہرین میں
میرے دل شفاف کو صدف جاکر جو دکھیا
ہے داغ جنوں تاج غم دیاس چشم ہر
الفت کے یہ معنی ہیں اوسے نیند نہ آئی
تقدیر میں لکھا ہے تو وہ اوڑھ کے ملیگا
کیا صبر کو فخر ملتے ہو یہ دل سے نہوگا
سائے کے لئے ابرسیہ جو ہم کر آیا
بہولے سے بھی صاحب کبھی تشریف نہ لائے
جتنا تمہیں دیکھا تھا برابر بھی آنسو

تربت میں ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا
جسد آؤ کہ لب زیر ہے پیما نہ ہمارا
دوخت روئین ہو جاتا ہی میگا نہ ہمارا
بولے کہ یہ آئینہ ہے یا شانہ ہمارا
دیکھو تو ذرا اٹھاٹھ امیر نہ ہمارا
جب تک نہ سنایا نے افسانہ ہمارا
ہو گا تہ کسار اگر دانہ ہمارا
یہ عفتل کی بات اور یہ دیوانہ ہمارا
جب قصد ہوا جانب میخانہ ہمارا
ہاں آپ کے قابل نہیں کل شانہ ہمارا
ہر دیدہ ہے پیو و کا پیسا نہ ہمارا

صدقہ تھے اکبار سر بزم یہ کدے

ہم شمع میں یہ وقت مدد ہی پر دانہ ہمارا

مزاج پوچھا جو کرتے تھی صبح و شام ہمارا ۱۴
بند ہا ہے کاسہ سر میں خیال ساتی کوثر
ہیں کس شمار میں کیا موت کیا حیات ہمارا
باؤ کر کے یہ فرماتا ہے وہ رشک لیغا
ہے یہ آپ کی صحبت مبارک آپ کو صاحب

قبول ہوتا نہیں اب بٹان سلام ہمارا
بھرا ہے بادۂ حب علی سے جام ہمارا
فقیر عشق میں کیا کوچ کیا مقام ہمارا
عزیز مصر بھی ہے اندھون غلام ہمارا
جو غیر مجھ کے کو آئین تو بس سلام ہمارا

<p>پڑ گیا طائر سر پہ آج دام ہمارا بہلا بُرا کوئی نکلا نہ متہ کام ہمارا اسی سے بے ہمارے چلیگا نام ہمارا چھپا ہے آنکھ سے انسان کے امام ہمارا خدا کے مثل کسی جان نہیں قیام ہمارا تو اتنا اور ٹھکر کام ہو متام ہمارا یہی سلام ہے قاصد ہی پیام ہمارا وصول دن ہوا آج دام دام ہمارا جو مٹی دیکھا ہمیں سرو و خوشخرام ہمارا بکے گا کاغذ کی طرح کلام ہمارا</p>	<p>فلک کے پار گزر جائیگے فراق میں نالے گلے ملے نہ پہنچا بلکہ پر آب نے فوج ہم اپنے شعر کو اولاد سے سمجھتے ہیں بہتر تقیہ اپنے طریقے میں کس طرح نہود جب زبان کو کفر نکلتا ہے اپنے دل کی تڑپ سے چہرے کے نیچے ذرا دم تو لینے دیں قاتل یہ کنایا رسی مچھرا ہارا بند عبث ہے دے دیو داغ تو ہمیں ہی نیل دیو کی ڈالی جریہ میں کو ہم ٹھیک کر اوٹھیں گے لحد سے ہر اس چہرے کا مضمون کوٹ کوٹ کر لے لیں</p>
<p>خدا ہمارا ہے رب اور قدر کعبہ ہے قبلہ محمد اپنا نبی ہے علی امام ہمارا</p>	
<p>۱۲ میں جہان بیٹھا بنگ شمع جل کر رہ گیا سایہ دیوار جانان سے کچھ جل کر رہ گیا کچھ نہ سمجھے ہم یہ کیا منہ سے نکل کر رہ گیا ناقہ دیلی بھی دودھی گام چیل کر رہ گیا قتل کرتے تو کیا پر ہاتھ مل کر رہ گیا منہ سے نالہ آنکھ سے آنسو نکل کر رہ گیا یار کے کوچے میں مین صورت بدل کر رہ گیا</p>	<p>دل شہر تما سوزش غم سے اوچل کر رہ گیا ڈھل گئی جڑ دیہ طاق سے مین ہی ڈھل گیا گالی دیتے تھے کہ بوسے کی جازت تھی مین سجد میں آنکھوں سے اکریا بہا یا قیس نے منفعل قاتل کو میسر ہی سرفروشی کی کیا جب ناکہ سے قدم رکھا ہے باہر یار نے ضعف بھی کچھ کم نہیں ہو روغن عیار سے</p>

سخت جانی سدا رہ مرگ آخ ہو گئی بچ گیا دل رہ گیا سفاک پلکین مار کر تیغ کما کر صورت گرداب چکرایا جو مین کٹ رہے احباب جب محکوا قمار قبرین	خنجر قاتل مری گردن چپسل کر رہ گیا ترک چشم یا گویا ہاتھ مل کر رہ گیا موج کی مانند قاتل ہاتھ مل کر رہ گیا قافلہ سب نزل دل چپسل کر رہ گیا
--	---

قد سیون کے کان کو لے کر رہی آہ نے
دے محرمی کہ اک گوشل جل کر رہ گیا

عاشقون کو تپ کا حیلہ ہو گیا ۱۱ روکن ایللی کو حیلہ ہو گیا پھینک کو چوٹی سے دل مٹیاب کو ایک بوسے سے ہوا رنگ مسی میسے نالے سنکے کتا ہو وہ شوخ اوس سنہری رنگ مین ہر وہ چمک جب بھر کر اٹھے مرے داغ جنون ہر بہانے موت سے ہر حیلے رزق یار غصے سے گل رعنا بنا عشق نے پونچھا دیا اس تک	گسل گئے تن رنگ پیلا ہو گیا روسیہ سارا قبیلہ ہو گیا دیکھئے موبانف ڈھیلا ہو گیا نازک اوسکا ہونٹھ نیلا ہو گیا کیا گلا انکا سر یلا ہو گیا نقشہ کا سوناخ سے پیلا ہو گیا کوہ طور ایک ایک ٹیلا ہو گیا مر گئے فرقت کا حیلہ ہو گیا بوسہ مانگ لال پیلا ہو گیا خیر اکبت کا وسیلا ہو گیا
--	---

قبر نے ایسا دیا ہر کوفتار

بند بند لے کر رہ ڈھیلا ہو گیا

کہا یا رانکھون مین نقشاتھارا	مہ چاہے خشب سے بکھڑا ہمارا
------------------------------	----------------------------

<p>نہ کیونکر بنے ساتھ میرا تمہارا کنہیا بنایا ہے وحشت نے مجھ کو کہا ہے دل لیکے تم نے جلایا عبث پوچھتے ہو کہ بندہ ہو کس کا گٹری بہرین ناراض مہرین اُسی تمہیں لیکے تھے مراد دل دہی ہو جو تم ایک ٹھوکر سے ہم کو جلادو بلند اس قدر حسن کا مرتبہ ہے مراد چہ اگر اسی میں دہرا ہے یہ اثر پنے کا چلن اب تو چوڑو اڑتین ہوش پر یونکی پر یونکی صورت مزا دید کا اپنی آنکھوں نے لوٹا</p>	<p>کہ تم ہو پرسی مین ہون سیاتہارا یہ رگ رگ مین دوڑا ہو سودا تمہارا بکڑ کر وہ بولے کلیجہ اتہارا کہا تو تمہارا تمہارا تمہارا مزاج ایسا ہے تولہ ماشا تمہارا کنچا ہے مے دل پہ نقشا تمہارا قدم چومین بانیان سجا تمہارا کہ غور شدید گردن ہی سیاتہارا بہت آج اونچا ہے جوڑا تمہارا لنگتا ہی صاحب ڈو پٹا تمہارا اگر اون پہ پڑ جاے سیاتہارا حبر و کون سے دیکھا جھکڑا تمہارا</p>
<p>دل یا رنگ نالے اس وقت رر پونچھے ہوا غرش تک بول بالا تمہارا</p>	
<p>۱۳ کمان تک کہوں بیوفا یا در کہنا ہمیں بہولنا دیکھنا یا در کہنا یہ کہہ لکے سمجھاتے رہتے ہیں لکو گزر جائیگی شب پلک مار نے مین یہی کام اپنا ہے اہل وفا ہین</p>	<p>سبق ہو گیا روز کا یا در کہنا خبر دار اچھا بہلایا در کہنا جو ہو لے ہمیں او سکو کیا یا در کہنا پراسوقت کی التجا یا در کہنا جسے دیکھنا بہا لٹایا در کہنا</p>

<p>اور اٹے لئے بہتی ہیاک میری خدا جانے کس لئے سکھایا ہے تھکو نہ آگے بڑھینگے قدم تیرے قاصد رقیبوں کا مذکور رہتا ہے ہر دم یہ کہتے ہوئے پاس آتے ہیں میرے کہا یاد رکھنا تو بولے بگڑ کر کبھی پھر بھی ایجان تکلیف کرنا</p>	<p>یہ انگلیاں اے صبا یاد رکھنا بہت بھول جانا ذرا یاد رکھنا یہی ہے وہاں کا پتہ یاد رکھنا کہاں سے یہ سیکھے نیا یاد رکھنا غضب ہے جو تمنے چھوایا یاد رکھنا چلو جاؤ لالے بڑا یاد رکھنا یہ چٹلین یہ جلسے ذرا یاد رکھنا</p>
--	--

جنون ہو گالے قدر عشق پری میں
یہ اس دم کا کہنا مرا یاد رکھنا

<p>پاس آتا مے عیسیٰ تو وہ موسیٰ ہوتا ۱۶ تیرے جانے سے ہی درد جگر ایسا ہوتا واعظون سا بھی ترش رو میں نہ کیا بھنے نہ ہوئے حضرت موسیٰ کہ دکھا دیتے ہم کتنی انیل طبعیت ہے تمہاری صاحب بہتر ہے قتل کو سب محب کو لئے جاؤ میں خواب میں بھی یہ تمنائے تمہیں تم ہوتے اونکو لکھتا میں رخ زرد کا احوال سیا خوب زور و نپہ نہ تھا قیس کا رنگا شوق گو خند اما رکے سو بار جب لانا محکم</p>	<p>تپ یہ ہے ہاتھ جو رکھتا بیضا ہوتا خفت فاش ادا دھاتا جو سچا ہوتا منہ سوا دہ جو کرتے تو وہ سر کا ہوتا یہ ہی ممکن تھا کہ ہم سے کبھی پردا ہوتا چہرہ سین تھا تو موافق سنہا ہوتا تم ہی آجاتے تو میں میں تماشا ہوتا آنکھ جب کہوتے ہم آپ کا جلو ہوتا کہ کہو تر ہی مرا سونے کی چڑیا ہوتا جب تماشا تھا کہ لیلیٰ کو بھی سودا ہوتا ترا بن ترا بن ترا بن ترا بن ہوتا</p>
--	---

<p>ایک بوسہ جو ہمیں آپ غایت کرتے چلتے محشر میں تو دامن میں گرہ دی لیتا شب کو خالی تمام مکان اور اندر گہرا گہرا دہن تنگ میں حیرت تھی نہایت مجھ کو اوس جگہ مجھ کو جنون میں کوئی پونچھا دیتا</p>	<p>نام تو آپ کا تھا کام ہم ہمارا ہوتا آپ کب بچتے اگر میں کہیں رسوا ہوتا کیا کہیں تم نہ ہوئے آگے جو ہونا ہوتا تم اگر باتیں نہ کرتے مجھے سکتا ہوتا کہیں پانی کہیں ٹاپو کہیں صحن ہوتا</p>
<p>قدر کچھ خیر ہے کہنے کی ہر ساری باتیں اون سے بہت کر کوئی ہوتا تو بہلا کیا ہوتا</p>	
<p>جب ملایا خاک میں بولے قضاتہی میں نہ تھا سب ہی تھو دل ہی تھی ترن ہی تھی جان وہی ابتدا میں صحبت اچھی چاہیے انسان کو چہن کرتا ہوں سد ہارے دامق و فرہاد قیس غیر ہندی پیستے ہیں یون جلاتے ہو مجھے کیا سبک عالم میں گری جب تلک زہرہ را کوچہ گردون سے جو صحبت ہے مبارک ہو تجھے</p>	<p>۸ کر کے ہیر پر بازو ریا صبا تھی میں نہ تھا ابتدا میں ریل کی کچھ انتہا تھی میں نہ تھا کیا کہوں جب آپ کو شرم و حیا تھی میں نہ تھا مصلحت خالق کی آنروزوں دہاتی میں نہ تھا اب نہ مانو لگا جو کیئے گاحت تھی میں نہ تھا سچ جو پوچھو پوچھو یون میں اک ہوا تھی میں نہ تھا تیرے گھر میں آنے کے قابل صبا تھی میں نہ تھا</p>
<p>قدراں مردہ پسندون نے مجھے تڑپا دیا غم ہی ہے میری شہرت جا بجاتی میں نہ تھا</p>	
<p>غضب ہے سبزہ بلائے جمال ہونا تھا جکے ہی رہتے جو صاحب کمال ہونا تھا مجھے جنون جو تمہیں اور مجھے وحشت ہے</p>	<p>۱۴ خطِ غبار کو گرد ملاں ہونا تھا طلوع بدر سے پہلے ہلال ہونا تھا مرادہ رنگ تمہارا یہ حال ہونا تھا</p>

فلک کی طرح نہ کو نکڑٹاتے چلتے وہ
 کبھی جو انون یہ بھی چشم لطف یہ مغان
 ہوا میں سرد مگر سوز داغ دل ہو وہی
 ہزار دن پرزے اوڑنا لباس سہتی کے
 قدم کو چوہ کے پسے صورت خفا مشق
 نہ تھے خلیل جو دم بہرتے چاند تار دکا
 جگر ہنکا جو تپ غم سے جان ہی وکر
 پڑی ہے آنکھ دل داغدار پر اوکے
 نہ تھا میں سبزہ بیکانہ گرد راہ تہا میں
 ہمیں تو چین نہیں ایک دم تھا بے بغیر
 بلایا تم نے تو میں ضعف تن و جانسکا
 زمین میں آہ میں گڑ گڑ گیا اندام سے

زمین کی شکل مجھے پایمال ہونا تھا
 ایدہر ہی دوری کہنہ سال ہونا تھا
 اس آفتاب کا بتوز دال ہونا تھا
 وہی جنون مجھے ہر ایکی سال ہونا تھا
 خود اپنے ہاتھوں ہمیں پایمال ہونا تھا
 ہمیں تو عاشق رخسار دخال ہونا تھا
 بزرگ شمع مرا انتقال ہونا تھا
 ہمارے شیر کو صید غزال ہونا تھا
 تو اضعون میں مجھے پایمال ہونا تھا
 تمہیں ہی یار ہمارا خیال ہونا تھا
 تمہارے آتے مرا انتقال ہونا تھا
 کہ ہر طرح سے مجھے انفعال ہونا تھا

ہمارے سینے سے ای قدر وہ لپٹ جاتے
 جگر کے زخموں کا یوں اندام ہونا تھا

تاک بڑھ بڑگی نشہ میں ہوئی چور گھٹا
 چمن جاساقی دمی مطرب و طہنور گھٹا
 میں ہوا اشک فشان ہو گئی مشہور گھٹا
 بجلی ہے شکل تجلی صفت طور گھٹا
 یا آہی کہیں طول شب دیجو گھٹا

آئی تھی باغ میں کسار سے مخمور گھٹا ۱۲
 یار اب پینگ نہ رہا جمع ہن اسباب طرب
 دامن رحمت باری میں چہا میرا راز
 گرم دتر میں ترا حبلوہ نظر آیا بھگو
 یہ سیاہی تو مرے نامہ اعمال میں لکھ

<p>آئیے آئیے بائیں کا ہاں کیا ہے لطف تھا پینگ بڑھانے میں جو کھلتا ہوا دھوپ میں تنے بٹھایا تو نہ ایلانچھی خاک میں ملگئی بنیا دھڑ باجب دریا کس طرف دہریاں ہر جو لے پرتری بال کھلے یا آئی یونین کس بڑے ہے باغ مراد</p>	<p>یہ تو بنجانا ہے دو دو دل رنجور گھٹا مہک اٹھتی صفت موسے سر جو گھٹا بس گیا دو دو دل عاشق رنجور گھٹا جب قدر عشق بڑھا یہ تن رنجور گھٹا سر پہ جب جب کپڑے اسی ساتی مغور گھٹا زیر انگور ہوں میکش سر انگور گھٹا</p>
<p>یہ بھی اللہ کا بندہ ہے اسے کم نہ سمجھو قدر کی قدر نہ تو لے بت مغور گھٹا</p>	
<p>روز کا رونام آخر گیا ۱۴ ابرو دلدار سے دل چھ گیا اشک ڈے ہجرین جبکہ کی لاغری میں قید و حشر سے چھٹے خون منہ باراد اس قدر شیریں ہوا میں چلانا تو سنا لہ پونکتا دل نہ ہاتھ آیا نہ جب بوسہ دیا سخت جانی نے کیا پتھر مجھے اے صنم مجھے خدا سید ہار ہے ترے در پر عابد و تراہد ہوا قطعہ موج دریا سے کرم نے کی مدد</p>	<p>خائے ہستی پہ پانی بھج گیا طاق سے شیشہ ہمارا گر گیا برق چمکی اور بادل گھر گیا طوق گردن ڈھیلہ ہو کر گر گیا تیشہ فوالاد کا منہ بچ گیا کس ترک سے وہ بت کا فر گیا جب بندی قیمت تو سودا پر گیا نیچا سفاک کا کر گر گیا خیال کر تو چھ گیا تو چھ گیا کوئی بھی جیفا سق و فاجر گیا ڈوبتے ہی ڈوبتے وہ ترک گیا</p>

گھسیرم ہی یہ جہان ہے سیرگاہ
آبرو اسنے ملائی خاک میں

ہر کوئی دم جب کرو آیا پھر گیا
طفل اشک آنکھوں سے میری گر گیا

کیا عجب ہے قدر دن پیرے مے
جسکے فرمانے سے سورج چھ گیا

دیکھنا غافل نہ رہنا چشم تر سے دیکھنا ۱۵
ہم ہی دانتوں پر پیکے ہیرا کمانے آتے ہیں
زلف و رخ و کھلا کے کوٹھے سے اشارہ کر گئے
ایک نالہ تو مرے منہ سے نکلنے لگی
کچھ شب ہجران کی آمد کو نہ پوچھو ہمدرد
یہ سمجھنا شاعر و عفت پہنسا ہی دام میں
یا ر آنکھوں سے گرے ہیں لخت لال شکو کو تہ
حسن میں کسی ملاحظت کا فرا ہے داعطو
صبح تک ان سوکے ہونٹوں سے دعا ہی اور ہم
جب شہید ناز کا ٹکے جنازہ اے صنم
آدمی سب خوبصورت ہیں محبت چاہیے
غیر سے آنکھیں لڑی ہیں کچھ خبر میری نہیں
دم بدم اسکی لچک کرتی ہے مجھ کو بقیار
ڈھیل رہا ہے نیل آنکھوں کا ذرا صورت دکھاؤ

۱۴
دیکھنا جب دیکھنا میری نظر سے دیکھنا
کمد و حور و دن سے ذرا قصر گھر سے دیکھنا
راہ شیر خا شام تک وقت سے دیکھنا
آپ گہرا کر نکلا آؤ گے گھر سے دیکھنا
رنگ سے میرے حیرے کا تم وہ چپ سے دیکھنا
بال جب لٹکے ہوئے اونکی کمر سے دیکھنا
موتیوں کے ساتھ میں یا قوت تر سے دیکھنا
رخ ملا کر یار کا شمن وقت سے دیکھنا
شام تک پہراہ اونکی چشم تر سے دیکھنا
اک نظر تو جہانک کر دیوار و در سے دیکھنا
چاہیے لیلیٰ کو مجنون کی نظر سے دیکھنا
اک نظر اس سمت بھی پیر کر ادھر سے دیکھنا
میں لپٹ جاؤ گا اس نازک کمر سے دیکھنا
کب نصیب انکو ہوا ہے عمر بھر سے دیکھنا

طبع ز ادا و ن کی سہلائی چاہتے ہو تم اگر

اپنے شعراء قدر دشمن کی نظر سے دیکھنا	
<p>۱۵</p> <p>تمنے مکھڑے پہ جو گیسو پریشان چھوڑا دیکھنا نہ کر کو پیش قدر جان چھوڑا جذبہ لب کہنچکے لایا تو قیسمت دیکھو آپ تو جو زمین لیکن ملک الموت جین تنگ آیا ہوں بہت دست بخون سیار دل پر داغ کو لپکا ہے تری آنکھوں کا کوچہ یار سے بہکانہ مجھے اے واعظ ہاے اس موت نے دیران کیا کس کس بادبان بہتے اوتا را تو زکریا کشتی عمر دیر مسجد میں ترا ذکر ہے اللہ نہ تو آسکتا ہوں صیاد نہ جاسکتا ہوں سیر ہے داغ جو رو نے میں چمک جاتا ہوں بہر رخ و زلف دکھا کر وہ چلے گھر کی طرف باسے مجروح پہ بھونکے بہت کام آیا</p>	<p>۱۵</p> <p>کالا پردہ در کعبہ میری جان چھوڑا خطا رخ دیکھ کے نظارہ ریحان چھوڑا راہ وہ کاٹ گئی گنج شہیدان چھوڑا ایک بھی خلق میں زندہ نہ میری جان چھوڑا جا کے دامن میں ہنسنا جب گریبان چھوڑا ہمنے جیتے کو پے صید غنہ لان چھوڑا باز آیا یہ ترار و ضہ رضوان چھوڑا کوہ فرید نے بھونکے نے بیابان چھوڑا مر گئے ہاتھ سے قاتل کا جو دامن چھوڑا حسن الطاف نے ہندو نہ مسلمان چھوڑا پر کتر کر پس دیوار گلستان چھوڑا تو نے دریا میں چلے غ ایدل سوزان چھوڑا الغرض پھر مجھے حیران و پریشان چھوڑا ہمنے دامن چھوڑا خدائے غافلان چھوڑا</p>
<p>ایک ہی دار میں تہافت در کاوار ایں ارا ایک ہاتھ اور نہ اے قاتل دوران چھوڑا</p>	
<p>۱۵</p> <p>کیون جمع کروں وقت ہے ہر وقت اجل کا اقرار عدم میں ہوا ایک ایک عمل کا</p>	<p>۱۵</p> <p>تو نہ بھٹی کل کا تو بہر و سامنین کل کا حاکم نے لیا چور کچھری میں چمکا</p>

ترتبین کی مرین سے کیا بنتی ہو دیکھیں
 شبنم کا ڈوپٹا تو سنبھلا نہیں جاتا
 بس لٹی قضا او سکی ادا جسکو دکھائی
 محشر میں بھی بھیجنا نہ چٹا صنعت سے افسوس
 جب آنکھ کھلی جس میں روتے ہوئے اوٹھے
 دل چاک ہوا الفت ابرو میں ہمارا
 مہندی نہ چھٹے گی تمہیں آنا ہو تو آؤ
 ذروں کی طرح خال کو سودی میں ہوں بنا
 رخسار و لب یار کی یاد آگئی حبدم
 پہلو میں سوتے ہو گردل سے خیردار
 رفت ساری انکی مری عمر روان سے
 کیا نور کے پیدا کئے مضمون پایا

جس میں نیا سابقہ پہلے پہل کا
 نازک ہو بہت رنگ بھی رنگو آؤ تو ہلکا
 تم حور ہو چرخ زہ فرشتہ ہی جل کا
 ہلکا ہوا پلہ مری میسران عمل کا
 لو صبح ہوئی اور کسلا پھول کنول کا
 دروازہ نہ طیار ہوا آنکھ محل کا
 مہمان ہوں میں تو کوئی دم کا کوئی مل کا
 کیسا مرے طالع میں پڑا جوک زحل کا
 جنت میں مزار نہ ہوا نہ عسل کا
 دیکھو کہیں پہوڑا نہ دے بائیں لبس کا
 لیکن قد بالا ہے مے طول امل کا
 دم بہر تا ہوں شاگردی استاد ازل کا

عقدے دہن تنگ کے سب قدر فی کھولے
 اک بوسہ دیجئے انعام منزل کا

دعویٰ کیا ہے اونکے رخ بمیشال کا ۱۴
 زلفوں کے بل نے حسن بڑایا جمال کا
 وارث ہو کیوں نہ خرد بزرگون کے مال کا
 چشم دول و جگر ترے در پر لگتے ہیں
 تصویر بنگیا ہوں جب کبھی نہیں پلک

کند و قفس داغ تو دھو ڈالے گال کا
 گویا سمند ناز کو کوڑا ہے بال کا
 ہے تیسوین کو بھی غرہ ہلال کا
 نیلام آج ہوتا ہے مفلس کے مال کا
 فرقت نے دم نکال لیا بال بال کا

<p>جب سے کہلی ہے انگنہ نہ کیا سو رنج بلبل لقب کین کین طامس ہی خطاب داعون پہ داغ زخمون پہ زخم آہون پہ ہوا جب باب زرق بند ہو یہ در نہ کھل پڑے جو مجھ پرانی تن مے دل پر گزر گئی شق القمر اشارہ انگشت سے ہوا معنی میں نور چاہے صورت میں ہونو دم بند ہو گا سامنے ابرو سے یار کے</p>	<p>سرمہ بنا مے لئے گرد ملال کا شہر ہے باغ باغ تری بول چال کا کیا حال پوچھتے ہو داغ خستہ حال کا پروردگار بند رہے لب سوال کا ہوتا ہے خیر حیل بن کے نقصان کا کیا نیچے نے چہرہ بگاڑا ہے ڈہال کا یون تو سیاہ تھا کین چہرہ بلال کا چڑھ جاے لاکھ حیرت پہ تیغا ہلال کا</p>
<p>سودا سا مجھ کو ہوتا ہے لے قدر خیر سے کیون ذکر چھپرتے ہو ہبلا اگلے سال کا</p>	
<p>وصف رخسارہ جانان نہوا تھا سو ہوا ۹ حال پوچھا جو شب وصل کا ہمارا رون تم جو مرے پہ مے آئی ہو کچھ دینین مار رکھا دین بار کی الفت نے مجھ دی رقیبوں کو انگوٹھی جو نشانی تھے اب تو گونگٹ کو اڈھاؤ چلو دیکھا دیکھا مرے مقتل میں عجب چال سے آیا قاتل خط کے آنے سے مجھے ہوسہ دیا خود اسنے</p>	<p>آج تک نظم میں قرآن نہوا تھا سو ہوا ہنسکے شرما کے کہا ہاں نہوا تھا سو ہوا اب تلک دفن کا سامان نہوا تھا سو ہوا ساکن شہر خرموشان نہوا تھا سو ہوا مور بنی پر ہی سلیمان نہوا تھا سو ہوا رخ چرخ تہ دوا مان نہوا تھا سو ہوا باغ میں سرو خرمال نہوا تھا سو ہوا اوسکے تنکے کا ہی احسان نہوا تھا سو ہوا</p>
<p>کیون نہ انگھون سگرون برق کی خد سے قدر</p>	

ہند میں غریب حسان نہوا تھا سو ہوا

۱۸ تما جو میں پا مال فوج گردش افلاک کا
مٹ گئے لیکن وہی ہی جو راوس سفاک کا
رطب یا بس پنج حبیلہ گردش افلاک کا
گرد آلودہ ہے دامن اوس بت سفاک کا
باعث حیرت ہے ہر سبزہ روئے آتشاک کا
گر یہ وزاری کی کثرت سے بنا ہو نہیں جناب
افنی کا کل سر کیا پونچے گا عاشق کو گزند
آمد رنستہ نفس ہی مجھ کو آتا ہے یہ خوف
رند باتوں میں بتاتے ہیں جس معراج کی
فیصلہ محشر میں یوں ہو گا خدا کے سامنے
ساتی موش سی میخانے کا درجہ ہی بلند
مجھ کو حیرت ہو تو آئینہ بھی ملجائے ادھر
خاک روشن ہے جہی میں عرش یوں کی گزین
پی گیا آنسو جو میں وہ اور اندر وہ ہوا
اس قدر چوٹا ہے یہ زیور کی کچھ حاجت نہیں
جو توکل کرتے ہیں او نکو پریشانی ہے کم
جام چشم یار کے نزدیک مار زلف ہیں

سب کھارون نے بنایا چاک میری خاک کا
مر گئے پر ہی بنا تو وہ ہمارے خاک کا
یا ہنور پانی کا ہوں میں یا بگولا خاک کا
یہ دماغ اللہ اکبر میری مشیت خاک کا
ہے تعجب آگ میں رہنا خن خاشاک کا
آنکھوں میں دم آ رہا ہے عاشق غناک کا
خال روئے یار میں ہے خاصہ تریاک کا
کیا بگولا بنکر اوڑ جائیگا پتلا خاک کا
عرش سے ٹکریا کرتا ہے طارم تاک کا
ہاتھ میرا اور دامن اوس بت سفاک کا
دورہ ساغر ہی گویا دور ہے افلاک کا
یار نے شانہ بنایا ہے دل صد چاک کا
کیون نہ مسجود ملائک ہو یہ پتلا خاک کا
دل پہ پالا پڑ گیا ہے دیدہ مناک کا
ہے دہن گویا بلات ای پارتیری ناک کا
زور کم چلتا ہے آب بستہ میں تیرا کاک
سامنا پیر ہو گیا جمشید سے صفاک کا

ورد ہے لے قدر مجھ کو نام ابن بوترا ب

	ہاتھ میں کنٹھار ہا کرتا ہے خاک پاک کا	
<p>چھوٹا ہے گال کہ چوما ہے جو ہوا سو ہوا تم اس سے غیر کو آنے نہ دو ہوا سو ہوا ہمارا نامہ اعمال دہو ہوا سو ہوا خدا کے واسطے مندی ملو ہوا سو ہوا منگا کر آئینہ تم دیکھو لو ہوا سو ہوا نصیب جاگے ہیں سوتے رہو ہوا سو ہوا</p>	<p>۷ بزرگ زلف نہا بل کی لو ہوا سو ہوا وہی حضور بھی میں ہی نظر وہی آنکھ ہم انفعال میں روتے ہیں آسمان کمر ہمارے قتل کے لئے یار سوگ کیا کرنا نہ پوچھو ہم سے کہ منہ لاکھیاں لگو کیوں شب وصال میں فرقت کا حال سنکے کہا</p>	
	<p>سنا ہے عشق پر یزاد ترک کرتے ہو قدر یہ کون بات سمجھ دیو انے ہو ہوا سو ہوا</p>	
<p>۲۳ ایک منٹ ایک پہر ہو گیا داغ جو کس یا تو شمر ہو گیا منہ سے وہ نکلا کہ اثر ہو گیا تارِ نظر سے کمر ہو گیا طاؤرِ دل مرغِ سخن ہو گیا بیٹھے پس آپکا گھر ہو گیا تو جو تہما در در جگر ہو گیا یار سے تین شیر و شکر ہو گیا آنکھ سے نکلا تو کمر ہو گیا سینے میں اپنا بھی گزر ہو گیا</p>	<p>۲۳ وصل کا دن جلد بھر ہو گیا آہ جو کہنچھی تو شجر ہو گیا سم تو اوسی شعر کو کہتے ہیں شجر بس کمر یارِ نظر آچکی دیکھ کے خسار وہ نالے کئے بے طلب بے مرے گہرائی ٹائے کسے رو کوں میں آدر دل وصل میں مل سکے زبانیں لطین آب رہا آنکھ میں جب تک رہا عالم اسباب کمان ہم کمان</p>	

کیا مری آنکھوں کی ہے عادت بُری
داور محشر کا قصور اس میں کیا
گرمی سے جو عرق اگیا
ہجیر میں جب پی گئے ہلکے سوز
ستی رمضان میں مری حالت تباہ
دل میں سمایا ترے چہرے کا بیان
بے دہنی اور شگوفہ ہوئی
ختم ہوئی سنگدلی آپ پر
یار چلا داسے کہ انسان ہے
آپ تو دل لیکے بہت خوش ہوئے
رات کو یاد آپ کئی لے گا کون
چیر لیا لوگوں نے منہ منہ شہر

دیکھا جسے مد نظر ہو گیا
یار جد ہر تھکس میں اودھ ہو گیا
چہرہ تمہارا گل تر ہو گیا
کان منک زخم جگر ہو گیا
خوب ہوا شہر بد ہو گیا
آئینہ آئینے کا گھر ہو گیا
عیب بھی صاحب میں نہ ہو گیا
دل کا سویدا بھی شہر ہو گیا
گاہ پری گاہ بشر ہو گیا
قلعہ کوئی تھا کہ وہ سر ہو گیا
دن تو امید دن میں بسر ہو گیا
ٹکڑے مراخت جگر ہو گیا

حالت غش دیکھنے آیا تھا یار
قدر کو جب تک کہ خبر ہو گیا

۱۸ درباروں میں خاک اوڑتی ہے جایا نہیں جاتا
اوس نال کا چہرہ کبھی کسیا نہیں جاتا
ربطابرو قاتل سے بڑھایا نہیں جاتا
جنت نہیں کو چہ ترا سے حور تو کیا ہے
بوسے ہی زرخندان سے لئے تھے جبین تک

مٹی میں تو عزت کو ملایا نہیں جاتا
لوہے کا چنا ہے کہ جبایا نہیں جاتا
تلوار کے منہ پر کبھی جبا یا نہیں جاتا
جاتے ہیں تو پھر کس لئے آیا نہیں جاتا
لیکن وہ دہن تو کہیں پایا نہیں جاتا

کعبہ تو مسلمان سے ڈرایا نہیں جاتا
یہ بوجہ تو گردون سے اڑایا نہیں جاتا
لو سورہ یسین بھی سنایا نہیں جاتا
نازک ہیں بہت ہاتھ لگایا نہیں جاتا
اک ہپول بھی تربت پہ چڑھایا نہیں جاتا
بلبل کی طرح شور مچایا نہیں جاتا
اک نیچے کا ہاتھ لگایا نہیں جاتا
کیا قصہ سردھیان انکا خدایا نہیں جاتا
عاشق کا جنازہ اب اٹھایا نہیں جاتا
کچھ آج مزاج اچکا پایا نہیں جاتا
پتھر کی لکیر دن کو مٹایا نہیں جاتا
فرزند تو ہاتھوں سے گنویا نہیں جاتا

ہو سکتی نہیں دل شکنی مجھے کیسی
اس ضعف میں یہ عشق کین گزرتا نہیں
مڑتا ہوں میں اس پر کہ وہ آواز سنائیں
بیٹھا ہوا بس دور سے دیکھا کرے اونکو
اے رشک چین خاک مروت نہیں تجھ میں
غنجے کی روش و دم بخود اس غین نہیں
ہاتھ اچکوا غیار لگاتے ہیں غضب سے
ہر چند کہ ہم دل سے بہلاتے ہیں تبوں کو
فرمائے تو قتل یہ کیوں ہاتھ اٹھاتا
سید ہی ہی جو کہتا ہوں سمجھتے ہو تم اولیٰ
بدرگ ہے وہ بت کیجئے کس طرح صفائی
مضمون جو مرا لے کوئی کیونکر نہ میں رو کوں

ان خاک کے پتلون پہ ہم اے قدر مرین کیا

مٹی میں جوانی کو ملایا نہیں جاتا

پڑا رہا شور الامان کی دہر ہا غل کمان کمان کا
کیا سوال دس آسمان کا دیا جواب دس زمین کا
اشارہ اوس ترک فوجوں کا خدنگ ہے اک لڑی کمان کا
نہر اڑھوں میں تو کہیں ہو غیا بہر ہوں صحن کمان کا
وہ زردانی چمن میں آئی پتا نہیں انچہ آشیان کا

۲۳

اوتھکے دس آسمان کیانخ آہوں نے لامکان کا
بھکتا کوٹھا جو اوس جوان کلین چڑکے پانی پہ گویا
نہر تپا ہودریاں کلچا و عفا ہے مرغ جان کا
عدم کی ہستی کین کین ہوں نقا جہاں ہوں فنا ہوں
ہوا خزان کی یہ نگائی کہ ہم ہوئی خاک ڈالی

بخت بانی زنت نہ پایا تو شمع سوزان مجھے بنایا
 فقطانہ سینہ ہی تو بکا و جگر ہی حاضر جودل حاضر
 یونہی جن جودل سوز غم سہیگا تو بچ کا کناں کیا رہیگا
 خوشامدنت کی بے ہمتا کچھ بھی سمجھی چکا ہو کیا کچھ
 ابھی ہم آغوش دہنی جا بیٹے بھی جا دیکھ دیر کیا ہے
 پڑا جو غم نے کا دل ہم بھالا جھٹکے پتلون نے چھوڑا
 ہم پر ناحق بہر ہوا دل جو لیکے نیٹھے میان گل
 پڑ گیا کیلنگیوں کا سایا تو حسن مرچا کی شوق ہوگا
 ہزار نالے کروں کیا ہی کہیں سماعت ہی یا خدا ہر
 سہار کی جب ہو سوائی تو قسمتوں سے خزان سہائی
 عبث پھری ہو گاہ جادو کہ تیر کچھ ہی خطای بازو
 زمین سو رخ گردان چلا تہا نا لہ شور و افغان
 نہار پرے میں گئی مگر جوانی نہ چھینے پائی
 پیرن مانچے اگر ہوا کے تو پرے پڑی ڈھیریں گشتا
 جو پیش لے نہبت گل رہا نہ ہو دامن توسل
 وہ برق طور تجلی آرا کلیم نے جس سے دم نہ مارا
 دل و جگر کی جو پوچھتا ہی تو دونوں گم ہو گیا سامنا ہے

کہ خار پانے جو لڑ پٹایا بنا دہ کا نام ہی زبان کا
 بتا تو لے تیر عشق آخر تر ارادہ ہے اکہاں کا
 کہ شمع سا اشک میں بہیگا کچھل کے مغز بنی استخوان کا
 بڑا ہی عشق سے سو کچھ دماغ دربان باسان کا
 کہ ناف تک نہ کل چکا ہو ہر دسا کیا تیرے نیجان کا
 نہ دل نے نکھو نہ دیکھا بھالا نہ انکھوں نے دکھو کا جما
 ہوا یہ سب کو بقیہ کیل مکہ اک مرقع کھلا جہان کا
 بنے گا ہر دھڑکے تک چمن میں قمری کے آشیان کا
 شوالے میں سنکھہ پنک باہر تو شور کبھی میں سے اذان کا
 گلاب کی جب قلم لگائی تو پوچھا دل ترا ہے روضہ گل کا
 بہت بلوں پیچہ ناحق اب رو کہ خانہ ہر عیب ہر لٹاں کا
 ہوائے ایسا کیا پریشان بازمین کا نہ آسمان کا
 شباب کی جب گنگائی تو جو بن دیکھ کسی جوان کا
 بس آگے ہر نالہ رسا کی یہ حال ہی جرم آسمان کا
 جو خاک ہو جا جسم بلبل عبادہ موصحن بوستان کا
 سجھا ہوا تھا کوئی شرار حضور کے سنگ آستان کا
 ادھر ہی لک گیا تیر کا ہی او دہر ہی اک خیم ہستان کا

کمان میں قہر راجن سیدہ گھاوا ہو کر شہید
 ہوا وہ ترکش سوتیر حیدہ چڑھا دہ چلے تری کمان کا

جزا ہوا گس مریض کا، ہوا لی وٹھا سوزش نہان کا ۲۴۱
 ہدف ہوں خزاں جانب تباہ کیش تیرے تیرا مان کا
 وہ حسن ہے غمخیز نہان کا کہ ہوش اور عشق جانتا نکا
 ہی یاد ایتنا کہ دل کا کو ناؤ پہ بھی اپ داس مہنا
 ہو خانہ دری جہنم کی جان رنگ یکہ دل
 ابھی وہ سویا ہی سودا سی کل چٹکتی ہے کیون ہوا
 یہ تنگ ل کی تھی کس ساری چلی نہ حسرت کی فقرہ بازی
 حجاب سیال پہ ہی جاو گمان کی بوسہ زبان لاؤ
 گر دوزخ می جگر تہارا وہ جلوہ رخ نے مارا تارا
 قدم کے قدموں سے میں جدا ہوں صوف کو ماتہ سرفشا ہوں
 جسے سمجھتی ہے جو خلقت نہ ہی ہے تصویر خود بدلت
 بتائیں دل نے کچھ ایسی گماتیں کٹھن غم کی پیار تہن
 تری پہلی میخاں نکلا کہ نقبہ دست جہاں نکلا
 سر آدنیامین جبین آیا رادوی اپنی ساتھ لایا
 نہ ہباک عسرت سی استخوان میں عیدین شریعہ، اہل جان کا
 وہ زرد رنگتہ جسم لاغورہ سیر غربت قدم قدم پر
 جنہیں سمجھتے ہیں لوگ تارے وہ جمید ہیں پیا پیا ساری
 سیسے کی کیا چاک جریو باطن ان جگر کفرہ ہوشن
 جو صحن بڑھنے کا دھیان آیا کیو بہر خاک میں ملایا

یہ دم گھٹا کچھ دل تپان کسمت کو چھپا لانا زبان کا
 مزدانے ہر ایک بانکا لحد پہ چلے بندے کمان کا
 خذ ہی حافظ ہی نقد جان کا کہ چور دوت پاسبان کا
 وہ آپ ہنسنا وہ آپ فنا وہ خشک ہوا لب دہان کا
 چمن میں تنگے چنیر عنادل جو سر میں سودا ہوشیاں کا
 نہ چونک دٹھے کسین صداسی دماغ نازک ہی باغبان کا
 کہ جیسے انکی زبان دہائی گلہ کرے تنگی دہان کا
 بقا اقدار نقاب ٹھاؤ ٹھاؤ بھگتہ ہی یہ کمان کا
 پتار ہے چاندن نے مارا لحد پہ نگیر ہو کتان کا
 جما ہوں پر خاک میں ہوں نقش ہوں پاکن فلان کا
 جسے بتاتے ہیں لوگ جنت وہ نقشہ ہے آپ کے مکان کا
 سین جواسے زبان کی باتیں فرہ ملا جو کھنجران کا
 اذان نے بلال نکلا کہ ماتہ گلہ ستہ ہر اذان کا
 خدا نے پلام بنایا ازل کے دن گرد کا روان کا
 سنا ہے زندان مومنان میں خورہ کفار کو جنان کا
 گرے جواوگر چمن سے باہر وہ زرد پتا ہونین خزان کا
 یہ ہننے آہوں کے تیر مارے کہ سینہ چلنی ہے آسمان کا
 جسے میں سمجھتا تو کہ سوزن کا کم کرنے کی سنان کا
 نیا دٹھا ہی ہر ایک پایا چنا ہی لاشہ کسی جوان کا

نہیں لای لی سنی کسی کہ لعلِ حشرِ مرثیہ انت پیسے
دل جگر انگہ سینہ ساز دزدانِ ہم نے چہاں مارا
ہر نخلِ طوبی تمہاری قاستا ہی میں تانِ کلِ بیلِ بخت
جو خاکساروں کا کچہ نہیں ڈر تو کیوں خوشامدی ہو ہر ناکر

تمہارے ہونٹھو نہیں تان کی سوزِ ترسے رنگینی بیان کا
وہاں ہاں اب کرین گزارا پتا بتا دو جہاں جہاں کا
تمام چوہرِ باغِ جنتِ فتن بھی سیلابِ دہی جہاں کا
زمین کے پادوں پر سراسر جھکا ہو ہی سر آسمان کا

وہ اپنی صورت پہ خود خدا ہے یہ خود منے اپنی لے رہا ہے
نہ یا محتاجِ قدر کا ہے نہ قدر محتاجِ قدر دان کا

اولٹ دیا وہ طبقِ زمین کی پتا نہیں جہنمِ ہفتیق کا ۳۱
جوداغِ ہر عشقِ دلشیز کا جودِ لہشتیں ہے دلِ خزین کا
نشان ہے یہ بر جہین کا اثر ہے یہ زلفِ عنبرین کا
رہیگا قاتل نہ تو کہیں کی نشان ہے یہ بسملِ خزین کا
گئی نہ مر کر بھی کینہ خواہی ملا کے مٹی میں کی تباہی
قتلگاہِ بیاہ کی ہے محفلِ زامری سیرِ دیکھ قاتل
ترقیوں میں کیوں مجاہدِ ہلیکی سختی خدا ہی شاہد
یہ سرمہ ہی دارے سنگمر کہ آنکھیں اچھٹی نہیں ہر اوپ
کلیم تم نے نہ او کی فی توغش میں واجب تھی تابا لانی
رکھ ہے رگڑوں میں دستِ قاتل ہر زدِ کمرِ طبعِ ہر ایل
عربِ پوچھ بولِ پتان کی کہ نہیں تم کو کمانِ کمان کی
ذرا ہی ممکن نہیں بنی فی ضعف ہے ہر گنا گمانی
چھپا میں مشرین کیا گنہ ہم گواہ اعضا میں اپنے پیہم

بڑا ہوا وہ دلِ خزین کا کہ محبکہ رکھا نہیں کہیں کا
وہی ہے تو غامری حسین کا وہی سلیمان مرے نگین کا
کہ داغ اپنے دلِ خزین کی ہو شکافِ غزالِ چین کا
غبار تو پونچھ لے جہین کا لہو تو وہو ڈالِ استین کا
مری طرح سے کہیں آئی فلک بھی بیوندِ ہزین کا
کہ ہو رہا ہے جو قوسِ بسمل لگا ہی گھنگھروں پسین کا
کہ گیارفِ یدین زاہدِ توبت کر گیا ہر استین کا
کمند کے حلقوں میں برابر گلا پسنا ہر غزالِ چین کا
جو چھڑی تھی بحثِ لہ لانی جو ابے یا تانا ہنہین کا
کہ خونِ بسمل سے حلقِ بسمل بنا ہی خود حلقہِ استین کا
اسی ہے گردِ نل آسمان کی اسی سے ہر زلزلہ زمین کا
کہ صورتِ اشکِ ثلوثانی جہاں گرا میں ہوا دین کا
یہ ہاتھ خود اپنے حق میں ہیں ہم ہر ایک ہی سانپِ استین کا

جہان سر پادشاہ ہوں جنوین ہوں مجاہد ہوں
 جو دم بخود ہوں لحد کو اندر ضرور ہوں کچھ نشان باہر
 نہ صحبتوں کی خیالی چو نہ میرے دل کا مال چھوچو
 کرم میں ہکو غضب میں ہکو کیا جو متا ز سب میں ہکو
 کرے نہ کیوں یار ہم سے غراوہ نور ہر خاک سے بھرا
 جو حلقہ زلفوں کی ہاتھ آیا تو شکنا فہ حق کا پایا
 میں اس کی ستائیں میں اس کی ستائیں بجا ہی
 یہ ہنچھڑو تو تھے قند و شکر میں صلت کندن ہمارا منہ
 جو شک خون متصل گیا ہی اسی میں ہر لخت دل گیا
 کیسے چتا لیچے بیان ہی تو جا کی محشر میں اونکو پہانے
 کلاوہ باغ خلیل ہو کر بنا سر طور خسل اخضر
 ہزار صحبت ہو اون کے بیڈ بہ بدوں کے نیکوں کی مطلوب
 کیسی صدیہ کیا رو کمانی نہیں ہی اک جال ہاتھ آئی
 یہ لاغری اب ہر خاں دامن کہ اٹھ نہیں سکتا بار دامن
 ہمیں جنم سے خوف ہے کہ انکے ٹیڑھیں آج بیڈ بہ
 تعلق اون سے جو ہے رکھا تو پہننے ربا او کو دم سے رکھا
 میان محشر ملاقات میں شمع ہوں ل کی حالتوں سے

جو دشت میں خاک ڈال رہا ہوں مانع گردن سے ہر زمین کا
 مزار پر سرسلی ہو چا دین کشتہ ہوں چشم سر سگین کا
 نہ اگلے دقون کا حال ہو چو نہ آئینہ تاکہ حسیں کا
 ہمتاری شناسم لب میں ہکو مفرہ ملا زہر و نگین کا
 کمان سوچ کمان بیدار کہ فرق ہے آسمان زمین کا
 جو کاجل اون کے گھوٹکا چڑایا تو شک پایا غزال صہن کا
 ادھر ہی بان بان گل غل مجاہد جو شور اور ہر زمین میں
 دیا ہی بوسہ ترش جو ہو کر تو ذائقہ ہے کبجین کا
 کہ بتے بانی میں مل گیا ہی تیا سلیمان کے نگین کا
 نہ بیخون عاشقان سے چٹے گریبان استین کا
 ہوا سے جھڑک کر گز میں چو ایک پول آتشین کا
 کہ تلخی زہر نیش سو کب مفرہ بدلتا ہے انگین کا
 کہ نیگا ب تم سے ہاتھ پائی جواب کیا اس نہیں کا
 جو بادن اپنا ہی تار دامن تو ہاتھ ہی تار استین کا
 خزانہ انگہوں کا ہر باب بہاوی فوارہ استین کا
 نہ کام دیر و حرم سے رکھا مٹا دیا قصہ کفر و دین کا
 کہ بادن تک سو خجالتوں سے عرق بہا ہی جہنم کا

سخن کو قریح سے زبان سے کہ تخم افشان ہوا مکان سے
 کیا ہے تاسخ نے آسمان سے بلند تر رتبہ اس میں کیا

۲۱

اسی منہ پر زار ہر شک کے ہمیں سبز باغ دکھا دیا
 اسے میں سن دل چوکھا دیا مجھے اوسے چہرہ دکھا دیا
 یہ لگائیں قبر کو ٹوکریں کہ لحد سے مجھ کیا دٹھا دیا
 کبھی لائے امروں پر وہ بل کبھی لبے لکے ملا دیا
 وہ تو دل تھار لے سیاہی جیوں سناٹا جلی کٹی
 چہری تجھ نے تو نہ بیرہی تھی ہوئے در در تو سرخ کون
 جو تو بونگا وہی کاٹا جا کر گیا تو وہ بہرے گا تو
 جو نہیں ہے درد دل جگر تو جلی کٹی میں کمان اثر
 نہ سنو نکا اسمع افہم کیا منظور ہے بڑا غضب
 شب چہرے میں گرے ایسی کہ کھٹکے روز قیام کو
 یہ تو اپنی ہی ہمتیں کہ ہزار دن ہاتھ خدا کی مین
 نہ حکومتوں سے تو بل کی لے نہ سخاوتوں پہ گہم نہ کر
 جو دل پنا مانگتا ہوں تو اسی توڑنے پڑتے ہو
 ادھر آؤ گے کہ نہ آؤ گے کہ سوینہ مجھ سے ملاؤ گے
 وہ لگا یا منہ وہ لگا یا منہ وہ لگا یا منہ کہ بنایا منہ
 وہ نظر تھاری ادھر ملی وہ جگر سے تیر گزر گیا
 مجھے ایک عالم ترع ہوئے مرد نکا میں نہ بچو نکا میں
 تری باتیں نقش جگر میں ہیں پچھ پچھول ہو چکرے
 نہ تمہیں گلہ نہ ہمیں گلہ کہ خدا نے کر دیا فیصلہ

نہ ملا دیا نہ دکھا دیا نہ بتا دیا نہ پتا دیا
 اوسے میں آئینہ لا دیا مجھے اوسے آئینہ لا دیا
 ابھی انکھ لگ گئی تھی ذرا ابھی اکڑا سے جنگا دیا
 کبھی مار ڈالا اشارے میں کبھی یکدم میں جلادیا
 وہ اندھیرے کمر کا چراغ تھا جبوندہ سی تھے بھلا دیا
 مری آنکھ تم ملو تو دل کے تمہیں فریب حسا دیا
 ترے کام کچھ ہی جوا نکا تو ہمیں کا تیرا لیا دیا
 جو نمک ملا نہ کباب میں تو کباب نے نہ مزا دیا
 کہ لہو جگر سے ابل پڑا مرثانہ اتنا ہلا دیا
 دئے روز صد ہون پہ صد وہ کہ قد بلند نے ڈب دیا
 مجھے بوسہ لگا دلا دیا جو خضر کو آب بقا دیا
 جو خدا نے کام دیا کیا جو خدا نے تھکودیا دیا
 کھلے خانہ کعبہ سے کہو کعبہ تم نے نہ ڈب دیا
 مراد غ دل بھی مٹاؤ گے کہ مجھی کو تنے مٹا دیا
 وہ ہنسار یا وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا کہ رولا دیا
 وہ پلک ہمتاری دوہرا کھلی وہ نشاۃ تخی اڑا دیا
 ترے لبے جام بقا دیا ترے خطا نے زہر فنا دیا
 یہ جلادیا یہ کڑوا دیا کہ مرا کلیجہ پکا دیا
 تمہیں چہرہ چاند سا دیدیا ہمیں تسا ماہ لقادیا

کبھی ایک بوسہ بہن دیا تو پہرا دسکا ذکر ہی ذکر کیا
میں نے دل میں سمجھتے تھے کہ نقیب کو جو دیا دیا

یہ نیاز و ناز کی بات ہے یہ حجابِ راز کی بات ہے
کہو نکو قور نے کیا دیا کہو تنے قدر کو کیا دیا

مستی پہ تو جو مائل اے گلبدن نہوتا
افلاس مر گئے پرانا سلوک کرتا
تیرا خیال ہر دم ہے جانِ دل سے جھکوا
سچ کہتے ہیں مہندس ہر خط کی حد بڑھوا
مستی میں تو دکھاتے اوسکو اگر نہ آنکھیں
مرنے پہ بھی جو میرا سوز جگر جھبھکتا
مٹانا چاہو یوسف آج اپنے ڈوبو کو
اوس چشمِ سگرین کی تیر نظر جو پڑتی
جو کلہبہ سیہ پر میرے نہ سورج آتا
سلطانِ عاشقی کا سکہ اگر نہ پڑتا
کس کام کی مہر و نقیہ بیا میان ہون جبین
اوس زلف کی جو خوشبو لیکر صبا نہ جاتی
باغِ جہان میں لے گل اکنن جو آپ تنے
بیل کبھی نہ بنتی مقتل میں روح اپنی

۱۵ اک نقطہ سیہ ہی تیرا دہن نہوتا
شرمندہ مجھ سے یا رب درِ کفن نہوتا
کب تک خیال تھمکو لے جان میں نہوتا
میری نظر نہ پڑتی تو وہ دہن نہوتا
نرگس کا فصل گل میں نشا ہرن نہوتا
ہرگز نصیب مجھ کو دگر کفن نہوتا
کیا تھتھلے جو او کا چاہہ دقن نہوتا
زخموں میں مثلِ غنچہ ہرگز دہن نہوتا
ہندوستان بہر میں سورج گھٹن نہوتا
دنیا برداغِ غم کا اتنا چلن نہوتا
میں مثلِ مہر یا رب داغِ وطن نہوتا
پیداختن میں ہرگز مشکِ ختن نہوتا
سر و چین نہوتا یا نارون نہوتا
تلوار میں جو تیری قاتل چین نہوتا

قاضی کو کیا تر دہمستی کو کیا عداوت
کیا تو درِ عمر بہر تک تو یہ شکن نہوتا

تجھے قول کا دسیاں ذرا نہ ملے تجھے تجھے یقین نہ ملے
 کبھی مر کے ہی آہ تمہی رہی کبھی سوزِ جاگرتی کئی نہی
 یہی ہیساں تھا ایت تگد بان کہ کو گنایشک وہ ہجر بیا
 جو گرفتہ میل دل مرده ہوا کرے آہ و فغان گیرہ ہوا
 ہین جزیرہ مجھے لاشک ان یہ ہر نظر وہ ہر اجابت جا
 رہی ہجر وصال میں حرکت کہ تباہی ہو جگہ بجا
 مری تان پوچی تھی تا بفلک مری آہ پر کرتے و ملک
 تن و روح کو مثل ملا ہی رہا مری جسم رہی بین آہی رہا
 کہین بات کا پاش آج رہا یہ لڑ چھٹے یہ رواج رہا
 تر ہو در پہ جو سر تحریر کتا ہوئے وہ پڑی ہین اوسین بکا ہوئے
 ہین وجود عدم میں ہاں کمر کہ ہر خیر نہ ہو دکانین انرا
 ہو تمہارے مرض کا حال عجب ہر یسٹے ہو تمہارے غضب
 تر حلقہ زلف نے پیچ کی تو دلون نے ہی راستے گھر کر لئے
 رہی رنگ جی ترے زیر قدم جو قدم سے چڑی فیا ہوئے
 طے غزہ و ناز و اداجیا مجھے فوج کیا یہ ستم ہی نیا

مرا ہوش ہوا کہ بجا نہ مرا دم ہوا تو کہ رہا نہ رہا
 کبھی قبر کی خاک جی نہ رہی کبھی سبزہ لکھ نہ رہا
 یہ صال میں چوسی ہر تونے زبان کہ نہ این کی نگار نہ
 مرا غنچہ غنچہ نہ سر رہا کہ گزرا نہ سیم و صبا نہ رہا
 کبھی کتھون کے یہ بھی ہا نہ نہان کبھی سنی سیدہ بھی انرا
 نہ رہے جسم طیف سے صفت میں جلد ہی باتو جلد نہ رہا
 مرکی صفت سے ہر سانس تلک نہ سکے نہ رہی وہ گلار نہ
 شب روز گئے سہ لگا ہی رہا کوئی دم نہی جو ہر جلد نہ رہا
 نہ وہ وضع رہی نہ مزاج رہا نہ وہ لوگ سہ نہ زمانہ نہ رہا
 رہی لاکھ لکھ نائی ہوئے کوئی زخم تن شہدا نہ رہا
 نہ یہ جسم جائیں تین نظر کوئی ایسا بقا میں فنا نہ رہا
 کوئی گالی ملے کوئی بوئے لب کہ مقام دعا و دعا نہ رہا
 و محسن ناز جو کہوئے کوئی قیدی زلف و دوتا نہ رہا
 کہ ہمارا نشان ہی تاج بعد کہین صورت رنگ حنا نہ رہا
 مرا دعویٰ خون بنی پیش گیا کہ مقاص کسی پر نہ رہا

وہی ہوش خرد ہین نظر ہین ہی دلِ قمر ہین ہر جگہ ہین
 وہی یاد عزیز ہین گہر ہین ہی جو چلے گئے آپ تو کیا نہ رہا

وہ یہ روئے کہ سر نہ ذرا نہ رہا وہ پیچ کہ رنگ حنا نہ رہا
 ہوا آبلہ بلہ ایسا ہم کوئی آبلہ کلف پانہ رہا

جو شہید لگا جفا نہ تو ہماگ کا اونکے پتا نہ رہا
 رختہ خنق میں تون غم نہ غم کہ پتا نہیں غم کا پتا نہ رہا

شبِ صبح میں منہ ترا دیکھتے ہی مری کی کہہ دو لڑائی کا تری
حق و ناحق اگر ہی یا رخا تو منا یا کرین اسی اہل وفا
جو جفا کش غمزدید رہا وہاں جل نہ دید شہید رہا
اسے پہا یا اوتھا مری کان نکاشہ ٹیس ہی نہ جلن تیک
کبھی رنج سی تو ہی کام رہا کبھی رنج سی ہوتا ہی دروہا
جو زمانہ کے ربط کو ترک کیا نہ پھنسے کبھی ہم تہ دام رہا
مجھ سیکڑوں اپنے داغ دیکھی تیر کسی بھی شکوہ کئے
مری سینہ سے لگے وہ سر سی ہی تاج مجھ سے کہہ تو سہی
ہوا آب جگر کا یہ حال ہوا ہوا خاک یہ دل کو ملا لڑا
جو شباب میں غنیخہ دل نکلا تو بڑا پو میں ہی مجھ کو کہہ ٹلا
ہمیں غمزدگانہ کراہتی ہے یونین کوئی نہ کوئی ستا آڑا
خط سبز کو دیکھ کے برسر لب ہی بوسہ لب کی دل کو طلب
ہے صبر ستم میں ذرا نہ کسی ہوئی خوب ذرا غم تازہ دمی

کہ نقاب کے ساتھ ایک سی کو بھی کوئی پردہ شرم جیلا
کہیں چھوٹے جو عادت جو رہا تو وسیلہ نہ دفا نرنا
جو نگاہ ادا کا شہید رہا وہ نہ لائے تیر قصا نرنا
تو نہ کائے زخم جگر پہ چکر کہ تیش کا ذرا ہی مفر نرنا
ہوئی سوزن لہر حق میں وفا کہ کھینچے کا زخم ہا نرنا
جو تعلق خلق کو چھوڑ دیا کبھی دام دقت میں ہا نرنا
کوئی شکوہ نہیں ہے جو بوسے کی عوض تو رہا جو گلزار نرنا
تری سوزن لہر ہی رہی ترا درجہ سکر رہا نرنا
جو سنا تو ادنین ہی خیال ہوا کہ کوئی بھی قتل ادا نرنا
کردن فصل ہار کا کس نکلا کہ خزان میں ہی تو مانرنا
کہ قریب سے منہ کو بنا تیرے کبھی یا جو جسے خفا نرنا
مے خضر سکندریہ کو جب تو وہ تشنہ آب بقا نرنا
رہا تما لگا تو چہری نہ چہری جو تھی تو گلزار نرنا

دلِ قدر جو تجھ پہ نثار ہوا تو کہیں بھی نہ اوسکو ترا نہ
جو بتوں کی گلے میں گزار ہوا تو دمان ہی وہ درو خدا نرنا

مے نامہ عمل میں نہ ذرا صواب نکلا ۱۴۷
وہ لمحہ یہ میری آئے تو نقاب ولت کے بولے
ہوئے شق جو گرم پہلو تو دل جگر کے بدلے
ترے سیکڑے ساتی چہرینا امید جائیں

مے دل سے روزہ محشر خطر حساب نکلا
اجی اب تلک نہ جاگے اچھو افتاب نکلا
اک ادھر کباب نکلا اک ادھر کباب نکلا
جو کوئی بیان ہی نکلا وہ پیئے شراب نکلا

کوئی دل سیا نکلا ڈبا جوشال موج دریا
جسے اپنا فخر سمجھا اوسے دل نے ہمسکو کہو یا
کبھی یہ دکھایا عارض کبھی وہ دکھایا عارض
گئی گل خزان میں بالکل نہ رہا چین میں بلبل
جو دن جگر جلائے تو سخن لے کی روانی
بڑھ رہی اپنی حد سے ظالم تو بل و سکا کیون نہ کھلے
سنی آہ و شکاری دل چشم کی تو بولے
چہرہ دلا راست دزدے کہ کیف چراغ وارد
جسے شرم جانتے تھے وہ فقط تھی دیکھی نصرت

تو گرہ گلے میں ہو کر وہ درخوش لب نکلا
جسے بہا گوان جانا وہی گھر خراب نکلا
کبھی ماہتاب نکلا کبھی آفتاب نکلا
نہ ترا جواب نکلا نہ مرا جواب نکلا
جو گلوں نے جوش کھایا تو کہیں گلاب نکلا
جو کھینچی وہ زلف بیچان بہن بیچ و تاب نکلا
کوئی اور قصہ چھیڑو یہ خیال و خواب نکلا
ابھی دل پہ تھا مارا ابھی بے حجاب نکلا
جسے ناز کہہ رہے تھے وہ نہرا عتاب نکلا

مے سر پہ قدر برسا وہی بنکر ابرجرت
جو میں حشر میں لحد سے بہت آب آب نکلا

بڑی ہو کیون قدر نہ پیٹو ذرا بتاؤ تو حال دل کا
متمنارے دل پر خود آئینہ ہو کیون میں کیا تھے حال لگا
وہ محو آئینہ ہو رہے ہیں آئینے پر ہی کم توجہ
پڑ گئے کسے گلے مظالم یہ اوس کا ظالم وہ اس کی ظالم
نہ تیغ ابرو کا ہمو ڈر ہے نہ تیر خزان کا کچھ خطر ہے
اوس کے گیت شاخ ہونگا جسم تو پھر ناگلوں کا لب کا بوسہ
عجیب دلکش ہے طاق ابرو سے کعبہ ایما تو لولا
نظم سنی زلف و نہیں اس کو جانان سمجھ لیا ایک آدھ شب کا همان

۲۲

نہ نہنہ سی بولونہ سے کیسے کٹے گا کیونکر ملان لگا
کہ دل ہی ہوتی ہیرا دل کو نہ کیون ہوں گئی ان کا
وہ خان و خطابین پھنسے ہوئی ہیں خیال پر خاں لگا
جگر کا خون دل کو شیر مادر تو نکلو ہر خون حلاں لگا
ہمیشہ سینہ بیان سپر تو جو صدمہ کچھ نہ کان لگا
وہ مجھ سے بڑھ کر ہو گئی جہن تو پہلی ہو گا سوان لگا
جد ہر اشارہ ذرا کرے تو نہ رخ پر ہی کیا حیاں لگا
تمہیں بتاؤ کہ کیا بھر سا ضعیف کل ٹڈ ہال دل کا

کان کے مالے میں رومی یا رکی دونوں طرف
 جو حسین ہے وہ کبھی محتاج آرایش نہیں
 دور ساغر ہم تک پہنچانہ ساقی یا نصیب
 مہر چون بالہ نشین قتل سرداران کند
 الحفیظ لے روز ہجران تیری گرمی الحفیظ
 زیر گیسو سے سیہ چہرہ تماشا ہو گیا
 چال تیری گردش افلاک سے کچھ کم نہیں
 آپ کی ولایتی سمجھ سے خلق میں اندہ ہر ہے
 حسن کو مالی مزاجی شرط ہے ورنہ ہر خاک
 رات دن روشن ہے گھر ساقی مالی ظرف کا
 ایک سینے سے چہرہ کو کس طرح داغ فراق
 شام کب ہوگی وہ کب آئینگے اے گردون و دن
 جو حسین نکلا زمانے میں وہ جبر جانی ہوا
 صبح کو کر دے شب مجھ پر تیرا عکس زلف

ہو گیا ہے داخل برج دو پیکر آفتاب
 کچھ نہ اڑ ہی ہے کچھ پنہ ہے زیور آفتاب
 جاتا ہے مشرق سے مغرب تک برابر آفتاب
 دل میں ہالہ خط و ردے انور آفتاب
 بن گیا ہے آفتاب روز محشر آفتاب
 دیکھتا ہوں میں تہ بازو سے شیر آفتاب
 سبزہ کوشین ہین تو رخسارہ مقرر آفتاب
 آپ ان بہر چاند بجاتے ہین شب بہر آفتاب
 پاؤں کے نیچے ہین دڑے اور سر پر آفتاب
 ساغر سمیں قسیر ساغر زرا آفتاب
 دیکھئے چار آسمانوں سے ہے باہر آفتاب
 ہو گیا کیسا مری چماتی کا پتھر آفتاب
 دیکھئے پرتا ہے گھر گھر چاند گھر آفتاب
 چاند کو کر دے فروغ دے انور آفتاب

اب بچھوڑ دن گامین دامن قدر کر دن پیرے
 آپ نے پیر ہے یا ساقی کوثر آفتاب

۱۹ اب تو ہر عضو ہوا ہے صفت دل بتیاب
 ہو گیا مارے ہنسی کے مرا قاتل بتیاب
 ہے اگر خنجر بروہ تراد ل بتیاب

نبض کی شل ہے رک گمے قاتل بتیاب
 قص سہل کہی کا مہیک کو نظر آتا
 مجھ سے فرماتے ہیں لے رکھ لے کچھو میں آ

عشق میں لکی تڑپ سے مجھے معراج ہوئی
 منزلیں عشق کی رہ رہتوں پر کر کاٹیں
 ایک پر ایک گرا پڑتا ہے اندری تڑپ
 اہیں نہ کہیں چون کہ شعلے کی طرح کانپا نہیں
 یہی دیتا ہے القاب مجھے لکھتے ہیں
 اور نکھر کر دم تو مجھے برباد کیا
 یہ وہ موقع ہے فرشتوں کی قدم ڈگمگاتے ہیں
 مایہ داروں کی کوئی کام نہ نکلا اپنا
 ہنسکے بول اچھی مسمیٰ نہ لنگھی چوٹی
 واعظو قلقل ینا جو کہیں حسن پاؤ
 واہ اے حضرت موسیٰ تمہیں ہی دیکھ لیا
 اپنا مکہ اچھو بیو کا سا اویسی دکھلا دو
 تم جو آؤ گے نکل آئی گے انشاء اللہ
 ساربان قیس کی تربت پہ ذرا ناقد روک
 گر مر فتاری و رخسار و قد لب سے ترے

عرش تک مجھ کو اوجھالا یہ ہوا دل بیتاب
 مثل سہل میں ہوا ہر سہل بتیاب
 جس گردل میں مری شکل جلاجل بتیاب
 بات جب سے کہ وہ خود ہوں محفل بتیاب
 عاشق و مضطر و خود رفتہ و سہل بتیاب
 اب تو تھکتا ہوں کلیجہ کہ ہوا دل بتیاب
 سچ ہے کہ دیتے ہیں یہ ہر ہر شامل بتیاب
 پیاس کے مارے ہوئی ہم اسل بتیاب
 بہاڑ میں جا جو ہوتا ہے ترا دل بتیاب
 حال وہ آؤ کہ محفل کی ہو محفل بتیاب
 اچھی ہوتے ہیں کہیں عاشق کا دل بتیاب
 مثل سیما ہو تم پر مہ کا دل بتیاب
 قبر عشق ہوگی ہماری جو ہوا دل بتیاب
 اے لیلیٰ ہے پس پردہ محفل بتیاب
 کبک پر روانہ و قمری عناد بتیاب

ہنسکے فرماتے ہیں یہ قدر کاروانہ گیا

جب کبھی ان سے سنو ہاے ہوا دل بیتاب

ویران گہ کیا تو مجھے خانان خراب
 ہے ذکر بوسہ لب شیریں بیان خراب

۲۷

یارب ہو میرے گھر کی طرح آسمان خراب
 ہوگی چٹور پن سے ہماری زبان خراب

بلبل کا دل دکھاتا ہے ناحق بہار میں
 کوئے بتان کی راہ میں لوٹ گئے بہن دل
 شمشاد و سر و سر در و طوبی کی اہل کیا
 کیا عشق میں بجا رہیں عقل جو ہن ہوش
 مے مکر کی فکدین ہن ہوشگاہ تنگ
 لیلا کو قیس محل میں اتار لے
 گلبرگ ہن نفیس مگر خار سخت ہن
 وحشت سے زندگی میں خرابہ ہوتا اپنا گھر
 سر کا شراب تلخ کے بدلے لٹا دیا
 نے نام و ن نشان ہن نہ پوچھو ہمارا حال
 کیا دید کیجئے کہ نہیں تھمتے انکس چشم
 مجھ کو لحد میں رکھ کے ہن یوں دست نشتر
 پیہری جو تھمتے انکھ تو دفتر اولٹ گیا
 دیکھو کہ شمع روتی ہے اپنی زبان پر
 برباد لاغری سے ہن برگ خزان کی کشل
 اویلیگی جب خزان میں اپنی تو ز چشم
 ہن جان جو ہم وقت جسمی لحد میں ہیچ
 شیریں پہ پنخسر نہیں اہل وفا بہت
 حال جو اس خسہ کون کیا میں عشق میں

کچھی کلی ہے یہ نہ کر لے باغبان خراب
 کعبے کے راستے میں ہوا کاروان خراب
 اوس قد پہ ہو چکے ہن کئی نوجوان خراب
 فصل خزان میں ہوتے ہن برگ خزان خراب
 ہن نکتہ دہن میں ترسے نکتہ داغ خراب
 ناقہ لٹے پہاڑی کرے ساربان خراب
 ہن ہنٹھہ اونکے لاجواب ہن پگایان خراب
 اب گو کہ بھی ملی ہے تو مثل مکان خراب
 ساتی ترش مزاج ہے یہ میرغان خراب
 برگشتہ بخت و بیوطن و خانمان خراب
 کیا جوڑے نشانہ کہ ہی دید بان خراب
 جیسے لٹا پٹا ہو کوئی کاروان خراب
 لو ہو گیا خراب یہ کون مکان خراب
 ہن اس سیاہ خانے میں اہل زبان خراب
 مانند بوہن باغ میں ہم نا توان خراب
 طوفان نوح آئیگا ہوگا جہان خراب
 لیلا تباہ ناقہ تھکا ساربان خراب
 اک تم ہو کیا خراب کہ سارا جہان خراب
 تپلٹ تباہ خاک سیہ راگیان خراب

<p>اڑتے ہیں آسمان وزمین سے مرے جو اس مکھڑ سے تیرا چاند سا ماتھا ہلال سا ہو گا ہماری آہ سے برباد آسمان چھایا ہے دل پر رنج و غبارِ گزشتگان اے طفلِ اشک تجھ پہ دلِ چشمِ ہونِ شا</p>	<p>راہ بلند و پست میں چکا روانِ خراب پر چال ڈھال ہے صفتِ آسمانِ خراب کر دے گا اس جہاز کو یہ بادبانِ خراب ہوں گرد کاروانِ سیس کا روانِ خراب گھر در ترا بھی ہے کہیں ان خانمانِ خراب</p>
<p>اے قدرِ ساتھ چوڑ دیا قافلے کا کیوں اب ہو ہنک ہنک کے پس کاروانِ خراب</p>	
<p>۱۵ آپ کی تقریر لاثانی دہن ہے لاجواب وصفِ زلف و لب میں یہ ساری غزل ہی لاجواب فصل گلِ رخصت ہوئی برگِ خزانہ کی گر چلے تینوں باتون میں جو کچھ ہوتا ہی جھٹ پڑا ہو جی بل پڑا ابرو پر امید نگاہِ لطف میں تو پیمبرِ عاشقوں کا ہے لئے جاتا ہے خط بوسہ ابرو کا جو مانگا چپ ہوا کھینچی نہ تیغ کیا چپے حق سے کہ دستِ دہا میں بارستیں آتی ہے سنگین دلوں کو کب کڑی باتوں کی تاب پرزے کر کے اک لفافے میں مجھے بھیجا دئے دیکھئے آنی نہ آنی میں وہ کیا لکھتے ہیں اب دوسری بھی کچھ جی چاہے ایک کیسے جاتی ہو تیغ</p>	<p>پہر جواب اسپرند و مہکوتو اسکا کیا جواب بان اگر ہوتے تو سودا لکھتے یا گویا جواب لوجوانی چل بسی دینے لگے اعضا جواب یا تو مجھے وعدہ کر یا دے ساتی یا جواب کیا ہمارے سید ہے مطلب کا تھا میٹر یا جواب پاؤں تیرا در میان ہے جلد قاصد یا جواب کاش مجھ کو وہ زبان تیغ سے دیتا جواب میں چپا کون کیا کہ دیتے ہیں مرا اعضا جواب جو کہ وہ کوہ سے پہر کر ملے اوٹا جواب یا رنے خط کا مے بھیجا تو یہ بھیجا جواب ورنہ خود جاؤ نگاہیں ٹھیرا ہوا ہوں تا جواب ایک ابرو یا رکا ہے ایک ابرو کا جواب</p>

یو چوہو سوکسہ ہے نہ تہ سہی ملی ہونٹو کا وصف
حال یہ ہے تیرے پیار لب خاموش کا

دس زبانیں ہوں تو نے سکتا نہیں گونگا جواب
پہرون چلا یا کر و مطلق نہیں دیتا جواب

ہند میں لے قدر غالب کا کوئی ثانی نہیں
بے عدیل بے نظیر و بے مثال لا جواب

ایک ن یو لے کہ تھے ہے مجھے انکار کرب ۲۳
ہجر میں جب سو گئے النوم اخ الموت ہے
یہ ڈریڑی اب ہمارے رو کو سے کہے کتی ہے
موت لیجائے کہیں اس کو نہ ہتھ مار کر
آنکھ روئے کو جگر جلنے کو لب دریا کو
یار ہو یا حور ہونزدیک ہو یا دور ہو
جہولتی ہے عرش پر تیری بڑا سفاک ہے
گہل گیا عشق مجازی میں ایسے مست است
پہر رہتا آنکھوں میں انٹھلا کے چلنا آپ کا
جانور ہیں قمری و بلبل جو ہیں تھے خلاف
اونگتے کو ٹیلے کا اک بہانہ چاہیے
سینہ دے دیکر پونچتا ہوں ل عشق میں
دل چرا کر عاشقوں کا ٹاٹہ بدلا آپ نے
ایسے گلشن جو ساقی ہے مے گلزار کے
رحم آتا ہے مجھے ہکان و دونوں ہو گئے

پہر تو موقع پا کے سین نبھی کہا لے یار کرب
سخت خفتہ کی طرح ہوتے ہیں ہم بیدار کرب
اشک تھتے ہیں بہلا لے یار بے دیدار کرب
دوڑے غم دوڑ بھی ٹھیرے کی جان زار کرب
کوئی شے اوسے بنائی جسم میں بیکار کرب
بندرہتے ہیں کسی پر طالب دیدار کرب
سان پر چڑھتی نہیں قاتل تری تلوار کرب
تہا بلے کہنے میں ایدل یہ ترا قرار کرب
دم مری آنکھوں سے نکلا دفعۃً لے یار کرب
سرو میں رفتا کرب غنچوں میں یہ گفتار کرب
لیچلیں بھٹی پہر زائد کو ہے انکار کرب
چور بن بنکر ٹھہرتا ہوں پس دیوار کرب
اونچا جوڑا باندھتے تھے اگر تم لے یار کرب
خاک ہے سب ل بہلتا ہے بہلا لے یار کرب
لڑچکیں گے یا آتھی کا فرو دیندار کرب

<p>پاس وٹھے بیٹھے ہو کس کس گہری کیا رب یہ توے کو توڑ کر نکلا نہیں اُس پارک روپ پر آیا ابھی آئینہ رخسارک مانتے ہیں بے پیئے سرکار کی بخوارک کوئی دل بے سچ کب سے کوئی گس بچارک قتل کا بیڑا اوٹھائی گئی تری تلوارک طالب دیدار کو دکلاؤ گے دیدارک</p>	<p>میں نے کب چہڑا تمہیں تنجے مری کب مان لی آسمان کی اوسط طرف سا کہا ہے تیرا ہ کا ریکنا دو ایک بوسون ہین نکھر جا بیگا حسن آنکھوں کے ہوتے پلٹ کر لینے لے ساقی ضرور ہم کو بلبل و رہم بلبل کو سمجھاتے ہیں یوں کب بینکے دو لب رنگین ہمارے خون خلق میں یا تھر میں یا شرمین یا غلامین</p>
--	--

آسمان ٹلجائے پر ہرگز نہیں ٹلتا سہ قدر
ڈٹ گیا ڈیو پٹھری پر اب وٹھتا ہی میرا کیا رب

<p>۲۵ داغ جو کہاے عندلیب نقشے جمائے عندلیب دل ہے بجائے عندلیب نالہ صدائے عندلیب پہول سے گل کہو لکر جاتے ہو باغ کو مگر جب غم گل میں سانس لی ذکر ترا جو بلی اڑکا جنون ہے ساختہ ہم میں جو اس باختہ خون و وفا کا جوش ہے اب عجب خموش ہے اُس کے خزان کا دسترس بل بے کشائش قفس ہاتھ ہر پہلو کی چٹری اونگی ہر اک سے پھیل چٹری جب گل غنچہ باغ کے چنے کو باغبان چلے ہم نے کئے ہزار غل و سنے اوڑاؤ و وہ گل</p>	<p>رنگ یہ لائے عندلیب گل میں ہمارے عندلیب طرزاؤں سے عندلیب مجھ کو نہ پاوے عندلیب دھوکے میں کیو ووش پر بیٹھنے جاوے عندلیب نگلی پہول کی کلی قبلہ نامے عندلیب طوق نہ پہنے ناخستہ خار نہ کہاے عندلیب گل ہمہ تن تو گوش ہے شور بجائے عندلیب گل کی جگہ میں خار و خس پر ہیں بجائے عندلیب چھیڑ و ستار جس گھڑی نکلے نواسے عندلیب اپنی کلی کے نام سے پرین چہاے عندلیب یار میں ہے جفاے گل ہم میں وفاے عندلیب</p>
---	---

ہمسہ مباحثہ ٹھننے نالوں کا ڈھی یوں چھنے
 دل میں نہو جو تیرا داغ دلو کو روں میں لے چراغ
 خیر جاڑا شیان تو سہی دیکھ باغبان
 فصل بہار کی ہمیں منتظری ہے کیا کہیں
 دیکھ تو رخ کی تاب کو رتبہ نہیں گلاب کو
 روتے ہیں باغبان تک ملتے ہیں آسمان تک
 عشق کا رنگ یکنا خار سے سینہ سب چھینا
 روٹھتے ہیں دونوں بڑستہ اب یہ صلاح ہویم
 یوں ہیں ہے جو صلح کل و نون طرف ہوا کیل
 عشق کو راہ کیا ملی حسن کو اک سزا ملی
 صحن چمن سے تابدر گل ہی گل آئین سب نظر
 الفت رخ کا پہل ملا سینے میں تازہ گل کہلا
 حسن کو لا کہ ناز ہو پھوچ بھی ہو فوق عشق کو
 عشق کی جب ہوا چل حسن نے سانس تک نہ لی

خیر سے آدمی بنے ہوش میں آئے عندلیب
 بے گل تریان باغ آگ لگا سے عندلیب
 بو لے میان بوستان چند بجائے عندلیب
 پتا جو کٹر کا باغ میں سمجھو صدا سے عندلیب
 تیرے بڑ شراب کو عکس بنا سے عندلیب
 پونچھے نہ گل کے کان تک ہر سائے عندلیب
 غازہ رو سے گل بنا خون و فائے عندلیب
 گل کو سنائیں جا کے ہم اونکو نسا سے عندلیب
 بولیں ہزار ہا سے گل گل کہیں ہا سے عندلیب
 آتش گل سے جامی گرم نوا سے عندلیب
 آئے بہارا سقد ربار نہ پاسے عندلیب
 ٹوٹا جو دل کا آبلہ آئی صدا سے عندلیب
 تم سر گل پہ دیکھ لو رہنہ پاسے عندلیب
 چٹکی اگر کوئی کھلی آئی صدا سے عندلیب

باغ تو کو سے یار ہے پہون ہ گلعدار ہے
 غیر سجاے خار ہے قدر سجاے عندلیب

ردیف تے فوقانی

جانور میں آدمیت ہے میان کو سے دہوت ۱۴
 ہیں سگ اصحاب بڑ ہر سگان کو در دہوت

<p> پاؤں پہوئے خطا گرا ہوا نشان کوے دوست ایک دن بتلاتا بتلاتا نشان کوے دوست حشر میں اوٹھتے نہیں افتادگان کوے دوست میرے مٹنے سے مٹا نام و نشان کوے دوست مجھے انعام کے مانگے پاسبان کوے دوست روح جنت کو گئی دل ہے میان کوے دوست شام سے کیوں غل بچاتے ہیں گان کوے دوست سو گئے جب سنتے سنتے داستان کوے دوست آشیان سر پر بنا لیں طائران کوے دوست شاعر کس منہ سے کرتے ہو بیان کوے دوست پاؤں سوئے سو گیا جب پاسبان کوے دوست یہ گلی دلچسپ ہے کیسی بسان کوے دوست </p>	<p> ہاے قاصد کو جو بھیجا تھا میان کوے دوست ساتھ قاصد کے میں جا پونچا میان کوے دوست صورت کی آواز کو سمجھ صداے پاسبان میرے سوکے نے بنا رکھا تھا حشر زاوے وہ ہی دن ہوا اتنی یار ہو آغوش میں مرگ نے گو تفرقہ ڈالا محبت ہے وہی چاندنی کو ٹھٹھے چٹکی شادیاں رخسار سے عالم رویا میں ہم کو حج اکبر ہو گیا کچھ سو پانکی خبر مجھ کو نہیں مانند قیس آب کوثر سے ذرا اپنی زبان دھو ڈالیے خفتہ بختی سو کھڑے ہو چکے راتیں کاٹ دین آنکھ سے دل تک جلو خانہ ہے اس کے حسن کا </p>
---	---

قدر حجت میں جو پہنچا ہنکے رضوان نے کہا
 آئیے اے شاعر نگین میان کوے دوست

<p> ایک عالم یہ ہے لیکن رخ جانان و نرات برج میزان میں تلے رہتے ہیں کیسا نرات باز رہتا ہے درویدہ حیران و نرات کیوں لڑے مرنے ہیں ہندو مسلمان نرات خچ ہو جاتے ہیں دس دس نکال نرات </p>	<p> چاند سورج نہیں رہتے کبھی کیسا نرات تہا بروہین رخ و زلف نمایان و نرات دل میں جب چاہو چلے آؤ مکان اکابر کفر و دین ایک ہے تسبیح میں زنا بھی ہے میرے زخموں کو مفر ہے وہ نکپاشی کا </p>
---	--

یا دگیسویں مے منہ سے جو آئین بکین
دیکھتا پچاند کے دیوار چلا آؤ لگا
صبح سے شام تک زلف کا منو رہا
کیا چلتے ہیں یہ قسمت کے ستارے ہر وقت
خشتِ ترین تری الفت نے ہوا بند ہی ہے
دن کو بڑھاتا ہوں رات کو براتا ہوں
لب سے رخسار تک خط ہے نکلتا آتا
اک سحر ہی ہے تیرے چاک گرد بانو نہیں
وصفِ خطِ رخ گل رنگ کیا کرتا ہوں
دانت تارے ہیں لالہاں برو و سرقہ عرش
حسن کے ساتھ لگی رہتی ہے سرگردانی

کالی آندھی وہ اوٹھی ہو گیا جانانِ نر
تیری ڈیو بڑی سے سرتا میں بادیج
میرے نزدیک تھا یہ میرا پریشانِ نر
تم جو ماتھے پہ چنے رہتے ہوا فشانِ نر
جا بجا بلبل و سرخاب ہیں نالانِ نر
جاگتے سوتے ترا ذکر ہے جانانِ نر
وصلیاں لکھتا ہے یا قوتِ رقم خانِ نر
یونین پٹ جاتے ہیں اس میں گریبانِ نر
لکھا کرتا ہوں حواشے گلستانِ نر
لکھتاں گانگ خ زلف پریشانِ نر
دیکھو چکر میں ہیں مہر و مہ تابانِ نر

عشق ہے چاہِ ذوقِ کا نہ دہن کا اے قدر
لوگ یوں مجھ پر اوٹھسایا کرین طوفانِ نر

لڑاتا ہے آنکھیں گرفتار الفت ۱۵
ادھر ریزد لبر او دھر طعنِ اعظ
وہ آنکھیں ہیں یا نور کی ہیں کانین
ہر اک داغِ باغِ محبت کا گل ہے
مجھے شیشہ دل کا دھڑکا لگا ہے
ہے قد کے تصور میں تپتی سیما
نظر بند ہو گا گنگار الفت
ہے اتر آئینہ انکار الفت
وہ رخ ہے کہ آئینہ بازار الفت
ہر اک آہ ہے سرو گلزار الفت
اوٹھاتا ہے سنگِ گر بار الفت
کھڑی رہتی ہے سانے دار الفت

<p>عجب ہستی نہ تھی ہی پیشانی اوکی مجھے اور غیر و نکو یکسان نہ سمجھو عرض الگئی ہاتھ پائی کی نوبت ترے دانتوں پر جب سے کہیں ٹپڑی ہیں یہ ہے علم سینہ نہ علم سفینہ وہ ہوتی تھی نکو نہیں عارضِ مروت دعاؤں سے بہتر گداؤں کی گالی بہلے چنگے مرتے بین مٹی بیٹھائے</p>	<p>نمایاں ہیں چہرے سے آثارِ الفت کھرے کوٹے پر کھو تو دنیا الفت ٹڑھی میری اوکی یہ تکرارِ الفت پلک ہے سجا کھب برابرِ الفت کتابوں سے باہر ہیں اسرارِ الفت عجب کیا ہوں مشہور بیمارِ الفت گلوں سے بھی عمدہ ہیں یہ خاںِ الفت ہے مرگ مفاجات آزارِ الفت</p>
--	---

وہ کہتے ہیں اے قدرِ سنکڑ شکایت
بڑے آئے یہ بھی طرِ فدا رِ الفت

<p>کھیتی ہے پیش گیسو دلبر تمام رات ۲۳ چٹار ہا جو وہ مہِ انور تمام رات ظاہر میں رو سفید ہوں باطن میں تیرہ دل مانگین دعائیں سجد میں سر پر پوڑ پوڑ کر افشان چنی جبین پہ چو لے ماہِ تاسحر کر ڈٹ ادھر بدلتے نہیں شکوہ درکنار بجس دہان و چشم کی الفت نے کر دیا اے رشکِ ماہ نام کو تیر شہابِ بہین دل میں جو اونکی دید کی آمد تھی شام سے</p>	<p>ہو گی سمت کے تل کے برابر تمام رات کمرہ تھا اپنا برج دوپیکر تمام رات باہر تمام دن ہے تو اندر تمام رات وہ مہ نہ آیا ہا سے مقدر تمام رات چنگے ترے نصیب کے اختر تمام رات آتا ہے چین آپ کو کیونکر تمام رات ساکت تمام دن ہوں تو شہد تمام رات ہوتے ہیں تارے تم پہ بچھا در تمام رات آنکھیں کھلی رہیں صفت در تمام رات</p>
--	---

تارون سے ہجر یارین بہیت چلتی ہی
وہ طفل میری نیند کو سمجھا کیا عشی
وہ شہت ہے مجھ کو دیکھ کے گیسو قریب چشم
تا صبح تیغ ابرو قاتل کا ذکر ہے
بیٹھا جو رونے کو میں شب غم میں ایک دم
جو رو کا چاند اس کو کسی شب بنائیے
ہے فرش خاک تکیہ ہے پتھر فراق میں
غم نے ہمیں زمین کا تخت بنا دیا
آٹھون پہر وصال میں عیش و نشاط ہے
اٹھا گیا نہ صبح تلک فرش خواب سے
سر چڑھ کے زلف یار میں گرشتہ دل ہوا
خطا شام ہے تو آخر شب حیدر بنین
تھا صبح کو یہ مصرع آتش زبان پر

ہے کوڑیا لاسانپ مقرر تمام رات
مجھ کو نو نگھانی زلف معنبر تمام رات
گزر کی اس میں رخصت پر کیونکر تمام رات
ہم یونین کاٹ دیتے ہیں اکثر تمام رات
مثل حباب تر تا پہر گھر تمام رات
صدقے سے چاند آپ کے سر پر تمام رات
پایا ہے چین خاک نہ پتھر تمام رات
ہم جا گئے کے ہو گئے خوگر تمام رات
عید و شب برابر سے دن بہر تمام رات
بہاری تھی ہجر یار میں مجھ پر تمام رات
معراج میں پہرے ہیں عیمبر تمام رات
مانگ آدھی رات کا کل دہر تمام رات
نوجیکان چلین مے سر پر تمام رات

اے قدر شام غم سے مجھے بیستی رہین
نہ آسیاے چرخ برابر تمام رات

چلے آؤ آنکھوں میں تم گہر کی صورت ۱۳
کمان م ہے دیکھ اپنے لاغر کی صورت
خدا نے قیامت کا طول اس کو بخشا
عدو کی تواضع سے غافل نہ رہنا
بچھا لینا پردوں کو بستر کی صورت
پڑا ہوں میں بستر پر بستر کی صورت
شب جس سے روز محشر کی صورت
کہ جکے میں اس کی ہے خنجر کی صورت

<p>گلی انتظار خط یار میں ہر دم جلایا کیا یار کا غم ہمیشہ نہ لایا کبوتر خط یار اب تک جہان میں جہان آفرین کا ہی جلوہ سوا آپ کے کوئی دل میں نہیں ہے دلون کا نشانہ اڑاتی ہیں انگلیں تری گاتے تیری چاتی کا پتھر جنون میں نہ حال وطن ہے پوچھو</p>	<p>بدن ہو گیا تارِ مٹ کر کی صورت دہکتے رہے داغِ اخگر کی صورت دل اپنا ہے لوٹن کبوتر کی صورت اس آئینے میں ہے سکندر کی صورت چلے آئے گایان گھر کی صورت نگہ تیرے فرہ پر کی صورت کڑی چکنی ہے سنگ مرمر کی صورت کہ برسوں سے دیکھی نہیں گھر کی صورت</p>
<p>سفر میں ہی اے قدر یہ آبرو ہے ٹپکنے میں قطرہ ہے گوہر کی صورت</p>	
<p>۱۶ گل سے بہتر ہے یار کی صورت مٹکے پونچے ہیں کوئے جانان میں بو سے کے نام سے اڑا ہر رنگ زال دنیا بھی ایک قحبہ ہے نہ خفا ہو کہ گل ہو اے صاحب وہ کمر انگہوں میں سماتی نہیں بہر رہا ہوں جسم طری لگا دوں گا کوئی رکھ محل میں بہول نہ جاسے چاہوں تو صاف کہینچ دون تصویر</p>	<p>طوٹے خط ہزار کی صورت اڑ کے آئے غبار کی صورت دیکھنا میرے یار کی صورت جسنے دیکھی ہزار کی صورت کیوں اوجھتی ہو خار کی صورت میرے اس جسم زار کی صورت آج ابر بہار کی صورت یاد رکھے مزار کی صورت نقش ہے دل پہ یار کی صورت</p>

<p>غمِ فراق سے آبِ آبِ سحر دل انکھیں جادو میں عاشقوں کیلئے داغ لالے میں چاند میں جہاں میں لاغری سے نہ بوجہ گردن پر تم بھی لے ماہِ پھر گئے مہرے آج پھر آپ بل کی لیتے ہیں</p>	<p>دیدہ اشکبار کی صورت خط ہے خطِ حصار کی صورت سب سے بہتر ہے یار کی صورت ہے گریبان کی تار کی صورت فلک کج مدار کی صورت گیسو تا مدار کی صورت</p>
<p>قدرِ حب صبح سوکراوٹتے ہیں دیکھ لیتے ہیں یار کی صورت</p>	
<p>اوس شمع رونے ایک نہ مانی تمام رات ۱۲ قصہ ہمارے سوز کا ہے یادِ شمع کو اپنا شبِصال میں کیا رنگ جگیا انکھیں سفید ہو گئیں مانند آئینہ روتا پیرا میں یاد میں گیسو کی ہر جگہ کروٹ بدلیے صبح کا تارا نمود ہے کہا یا کیا جو میں غم گیسو تمام دن دامن چھوڑا کے آج سرِ شام سے گئے اون گیسوؤں کو عشق میں سودا جو ہو گیا پاتانہیں جو نیند میں پہلو میں مل تھیں چھیڑوں جو اپنا قصہ بہانہ ہونید کا</p>	<p>رویا کیا میں اپنی کہانی تمام رات تکھو سنائیگی وہ زبانی تمام رات لوٹی پہاں باغِ جوانی تمام رات تھی اس قدر تری نگہ رانی تمام رات برساتا شہر میں پانی تمام رات متھے پیر کر نہ سوئے جانی تمام رات کیسی رہی ہے مجھ کو گرائی تمام رات آئے نہ پہر وہ یوسف ثانی تمام رات پھر پھر کے خاک و خشت کی چانی تمام رات کیا کروٹیں بدلتا ہے جانی تمام رات یوں دل سے سینے اور کہانی تمام رات</p>

موقع ملائہ وصل کائے قدر صبح تک
بگڑا رہا وہ ظلم کا بانی تمام سات

۲۲ دل تو بڑے ذوق زلف سیہ فام بہت
قہر سے بیٹھنا آکے لب بام بہت
مجھے کہتے ہیں کہین زوج نہ کڑا لومین
کیا کوئی مجھ گندگار نہیں دوزخ میں
نور معنی میں ہو صورت نہیں کام آتی ہی
زلف یاد آتی ہے اب دیکھئے کیا ہوتا
سر پہ لادو گنگا ترا دیکھنا اے گردش دہر
ایک بوسہ تو دیا آپ نے آباد رہو
قیدی زلف کا رہ رکھا دکھتا ہے دم
چشم بینا ہو تو ہے باغ جہان گلستا
اس قدر وصف دہان و کمربار بڑا
ایک چلو نہ بہر اخیر چلے اے ساتی
آنکھیں ہم سینکے ہیں حضرت موسیٰ کی طرح
ترک چشم سیہ یار سے شہ پائی ہے
نہ اونہیں ناز سے فرصت نہیں غم سوخت
روز دو جام چڑھاتا ہے خدا خیر کرے
عشق گرانے تو دوسرے چکا جانے تو دوسرے

پیر تو جہاڑے کہین بلبل قفس و فام بہت
خود تری ذات کر گئی تجھے بدنام بہت
رکھکے سر زانوؤں پر کرتے ہوا کہ بہت
منہ پیاے چلے آتے ہیں دودام بہت
تھک بالال حبشی ورنہ سیہ فام بہت
ٹیسل پٹھتی ہے مے لہین شرم بہت
کاٹے دو کا تجھے اے بلق ایام بہت
بس بہت اتنا بہت کہ بت خود کام بہت
شب سے ہر خانہ زنجیر میں کلم بہت
لالہ رخسار و سمن بوے دگل اندام بہت
شعر اشعر میں کہنے لگے ایسا بہت
میکدے سیکڑون ساتی گل اندام بہت
اب تو وہ بیٹھتے ہیں آکے لب بام بہت
کچھ بلوں پر ہے وہ گیسو فیام بہت
مل چکے اونکی طرح حکوہی ہیکلم بہت
ہو چلا ہے فلک پیر بھی بدنام بہت
ہم سے ناکام بہت آپ سے خود کام بہت

ہاے صیاد نے کربال میں غلہ مارا ایک بو سے پہ بھلا جان میں کیونکر دیدون جاتو سانی کوئی قاضی کا پیادہ لے آیا آمد و رفت نفس بند نہ کر گنسا مان	فکر تھی اوس کو ہماری سحر و سحر بہت کہ رقم انکی توڑی ہے مگر دام بہت دھوم بھٹی میں مچاتے ہیں آٹام بہت اسی مالے پہ مین جپتا ہوں آٹام بہت
---	--

قدر رندانہ غزل خوب کی صلا ملی
رات کیا پی گئے تھے بادہ گلغام بہت

۲۵	راہ انکی جو بھاری رات آفت کی رہی بیداری رات آئی پہاڑی بھاری رات اس جبر میں پہاڑ بھاری رات وصل ہو کر جو بھورانی آئی تو پہلے رحت جانی موباف دکھا ہو رنگاری سو کسیہ میں قدرت باری ابن چلیک حلیہ والا اصل میں اچھا سحر کا لا زلف کا حلقہ بہرین لایا آنکھیں جا دو اپنا جگایا + تسے خبر لی پہر پٹ کر آٹمہ پہر کیا گزری ہم پر کام بنا در پر وہ ہمارا آنکھ کا پردہ روکا سارا چہرہ دکھا کر ہکو وہ کا فر زلف میں پنی پانی گنگا کچھ ہی عزیز و نائب تو ان سے اسکی ہمین بداشت کمانی کیسی آنکھ میں چربی چانی خوب بنار لگی رہے پائی دن کو وصل کل جگر اچھوٹا شب کو ہجر کا رونا چھوٹا صبح نمایاں رخ کے سبب تھی مگر کا پتلا چاندنی تھی
۲۵	تلے گرت کے گزاری رات ان آنکھوں کی کٹی ساری رات اتنی بڑی ہو چھاری رات ایک ایک گٹری ہو ساری رات بھینی بھینی بھگی سہانی میری پیاری پیاری رات شام سے آئی رات اندھیاری پھیلے کو ہونہ رنگاری رات وعدوں میں تنے دن بہر لالابا تو نہیں ساری گزاری رات دل کو بچا نامیرے خدایا آج ہی اس پر بھاری رات روئے پیٹے بلکے دن بہر پڑے اوچھلے ساری رات خانہ دل میں لا کے اوتا را آئی جو اونکی سواری رات چار ہی دن کی چاندنی ہو پہر بھگی اندھیاری رات سنگے ناز و دن ہی گراں کیون توں لحد میں بہاری رات شمع کی لور پڑے پرائی کھینچے ہوئے جو کٹاری رات چلیے اچھا بیچھا چھوٹا پکا دن تو ہماری رات دھوکے میں خست و بکی غضب اُدی تری عاری رات

دھوپ کا پردہ ہے سسر سرون کا کلیجا جلتا ہی ہم پر
 بائیں نہ دہنے چین، تجھ کو خواہ ادھر خواہ اور
 وصل کی شب کل ہمنے منائی آج وہی شب غیر پائی
 آخر شب ہو چوٹی ساری رات ہوئی موبانے سے بھاری
 سینے میں ککھرم ہوا لوگوں کے روتے ہی کام ہوا
 ناحق نشا اوتار رہی ہیں ناحق آپ سنوار رہی ہیں
 ہمسے غریبوں کے گھر اگر کیا کرے دولت وصل تل کر
 شام سے اوس نے وہ ہوش ڈراؤں پچھلے سنے لے لوگ لائے
 آئینہ خود آئینے کا گہر تہا آئینہ رخ کے جویش نظر تہا
 ٹوٹا دل کل جو چھلا ہمارا عشق خطر رخ کس گیا سارا
 قمر شب بہر جگر کا ہونا ایک تڑپنا ایک سے روزنا

نام کو شبنم گرتی ہے شب بہ کرتی ہی ہم پر زاری رات
 دیکھ چکا تو دل کو جگر کوڑے باری باری رات
 چاند کی صورت ہے ہر جانی پہرتی ہی ماری رات
 آدھی رات ہے مانگ تھمائی لہرین کندہ کھساری رات
 صبح کو کام تمام ہوا وہ ڈھکیں دل پہ کٹاری رات
 آنکھیں بال پکار رہی ہیں کی ہے کہیں میخواری رات
 ساتون فلک کے ماری پکار نکلی ہفت ہزاری رات
 ہم بھی رات سے عاری آئے ہیں بھی آئی عاری رات
 خود دل شب میں شگ کز تہا زلف جو اسے سنواری رات
 ہجر کی شب میں ٹوٹا وہ تارا ہو گئی سب رنگاری رات
 سوچ میں تیرے کیسا سنو ڈوبے اچھلے ساری رات

زلف شب قدر اوٹکی ہو ساری دلوں پر اوسین کیا شواری
 بڑھکے کرگی خود دلاری وہ تو ہی قدر رہاری رات

ردیف شامیہ

کیون دیا صا دہ بیکار زبر کیا باعث
 کوئی آتا نہیں دونوں میں دہر کیا باعث
 لگ گئی کیا تری آنکھوں کی نظر کیا باعث
 نیند آتی نہیں کیون آٹھ پہر کیا باعث

۱۵ آنکھ کو سرمہ ہے منظور نظر کیا باعث
 اے اجل تو بھی خفا ہو گئی دلدار کیا باعث
 طفلن لدا من گیسو میں پڑا ہے بیمار
 ایک ساعت ترے آنکھ کی مقرر ہوگی

<p>آفتاب رخ پُر نور کو دکھیا نشاید عدم آباد کو بھیجے گے سیہ بختوں کو سنستے ہیں برف میں ہی آگ رہا کرتی ہر خاک حاصل ہی ہوا جسکو سمائی ہر بیان کس بلا طوار کا دامن ہے اجل نے پکڑا ہو نہیں حیران بڑا پلے میں غیفلت کیسی جان لیتی ہے شب سحر کیسی ہر شب کسی سرکش کو خدا نے نہ سرفراز کیا آتش رخ سے مراد دل تو پھنکا جاتا ہی کیا مے ساتھ شب جسے پہیری ہی چہری</p>	<p>ورنہ کیوں خشک ہو بے دیدہ تر کیا باعث بال لٹکا کئے ہیں کیوں تباہ کر کیا باعث ٹھنڈی سانسو نہیں نہو سوز جگر کیا باعث کیوں بگولے نہ زمین خاک بسر کیا باعث نیچا آج ہے کیوں زمین بک کر کیا باعث ننید آئی مجھے ہنگام سفر کیا باعث روز بھٹتا ہے گردہ بان سحر کیا باعث سرد میں کیوں نہیں آتا ہی ثمر کیا باعث تیرا گھونگٹ نہ جلا رشک ثمر کیا باعث بولتا آج نہیں مرغ سحر کیا باعث</p>
<p>تم ہو پھولے ہوے اللہ پناہ دے قد ورنہ یوں رہتے ہوا عدا سے نڈر کیا باعث</p>	
<p>۲۶ بسملوں پر لوٹے قاتل عبث چال خنجر کی نہ چل قاتل عبث تھی نہ آب خنجر قاتل عبث کر نہ غمزنے خنجر قاتل عبث مفت میں خنجر خنجر چلی گیا ٹے پہر سینے سے قاتل اوٹھ گیا بے غمغوں سے غم کی فرمائش ہے کیوں</p>	<p>تو ہوا جاتا ہے خود بسمل عبث جھک کے تو مجھے نہ اتنا مل عبث ہچکیان لینے لگے بسمل عبث کچ ادا ہو کر نہ مجھ سے مل عبث ذبح کرنے کو جھکات مل عبث یہ تڑپے تیری لے بسمل عبث بے دلوں سے مانگتے ہو دل عبث</p>

تیغ ابرو کو نہ آئینے میں دکھیے
 ہضم کرنے کا ارادہ تو نہیں
 چلتے چلتے کشتی سے رہ گئی
 توجو اے دلبر بہار دل زمین
 ہوگا سینے سے جلوہ ناز زمین
 تو نے کب جھیلی شب تاریک ہجر
 کیوں کروں پتھر سے شیشہ جو چور
 آگ میں دانہ کبھی جبتا نہیں
 جو نہ سوز غم سے ہو جل بھجکے خاک
 خود ہی تل پڑنا نظر لگتی اگر
 خون گرفتہ ہوں مرے موت میں
 کیوں گھلون فکر میان یار میں
 شمع کی مانند کٹاؤی زبان
 زلف میں ناحق دل دیتا ہے
 پرترا دہیان آگیا محشر ہوا
 قیس کی آنکھوں میں تیلی جیسیا
 داغ پروانہ کوئی چھوٹے گاشمع
 تیرا سحر اور تیشہ کو کہن

آپ تو اپنا ہنو قاتل عبت
 لیکے دل پہ مانگتے ہو دل عبت
 ترک کیا ساتی دریا دل عبت
 کیوں پڑکنا ہے ترا تل عبت
 تو تڑپتا ہے بہت آد دل عبت
 فق ہے منہ تیرا مہ کامل عبت
 کیوں ملاؤں تیرے دل سے دل عبت
 ہے رخ روشن یہ تیرے دل عبت
 وہ جگر بیکار ہے وہ دل عبت
 منہ کا جل کا بنایا تل عبت
 مجھے چھوٹا کو چھ قاتل عبت
 پیچ ہے بیکار لا حاصل عبت
 بک نہ اتنا عارف کامل عبت
 دام میں ہے طائر بسمل عبت
 ہوش میں آیا تر اغافل عبت
 کب سے دیدار سیلی محل عبت
 کیوں سستی ہو گی سر محفل عبت
 کا ٹٹا ہے عشق کی منزل عبت

دل تو کب کا اشک ہو کر بہ گیا

قدر کرتے پھر تیرے ہر دہل دل عبث

<p>مختار ہوں تو بہر خط تقدیر ہے عبث ابر و عبث نہ زلف گر گلیے سے عبث ابر و سے کچھ ہی بیچ جو سید ہی نہ مانگ ہو معشوق جسکا درد ہو حال و سکا سوچیے احباب مجھ کو انکی طبیعت پہ چوڑ دین اے جو شش جنوں جو سلامت سے ہلائی ہم در کنار غیسر یہ چوڑا نہ ایک ہاتھ جنت کا کیا محل ہے نصیحت کی لیجئے پہلو بدل بدل کے کٹرات تو سہی دیکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ایسا نو کہ خلق تجھے سنگدل کہے گردن کے گھوٹنے کو گر بیان کم نہ تھا جو میرے حق میں تم کو وہ آیت و حدیث ایذا رسانیوں سے اندھیرا مجھے قبول</p>	<p>۱۵ مجبور ہوں تو قہمت تقصیر سے عبث پر کاٹ پہا نسل ہی سے پیر ہے عبث سیح ہے کمان باندہ نازی تیرے عبث اس باب میں حضور کو تحریر ہے عبث کچھ اور اس مریض کی تدبیر ہے عبث یہ ہتھکڑی یہ طوق یہ زنجیر ہے عبث بس کہو لے کر سے یہ شمشیر ہے عبث اے واعظو یہ وسعت تقریر ہے عبث کیا میری جان نالہ شکیں ہے عبث ساقی بلا بھی دیکھیں تاخیر ہے عبث اتنی زکامائی اے بت بے پیر ہے عبث طوق گران جنونین گلو گیر ہے عبث یہ بات ہے تو بہر خط تقدیر ہے عبث کیا کام اسکا بزم میں گلگلیے سے عبث</p>
--	--

آنکھیں لڑائیں قدر نے آنکھیں دکھائیے

کچھ اور اس غریب کی تعزیر ہے عبث

<p>۱۳ باتیں کرتے نہیں آغچہ دہن کیا عبث دیکھ کر زلف کو کیا آتش غیرت بھڑکی</p>	<p>پہول جھڑتے نہیں آتشک چر کیا عبث کو یا جابل کے ہوا مشک ختن کیا عبث</p>
--	--

<p>رو سے روشن میں اگر تابش خوش بین ہمد کو کیا وہ نہیں آئے مری میت میں کچھ تو بدلی ہے ہوا دیکھئے کیا گل پہلے بال ہے تیری کمر یا راجا تو نہیں نوجوانوں کو مٹا کر تجھے غم ہے شاید نہ میں یوسف ہوں نہ یعقوب کے فرزند کیا مرے ساتھ گیا زیر زمین جوں غیبٹ لون سے سمجھے یہ کبھی پوچھوں کا چشم ز گس سے بھی تم کرتے ہو پر وہ شاید شام غربت کسے اوس زلف نے دکھائی ہو</p>	<p>خشک رہتا ہر ترچا ہذا وقت کیا باعث اتکلاش ہے بیگور کفن کیا باعث آج ہے اور ہی عالم چہ چین کیا باعث ہر چراتی ہے نگاہوں سے بن کیا باعث جامہ آبی ہے ترا چرخ کن کیا باعث پہر مرے پیچھے پڑے اہن طن کیا باعث نہ رہا قبر میں اک تار کفن کیا باعث نہ مگر خلق ہوئی وہ نہ دہن کیا باعث کیون نہیں کرتے ہو گلگشت چمن کیا باعث اپنا سر دہنتے ہیں یا ران وطن کیا باعث</p>
---	---

بے سبب آپکا چہ نہیں اُترائے قرار
کچھ تو فرمائے اے مشفق من کیا باعث

<p>کتاب کہ ظالم میں تو نہیں ظلم کی پہ بنیاد عبت کیون شہری روتی ہیں سب ن مفت میں گمیں تو ہیں ہے مرضی ہولی از ہولہ ولی تیرا جارہ امین سوا ہی تجھے قارون تو نہ بن پورہ خد میں صرف ہی پتا نہ ہلے حکم خدا بے اس کے پندد ماری پیر چھپی گئی رو ہے کہ ان گمیں میں چھپی ماوکہ ملک تصویر دنی کی کینچ سیکھا دیکھ نہ دہورا کام بھی کیا</p>	<p>۱۵ کیون باڑہ چھری پر کہتا ہو تو کابل ہو تم عبت جو کنگا نہ خواب مرگ سے ہیں شہر عبت فریاد عبت ہریش میں تو شاد عبت ہر رنج میں ہا شاد عبت یہ بوجہ نہ تجھے اٹھ سکیا سر نہ بہت تو لاو عبت پہر باغ میں ہر پہر تار کیوں گلچین کو لٹی صیاد عبت پہر قتل پہ باغ باندی کمر تیار سجے جلاو عبت کچھنی کی نہیں مہم مگر محنت تو نہ کر نہر عبت</p>
--	--

ابر کا فدائی ہوں میں ترا تو مجھے ہوں پڑا نبل
منہ نہ لگے ملی ہر موت کسی ل کو ہر مری سودا سا ہوا
مے پہ سلوک اور عشق یہ کیا رکمانہ کید کج تو نے مجھے
جب جان پر اپنی کیل گئے سیم ہی اگر مہال ہی کیا
ہم تو مین شارسر و قدان و جانور دن چال حلیین
سینے میں تپان سے دل جو مرے کون کھڑا تا ہاتھ ترا
سودا ہر غضب کا خون کمان سب جلکے ہو ہر خاک سیاہ

جواپ ہی تجھ پر مرنے لگا پہر اوس پہ نہ کر سید و عبث
بے وقت اجل کب آنے لگی ہر یار کی اوس کو یاد عبث
آہوں کا تصور بندہ جو گیا سب کا کہ ہوں برا و عبث
خسر وہ نہ ہاتھ اک صاف کیا سر ہوڑ لیا فرما و عبث
تنے میں چن بین سر و خنک نہ چتے ہیں کھڑے شاد و عبث
تو عمر بہر اپنی زلف میں کہہ ہر چیل عبث سید و عبث
ہر چشم سے کیا روگ مجھے نہ شتر نہ لگا فضا و عبث

اک ہاتھ سے تالی جیتی نہیں اپنی قدر تھیں کیوں خط ہوا
لو تم کو تو ہو بولے بیٹھے ہیں وہ تم کرتے ہوا نکو یاد عبث

ردیف سیم تازی

۱۴ قاصد یہ کہنا پا کے مے یار کا مزاج
خورشید حسن کہتے ہیں یا پادشاہ حسن
یہ لہن ترانیاں ارانی ہے زبان پر
صیاد نے چین میں قفس لاکے رکھ دیا
منت کش سیج ہو گا وہ حشر تک
حافظ خاں ہے گو غریبان کا اندون
نے نکھر کر کب آتے ہیں کوٹھو پشام کو
دونوں جہان کی قید سے چٹوا سیر زلف

پوچھا ہے اک غریب نے سکر کا مزاج
شاعر بگاڑتے ہیں مے یار کا مزاج
بہکا ہوا ہے طالب بیدار کا مزاج
کیا پوچھتے ہو مرغ گرفتار کا مزاج
ہے عرش پر حضور کے بیمار کا مزاج
بگڑا ہوا ہے یار کے رہوار کا مزاج
پہچانتے ہیں طالب دیدار کا مزاج
قابو میں کب سے تیرے گرفتار کا مزاج

<p>بلبل کی وہ سنے نہ یہ میری کہی سنے دو گز زمین پائی جہان مر رہے وہیں ٹیڑ پانہوگا ہم سے ہمارا خدا اگر تنگے کلی کلی کے وہ چنتا ہے ہر قدم عشق بتان میں باندھے رکھو نہ دسکو کب اگر بر طیب کے پھیلے گا اوسکا ہاتھ صیاد سے کورگ گل بنا لے جال</p>	<p>مٹا ہے کل سے کچھ مے دلدار کا مزاج کیا خفتگان سایہ دیوار کا مزاج سید ہار ہے گا اوس بت عیا کا مزاج کیا سپر گیا ہے عاشق رقا کا مزاج خوگر ہوا سکونت کسا کا مزاج جو تھے فلک سے تھے ہمارا کا مزاج نازک بہت ہے بلبل گنار کا مزاج</p>
<p>فرہاد و قندرو اسق و مجنون میں ایک ہے مثل عناصر ایک ہے دو چار کا مزاج</p>	
<p>کیون مثل شمع روؤں میں اس انجمن میں آج ۱۲ مزدہ ناصبا سے جو فصل ہمار کا پتھر کی بار ہوتی ہے بر چھی نگاہ کی پڑھتے ہیں شمس و صفت میں دندان یار کے بکہ سے جو منہ پزلفت تو اندہر چھا گیا غنچوں میں یہ بہن نہ عنادل میں یہ سخن تربت پہ تنے پائی خزاں جو رکھ دیا مذکور کے عارض رنگیں کا آگیا کس نو جوان نے منہ سے لگا کر دیا ہر جام پائی نہ ایک گل میں ہی بواؤں نگار کی</p>	<p>سوز درد آگ لگی تن بدن میں آج پہو لائیں ہاتا ہے بلبل چین میں آج دہا کیں بند ہی ہوئیں ہیتیاری دکن میں آج موتی ہرے ہوئی ہیں ہمارے دہن میں آج کیا چاند چودھویں گل چپا ہی گہن میں آج لے گل نہیں ہے آپکا نانی چین میں آج اک لگ سی لگی ہے ہمارے کھن میں آج باتوں ہی بول جڑے ہیں اس انجمن میں آج ساتی یا خمر ہے شراب کمن میں آج شبم کی مثل روتی پرے ہر چین میں آج</p>

دن عید کا ہے آئینکے ہم لوگ نذر کو بیٹھو بناؤ کر کے ذرا انجمن میں آج

کعبے میں کل تو قدر اونیں کر چکے تلاش

ڈھونڈینگے جا کے بت کدہ بہن میں آج

نازک سے بوسے اوس ستم ایجاد کا مزاج ۲۳ جب تو ہوا پہ رہتا ہے صیاد کا مزاج
 ابرو نے کر دیا نئی ایجاد کا مزاج ٹیڑھا ہے تیغ سے کہیں جلا د کا مزاج
 رنگین سمجھکے اوس ستم ایجاد کا مزاج پوچھا دیاں زخم سے جلا د کا مزاج
 آہوے چشم یار کی تصویر کھینچ کر وحشی ہوا ہے مانی دہن زاد کا مزاج
 کلیو نکو توڑ توڑ کے زخمی کئے ہیں پر گلچین سے لوگیا مے صیاد کا مزاج
 مکر نہ جائیں صاحب جوہر کی توتن جب تو قوی ہے کشتہ فولاد کا مزاج
 میلے میں جیسے دوست کسی دوست مل محشر میں یون میں پوچھو گا فریاد کا مزاج
 اپنی خودی میں آپ سے باہر ہیں ہل پل پابندیوں میں رکھتے ہیں آزاد کا مزاج
 ہنستے ہوئے جواب چلائیں دفعہ کیا شاد ہو حضور کے ناشاد کا مزاج
 وہ تیوریاں چڑھائیں وہ ابرو پہ لٹچا آیا بلوں پہ وہ ستم ایجاد کا مزاج
 اس درجہ میرا خون سمایا تھا ذہن میں رنگین ہو گیا مے جلا د کا مزاج
 شانہ ہوز لفت میں تو لچکنے لگے مکر نازک سے ہیرے غیرت شمشاد کا مزاج
 طفل کا وعدہ تم سے جوائی میں ہو وفا دیکھا سنا نہیں کہیں اس کا مزاج
 یہ سخت جانیاں کہ ذرا سانس بھی لی دیکھا شہید خنجر فولاد کا مزاج
 زار و زار غم میں دل چاک چاک ہے صورت جو قیس کی ہے تو فریاد کا مزاج
 تلوار توڑتے ہوئے شانہ اتر گیا کیا تولہ ماشہ ہے مے جلا د کا مزاج

<p>ہاں اے زبان تیشہ بہت دون کی نہ مردان حق سے قہر دینا بہت نہ اوڑ دیکھا جو زبرد ام پڑکتے ہوئے مجھے ٹھنڈا ہے کوئی دم میں ہوتا ہے اونٹ ہے جیسی روح ویسے فرشتے مثل ہی برہم ہے سچ کہا تا ہے کیسا بلون پہ</p>	
<p>کچھ میسٹون سے سخت سے زیادہ کا مزاج صورت چڑیل کی تو پر زیادہ کا مزاج کیسا ہنر گیا مے صیاد کا مزاج ہے نہ تیرے کشتہ بیدار کا مزاج واغظ ہی پوچھتے ہیں زہاد کا مزاج کیا زلف ہو گیا ستم بجا کا مزاج</p>	
<p>کلیان چمک رہیں ہیں جو اے قدر باغ میں گل پوچھتے ہیں بلبل ناشاد کا مزاج</p>	
<p>۲۱ دلوں سے خزاں ترک دشمن کی احتیاج اب بھی کچھ بات ہے کیا اس میں سخن کی احتیاج جان من بچو نکلے بھل چلنا یہ تیرے چھن کیا ضرور لاغر شاہوں کہ پرچہ بی کافانی ہے مجھے رات کو چھپکے نکلتا ہے سورج کی طرح یہ گناہوں کی مذمت کا بڑا احسان ہے تنگ آیا لاغری سے اس قدر میں آج کل خل لہو کا نہیں آئینے کے تالاب میں کنکروں پر ٹوٹا ہوں جو بوش سودا ہر مجھے بوسہ مانگوں تو دہن کی ٹمکو کچھ حاجت نہو خوش نفس رہتے ہیں دنیا کی علالت سے جدا</p>	<p>اس گڑھی کی واسطے ہر اک تن کی احتیاج ہم وہ بت راضی تو ہو گیا برہمن کی احتیاج بیولی بیولی شکل ہے کیا بانگپن کی احتیاج سبزہ خطا پر فنا ہوں کیا کفن کی احتیاج اب مے گھر میں نہیں اوس بدلچن کی احتیاج خود زمین میں گر گیا کیا گورکن کی احتیاج ڈوب مرنے کو ہر اوس چاہ ذوق کی احتیاج تیری پیشانی کو کیا چین دشمن کی احتیاج کب یہاں ہے کو دکان سنگزن کی احتیاج گایان کہاؤں تو ہو جاؤں دہن کی احتیاج روح کو ہرگز نہیں ہوتی کفن کی احتیاج</p>

دشمنی مجسم ہوں تنگی گریبان کم نہیں
 دل دیا جدم تو پیرا پناہ پرایا چھوڑے
 دل میں آہیں اک طرف ہیں اور اک عوداغ ہیں
 اے صنم لا کون مے بیٹھے ہیں تپیر آج کل
 دم نہیں تو عشق کسکا جان ہے تو جو جان
 اس قدر اے تم کو گھل کر مرے ہم آپ پر
 جا کر اون زلفوں میں دل رخسار کو ڈھونڈا کیا
 چشم بدور آپ کے بازو پہ زیور کیا ضرور
 دو دنوں زلفوں سے تمہاری عطر گین ہے شام

خود گلا کٹا بیگا کیا تیغ زن کی احتیاج
 مشکے جب خود تو بہر کیا ماؤں کی احتیاج
 میرے گلشن کو نہیں سہو و سمن کی احتیاج
 اسکو حاجت گور کی اسکو کفن کی احتیاج
 بلبیل تصویر کو کب سے چین کی احتیاج
 اک پر پروانہ بس ہے کیا کفن کی احتیاج
 شام غربت میں ہی صبح وطن کی احتیاج
 نیلا تاگا باندھے کیا نورتن کی احتیاج
 کب ہمیں ہے غم و مشک ختن کی احتیاج

قدر فن شکر کر کم آئے گا توبہ کرو
 اس زمانے میں نہیں صاحب سخن کی احتیاج

روینے حلی

جو چاہے آئے جائے خرید کر طرح ۱۷
 تار و زحر آپ نہ سلجھا سکیں اسے
 سینے سے ہم لگا ئے رہے لہلہ گیا
 تربت میں ہم جو زخم بگر ساتھ لیکے
 یارب زمین سخن سے اور آسمان دور
 رندوں کی بات کا کوئی دس سکتا ہے جواب
 گھر ہو گیا ہے آپکا بازار کی طرح
 گیسو بڑے ہو میری شب تار کی طرح
 تصویر یار پاس رہی یاد کی طرح
 سبزہ لگا ہے مرجم زنگار کی طرح
 بے بس ہوا ہوں مرغ گرفتار کی طرح
 واعظ بھی کہو گیا دہن یار کی طرح

<p>لے یا رلا اسکان میں جو تیری خبر ملے انکھوں پہ لوگ جھک بٹھاتے ہیں غلغلی میں دیکھو بے زبان سے بوسی کا حکم ہے پانی مرا جو اشک پیئے میں نے ہجر میں وہ رند ہوں کہ خروہ مینا جہان ملے قاتل نکل ہی جا یگی سنہ سوزی رہی اچھے جو تھے وہ پہلے ہی دنیا سے حل ہے نالان ہو کیون دل مرا زلف سیاہین منہ پر نقاب لے لے آفتابین وہ شکر کیا جو زلف کی صورت اولجہ ہے</p>	<p>اچکون میں عرش تک تری دیو کی طرح سب سے جھکا ہوں ابرو خمدار کی طرح اقرار آپ کرتے ہیں انکار کی طرح سینہ ہے چاک رختہ دیوار کی طرح پہلو میں اپنے رکھوں دل زار کی طرح ہم ہی زبان رکھتے ہیں تلوار کی طرح انگے بڑھے وہ قافلہ سالار کی طرح یہ رات اوس پہ بہا ہی ہی بیار کی طرح ہم دھوپ میں کھڑے ہیں گنگا کی طرح ہو صاف صاف یار کے رخسار کی طرح</p>
<p>اے قد رسول میں جو سنائیں وہ تلخ بات پی جائے گا شربت دیدار کی طرح</p>	
<p>۲۰ پنہو تم اپنے کان میں بالاکسی طرح بد صورت اونکو شہر میں کتے ہیں سنئے پیری میں بھی نہ ہوے سزاؤ ہو زیند محشر تک انتظار میں تیرے جی کا کون پھیلاؤ جالی لوٹ کی کرتی کمر تک نظروں سے گر گیا تو وہ پلکوں میں گھر گیا ہم بھی نکل کے قبر سے دیدار دیکھ لیں</p>	<p>ایک کوا یا رہا لے میں بالاکسی طرح جسمین وہ کہ ولدین رخ زیا کی طرح جانانہیں دماغ سے سودا کی طرح مالو نگاہیں نہ وعدہ فردا کی طرح پھانسو تم آج دام میں غرقا کی طرح بچتا نہیں ہے اچکا تاکا کی طرح حاکم کو کیجئے تہ و بالا کی طرح</p>

دریا بہا یا نجد میں آنکھوں سے قیسنے
 ہرگز حضور بیٹھے ہر گنہگار خیاں معاف
 گشتگی ہے روح سے اس مشت خاک کو
 غصے سے آنکھ سرخ نہوگی حضور کی
 دل پر تمہاری آنکھ پڑی حشر ہو تو ہو
 غصے میں لال پیلے اسی طے ہوئے
 اندر سے ضعف عشق میں بن کر مر گیا
 انگور اتر کرے تاک سے یارب کھنجر شراب
 محفل میں آپ شوق سے آنکھیں لڑا
 منت بھی کی خوشامدین ہی یاد نہ ہو
 پتلی سے میری کیون وہ پتلی لڑی رہے
 اے لاغری میں اونکو قدم سے لگا رہوں

چلتا نہیں ہے ناقہ لیلیٰ کی طرح
 کہنے میں اب نہیں دل شید کی طرح
 قایم کہی رہا نہ بگولا کی طرح
 لالہ نہوگی زگر سے شہلا کی طرح
 کعبے کی چہت پہ آئین میا کی طرح
 کہلاؤ حسین تم گل رونا کی طرح
 اڑھانہ مجھے ناز میا کی طرح
 ہو آفتاب عقدہ نریا کی طرح
 دیکھوں میں تیلہ نکا تماشا کی طرح
 لاکھوں طرح مٹا یا نہ مانا کی طرح
 ہوتا نہیں جدا کہی جوا کی طرح
 بجاؤں گس کے خط کف پا کی طرح

اے قدر ناحق آپ چلے ہیں منانیکو
 وہ ہٹ دہر نہ مانے گا صلا کی طرح

۲۳ بان شوق کچکے وہ ادھر آئیں کی طرح
 دل میں ہمارے آپ سائیں کی طرح
 میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ دو کیون شوق سے
 فرقت کی شب میں ہم جگر و دل سونگ میں
 بوسے جبین سماجہ ذوق لینے دیجئے
 بان ناز کی پہاڑ ٹھٹھے نہ پائیں کی طرح
 درپردہ سینے سے تو لگائیں کی طرح
 آنکھوں میں بالکل آپ سائیں کی طرح
 آہا ہے چین دہنے نہ بائیں کی طرح
 ہم آپ کے دہن کو تو پائیں کی طرح

لیجا کے رکھ دیا خط تقدیر حشر میں
 سینے پر سر دھر کبھی زانو غل میں لائے
 ساقی سے جا کھین لیں ہی ہم لالہ اسے
 آنسو بہا ہے دست نگارین سے پونچھ کر
 قاتل بھی بن جو اسے لب جانان تو ہر صبح
 اے زلف یار حضرت آلِ چلمین ہر
 اوٹھواتے ہیں وہ بزم سے ای بارغم
 ہوئے ہیں وہ ہماری وفا یقین ہو جائیں
 دریا میں دیکھ لیں وہ جابو کا پھوٹنا
 کیوں بار بار سامنے رکھیں نہ اُٹھیں
 تیوری چڑھائیں آنکھیں دکھائیں گھر بھی
 نالہ کجا دہن ہے ہمارا دہانِ خرم
 دینگے ہم انکو دیدہ حیرانِ کائنات
 ننگے کی طرح جو نہ ادلیں غل سے
 جے میں ہے اونکے در پہ کریں جہاں
 آؤ لپٹ لپٹ کے پسینے پسینے ہوں
 کچھ دہم سی کمر تو دہن کچھ گمان ہے

ثابت ہوئیں نہ میری خطائیں کی سی طرح
 مطلب ہے کہ دلوں کو دکھائیں کی سی طرح
 اوٹھیں تو ادوی ادوی گھٹائیں کی سی طرح
 پانی میں آپ آگ لگائیں کی سی طرح
 سیکھہ پروں کی بانکی دائیں کی سی طرح
 ابام سے نکلے نہ جائیں کی سی طرح
 جب جانیں ہم کہ اوٹھنے نہ پائیں کی سی طرح
 ہو لینگے ہم نہ انکی جفا میں کی سی طرح
 منہم جہان میں نہ اوٹھائیں کی سی طرح
 ہم اچھا نہ رتوڑ پائیں کی سی طرح
 اس پردے میں نہ آنکھیں لڑائیں کی سی طرح
 ممکن نہیں کہ ہونٹہ ہلائیں کی سی طرح
 جھین وہ ہکو منہ تو دکھائیں کی سی طرح
 ہم ہی نہ کوئے یا رے جائیں کی سی طرح
 تقدیر کے لکے مٹائیں کی سی طرح
 دل کی لگی ہم آج بھجائیں کی سی طرح
 دونوں وہ ہیں کہ ہاتھ نہ لائیں کی سی طرح

مندی ہمارے تلون میں کیونکر ملینے قدر
 آخر یہ اپنا رنگ بجائیں کی سی طرح

دو قدم چل نہ سکا اوس بت گلرو کی طرح
 روتے روتے شبِ فرقت میں اندھیر چھایا
 دیکھو باریک کمر کو تو وہ ہر پال کی کھال
 سوزِ شنِ باطنِ مظاہر سے مری رونقِ ہجر
 صبحِ خسار سے ہستی نہیں اس قدر طول
 قتل کر کے مجھے ایسے کفنِ افسوس سے
 شمعِ داغِ دل سوزان ہی اگر ملے پہلے
 ضعف سے زکس بیمار کے بیمار میں ہم
 شبِ فرقت مری رونق سے ہی ساکنی آ
 قدموں کے نطائے کی تمنا ہی مجھے
 رکھے سر پاؤں پر روناموں دلاسا دو تم
 رشتہ زلفِ مجنوں سے سیارِ خمِ جگر
 قتل کرتی ہیں مجھے اونکی نشیمنی نکمیں
 کہی آتی نہیں وہ میرے سیہ خانے میں
 کیا بہار آئی ہے انگوڑے چشمِ محجور

۱۶

سرو لاکھ اوڑائی قد و لچو کی طرح
 اب تو آنکھیں ہی بہی جاتی ہیں آنسو کی طرح
 پوچھو اوس تنگ بہن کو تو سر ہو کی طرح
 کہی پروانے کی صورت کہی جگنو کی طرح
 شبِ یلدا بھی نہو کی تنگ کیسو کی طرح
 طائرِ زندہ، تنہا اور ٹکیا جگنو کی طرح
 گرم ہو جائے نسیمِ مری کو کی طرح
 جب گرجے اوٹھ نہ سکے ہر کہی آنسو کی طرح
 جرج سے تائے اوڑے جاتی ہیں جگنو کی طرح
 آنکھیں تپہ رنگی ہیں ننگِ ترازو کی طرح
 سرکشی اب نکر و سرب جو کی طرح
 جب تو انگور بند ہانا فدا ہو کی طرح
 دورِ جہشید ہوا دور ہلا کو کی طرح
 چاندنی کو ہی ہی شرم اوس بت مہر کی طرح
 بار سے شاخِ جبکی جاتی ہے ابرو کی طرح

رُذف کی قید ہے ایسی غزل کیسے قدر
 کام کرتا ہے کلامِ ایچا جادو کی طرح

کون جگن پیر سے واقف و مجنون کی طرح
 سر پہ کیا لاد کے لیجا بیگنا قارون کی طرح

۱۱ گہرین ہوں آپ سے باہر دل محزون کی طرح
 بانٹ سے نام پر اللہ کی حاتم بنکر

<p>باغ میں نرگس اوگی دیدہ پُرخون کی طرح کپڑے آبی نہ رنگے آپسے گرد و بکری طرح حشر بریا نہ صاحب موز و بکری طرح لال ڈورے ہی مین موج سے گلگون کی طرح عرشِ عدل میں اتر آئے ہو غمگوئی کی طرح بیٹھی ہے دخترِ زخم میں غلامگوئی کی طرح ایک سا اوّل و آخر ہے مرانوں کی طرح اندونوں رنگ سخن جوش میں ہی خون کی طرح</p>	<p>جشمِ میگون کے تصور میں ابھرو دئے ہم صورتِ چرخِ مست کر مرا ماتم نہ کیسا بیٹھئے مصباحِ ثنائی نہ لگائے کوئی چشمِ مخمور میں کیفیتِ جامِ مل ہے شعر میں آؤ زبانِ سی تو زبانِ پزل ہے محاسب کو ملکِ لموت سمجھتی ہے وہ نفی ہو جاتے ہیں جو لوگ بدلتے ہی نہیں بوے وحشت گلِ مضمون سچلی آتی ہے</p>
---	---

قدر کیون عشق سے باز آتے ہو دیوانے ہو
 اب تو مشہور ہو گئے و امق و مجنون کی طرح

ردیفِ خاتمہ

<p>۱۰ بوٹی بوٹی ہی بچہ کتنی صفتِ دل کش قیدِ ہاروت سے یا اس میں مار دل کش اپنے کیوں خنجرِ ابرو پہ مائل ای شوخ کہو لدن حال ترا سب محض ای شوخ کیا کر ڈی گات تری ادھیری ہے اللہ تیغِ ابرو پہ مین ہر وقت فدا رہتا ہوں چکے ملنے کی عجب راہ نکالی تو نے</p>	<p>کہ شرارت سے بہرہ و تامل ای شوخ ہے ترا چاہد حق یا چہ بابل ای شوخ آپ تو اپنا سہوا جاتا ہے قاتل ای شوخ ورنہ اکدن تو کیلے مین مجھے ل ای شوخ اس سے ثابت ہے کہ ہر سخت ترادل شوخ اب مناسب ہے تخلص مرا سبیل شوخ ربط کویتا ہے مے دل سے ترادل ای شوخ</p>
--	---

تلخ باتوں نے تری لب کو اشد کھلایا
ایسا دیکھا نہیں کہ کوئی بانکا تر چھا
پہلے باندھا کیا کرتا تھا اونچا چوڑا
لب پہ ہلتا ہے رے ناک کا، بے لیا
ہنر و لطف کجا مصحف خراب کیا
کیون بڑا تلمیہ عبت گیسو و نکو طریک
ہے مے قتل سے انکار تو کیا تہا ہے
کیا نمک مچ لگاتا ہے کباب کو
شمع پر روشنی شمع سے پروانہ گرا
جب ترا سنا ہو گرتی ہے مجھ پر بجلی

خط بھی نکلا تو ہوا زہر ملا ہل سے شوخ
سکے بانگ تو تری وضع ہے قاتل شوخ
تو نے بے شبہ چرایا بے مزہ دل شوخ
جیسے تڑپے کوئی مچھلی ایسا حل شوخ
ایک جا دیکھ رہا ہوں حق و باطل شوخ
تو ہوا جاتا ہے پابند سلاسل شوخ
خود و ملکہ شریف نہیں ہوں شامل شوخ
ترا رخسار ملیح اور ترا تل سے شوخ
تیری شوخی سے میں تجھ پر ہوا مل شوخ
اچھا ہٹ تری کردیتی ہے بل شوخ

قدر دل نیچتے لایا ہے جو لینا ہے تو لے
اسمین کیا تیری خوشی اور ترا دل لے شوخ

پرزے گمو گٹ کے اوڑے نکل کتان چوٹ ۱۸
میرے دل کیلئے آپس میں اچھتین بلفین
انہیں چاروں میں کیسے تو مجھے مارا ہو
دل جو پاتا تو کلبے سے لگا لیتا میں
سنے ہیں برق تجلی پہ وہ غش کرتے ہیں
کہیں پیدا تو کرین طالبہ دیدار آنکھیں
سنگ سود جو دما تھے کا ترا خال سیاہ

چانکا چاند ہے لے جان جہان رخ کارخ
نہ صفائی کو اگر بیچ میں پڑ جاتا رخ
قد ہے رفقا رہے یا وضع تمہاری یا رخ
بوسے رخسار کے لیتا جو کین پاتا رخ
دیکھ لین حضرت مہوی وہ بھوکا سا رخ
ایک آئینے سے پہلا ہوں ابھی صدا رخ
پوشش کعبہ ہے کیسے یہ کھارخ

کیا کرین کیا نہ کرین عشق میں جی چھوڑتا ہے
 اس گستاخین کوئی مجسا نہیں سبز قدم
 چشم چرخان سے یہ چشم ہے ایسے وارے نصیب
 بزم وہ عاشق ہین کر کو لکے بیٹھے ہر رو
 جام حبشید سے آئینہ سکندر کا بنا
 ڈھیری تھا کہ کہیں پاؤں نہ پہر جاتے اوہ ہر
 پان سہی چونہ کا جل نہ خط و خال نہ زلف
 بول بالا قد بالا کا ہے گوگرد و ناک
 طالب دید نے اشکوں سے جو سینچا گلشن
 یک رخنی چاند نے تصویر اتاری تیری

ور نہ رستم سے بھی سنہے نہ کہی بدلائخ
 میرے آتے ہی پڑا بادہ باری کا رخ
 سامنے آئے کے ہی وہ نہیں کرتا رخ
 دیکھ پائے جو کھین اچھی مگر چپا رخ
 جب لگا منہ سے پیالہ تو جھکا اٹھا رخ
 نزع میں کیا ترے کوچے کی طرف کرتا رخ
 ذبح کرتا ہے مجھے لے ترا سا دار رخ
 قد بالا سے بھی لیکن ہے ترا بالا رخ
 شاخ گل میں ہوئی ہوا کوئی جگہ پیدا رخ
 تو نے کروٹ سے دکھایا جو اسے آہ رخ

بعد مرگ آ کے عزیزوں سے مے پوچھتے ہین
و تر جی مرنے لگا تھا تو کہہ کر تو تھا رخ

پر تورخ سے ہوا یوں خانہ دلدار رخ ۱۹
 ہے سہی مالیدہ لب لکھو سے کیا ہی دار رخ
 جاوہ صحرا پہ جب مجروح تلو و کچل چلن
 پار نکلا ہے دل پر خون کو بر ماتا ہوا رخ
 نقطہ آیات و جدول کالی کالی صفحہ لا
 صاف تقریر و کج دہلان ہو گئی اوکے سفید
 پوٹ نکلا ہو ترا رنگ ہے بت گل بیرن

جس طرح عکس شفق سے ہون دیا رخ
 یکل رسوں ہوا ہے صورت گلزار رخ
 صورت قوس قزح کر دوں دم رفقا رخ
 تیر تیر کیوں نہو پیکان سے تاسو فار رخ
 تل سے لکھ میں سیر زلفین سیر خزا رخ
 لب ہوئے رنگین بیانی سے دم گفتار رخ
 جسم کو تیرے جو چو جاے تو ہو تار رخ

<p>سوزن دل سے مرادینہ بھبھوکا ہو گیا لال ہو گئے ساقیو آنے تو دو فصل بہا تھوکتے بین خون باغ دہریا بل سخن ایمن زلفین جہم کر منہ پٹا پٹے پڑ گئے یا دکر کفصل گل کو خون روئیگی خزان کہ گئی کان بڑشان لعل لب کا دور ہے خشم ظاہر سے صفائی باطنی جاتی نہیں</p>	<p>اگ جس گہر میں لگی ہو جاتی ہی دیوار سرخ ہن پہ ہن برسے گا ہو گا خانہ غمار سرخ ہے شہادت کیلئے تو طے کی ہی نقار سرخ ناز کی سے ہو گئے دولون تیر و خسار سرخ چشم زکس ہو گی مش دیدہ خونبار سرخ ڈھیریاں ہن لعل کی ہی جوہری بازار سرخ کب نیام سرخ سے ہو جاتی ہی تلوار سرخ</p>
<p>اس زمین میں پہر پڑ ہو اے قدر اک نگین غزل دست و پا کر دوسرے فکر کی دوبار سرخ</p>	
<p>خون رونے سے نہیں مژگان دم دیدار سرخ ۱۵ ہی خوشی سے آج رو سے بلبیل نادار سرخ اوسکے منہ پر جب مراد ذکر شہادت آئے گا پائے رنگین سے زمین پر جو پڑا نقش قدم دیکھیے آئینہ قدرت کی مینا کاریاں کھل گئی وحشت میں الفت اس طللی نگین کی پھر ہر آیا خون پہریا د اگنی تیغ نگاہ زلف پیچاں میں نہ کیوں پرخون دل عشاق ہوں یہ شب ہجران میں نکلی ہے دل خون گشتہ سے دیکھ قاتل خشم خشم آلود سے دو تین بار</p>	<p>لڑتے لڑتے ہو گئے مرغ نظر کو غار سرخ کیا زر گل لے اڑا ہی باغ سے دوچار سرخ خود بخود مثل زبان ہو جائیگی تلوار سرخ زخم کی صورت اوہر آیا دم رفتار سرخ خط عارض سبز ہی گیسو سیہ رخا سرخ داغ سودا ہن ہمارے صورت دینار سرخ پہر ہوا زخم جگر پر ہم زنگار سرخ سننے میں آئے ہن اکثر کھچھا سے مار سرخ ہے شہاب آسا ہماری آہ آتشبار سرخ قتل کے محضر پہیری مہرین ہوں دوچار سرخ</p>

<p>روے گلگون دکھ کر آنکھوں میں یہ سرخی کبھی ماتھے پر افشان چنی چن جبین سے قتل کر ہم نے ٹکڑا کر سر پر خون گسڑا کر دیا اب کلیجہ پیسے کا آنسو جاتے ہیں سفید</p>	<p>جس طرف ادھی نظر میں سب دیوار سرخ میرے خون ہی ہو تو ظالم تیغ جو ہر دار سرخ سو جگہ سے ہو گئی اوس شوخ کی دیوار سرخ خون تھا پہلے جو قتل کے گئے دو چار سرخ</p>
---	---

تیرے آتے ہی خزان میں لگئی گویا بہار
 زرد چہرہ قدر کا کیسا ہوا اک بار سرخ

رویفہ الہامیہ

<p>۲۲ سنے گا باغ میں میری اگر فغان صیاد اجل کے منہ میں ہوں میں زار نہ تلوں صیاد تجھے سناؤں میں گلشن کی دستان صیاد قفس بناتا ہے چنکر گلاب کی شاخیں مری تلاش میں شست زدہ پرے کا تو مجھے جو ایک کئے گا میں سو سناؤں گا غضب ہے غمزہ مرگان و عشوہ ابرو میں کیا ہوں طائر سردہ کو پانس لائیگا وزلف دام ہے کپنا ہوں میں انجال ادھر زمین اور ہر آسمان یا قسمت ریگی شاخ نشین نہ ایک پر بلبل</p>	<p>دبا کے دانتوں میں رہ جائیگا زبان صیاد ہی تیرے غنچہ پر پیکان میں آشیان صیاد کہ چھپا ہے مرا نظم بوستان صیاد ہوا ہے مرغ چمن کا مزار جان صیاد ہرن کی شاخ پہ ہے میرا آشیان صیاد زبان دراز ہوں میں اور بد زبان صیاد اوڑا لے دیتا ہے نئے تیرے کمان صیاد کر گیا ایک زمین اور آسمان صیاد غرض کہ اُنکو سمجھتا ہے مرغ جان صیاد اب اس قفس سے میں اوڑ جاؤں گا کمان صیاد گٹھے ہوئے ہر گی کستان میں باغبان صیاد</p>
---	---

تو بوسے گل سے آئی ہوا سقد مجنون
میں ڈال ڈال تو وہ پات پات رہتا ہے
چمن میں خاک گل و بلبل بنہیں بدین
محال ہے کہ نکلیجاؤں بچکے پہلو سے
سنا جو چاہے تو بلبل کے نغمہ رنگین
بنارہا ہے رگ رگل سے دام کے حلقے
چمن کی بو سے پھرکتے ہیں نو اسیر حرمین
ابھی تو شاخ سے آہٹتا ہوں سر پہ
میں ہوشیار ہوں گیسو و خط کو دیکھ چکا
یہ لالغری ہے نکلیجاؤں گامین جلقوں سے

کہ تیرے سر پہ بناؤں میں آشیان صیاد
جہان گیا مے چھپے پڑا وہاں صیاد
کہ بنگاہ ہے گلچین تو بنگان صیاد
بلا کی ترچی نگاہیں ہیں الامان صیاد
قفص پہ ڈالے پہلو کنی بد بیان صیاد
میں ناتوان ہوں میرا مزا جہان صیاد
خدا کے واسطے انکو نہ لایاں صیاد
دکھائے پہلو سا مکھڑا مری جوان صیاد
بزریر کاہ نکردا م تو ہنسان صیاد
پنسا بہلا میں تری دام میں کہاں صیاد

نہ گل کو داغ نہ بلبل کو خار ہوا سے قدر
چمن میں ساتھ ہی آئیں اگر خزان صیاد

۱۴ پالون سے ہے رتبہ نظام ہیمان بلند
کیونکر بلائے یا زمہیں اپنے بام پر
کوئے بتان میں سر و اگین کچھ عجیب نہیں
وہ خاکسار ہوں کہ نہیں خوف اہل وج
بجلی کو اور قرب ہوا ہے یا نصیب
کیئے تو وصف قاست موزوں ناؤں میں
بازو بیان پڑکنے لگا داہرے اثر

دیکھو زمین پسے اور آسمان بلند
اقتد بھی بنی سے رہا دو کمان بلند
اس سہ زمین میں فن میں کیا کیا جوان بلند
میری زمین سے خاک نہیں آسمان بلند
جب خوف باعبان سے کیا آشیان بلند
مضمون تو ہاتھ آیا ہے اسی جان جان بلند
خطا لیکے ہو گیا جو کبوتر وہاں بلند

<p>خود مجھ کو میرے اوج نے پیسا تمام سورج کمان کا عرش کا تارا ہوئی حسین منصور تیری دار مبارک سے تجھے اسد سے سوز خلیق کو جگنو نظر پڑا یہ ضبط عشق ہے کہ نہ کلینگی منہ سے آہ نام خدا جو ان ہوئی اتو کچھ جھکو</p>	<p>گھر کی زمین ہو گئی تا آسمان بلند طالع ہین آپ کے بہت امہ بان بلند اپنا تو سر ہوا سر نوک سنان بلند لیک کر ہوا جو مری ہڈیاں بلند ایسے جلینگے ہم کہ نہوگا دھوان بلند نیچے نظر کر کہ وہ ہونیں چاتیاں بلند</p>
--	---

ہم خاک اور اتے ہین سحر برق مرچکے
اے قدر ہے غبار پس کاروان بلند

<p>پہلے دل میں ہو یا جگر میں درد وہ بھی سن لین تو ہو جگر میں درد بچ پیری سے ناک میں دم ہے مے سے بہر دے ہمارے جام پو روح سے ہے جو تن کو ایذا ہے یون تو پتھر ہی کچھ پچھتا ہے موسیاٹی تھی کیا وہ چشم سیاہ بہاری موباف جب پڑا سر میں مدد لے نالہ عرش بلجائے کوچہ گردی کرو نہ پاؤں دگین نالہ طلب لان پر ہنستے ہین گل</p>	<p>۱۵ کہیں ہو غم عمر بہرین درد ہے وہ ہر نالہ سحر میں درد گا گھٹنوں میں گھر میں درد دیکھ ساقی ہے چشم دسٹرین درد کب ہوا چوٹ سے سپرین درد چاہیئے ہے دل بشرین درد کھو دیا دل کا اک نظر میں درد ہو گیا یار کی کمرین درد کہ نہیں آہ بے اثر میں درد ہو پونپختے ہی می گھر میں درد نہیں دھماے اہل زمین درد</p>
---	---

<p>طے کروں سکے ہر مل میں عشق کی راہ نزع کے وقت سے عجب عالم درد انگیس نہ خط جو میں نے لکھا</p>	<p>پاؤں کرنے لگے سف میں درد نہوا تھا سایہ مجھ پر میں درد ہو گیا پائے نامہ بر میں درد</p>
<p>آہ لب پر ہو قدر آنکھ میں اشک دل میں یاد او کی سو جگر میں درد</p>	
<p>۱۸ خدا کی ذات سے دریا کی آب کے مانند یہ رنگ روپ سے جب تک کہ ہر بہارِ شباب وصال ہجر میں موسیٰ نے کیا بسکی ہے کبھی تنہ سے کبھی روئے فلک کے پنجہ ہم اکڑ رہے ہیں جو انون کی طرح شرمین نہ ہاتھ آئے کبھی نہ اوس سے بوسہ ملا بہر گ گیا مری آہوں سے چرخ کج رفتار سرو ہی کہینچ کر جب قتل کو وہ آڑ میں دہان تنگ سے ہشیرین مثال تنگ شکر جگ میں لگی ہے پھنکا ہی سینے میں دل رقیب بزم سے شبنم صفت ہوا ہو جائیں ہماری آہ سے اونسے جگر میں چوٹی لگی نشیلی آنکھوں میں کینٹ سا غرمل ہے میں کیا کمون کسے آئیگا اعتبار اسکا</p>	<p>اوشے ہیں حضرت آدھ جاب کے مانند تمہارے کال میں فصلی گلاب کے مانند کہ بے نقابی رخ تھے نقاب کی مانند ہیان گزر گئے برق و سحاب کی مانند بہار باغ ہے فصل شباب کی مانند کمر ہی ہے دہن لاجواب کی مانند الف ہوا فرس بدر کاب کی مانند کمر میں اونکی لپٹا ہوں ڈاب کی مانند زبان ہے طوطی حاضر جواب کی مانند کہ آہ نکلی ہے تیر شہاب کی مانند وہ گر میان جو کرین آفتاب کی مانند اوجھل ٹپے دل پر اضطراب کی مانند وہ لال ڈور سے ہر میج شراب کی مانند بہت کچھ آنکھوں سے دیکھا ہے خواب کی مانند</p>

<p>چڑھایا ہے جو نظر دن پہنچ مڑگانے جو منہ نہ کیا تو انگلیا میں کیا ہر شرم و حیا جو چاہتا ہو کہ ہو نام عشق میں روشن</p>	<p>جگر میں چھید پڑے ہیں کباب کی مانند اسے بھی کولہ و بند نقاب کی مانند تو زرد چہرہ ہے آفتاب کی مانند</p>
<p>جو بیستون بہرین فرما دو کپاروں قدر ابھی پہاڑ سے نکلے جواب کی مانند</p>	
<p>۲۱ نہ مجھے سبب نہ پستہ ہی نہ بادام پسند تم کرو دل میں کروں زلف ریہام پسند چھوڑ کر وصف شمع سر پر ہوں عالم پسند قبر ٹھکر کے مری کہتے ہیں کننا زریو وہ روشناس ایک جانا کا ہوں تری گزشتہ نظر آجاسے جو انکو دہن تنگ بتان دل بیتاب ہوا و تنہا ہی جفا کشن یار پہیر لہن بوسہ اگر دل نہیں لیتے ہیں حوض سر مہ طور کو انکھو نہیں جبکہ دیتے ہیں ہند و چشم کجا مصحف رخسار کجا پتلیاں آنکھوں سے اٹھتیں نہیں چلنا کیسا جال سے نہ ق جو ہا تہا تو جو خجال ہو لن ترانی کی بہت آپ پہلی بلتی ہیں خون آنکھوں میں بہہ رہے پیا کرتا ہوں</p>	<p>ہے زرخندان لب چشم دلارالم پسند اپنے اپنے ہی پر لگے بت خود کام پسند کہ نہ اخلاق کیسی کو ہی نہ ایہام پسند تمہیں بھیجیں تھے اسد آرام پسند تیرے کاٹے ہیں مجھ کو ابلق آیام پسند آشیانے کو گرین طائر و دام پسند نخت خفتہ ہے مراجعہ رآرم پسند کہ مہین چیز کیسی نہیں بے دام پسند خاص دیدار کا جلوہ ہی غضب عالم پسند کف کے تحت میں ہکا نہیں اسلام پسند یونین بیکار ہیں سب دم آرام پسند جانور ہے کرے دہن جوتہ دام پسند انہست آپ بھی کرتے ہیں بام پسند سی شیشہ ہی ہے ہی جالم پسند</p>

<p>جولگا وٹ کی نگہ ہو وہ بناوٹ کی کہان اب مٹائے نہ مٹے گا ترا سکہ بیٹھا دھڑا لفت کو نہیں مست زبان ہو مطلب نام کو کرتے نہیں عاشق بے رنگ قبول جھکے سینے میں ہے خود اپنی جگہ پر بیتا آگ وہ سینے میں بڑھ کر نہ پانی مانگوں</p>	<p>وہ تو ہے خاص پسند اور یہ عام پسند ہے مے دل کے نگینے کو ترا نام پسند کیون کروں رسم مرد نامہ و پیغام پسند نگ کو کرتے نہیں عاشق نادم پسند طاہر قبالہ نامہ ہے دل آرام پسند ہے مجھے عشق کے آغاز میں ندام پسند</p>
<p>شرم آتی نہیں بے قدر تخلص بدلو کس طرح عشق کی دولت میں ہونا پسند</p>	
<p>رویف ذال معجمہ</p>	
<p>بہر کے اوڑھ لہن کی تعریف سے خط کا کاغذ کہو تو ہے مری تقدیر کا لکھا کاغذ قبر یوں دیگی جہاں سے تن لاغر کو فشار لکھتے لکھتے تری مے دم مکر کا احوال بحالفت میں رہ و رسم کتابت کیا مال ہو گئے ہیں مے دندان ہو سکی تغیر ہے لفافہ ترا یا شاہ بہ مقصد کی نقاب حشر میں اشک نہ راستے بڑا کام کیا سکریا پاس سے لکھا دیدہ تیرا احوال</p>	<p>۱۹ جب لپیٹا تو ہوا مشک کی پڑیا کاغذ لوح محفوظ ہوا ہے ترے خط کا کاغذ بحطرح سے کہ دباتا ہے شگنجا کاغذ خامہ ہے گردن عنقا پر عنقا کاغذ ناوکاغذ کی ہے تکب یہ جلیگا کاغذ پتلے پتلے یہ ترے ہونٹہ میں گویا کاغذ نقطے تل سطرین میں نفین رخ زیب کاغذ نکل آیا مے اعمال کا کورا کاغذ ہو گا ابری مرے نامے کا سربا کاغذ</p>

خط میں رنگین مضامین جو بہتر تھی کرتے
 بک گیا ہے مراد روز ازل کی بات
 رنگ سحر زلف کی رنگت کا جلا کر دیکھو
 خط کے لکھنے میں کھاتے ہیں وہ عجائب
 وصف اس رنگ طلائی کا جو لکھا اس پر
 اونکے قلم کا بند با وصف قیامت آئی
 چہرہ شاہد مقصود کما دیتا ہے
 کھلکے وہ مجھے ملینگے یہ کہلانا ہے
 ہاتھ پہیلا کے لیا اوسنے جو لیر خط

بن گیا کہلتے ہی گلزار کا تخت کا غند
 آپ کے نام ہوا ہے مے گہر کا کا غند
 جلکے بل کھاتے تو بل کما کی ہو کا کا غند
 کہ عصا اونکا قلم ہے یہ بیضا کا غند
 کا غند زرقی طرح بک گیا سارا کا غند
 ہو گیا سب مکر دیوان کا سادا کا غند
 آئینہ ہے تے نامہ کا مصفا کا غند
 ورنہ خط کہلتے ہی اتنا نہ لپٹا کا غند
 کھل گیا صورت آغوش نمنا کا غند

اوس جلو ریزی کے قدر رنگا جلد خبر
 گہوڑے کا غند کے بنا کر کہیں دوڑا کا غند

بہر آج وہ کے مضمون نامے کا کا غند ۱۴
 اصل رسید وہ ہوں نسخہ لکھنے بیٹھو اگر
 لکھوں عبارت نگین جو خط میں اس گل کو
 کبھی شاد کیا تھے ایک پرچے سے
 یہ تازگی ہے جو لکھوں سفید کا غند پر
 چڑھا ہے نقشہ افیون خال مٹا ہوں
 تمہارے خط سے ہوا اوج ہم فقیر و نکو
 لکھوں جو آئینہ رو سے صاف کے اوصاف

تمام ہوتے ہی خط خود ہی اوڑھ چلا کا غند
 قلم دوات نہ پائے طیب یا کا غند
 یقین ہے کہ خانی ہونا مے کا کا غند
 تن اپنا بیچ سے گھل گھل کے ہو گیا کا غند
 برنگ برگ ہود دیوان کا ہر اکا غند
 پلا دو دھوکے مجھے اونکے نام کا کا غند
 لگایا تاج میں جاے پر ہما کا غند
 مثال آئینہ ہو جاے پر ضیا کا غند

<p>ہمارا نام بھی داخل ہر کب سے دفتر میں خدا علیہم ہر کب سے بہرے ہوئے ہیں ہم کبھی نہ ختم ہوا خطا یا رونے سے جو دل دیا ہمیں جاگیر میں ملا بوسہ حضور خط جو لکھیں اس میں مطلب چاہو</p>	<p>کوئی نکالے تو مجنون کے وقت کا غد بہرینگے یار کے خط کا ذرا کا غد ادھر لکھا کہ او دھر صاف دہو گیا کا غد کہ یار کے خط و عارض نے لکھ دیا کا غد کچھ اسکا دہیاں نہیں ہو برا ہلا کا غد</p>
<p>گمان ہے خط جانان کا اس قدر ای قدر پڑا ہو لکھیں دیکھا اوٹھالیا کا غد</p>	
<p>وصلت میں بوسہ دے گلغام ہی لہزید ۱۸ چومے تو پشت چشم سیام ہے لہزید حقہ ترا غضب بت خود کام ہی لہزید جو ٹٹا جہان کہاتا ہے بیٹھے کیواسطے بان لے دہان زخم نہ پیکان کو چڑونا اے عشق لخت لہجہ بھی خون جاگری ہے لب پر جو گالیاں ہیں تو لکھو نہیں سیل ہے شکر سفید پاؤں میں یا زہر تیلیا یار بے ہن میں نام یہ کسا سا گیا پیری میں عشق لب تجھے دماغ ضرور کیچڑ میں لوٹ لوٹ کر کہتے ہیں پیرست گو خاک پہا کنترے باعث نصیب ہو</p>	<p>ساقی کا ہونٹہ اور لب جام ہی لہزید بچھلکے سمیت آچکا بادام ہے لہزید بوسہ نہیں تو بوسہ یہ پیغام ہے لہزید بوسے کے ساتھ اپکی دشنام ہی لہزید مثل زبان یار گل اندام ہے لہزید ہے بامزہ گز کے گلغام ہی لہزید پستہ ہے تلخ مشیر بادام ہی لہزید جو کچھ نصیب ہو سحر و شام ہی لہزید لیکر ہمارے ہونٹہ سی تا کام ہی لہزید یہ شیر رنجیت و شکر خام ہے لہزید موجیں مری ہیں بادہ گلغام ہی لہزید اے اسیاے گردش یام ہی لہزید</p>

<p>سرے کی طرح خلق میں آتی ہی چاشنی عہد شباب پیری و طفلی میں تین پہل خاکِ دفن ہی خوب لبِ چشمِ خوب ہے ہر دم چپا چپا کے جو تم بات کرتے ہو واعظ اودہر تو آؤ ذرا اسکو چمکھ تولو</p>	<p>میٹھی نظر تری بہت خود کام ہی لذیذ نورس مزیکا پختہ ہر خام ہی لذیذ انگور و سیب پتہ و بادام ہے لذیذ گنے کی طرح کیا یہ دلارام ہی لذیذ تم چوکتے ہو کیا سٹے گلفام ہی لذیذ</p>
<p>دل دیکے قدر کیون لبو کی فرے اور امین جس جینے میں لگایے کچھ دام ہے لذیذ</p>	
<p>رویفے رائے مہملہ</p>	
<p>گردن شیشہ جہکا دے مے پیمانی پر ۲۴ اوڑکے پونچے گا مل نام ہی جسنے پر شبِ غم چپائی ہی کب سیر سیہ خانے پر گرجی جن بڑ ہی سرد ہوا عاشقِ زار چکنا آجائے کمر میں کہیں کسنا مانو کیا صبا آج ادھر زلف کی بولائی ہے ماہ و خورشید جو افلاک پہرین ہو دو ہاں سنگیہ نتیجہ ہے دل آزاری کا داغ کا نامہ اعمال میں ہونا ہی ضرور تیرگی ایسی ہے فوراً اوسو لگ جائے خون</p>	<p>ہیں بستا ہر ساقی تے میخانے پر برگ خوشے میں غمینِ بخشہ ہیں بولانی پر سایہ ہے دیو کی تے دیوانے پر شمع کے پھول سے بجلی گری پروانے پر نیچا ناز سے رکھ کر چلو شانے پر کالی آندھی ہی ہی چپائی مے دیرانی پر چاندی سونے کو کھس بین کمر میخانے پر مارِ ضحاک سے گھمکھو تے ہر شانے پر چاہیے مہر کچھری کی بھی پروانی پر چاند آئے جو کہیں میرے سیہانی پر</p>

<p>تو ہی دعویٰ خدائی جو کر گیا اے شوخ سوچتا ہے کہ میں جب کو نہ ترس جاے راٹن تیری جدائی میں جو کچھ ہوتا ہوں حالت گریہ میں بنیام ترارتا ہوں رضنا آتا ہے لکھ چکا ہے ساقی پاون میں ہر وہ سینچر کہ اکی تو بہ موتی کہتے ہیں جب کو وہ فقط خد سے گر میان میں تو مردیدہ تر حاضر ہے پہرہا رانی ہر بہر دلو ہوا شوق چین کیسی ہر بار بھلاستی ہے طبیعت اپنی وہ جگہ ہے کہ پرندہ ہی نہ پر مار سکے سوز ظاہر ہی جدا سوز نشن باطن ہے جدا غش ہو اگر دن ساقی یہ کہی نکتہ یہ پوٹ</p>	<p>ہو گا مجزوب کا دہر کا ترے دیوانے پر کان دہر تا نہیں ظالمے اسٹا پر نہ وہ سرخاب پر آفت سے نہ پروانے پر اسم پڑتا ہوں میں تسبیح کی ہر دانے پر تیس دن رال ٹپکتی نہیں بچانے پر عشق جن بکچڑتا ہر ترے دیوانے پر آزماؤ لنگاہ جاو کسی بگیا نے پر چوٹے مرگان کا ہزار تے خضانی پر پہر نکالے ہیں مے بیل شیدانے پر کبھی ادھر سے ہوئے سینے پہ بھٹیٹانے پر کیا پڑے بوم کا سایہ مکرورانے پر چرب ہوتا نہیں جگنو کبھی پروانے پر کبھی شیشہ پہ گرا میں کبھی بچانے پر</p>
<p>وہ ہی اے قدر رتا اک نقش قدم حیدر کا رکتے تھے مہر نبوت جو نبی شانے پر</p>	
<p>۲۰ کہلا رنگ اور جیہ سمہ لگا ابرو سے جانان پر نکلتا آتا ہے سبز ترے لبہا می خندان پر کیا ہی فوج تو مارے خوشی کے لوٹتا ہوں میں مہتاری آنکھ سے دل ہو کے زخمی گر پڑا وڑو</p>	<p>کیدیے حسن یہ تو نے چڑھایا تیغ بُزان پر چڑھی آتی ہے یہ فوج سکندر آبِ حِوان پر کہ میرے خون کے چھینٹے تھماے جیہ ڈامان پر اوتھا لوہر جیون پر اسکو یعنی لوک مرگان پر</p>

تجھ کو قیس شاید چشم بیل یاد آئی ہے
 دھرو منہ میرے سینے پر دبے گا دل تو کیا پڑا
 لڑا کر انگہ ادا کے غیر دیکھے گھر میں جا پونچا
 او دھر طاووس کے نالوں کے اک دو دوسرے اوٹھا
 کیا ہے ناخنِ حشمت سے اسکو جابجا پرزے
 ہتیلی پر دھرا ہے نقد جانِ شل چراغ اپنا
 صحبت میں بہلا تیری دلیل جا نور ٹھہرے
 لگی بیباختہ منہ دیکھنے یوں دید بازی کی
 جنون میں رہ گئے تھے چند شست استخوانِ بقی
 جو ہے مرغِ آشنانِ مر مرغِ دل سوزان
 لڑائی انگہ تجھے حب ہوا ناسور بند اپنا
 تمہارے قد پہ عاشق ہیں تہا سے خطا پہن
 لڑائی انگہ آئینے نے مسمیٰ نے یا بوسہ
 اوگا سبزہ جو عارض ہو تہا سے لب تک پونچا
 قیامت میں جان پاؤں نہ پاؤں خیر احوال

کہ پیرا ہمتہ کیسا پیار سے پشت غزالان پر
 نزدیک چہ نہیں قرآن رکھتے ہیں قرآن پر
 انگوٹھی پا کے بیٹھا دیوہی تخت سلیمان پر
 ادھر گنگوہار اک ابرسیہ چھایا گلستان پر
 جنون نے پھول گویا جن دیئے میری گریبان کے
 ابھی تو لگ میں ہم کو دتے ہیں اک تری بان کے
 قیامت تو یہ ہے انسان مرجاتا ہے انسان کے
 ہوا شک او کو آئینے کا میری چشم حیران پر
 ہمارے ہر کے منڈ لایا کیا میرے بیابان پر
 بنائے آشیانہ شوقِ سرور چو افغان پر
 تری تلی سے گل کہاں ہیں ہننے چشم گریبان کے
 پڑے رہتے ہیں بامی سوہم ہوش سبحان پر
 او دھر ہوتے پیریاں نے تو کین زلف پریشان کے
 حلب سے جب بخا اوٹھا گستا چائی بخشان کے
 پرا تو میکشی میں چوڑا ہون تیرے ایمان پر

قیامت ہو گئی قدر سے بخت اوس میں مدفون تھا
 سنا ہے آج بجلی گر پڑی گو غریبان پر

نور جبین یا رخ بے مثال پر ۲۱ ایسا چراغ ہے کہ جلا دنگو مال پر
 ناقص کہی مجھے نہیں جنگِ جدال پر دیکھی کسی نے بازہ نہ تیغِ ہلال پر

برہم ہوئے یہ بوسہ رخسار و خال پر
 کہتا ہے ماہ داغ تری گوئے گال پر
 گالی ترے دین میں سمائی تو کیا عجب
 کہائے نہ آپ نہ کیو کہلا سکے
 خط سیاہ یار پہ لہر رہی ہے زلف
 تیر جفا ہزار پڑیں کچھ اثر نہیں
 میرے اسیر ہونے کی اسدِ خوشی
 چلنے میں جو نہ لیتا ہی ہر ایک پانچا
 اے منعمور دے نہیں جس سر کے داغ ہیں
 اب تک بہا رہے ہیں لٹنہ چوڑے
 گھٹ کر ہلال ہو مہ کامل غور سے
 بلب تو اوڑ کے جائیگا صیاد سے کمان
 جاؤں جد ہر خون میں رو کی گہی کوئی
 میں دام میں پڑ کے ہوا شک لہذا
 سنبھلو تماری آنکھ پر آتا ہے میز دل
 یہ دیکھ دیکھ کر مجھے ہوتا ہے سار رنج
 تو صید گاہ دہر میں غافل ہے کسلے
 میں دیکھتا ہوں خواب میں ہر شب ہلال عید

اک گرم پیسا رکھ دیا دستِ سوال
 جلتا ہے آفتابِ فروغِ جمال پر
 لکھتے ہیں لوگ سو دہِ خلاص لای
 بیٹھے گا سانپ منع موزی کر مال پر
 صیاد نے یہ جال بچایا ہے جال
 سینے کو میرے فوق ہر گینڈکی ڈھال
 صیاد ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہیں جال پر
 یا ناچتے ہیں مور تری بالکی چال پر
 تھک لکھتے ہیں مال پہ مجھ کو مال پر
 صیاد وقت جاتا ہے ہر اگلے سال
 کامل دہ ہے جو سرنہ اڑھائے کمان
 وہ پتے پتے پر ہر جو تو ڈال ال پر
 لٹنہ چوڑ دین مجھے سب میر حال پر
 کلیوں کے ٹوٹنے سے ہوئے لال لال
 چیتے کو چھوڑتا ہوں شکار غزال پر
 خوش خوش ہیں آپ کیوں سیر رنج و لال
 بھند لگا ہوا ہے ترے بال لال پر
 شاید پڑے گی آنکھ کسی خرد سال پر

میکش نہیں ہوں قرد مگر کیوں نہ جاؤں میں

سجھی میں قسرضق تاسے میرا کلال بر

میرا دل بیتاب اڑا آہ رسا پر ۲۵
 ہوئے سے داغ اپنا نہ کیوں غرض نکلا
 برباد ہوا دل مرا اس رنج کی ضیا پر
 چایا ہے مرا بخت سیہ آہ رسا پر
 پارا و ترینگے خود تیر کے دریاں شہادت
 بہر نقل بینا پہ چلے زہر سیہ مست
 ہے بکسی ویاس و غم و رنج کا بوجھ
 وہ خاک نشین رند ہوں جب تک تہہ نہ ملے
 گردن کو جکا کر ختم شمشیر بنے ہو
 چلتی ہے وہ اکھیلوئی چال تمہاری
 کہاے گامے سینہ سوزاں کی جو ہڈی
 بہر انگہ کو منظور نظر سہ ہوا ہے
 افسوس تیرا منہ کہی جی بہر کے نہ دیکھا
 رزاق عطا کرتا ہے گناہ کو بھی رزق
 بہر دیکھنا پاداش میں چاک لگی ظالم
 ابرو کے سرے پر کوئی کاجل کا بترس
 آئینے میں یہ آنکھیں یہ زلفیں جوڑاؤ
 اویٹھے زین سے صفت گلشن شہاد

ہے بیت مقدس کہ حلق ہی ہوا پر
 لے اڑتی ہے یہ لال پری ہکو ہوا پر
 غبارہ جو اڑھا تو چلا دے ہوا پر
 جس طرح بخارات چڑھیں لوج ہوا پر
 ہم سینے کے بل جائینگے تنہا پر
 پہرائی گستاہو مکے موروں کی صلیب
 میلا سا لگا رہتا ہے قبر شہدا پر
 ہو عرش پیا لے کی طرح دست عیا پر
 ہے شرم و حیا پر ہی نظر ظلم و جفا پر
 دل لوٹ ہوا جالتہ ہے کچھ باد صبا پر
 لوگوں کو سمندر کا لگان ہو گا ہوا پر
 رکھی گئی بہر پاڑہ تری تیغ جفا پر
 جنتی ہے نظر کب سے چہر کی ضیا پر
 روزی وہی پونچا تا ہے عنقا کو ہوا پر
 بہر آج کمر کتا ہے تو ظلم و جفا پر
 قبضہ کوئی جڑ لیجے شمشیر ادا پر
 خود قہر یہ قہر آئے بلا آئے بلا پر
 کیا نکست گل سے چمنستان ہی ہوا پر

نالون بہ دل زار کے بل کرتی ہو وہ زلف
کیا نام خدالب پے سین ہیگ ہیں بین
اس ظلم و رضا کا ہے وہی کیئے دلا
پر داغ ہوئے سینے ترخستہ دلوں کے
بہر کشتی سے باد بہاری ہو روان ہے
دل اپنا تھما لے لیجان بخش پر کیا
آلائش دینا سے ہر خلیفہ خدا پاک
کیونکہ نہ رہیں عاشق زار آہ کے پابند
ناحق کی عداوت سے نہ کر قطع محبت
خود چلنے لگی ناز سے تلوار پہ تلوار

جس طرح کوئی سانپ کسے کی صدا پر
چھائی ہوئی ظلمت سے تری آہ بقا پر
آنکھوں کی ستم پر ہے نظر اپنی خدا پر
چادر چڑھ ہے پہو لوں کی مزار شہدا پر
بہر سخت پر نیرا دھپلا ادج ہو پا پر
ہے خضر کا بیڑا کہ چڑھا آہ بقا پر
پریکان نہ چڑھ ہے کوئی کہی تیر فضا پر
کس طرح ضعیف و نکو نہ تکیہ ہو عصا پر
چھریاں نہ جھاؤں کی پہر حلق و فضا پر
خود ڈرنے لگی ترچی نظر بانگی ادا پر

کب چاہ زرخندان کا لیا قدر نے بوسہ
طوفان اوٹھاؤ نہ کسی مرو خدا پر

دل جلے بہتان ہو عشق ستم بجا پر
قیس پر روئے کہی ماتم کیا فرما دپر
انتقام عشق آجائے اگر امداد پر
ابر و چشم تان نص حدیث حسن ہے
عجب حسن یار سے گلشن تہ و بالا ہوا
دفعۃً کیا دونوں اکبیں محو جان گئیں
جاڑا جو سوت اوڑ کر خون میرا گرم گرم

۱۸

خود فدا ہوئی کر سے تمت دہر آستا پر
کیا کریں کس سے کہیں قنادی اقبال پر
قیس پر لیلیٰ مری شیریں پس فرما دپر
نوں لکھا ہو کاتب قدرت نے حرف صا پر
گل پہ قمری ہو ادھر ہلیل و دہر شمشاد پر
پسگئے ہاروت و ماروت اکیلا دم زاد پر
پڑ گئے چھالے زبان خجہ فدا پر

<p>میرے منہ سے ہول جھڑکتے ہیں بہاؤ کی بہار اوجھا جھڑا اس قدر قامت کسا بہتا ہوا روئے نگین پر ہوا بلس کو دھوکا پہول کا ہاتھ دھوئی اپنے گھر سے تو بھی خوش رہی کوئی ہنستا کوئی روتا ہوا یہ قدرت او کی ہے زخم پر زخم آہ پر آہ اور داغوں پر پیناغ جبکی موت آتی ہونے کھٹکے چلا جاتا ہوا فصل گل ہر نصیر کہلتی میر کی توتلی بلبلو غنچے کی صورت دغ مار داغ میں فصل گل کی تو سنا نے میری مستحکم ہو ہو</p>	<p>باغ کا عالم ہوا ہے خانہ صیاد پر اور بھی طرہ کیا یہ اپنے شمشاد پر شاخ سے وہ اوڑ کے جا بیٹھا صیاد پر عشق اگر کچھ باڑہ رکھدی تیشہ کو ہاویہ خیر تیشے آپ میر سے نالہ و فریاد پر رونا آتا ہے ہمیں حال دل نا شاد پر چھوٹتے جاتے ہیں قیدی رات دن عیاد پر دوڑ ہے فساد پر تاکید ہے حاد پر باغبان پر باغبان صیاد ہر صیاد پر تو سہی خم رکھ لے لیاؤن سر نہاد پر</p>
<p>کیون چیری پر باڑہ رکھوئی گلا کاٹو گے کیا قدر تم مرتے ہو کس ترک ستم ایجاد پر</p>	
<p>۱۵ بگڑ کر کہتے ہیں جب آنکھ ڈالو خال بند پر محفل خوف سے ہارو تمہاری چشم جادو پر تے خال و خط لب سے یہ ثابت ہو گیا ہم کو چلا دایا رکھ نکو کا دکھلائے جو دشت میں کسی فقری سے بوسہ خال کا ملتا نہیں ہم کو تمہاری مینی نازک سے دال پناہوا زخمی ہماری خاک مرقد سے کچے کا عطر مٹی کا</p>	<p>وہ چکی دل میں لوگائیل دہر آگیا پہلو پر کہ ناخن شیر کا گہرا لگا ہے پشت آہو پر خض نے اپنا سجادہ چھایا ہی لب جو پر سنگوئی چاندی سوئی چڑھا دین شاخ آہو پر کوئی افسون نہیں چلتا ہی اس چوڑے سجھو پر ہماری آنکھ پڑتی ہے اسی تیرے پہلو پر کہ ہڑ کے روح اپنی آپ کے زلف سمن بو پر</p>

بڑی مشکل ہوئی بیٹھا ہے اوس دم وہ منہ زخمی
 کرام کا تبین میں ساتھ عصیان نہ دیان آئے
 خدا نے دشت وشت لکھ دیا میرے مقدر میں
 نگاہیں لڑ گئیں اب پوچھنا کیا راز الفت کا
 یہ پیاری پیاری صورت اکی ہو سو کی قابل ہے
 نہ وہ ہمسے اشاری میں نہ وہ چتون دیکھ میں
 کبھی باندہ میں نہ دھری چہرہ ان ہر توار

یقین جیب میری آنکھوں کا ہوا چشم ترا زو پر
 لگے ہیں محتسب و دوسے گلنگ کی بو پر
 مری قسمت کا دانہ رکھ دیا ہی شاخ آہو پر
 مرے قابو میں وہ آئے چڑھایا میں دنگو قابو پر
 فرین ہی جو پٹھتے ہی ہوں جلدی صدف بو پر
 کسی نے یار جادو کر دیا ہے چشم جادو پر
 کبھی چمکانہ عشق اپنا جوان چار بار بو پر

سوا شعر و سخن کے اور بھی کچھ فکر رہتی ہے
 کہ جب یکو تبین اے قدر سر رکھا ہو زانو پر

ساز و سامان عیش کا افلاک سے چاہا نہ کر
 کا لے کو سون یاد کا کل میں بکھلایا نہ کر
 یہ بھی قسمت کا لکھا میل یہ لکھتا ہی وہ شوخ
 مستی مل پان کہا لے وصل میں مہدی لگا
 بدشگون ہے کہ کیو ٹو کنا چلتے ہوئے
 روز دلی دور میں سے دیکھ لیتے ہیں تجھے
 وہ شہر خاک اے سی کہیں چہنپا ہے چاند
 باز آیا ایسی لہر سے جو آخر رنج ہو ٹو
 آہ سوزان چشم گریمان درد ہجران اغ دل

۱۰

اگے کم ظرفوں کے دل ہاتھ پہلایا نہ کر
 رات بھر تادل بیتاب گھبرا یا نہ کر
 خط پہ خط تو نامہ بر پر نامہ بر بھیجا نہ کر
 آنکھوں میں کا جل گل زلفونین اپنی شانہ کر
 میکہ سے جاتے ہوڑا عظمیٰ مجھے ٹوکا نہ کر
 اے نہ خود میں بہت عشاق سے بہا کا نہ کر
 روح پہونکی جسم خالی میں تنہا ہر پردا نہ کر
 ہڈیاں کہاں کوسر پہلے ہما سایا نہ کر
 اتنے گاہک ہیں ہمارے تو نکر پڑا نہ کر

شمع ہے حب علی اے قدر اپنی نیند ہو

اس قدر تاریکی مرقہ کا اندیشا نکھر

کا نیا مین زلف وقت دلدار دیکھ کر ۱۶
 کہتے ہیں قتل پہ مجھے طیار دیکھ کر
 کروٹ ادھر بدلتے نہیں اور پوچھ کر
 سمجھایا میں آج گہر میں بھائی تیغ
 غنچے سے تنگ تر ہر چمن عندلیب کو
 تعبیر اسکی یہ ہے کہ ابرو کا عشق ہو
 یہ لن ترانیاں ہمیں ہرگز نہیں پسند
 کوٹھے سے مجھ کو جہانکے تم منہ پر
 خرگان کی مثل سو کیکے کاٹا ہو جو ہم
 شہر گریبان پڑنے لگی شوق قتل میں
 چھٹکے میں دونوں جام شراب الستی
 بل کہا لگئی کم تو نہ تعظیم کو اوٹھے
 کیسا مزاج تھا کہ برآمد نہیں ہوئے
 اس انجمن میں اب نہ کہیلیگی زبان شمع
 مذکور کیا ہے تیغ ہلالی کا اے قمر

دل ہلکیا مرا رسن و دار دیکھ کر
 کیا سپیلا پڑتا ہے مری تلوار دیکھ کر
 لو بڑ گلیا دماغ مرا پیار دیکھ کر
 مقتل میں آئے دانت پتلوار دیکھ کر
 پہولانہ میں سماتا ہے گلزار دیکھ کر
 چونکا میں رات خواب میں تلوار دیکھ کر
 موسیٰ کو کیا ملا تجھے ابار دیکھ کر
 میں رہ گیا فلک کس طین یار دیکھ کر
 بیمار ہوں میں زکس بیمار دیکھ کر
 جب مجھ کو دیکھنے لگے تلوار دیکھ کر
 آنکھ میں کہلین حضور کا دیدار دیکھ کر
 بھڑکی سمند ناز کی رفتار دیکھ کر
 پہرہ پر گئے ہیں طالب نذر دیکھ کر
 چپ سے ہمتاری گرمی گفتار دیکھ کر
 مریخ کٹ گیا تری تلوار دیکھ کر

اے قدر راہ عشق ہے آگے بڑھ نہ جاؤ

کھٹکا ہے ہوشیار خبر دار دیکھ کر

اوسنے آنکھوں کی مثل پا کر ۲۲ ساغیے اٹھا اٹھا کر

کیا تجھ کو ملے گا دل دکھا کر
 ہم دہیان میں زلف یاد لاکر
 کچھ نہ کھنکھناتی نہیں ہے
 یا دابر نہ بولے دل کو
 بندہ میں اسی لئے ہوا تھا
 کہتا ہوں کیا ہے تمہیں بیہوش
 اپنا خطِ جام ہے تقیہ
 چلنے میں کیسا دل نہ پس جا
 اے دل کوئی نالہ حسبِ معمول
 ہر ملک عدم بھی کیا ہی دلچسپ
 رویا کیا میں نہ وہ پیسجے
 دل میں کوئی حوصلہ نہ رہ جائے
 کٹجاتی ہے شبِ تنہا ہی میں
 مٹی سے نہ پڑہنا زسیت
 کالی رنگت پہ گرتی ہی برق
 اے عمرِ روان کہاں گئی تو
 اے یار جلے کو کیا جلانا
 آفت ہے دبا ہی تو ہے عشق
 جوڑے کو نہ کہو لیئے خدارا

کبھی کو نہ ڈبا خد ادا کر
 روئے سرہ لگا لگا کر
 غافل نہ کسی پہ تو ہنسا کر
 ناخن کو نہ گوشتِ کبدا کر
 لور کدیا خاک میں ملا کر
 فرماتے ہیں ہوش کی دوا کر
 پیتے ہیں شرابِ ہم چپا کر
 رکھئے گافتِ دم ذرا سجا کر
 بلبل ایک آدھ چپا کر
 کوئی نہ بچھرا وہاں جا کر
 کیا ٹال دیا ہے سدا کر
 جی کہول کے مجھ پہ توجہ کر
 رہ جاتا ہے شوقِ گدا کر
 یہ مرض تو اے صنم ادا کر
 ہنسی کے تو ذرا دھڑکی جا کر
 تنہا مجھے گور میں سلا کر
 اب مٹھ نہ چپائے دکھا کر
 زاہد تو مے لئے دعا کر
 قصہ نہ پڑھائیے گھٹا کر

	رجاتی ہے شمع جہلما کر	اوڑتا ہے جہان نقاب لٹکا	
	کیون قدر بتوں کا ذکر کیسا لے مرود خدا خدا خدا کر		
	ردیف زائے معجمہ		
	<p>میں کوئیوں پہل گزرتا نہیں ہرگز کن آنکھوں سے دیکھوں مجھ بہا نہیں ہرگز اس واسطے میں آپہن آتا نہیں ہرگز ویسا تو فراج اچکا پاتا نہیں ہرگز میں نازہی پر یونکی اوڑھتا نہیں ہرگز یہ گاؤں کا ٹھہرا مجھے بہا نہیں ہرگز پر کوئی مری راہ پر آتا نہیں ہرگز کہتا ہے وہ جو منہ میں آتا نہیں ہرگز خنجر کو وہ پانے میں جھاتا نہیں ہرگز ایسی کمر ایسا کہیں جھاتا نہیں ہرگز</p>	<p>۱۱</p> <p>دل آپکے دانتوں پہ تو آتا نہیں ہرگز وہ گشتا ہے دن جبر کا جاتا نہیں ہرگز ڈر ہے کہ کہیں یہ نہ خیال اچکا آج جس وضع کی جس خلق کی تعریف نہ تھی اللہ جنوں میں یہ سبکدوش ہوا ہوں مہوے کی سہی پھول تولاد میرے ساتی گو دامق و فرہاد نے سیر میرا زاہد یہ نہ کہہ میں نے بھی پہنا خاکو منظور ہے سیراب تو ہوتا نہ دیدار چیتے کی کمر پائی ہے تو شیر کا چاتا</p>	
	<p>ٹھوکر مری تربت کو لگاتا نہیں لے قدر سوئی ہوئی قسمت وہ جگاتا نہیں ہرگز</p>		
	<p>ہم جانتے ہیں خاطر مہمان ہے چند روز لے قید یو جہان کا زندان ہی چند روز</p>	<p>۱۵</p> <p>دل سے یہ ربط کیسے بچاں ہے چند روز آواز آرہی ہے یہ بجزیرے ہمیں +</p>	

عقد کھلینگے دیکے شروع شباب سے
لیلیٰ سے قیس کتنا تھا مجھ کو نہ بھولنا
ہوگا جوان تو بوسوں سے نلیم بناؤنگا
جب میری جان جا تو جانا تم اپنے گھر
ہم دھونڈ کھر نکالتے ہیں یار کا دہن
ہے چار دن کی چاندنی پر میری اندھیری رات
گلشن میں لطف بیلوں گل ہی بہا تک
تشہیر کر رہے ہیں پرورد ہماری لاش
دم جو گزر رہا ہی دم واپسین سے وہ
برزے اڈیگا جب جنون یا تھکیں گے تہ
بڑھ جائیگا جو ربط خود آئینے میرے گھر
ممر کے کوئی یار میں پوچھے میں موقوف سے

حلقے میں تیرے گوئی گریبان ہی چند روز
اے میری جان لطف بستان ہی چند روز
ہو ٹھنڈس پری کا لعل بخشتان ہی چند روز
دعوت تمہاری اب تو مے مان ہی چند روز
پوشیدہ ہے چشمہ حیوان ہے چند روز
شفاف خط سے چہرہ جانان ہی چند روز
سیج تو یہ ہے کہ صحبت یاران ہی چند روز
ہم کو نصیب تخت سلیمان ہے چند روز
بیچارہ عاشق آپکا کمان ہے چند روز
یہ دست جیب دست گریبان ہی چند روز
یہ اونکی شرم اونکی نگہبان ہی چند روز
اب ہم ہیں اور کو چہ جانان ہی چند روز

اے قدر بیٹھے بیٹھے وطن میں جنون ہوا
خیر اب تو یار سیر پایاں ہے چند روز

سج پری لقما افسانہ چند روز
شب کو کبھی فراق ہے دن کو کبھی فراق
ہر ایک کی کڑی ہی اوستا میگا اے صنم
جب تک جوان ہوا نکمہ کا بوسہ ملا کرے
اے شمع تو نے خانہ الفت جلا دیا

۱۳

دیا میں اور ہے ترا دیوانہ چند روز
سرخاب چند روز ہوں پروانہ چند روز
پتہ بھی کہاں گے کا ترا دیوانہ چند روز
منہ سے لگا رہے مے پیمانہ چند روز
رہنے نہ پایا بزم میں پروانہ چند روز

<p>دنیا میں کارخانہ عقبی کی فک کر کر دشت جنون کو جاتے تو ہین تھر چوڑ کر آیا مہ صیام چپا جام آفتاب لے دے اعظونہ دیکھئے جنت کا رستہ نکلے گا دود آہ دل پاک چاک سے قاصد کے انشطار میں گمستا ہوں بدن دل کے سوا کہیں نہ تمہارا پستالگا</p>	<p>آباد ہے جہان کا ویرانہ چمن رنو گمبیرانیکا بہت دل دیوانہ چند روز ہو گا مقفل اسب در میخانہ چند روز ہو جائے سیر کو چہ جانا نہ چند روز اوجھے گا دام زلف میں بیٹھانہ چند روز میں آپ جاؤنگا جو وہ آیانہ چند روز چہانا کیا میں کجستہ و تخانہ چند روز</p>
<p>انجام کار سوئیگے سب فرش خاک پر لے قدر ہے یہ سند شاہانہ چند روز</p>	
<p>رویف سین محلہ</p>	
<p>۱۳ گات اوہر آئی ہرے خسار یا را کی برس آگ برساتا ہے ابر نوہار اے برس لے نہ کامل مبارک طوق منت کے بڑ ہے ایک سود ایک لہجہ کہ شب فرقت کا غم دل تو دل تنے جگر ہی لے لیا اسی جاخان دیکھئے اے ہمیں کیا داغ ہوتا ہر نصیب خشک سالی ہو گئی یا تم ہو ابر آگئے ہج کے بارہ جینے ہو گئے بارہ برس</p>	<p>ہو گئے وہ قابل بوس و کنار اکی برس داغ او گئے ہین میان لالہ زار اکی برس پوسنچے مقصد کو ترا امیدوار اکی برس صورت گیسو ہین مجھ کو انتشار اکی برس مجھ کو بالکل کر دیا بے اختیار اکی برس دیکھئے کیا گل کلماتی ہے بہار اکی برس چار پہلو کو ترستا ہے مزار اکی برس سخت گزرا ہے تمہارا انتظار اکی برس</p>

<p>دیدہ ہوا و سکی ترا احسان ہوئے لاغری سہرے طلقے نکالے ہیں تمہاری زلف نے داغ دے دیکر مے دلو دوالی میں کہا چار دن کو بھی نہ لے حد کا ٹین بٹیریاں</p>	<p>کاش پہچانے نہ مجھ کو میرا یا راجکے برس سہرے پنہنجائنگے دو تین چار کجے برس کیا گہروندے پر بنو نقش و نگار کجے برس قید میں ہم کو کٹی ساری بہار کجے برس</p>
<p>قدر نے اگلے برس پوشاک پہنی گیری دیکھئے کیا رنگ لائے میرا یا راجکے برس</p>	
<p>قتل بھی کر کے کہے گا نہ وہ قاتل افسوس ۱۱ چپ رکا سوز جگر شب کو نہ پروانے سے میرے دل میں عوض عیش بہری ہجرت جس سے لو اپنی لگاؤں میں ہی بی پروا ہو اوس سے مانگو کہ جو خالق ہے تمام مشیا کا دہن گور سے لیل کی یہ آتی ہے صدا یون تو جو بوتاہے انسان ہی کا تھا ہے میں تہ تیغ بھی کیا تشنہ دیدار رہوں ہاتھ منہ میں نہیں دیتا ہے کوئی کالے کو بند ہو جائیگی جب آنکھ تو پھپھکتاے گا</p>	<p>کیسی بے رحم کاشتہ ہر مرد افسوس جل گیا شمع پہ کر کر سہر محفل افسوس میرے پہلو میں بہرہی عوض دل افسوس میں تمہیں یاد کروں تم رہو غافل افسوس غافل و خلق سے کیوں ہوتی ہو سائل افسوس مے مجنون مے عاشق مے سہل افسوس مزرع دہر کے لیکن ہیں محاصل افسوس پیا س کے مارے مروں میں ایسا حل افسوس جانکر زلف پہ دل ہوتا ہے مائل افسوس خواب غفلت سے نہ چونکا کبھی دل افسوس</p>
<p>سخت جان قدر سا در ایک نیکہ میں تروپے یہ جوان اور ہواک دار میں سہل افسوس</p>	
<p>دیکھئے کالی گٹا دن میں بہارِ طاؤس ۱۱ بعد ایک سال کے نکلا ہی بخارِ طاؤس</p>	

<p>چمن خلد ہو ہر نقش و نگارِ طاؤس ابر بن بنکے اوڑا صبر و قرارِ طاؤس کبھی سجلی نہ بنی شمع مزارِ طاؤس بلبلوں کی ہے نگہنتی نہ شمارِ طاؤس باغ میں کہیلتا ہے ابرِ شکارِ طاؤس مور کبکوں پہ فدا کبکِ نشانِ طاؤس ابر تک اوڑے کے پونج جای غبارِ طاؤس بنگے نہر مے آئینہ دارِ طاؤس ابر دیکھ تو کہیں حالتِ زارِ طاؤس</p>	<p>انگنہ اگر ہو تو قدامت کو نہ بیولے انسان چلین برسات کی جسوقت پہلین سکن کام آتا نہیں معشوق کا جملہ ہرگز بول چال کچی وہ ہے کہ ہر اردن میں فدا سجلی رنجاک سے تو بندوق ہو بادل کی گرج ہیں یہ رفتار کے پامال تو وہ کشتہ رقص لے ہوا رحم ذرا کب سے بٹا رکھا ہے چشم گریان میں سما یا سے انگڑاؤ کا کوکتے کوکتے آب ب ہوا جاتا ہے</p>
--	--

زلحف پہ تم ہو نثار ابر کا وہ عاشق زار
تم ہی لے قرارِ بسوق و جوارِ طاؤس

<p>خط و خال رخ رنگین خط و خالِ طاؤس تنتا پہرتا ہے مر یا رشتا ل طاؤس آپ کی چال چلے ہی یہ مجالِ طاؤس پہول پتوں ہی ہیں شاخیں پر و بالِ طاؤس داغ بن بنکے اوہرتا ہے ملالِ طاؤس کہو دے پاؤں نے سب جن جمالِ طاؤس داغ بجاٹینگے نقش پر و بالِ طاؤس ابر شاہ ہے یہ دیکھا ہے کمالِ طاؤس</p>	<p>۱۵ انگمیں طاؤس ہیں ابر پر و بالِ طاؤس جب پہنا ہے زمر کا جڑاؤ گستا غیر ممکن ہے کہ کو ابھی چلے مہنس کی چال موسم گل میں ہیں طاؤس کی چوٹی غنچے ڈ تجسس لے ابر جو رگ رگ میں پونچتا ہر رنج حسن پامال ہوا یار جو نیچوں سے ملا ڈ پہر مے زخم ہرے ہو گئے جو انگلی بہار دود آہ دل عاشق سے ہیں معشوق آلب</p>
---	--

باغ کو دیکھ کر آتا ہے خیال طاؤس
گل کے ہونے سے ممکن نہیں بال طاؤس
ہر برس کے گھٹا دہوتی ہے شال طاؤس
اے ہوا تجھے پڑے گا یہ وبال طاؤس
ابر کو دیکھ کر ہوتا ہے جو حال طاؤس
مور چیل قبر پر ہونگے پر وبال طاؤس

بزم جان میں کوئی شیشہ سے نہ پڑا تھا
جنکی خاطر میں ہے زینت نہیں بلن میں کیا
دیکھو عشاق کو خادم میں یہ سارے معشوق
ابر کو تو نے اڑایا ہے گرے گی بجلی
نصف کو دیکھ کے وہ دل پہ گزرتا ہے
داغ کمانا سے مرنے ہی ثابت ہوگا

اپنا چملا تو عنایت کر دے ابر بہار
قدر گل کہانی کو آند ہی جو شال طاؤس

یون بے بلا کے ہم تو نہ جائیں خدا کی پاس
دوہرے پیالے رکھی ہوئے بھینج دو کی پاس
اوستھینکے ہم جہان سے اونکو بٹھا کی پاس
ہے ایک قتل گاہ بھی در الشفا کے پاس
شبکو اونہیں بٹھا ہی لیا گدگدا کے پاس
چین و ختن کے نانے ہیں باد صبا کی پاس
سنے ہزاروں رکتے ہیں ہم کہنیا کے پاس
دن اس طرح گزرتے ہیں اوس مہلقا کی پاس
روتا ہوں بیٹھ بیٹھ کو نخل حنا کے پاس
دیکھو تو ایک تاج ہے شاہ و گدا کی پاس
کیسا قریب بیٹھا ہے زانو دبا کے پاس

۱۵

روز آئین تم جو آج بٹھاؤ بلا کے پاس
تیرے مرضی چشم کا یہ طور آج ہے
نے اونکے زانودن کے نہ نکالے گا اپنا دم
انگنوں کے پاس برد جانان کی دہوم ہر
اچھا ہنسی نہیں میں نکالا ہے سہنے کام
خوشبو سے زلف یار کا کیا فیض عام ہے
کیا کیا ہیں شعورنگ طلائی کے صوفین
کمر کیے پڑے چھوڑ دئے شام موگئی
یاد آتے ہیں جو یار کے رنگین دست دیا
خالق ہے سر پرست امیر و غریب کا
کب سے کھڑا ہوں او کو مرد ہیاں کو چہ نہیں

کرتی ہے ایک لپہ ہماری ہمیں سے بل دیکھا جو اپنے کو چے میں بولے بگڑ کے وہ کچھ کم نہیں قریب سے پہ کو حجاب یار	کیا ایسی کائنات سے زلف و تما کے پاس اک جھوٹا ہی ڈال لود و لیس کے پاس آتے نہیں ہیں وہ کہی مری حیا کے پاس
--	---

اے قدر اپنی قدر نہ عسرت میں کوئی
جایا نہ کیجئے کسی یار آشنا کے پاس

ردیف شین مجسمہ

۱۵ خاک چھانی نیار یونگی ساتھ در در کی تلاش دل تو میر لپکے سینے سے بھی لٹپٹیں حضور خاکساری ہنسنے پائی ملگہی اکسیر اوسے پہ بہار آئی ہے پہر جاگے نصیب باغبان کچھ نہ کچھ تو فیصلہ ہو گا خدا کے سامنے اسطرح غم ڈھونڈتا ہوتا ہے جھکو بدتر شاعروں بڑکے دنیا میں کوئی جُز رس نہیں لاغری سے تار بستر ہو کے فرقت میں بچا انکی باتوں پر کبھی دھوکا نکلائے آدمی آپ سے بے آپ ہو جائینگے جھکو ڈھونڈ کر فکر روزی سے کبھی راحت نہیں انسان کو ڈھونڈ کر آخر نکالا عسرتیں علی پر تجھ کو	جھکو فکیر سمب تہی درا و نہیں زر کی تلاش آئینہ پایا تو کیوں باقی رہی گھر کی تلاش اَف ہمار جی جستجو تھ کیا کر کی تلاش مہر دہان ہونے لگی پہلوں کے دیور کی تلاش حشر میں ہوگی مقرر اوس ستمگر کی تلاش جس طرح سے ہو برادر کو برادر کی تلاش ہے گھر کی یاد ہان تنگ دلبر کی تلاش موت نے کیا کیا مے بالائی بستر کی تلاش کسی الفت ان گلو نکور ہتی ہوزر کی تلاش گھر سے بے گھر ہو کر دے گی تری گھر کی تلاش رات کو مردہ بنا دیتی ہے دن بہر کی تلاش ماشتقون نے کس قدر اللہ اکبر کی تلاش
---	--

ہے مثل لڑکا بغل میں ہے ڈھنڈو لڑھکے میں
پاس دل سے کہو لکڑی لطف مغنبر کی تلاش
خوب لڑتی ہے طبیعت جب کہیں ہوتا ہنجر
کیا جھنکاتی ہے کنوئیں ہر مصرع ترکی تلاش

اک یہی باقی رہا ہے یا آہی خمیر ہو
آج ہوتی ہے وہاں قدر سخنور کی تلاش

ہو گناہ کہی نالہ فریاد فراموش ۱۵
سو سر جو ٹپٹپ بہر دہن سرازیر نو ہو
آہا ہے نظر خواب میں ہو کھو ملک الموت
میں اپنا گلا کاٹو گلا آتی نہیں پہلی
تقدیر کا لکھا جو رہائی کے دن آئی
قاتل ترے دیدار میں یہ محو ہوئے ہم
اک سل سی دہری رہتی ہی جاتی ہے ہمارے
آرد نکے ہی بچے ترا مذکور نہ جائے
ایسی کہی تصویر خیالی نہ بچھگی
صیاد کہی اوسکو نشانے میں نہ چو کے
یاد آتی ہیں ہر لحظہ تری لامی زلفین
امید ہے جسوقت کہ ہوشاد ترا دل
دشمن کو بھی تو قسمت روزی میں ہوا
ہرمت زمانے میں مری ہو مچھی ہے

اس بات پہ پلٹیل سے بد کردار اموش
ہے شمع ترا عاشق بیدار فراموش
ہوتی ہے نہیں صورت صیاد فراموش
کیون مجھ کو کیا اے تم ایجا فراموش
صیاد کے دل سے ہوئی صیاد فراموش
محشر میں ہوا شکوہ بیدار فراموش
دم بہر نہیں ہوتا غم فرما فراموش
ہو چہر یوں تلی ہی تری یاد فراموش
کرنا نہ کر کو کہیں نہ بزار فراموش
جب تجھ کو کرے مزعج چمن افراموش
ہوتی نہیں آنکھوں کی تری صا فراموش
اوسوقت نہ وہ دل ناشاد فراموش
فرعون نہ ہا مان نہ شاد فراموش
ہیں قیس دلیق دامق و فراموش

اے قدر میں اٹھو کی جبری کیون لگاؤں

ہوتا ہی نہیں برق سا استاد فراموش

ردیف صادمملہ

۱۵ بے اسکے بڑھیکانہ کہی یار سے خلاص
 وحشت میں رہی خار بیا بان سی محبت
 اوتنا ہی تجھے روز جزا داغ ملے گا
 کنگھی پہ بہت سورہٴ اخلاص نہ پڑھیے
 دیرون میں وہی شکل حرم میں ہی صورت
 اوس سرور وان کے جو گل روی ہو عشق
 خود و صحف رخ وہو کے پلانے لگی بانی
 بوسے دئے او کو مجھ منہ پہنی لگایا
 نفرت ہمیں گل سی ہے تو اکسیر وحشت
 کس رجب مزاج او کا بڑا ہے مے اللہ
 سچ تو کہو کیا آئینہ دل کی طلب ہے
 ہم رنگ نہیں ملک خدا رنگ نہیں ہے
 بے کھٹکے چلا جاؤ گا جنت میں پس رنگ
 وہ شکوہ الفت پہ یہ فرماتے ہیں ہنسکر

ہو او اسکے کسی محرم سراسر سے خلاص
 صحت میں رہا اوس گل بیخاری خلاص
 جتنا ہے یہاں درہم و دنیا تو خلاص
 کام آئیگا اتنا دل بیمار سے خلاص
 کس کس کو نہیں اوس بت عیاری خلاص
 قمری نے کیا بلبل گلزار سے خلاص
 اس درجہ بڑھا عاشق بیمار سے خلاص
 مجھے نہ گھلا اور یہ خیال سے خلاص
 رکستے نہیں گبر کسی زردار سے خلاص
 دین میں سے وحشت سے بود و چار سے خلاص
 اس درجہ ہے کیون آج گنہگار سے خلاص
 غیر و نکو مبارک سے سرکار سے خلاص
 ہے مجھ کو تمہاری در و دیوار سے خلاص
 بکتا ہو تو لے آؤں میں بازار سے خلاص

اے قدر عجب طرح کا مذہب ہے بتوں کا

کاف سے محبت کہی دین دار سے خلاص

ردیفنا دمجم

<p>۱۵ کہ مجھے دیکھو دکھا دیتے ہیں تارے عارض دیکھ پاتے جو غلیل آپ کے پیارے عارض کیا دبا جاتا ہے اس بوجھ کے مارے عارض آپ کو عرش سے خالق نے اوتارے عارض اوڑنے جا لیکن کہیں بن بگنے شزارے عارض دور سے ہی مجھے دکھلا مے پیارے عارض بگنے ہیں تری جوتی کے ستارے عارض کہیں ایسا نہ دل میرا بچا رہے عارض توڑ کر لیگئے اس عرش کے تارے عارض چاند کو چودھویں تک روز سنوارے عارض آنکھیں بن بگنے یہ کرتے ہیں اشارے عارض کوٹھے پر ڈھانک لئے آپ نے بارے عارض کیسے کیسے نہ بھی لینے حرارے عارض نیلگون دونوں طرف ہو گئے سارے عارض</p>	<p>خال سے رکتے ہیں قدرت یہ تمہاری عارض چاند سوچ کو نہ فرماتے کہ ہذا ربی بوسے کے خوف سے گھنگھٹ میں چپا جاتا ہے اسمین کیا شک ہے ہمیں کہ تو قرآن اُترا لے لیا بوسہ کہیں آگ بولا تو تنہا چاند بھی اتنا چکوروں کو نہ ترسائے گا منہ رگوں میں ترے پاؤں پر بن بھرجیں مجھے بچیں جو نکیرین ترا کعب سے کون خال رخسار کجا داغ ہیں میرے دل کے جب مقابل ترے رخ کے ہو تو نقش ابگڑے حلقہ دلف میں آتی ہیں کہ بوسے لوٹ دیکھ لیتے جو تارے تو نظر لگجاتی تمہا جائیگے فق ہو گئے ہر اک بوسے پر اس نزاکت پر یہ زلفوں کے تہیڑے ہیں غضب</p>
--	---

کدے کدے کہیں لکڑی ہوٹھو بگنے شزار

چوم لے چوم لے اے قدر ہمارے عارض

۱۳ اکھرے رہے کہ نگین مل گیا نگین کے عوض
 یہاں بوسہ لبو کا دل حزین کے عوض

<p>کبھی تو بان بھی نکلیا میگا نہیں کے عوض ہرن کمری ہری ملی ابرو جبین کے عوض سر آسمان پر ٹکا کروں زمین کے عوض چھٹے ہیں کالے ہرن چشم گرین کے عوض لکڑ کا شعر لکھا زلف عنبرین کے عوض جڑا ہے سنگ لحد مہرین نگین کے عوض مے چمن ہریا دگے سرو باسین کے عوض خدا سنا لے گا بان ہان نہیں نہیں کے عوض ینیش تھی مری قسمت میں انگبین کے عوض ابھی تو انگلی بھی پکڑی ہر استین کے عوض ملا ہے چاند کا کھڑا تمین جین کے عوض</p>	<p>لپٹ ہی جاؤ گائیں ارجن چین کے عوض بہت کمری ہے تری سیم حسن کیا کما یہی پہر اتا ہے قسمت جو دترس بوجھو ہمارا دشت بھی رہنا ہے دید بازوں کا کمان کی بال نکالی ہر تھنے بال کی کمال ہمارا نام ہے عشاق میں فنا فی العشق بجائے داغ مے دل سے نکلنا لہو آہ کبھی تو دام میں یاروں کے آہی جاؤ گے بجائے بوسہ لب گایاں سناتے ہو یونین پونچتی ہے پونچے گا ہاتھ گالوں تک ضرور چاہیے ایک آدھ داغ بوسے کا</p>
--	--

کمال تنگ ہیں اس کو ردہ میں ہم اے قدر
ذرا کے کوئی نفرین ہے آفرین کے عوض

ردیف طے مطبقہ

<p>۱۴ یہ مہن گیایاں مینہ کا بنجنا غلط حال وعدہ کا تری موزوں کیا تارا طفل دل کو ہا کیوں مہا نسی لگائی زلف نے سیج کون آتا ہو کس کل فر کو تیرا اعتبار</p>	<p>وہ مثل ہے خود غلط انشا غلط ادا غلط اہل مطب نے مراد یوں سب جا پا غلط او کی باتوں سے ہوا کرتا تھا غم لہ غلط تو غلط کو قسمیں سب جو لڑی تری وعدہ غلط</p>
---	--

ذکر کس کیجئے ہر ایک ہے حرف نادرست
 زلف کا حلقہ امینوں نے اوارا ہو ہو
 خودی میں دیتا تمہیں دل خود ہی روتاواہ
 جوڑے وعدہ کیوں نکالی اس ہاں تنگ سے
 صا دو کو سو کے میں جہدم صا دو پر ہو درست
 وصف اس نے وہ مراد یوان جبکا جھکے دیا
 وصل ہو جانی تو سمجھو نہ سچ ہر اک و غلط
 فرط بیابی سے انکو لکھ گیا ہوں کچھ کچھ
 جو کرتی ہو ہی کتا ہوں اپنے شعر میں
 آنکھ میں تل لکھی ہے بھروت کیوں نہ
 بر نہ آیا ایک مطلب بھی مرا فلاک سے

کیا پڑ ہوں میں صفحہ عالم ہی تر یا غلط
 جب ہوں کی پاس پوچھے ہو گیا نقش غلط
 آہستہ میں جھوٹ ہی صوفان ہر ہی غلط
 خود ترے منہ سے معما ہو گیا تیرا غلط
 کب سے چشم یار پر پر ہار و زیا غلط
 جبکے آگے ہو گیا اکسیر کا نسخہ غلط
 ورنہ یہ ہوں ہوں غلط ہاں غلط جی غلط
 سو جگہ سے ہو گیا ہے یار کا نام غلط
 شعر سچ ہیں ورنہ ہو تقدیر کا لکھا غلط
 قاعدہ دیکھو تو جب ہی عین نقطہ غلط
 سات درقون کا رسالہ کس قدر نکلا غلط

آگے کتا سنا او نہیں جان جان ابلان من
 قدر سمجھا روزمرہ ہو گیا اگلا غلط

ہوں اگر بار خط بھیجوں میں ہر بار خط
 رخ ترا تداں ہوا یا کہ گلستان ہوا
 خط کی بھی کیا بات ہے دور کی سوغات سے
 دیر نہ دم ہر لگا ہاتھ چھٹ کر لگا
 رنج کمان تک سہین نامہ برا اگر کہیں
 آپ کے سر کی قسم مرتے ہیں ابرو پہ ہم

۱۵

اتنے لکھوں یا خط پڑھنے ہوں شوار خط
 کیا خط ریحان ہوا یا خط گلزار خط
 نصف ملاقات ہے بھیجئے اے یا خط
 کب سے گلے پر لگا ہے بت خونخوار خط
 آپ سلامت رہیں لیجئے سکا خط
 شہر الگا و صمن ڈالے جو تلوار خط

<p>خط میں نہ تو دیر کر یا را نہ اندھیں کر کیون نہ پھرے گلبدن جانچ و کھل سخن طول تھا تناگلا قطع نہ تھا سلسلا قشقہ و چین چین زلف و خط عنبرین آنکھوں کی تنویر ہے یا خط تقدیر ہے دوش سے اسکو اوتا رزم بن پڑے با دل میں جو ہون غم ہری لکھ کو دل گدھے رخ کے جو بو سے لئے زخم جاہر ہوئے</p>	<p>میں تو اولٹ پیس کر پڑتا ہوں ہوا خط نقطہ ہے تیرا دھن ہے خط پر کار خط دست عالم ملاحظہ ہوا طیار خط سہکو تو اسے نازنین بہا تے ہیں یہ چار خط آپ کی تحریر ہے آنکھوں پر ہے یا خط دیکھ پڑے گانگار صورت زنا ر خط رقعہ رشادی کرے دیدہ خوبا ر خط ہو گیا میں سے لئے مرہم زنگار خط</p>
--	--

آگے قاصد بہ تنگ قدم رو ہاں میں ہنسی
بنتے ہیں جا کر پتنگ جاتے ہیں بیکار خط

<p>بہر بہار آئی ہوئے جمع ہوا سبب نشاط دور گردن میں کجا دورے ناب نشاط وہ مراحل کہے دیتے ہیں مین اوکار راز غم فرقت میں لہو ہو کے گرے آنکھوں سے بوٹی بوٹی مری متقل میں پھر کتی ہو پڑی وصل ہو خواب میں تو ہجر ہو بیداری میں ہنستے ہنستے شب و صلت میں ہوئی شادی گر مست مدہوش ہوا نشہ میں ڈوبا ایسا آنکھیں کھل جاتی ہیں دیدار رخ جاناں سے</p>	<p>۱۵ چمن و باد و دف ساقی و ارباب نشاط وہ تو ہے غم کا بنور اور گیرد اب نشاط غم کی برداشت ادھیں سے نہ مجھ تا نشاط نشہ دل میں بہری تھی جو مونا نشاط پرزے ہو کر ہی نہ ہو لا ادب ادب نشاط غم کی تعبیر ہو دیکھوں جو کہی خواب نشاط صبح کا ذب تھی ہماری شب مست نشاط دور ساغر ہے مجھے حلقہ گرد اب نشاط نور کے تڑکے سے کیلتے ہیں مگر اب نشاط</p>
---	---

<p>خواب میں کیجئے ماتم ہی تو نمکینش کلین ہاتھ پائی جو کرے وصل میں وہ رشک قمر اشک ہوں گریہ شادی جواؤ نہیں یاد کروں رو سے خندان ترا دتر ہے لئے تازہ بہار شنگہستی کی دوائیں میں سے روستی</p>	<p>نیند اچھٹ جائے اگر دیکھیں ہم خواب بام پر فرش کتان ہوشب متاں نشاط دانت ہن تیرے منہ ہی میں درخوش نشاط آج مرجھایا ہوا ہے گل شاداب نشاط سیکھ لے ہم سے کوئی نسخہ نایاب نشاط</p>
---	---

دن چڑھاؤ گاہ وصل سے اٹھیے ای قدر
 صبح سے بیٹھے ہیں انعام کو رباب نشاط

رویف ظلم منقوطہ

<p>گستاخ ہوں جنونین سمجھتا ہوں کب لحاظ چتون میں قہر چال میں محشر لبوں میں سحر اب یہ سنا کہ آئینہ بنتا نہیں ہاں ان روزوں بات بات میں رہتی ہر چیز چھا خورشید اب چمک کے نکلتا ہے سامنے یہ ربط ہے عروس لحد اور میں ہوں ایک تم ایک اگر کو گے تو میں دس سناؤنگا مجنون کو ہمسے پوچھیے یا ہم کو قیس سے کیوں یا روہ اشار سے وہ باتیں کہ ہر گزین خنجی کے مثل حال سے باہر ہوا تو کیا</p>	<p>باقی نہیں رہا ہر کیا ادب لحاظ ہے بچی بچی لفظ دن میں تیرے غضب لحاظ مشہور ہو گیا ہے ترا تا حلب لحاظ میں اور چہرے تار ہوں وہ کرتے ہیں جب لحاظ باہر شکل کر آپٹے کو یا ہے سب لحاظ اب وہ کمان رہا کہ جو تھا پہلے شب لحاظ تمکو نہیں حجاب تو مجھ کو ہے کب لحاظ آپس میں خوب رہتے تھے تعظیم ادب لحاظ آنکھوں کے مثل سیکھ گئے لعل لب لحاظ وہ آدمی ہے رکھے جو دقت غضب لحاظ</p>
--	---

پہنسا تھا زلف میں ہوئیں ہتھ پہیران اور کون اپنی آبرو کو دہان خاک میں ملائے تم رشک مہر ہو تو چراؤ نہ دن کو آنکھ رندوں سے مفت حضرت دعا عطا ہو گیسوین ل سے آنکھ چرائے نہ کیوں نگاہ	دل جب تلک تھا پاس جہی تک تھا لحاظ آتا ہے کہو جاتے ہوئے بے طلب لحاظ تم ماہ ہو تو چہرہ کرو وقت شب لحاظ بوڑھا سمجھ کر کچا کرتے ہیں سب لحاظ شوہر سے ہر عروس کو ہے ایک شب لحاظ
---	---

وہ تو سمجھ چکا انہیں الفت ہے قدر سے

پہر ایک پور قیاس ہے نے سبب لحاظ

روئے میں جان کا خدا حافظ ۱۵ حضرت دل جنون مبارک ہو تپ غم سے مزاج برہم ہے میرا دل لیکے کو دیا کیا خوب لفظ کم کرتا ہوں حال دزد و حنا آنکھ پڑتی ہے دل پر اوس برس کے دست و حشمت نے پاؤں پہلائے اے صنم وصل ہو تو پوچھو پاؤں کہینچتا ہوں مین تیغ نالہ و آہ تیز ہے اونکا نشتر مژگان مزرع دھڑکے متاع غرور اب دہری جیتی ہے خدا کی پناہ	ڈر ہے طوفان کا خدا حافظ رخ ہے میدان کا خدا حافظ دن ہے سحران کا خدا حافظ آپ کے دھیان کا خدا حافظ میرے دیوان کا خدا حافظ اپنے قرآن کا خدا حافظ اب گریبان کا خدا حافظ خیبر ایمان کا خدا حافظ تیرے دربان کا خدا حافظ اپنی شریان کا خدا حافظ اسمین انسان کا خدا حافظ سُتوق ہے پان کا خدا حافظ
---	---

ایسے نادان کا خدرا حافظ
غصت بہر آن کا خدرا حافظ

لاکھ بکے نہیں سمجھتا دل
جھڑکی ہر وقت کی معاوضہ

قدر کو تگدے میں دیکھا ہے
اس مسلمان کا خدرا حافظ

ردیف عینِ جملہ

کیا کیا تڑپ ہی ہے مثالِ شتر شمع
اندھیر کر رہی ہے شبِ انتظارِ شمع
گیسو تو دو شمع ہیں رخسارِ شمع
کالے کے سانسے جلے زینہا شمع
تم سے بچا جو نور بنے اوس ہیو شمع
جل کر سستی ہوئی وہیں بے اختیارِ شمع
ہمراہِ غیبِ قبر پہ لایا جو بارِ شمع
جلدی نکال لے کہیں لگا بخارِ شمع
پوشاک کو کرے نہ کہیں تارِ شمع
روتی ہے حالِ زار پہ کیا زارِ شمع
فانوس ہے نقاب تو رخسارِ شمع
رخسار سے ہی پاؤں تلک قدِ بارِ شمع
کب چاہتا ہوں میں سرنگِ مزارِ شمع

۱۵ کس شعلہ رو کی یاد میں ہی بقیرِ شمع
اوس کو دہو کے تکتا ہوں میں بارِ شمع
پہ پہرے گردِ صدمتے ہو پروانہ وارِ شمع
دل بھگیا مارتے گیسو کے روبرو
مجھ سے جو خاک بچ رہی پروانہ بنگیا
پروانہ سوزِ عشق میں جی جان دیکھا
شعلے کی طرح کانپا اٹھا جسمِ ناتوان
پروانے سوزِ عشق سے جل چکا غمِ ناتوان
آتما ہے یارِ بزم میں فانوس کو اٹھاؤ
لکھتا ہوں بیٹھ بیٹھ کے جیبا دسکے سانسے
گلگیرِ زلفِ یار ہے پروانے خال میں
ساچے میں ادھکا سارا بدن ڈھلا ہوا
تاریکی کی خبر کوئی لے ذرا

ادجیا لایک لاکہ جلاؤ نہر شمع

وہ ایک ہی ہے لاکہ دلیلین کوئی کرے

اے قدر روشنی میں کٹے گی شب لحد
ہو جائے گا جمال شہ ذوالفقار شمع

رویف غنیمت

اوشٹے ہی باغ دہر میں ہمنے اوٹلائے داغ
یہ رمز ہے کہ چاند ہوا مستلائے داغ
روشن ہماری قبر میں ہوں شمع داغ
اے یار کیا حال کہ دامن پر آئے داغ
سایہ کئے ہے سر پہ ہمیشہ ہمارے داغ
طاؤس کی روشنی وحشی نے کہاے داغ
کیون مثل مہر نام کو اپنے لگاے داغ
جب بانیں نہ نگار جگر کا مٹاے داغ
ہے داغ میرے واسطے میں ہوں برا داغ
دلیں کہلے ہوئے ہیں مے دیدہ ہی داغ
زخمون کا کچھ شمار نہ کچھ انتہاے داغ
محض رہ ہر گئی جبیل نے کہاں داغ
سینے میں اپنے لالہ شگفتہ ہے جاے داغ
گل نذر کیے بلبل نالان نے پائے داغ

کھلتے ہی مثل لالہ ہوئے بتلائے داغ
اہل عروج رکھتے ہیں دل میں کہ دو تین
افسوس گھر قریب کا روشن ہو یا رے
ہوں تم سے صاف قتل کرو تیغ پونچھ لو
ہے عشق سلطنت مراد لبادشاہ وقت
باغ جہان میں دو جگر سے گھٹا ڈھی
کیون کوئی اونکے خال سیہام پر مے
ہو موٹا یا نقش قدم کی طرح تو کیا
جس کو تو انبا ہوں میں گرمی عشق سے
اے تیر یار نکتے ہیں ہر لحظہ تیری راہ
عشق بتان میں ظاہر و باطن ہے ایک سا
دیش تہا معاملہ دربار عشق میں
سینچا ہے ہمنے دیدہ خونبار سے اے
سردار میں خزان کے یہ نا نصفی ہوئی

ٹکڑے دل و جگر ہو سے آنکھوں کے سامنے | کس کے اس جہان میں خدانے دکھائی داغ

مانند شمع جلگئے ہر شعر پر زبان
اے قدر کیوں بیان کیا ماجراے داغ

روینے فائے فوقانی

۱۹ ببل کا خون مفت بہایا ہزار حیف
اپنے کئے کا پاس نہ آیا ہزار حیف
دنیا سے تو نے ربط بڑھایا ہزار حیف
دل کی کدورتوں سے یہی ہمو داغ ہی
اگلے گل سحر پہ خاک اوڑھتی رہی صبا
منعم نہ کیوں جہان میں بنائیں عمر ترین
مختار ہے وہ شوخ مرا اوس پہ در کیا
مانند زلف کیوں نہ پریشان باکرون
تارون کی طرح آنکھوں میں کاٹی تمام رات
کیوں اپنا پردہ فاش کیا اپنی ہاتھتہ
پیدا کیا تھا تو نے عبادت کیلوسط
سننے تھے ہم حضور کا ہر شے میں داخلہ
ہم جانتے تھے بوسہ عنایت کر دے گئے تم
ہم نے اٹھائے ناز تمہارے تمام عمر

صیبا و تجھ کو رحم نہ آیا ہزار حیف
مجھ کو بنا کے تو نے مٹایا ہزار حیف
اک مہیو کے دامن آیا ہزار حیف
تو کیا نہ آئے گا ترسایا ہزار حیف
اک پہول بھی نہ تمنے چڑھایا ہزار حیف
ویرا نے میں مکان بنایا ہزار حیف
آیا ہزار شکنہ آیا ہزار حیف
سر پر چڑھا کے تو نے گرایا ہزار حیف
وہ ماہ ایک دم بھی نہ آیا ہزار حیف
غیر دن کو تمنے گھر میں بلایا ہزار حیف
اک برتنے اپنا بندہ بنایا ہزار حیف
پراپ کو کہیں بھی نہ پایا ہزار حیف
بوسہ تو کیسا مٹھ نہ لگایا ہزار حیف
تم نے جنازہ بھی نہ اٹھایا ہزار حیف

<p>سائے کی طرح ساتھ جو کہتا تو خوب تھا سو بار کہہ چکا کہ ہے دل آپ ہی مال مرنے سے میرے سب کو کم بیش غم ہوا ہاں کہہ دیا تھا سنکے اگست بزرگم</p>	<p>دیوانہ اوس پری نے بنایا ہزار حیف پہر بھی گیا نہ اپنا پرایا ہزار حیف صد حیف یا کسی نے کیا یا ہزار حیف کیون خاک میں پہر اوسین ملا یا ہزار حیف</p>
<p>دیکھا جو تم کو قدر نے غش کہا کے گر پڑا کیون تم نے دوڑ کر نہ اڑھایا ہزار حیف</p>	
<p>ردیف قاف فوقانی</p>	
<p>۱۸ آج دن بہر راہ دیکھی وہ نہ آئے الفراق شہر مہستی سے ہر دو منزل پہنچی عشق کی چلتے چلتے دنگی اک تلوار مجھ پر حلقہ پئی کیا شب تاریک کے ڈری نہیں جالتے تھے بدے نیکی کے بدی ہو یہ بھی قسمت کا لکھا جاتے جاتے وہ پلٹ آئیں تو اچھی سیر ہو یہ تو اب میرے لڑوٹھا سو بھی اڑھ نہ سکتا نہیں تو گیا اے ہر اودہر آئی نئی برسات ادھر عید کی شب جیسی شاد دیگر کوئی رند ہو گھر سے ہم تابہستون پونچر وہاں ہی تابہ بند ریح و غم تیرے جلو میں چلتے ہیں رشاہ عشق</p>	<p>اور شب بہر دیکھ لوں میں بنیں تو کل فراق منزل ثانی لحد ہے منزل اول فراق ہر صدا سے پامچے تکبیر تھی مقتل فراق اے سوزان کی دکھا دوں میں تجھ مثل فراق تحم القوت تھے بویا اوسکا پایا پہل فراق دہوم ادھر ڈالے وصال وراوسط پہل فراق میرے بار غم سے ایسا ہو گیا بوجھل فراق اشک بوندین سوز برق آئین ہنکا دل فراق مجھے تے ہو گیا اے مہ شب دل فراق دیکھئے دکھائیگا اب کونسا جنگل فراق دوڑتا ہے خود سواری میں تری پیل فراق</p>

آفتاب سحر سے بہتر شب تاریک و ص
اور بھی چمکے محبت جب جدا ہو کر ملے
آئی یہی میرے نصیبوں سے تو بیٹھے مجھ پر دو
برنج و غم کی جنتری میں ہو گا ڈھلا بند بند
عاشقی میں ایڑیاں رگڑیں مگر نکلی نہ جان
عیش و طہا کر مجھ سے اٹھ گیا نہ پر رنج و دلا

دور رکھے اپنے یہ جلتی ہوئی مشعل فراق
واقعی آئینہ الفت کا ہی صیقل فراق
وصل کی صورت جو دکھائی ہوئی تو کافراق
میری رگ رگ سے نکالیکا مر کس بل فراق
دیکھنا یہ عقدہ مشکل کرے گا حل فراق
یا آئی وصل جانان بعد ہوا دل فراق

چل دیئے منہ پیر کردہ راجا تارا
الغیاث الغیاث الفراق الفراق

ہم وہ ہیں اللہ کے آگے کیا اقرار عشق
جنسی الفت ہو گئی رہتے ہیں میرے پڑوس
حضرت شہنشاہی نسین اور خارشوی ہو گیا
ہم اوہین! آفتاب لکھتے ہیں شہ قایم حسن
سخت و لون آفتین میں حفظ میں کھو خدا
سکھائے دماغ کا دل میں خزانہ ہو گیا
تکھو دیکھا ہے تو انکھو نہیں سلائی پیر دو
چرخ چارم سے اور آئینے گہرا کر سبج
قبر شکر اگر مرے پای حنائی سے کہا
روتے روتے آپکے غم میں پوچھو نوبت ہو گئی
حسن کے پیچھے ہوئے میں زما لو اور تو

۱۳ آسمان خم ہو گیا بننے اڑٹا یا بار عشق
اوس طرف وہ اس طرف میں جمیں دیو عشق
مہربان معلوم ہوتے ہیں سبب بار عشق
وہ ہمیں خطا میں لکھا کرتے ہیں صبر عشق
ایک تو مرگ مفاجات اور ایک آئے عشق
آج کل چمکے ہوئے ہیں طالع میدان عشق
بند بھی گرد و کبھی پور وزن دیو عشق
حشر توڑ پگڑا کر اہی گا اگر بیا عشق
ہوش میں آؤ نہ تو ٹھیکہ گری بازار عشق
مٹل مزرگان سوکھ کر کاٹا ہو بیا عشق
بیچ لو جا ہو ہین چلکر بازار عشق

تیرے دستا فضیلت بند کی دستا عشق

دونوں کو دوا عطر سربازا راد چالے گا دشت

ایک امتق ایک مجنون ایک فریاد ایک قدر

بس یہی چار آدمی ہیں واقف اسرار عشق

ردیف کاف تازی

میرے مرقد پہ عنادل ہیں غزلخوان اب تک
چوٹی اٹری سے گزرتی تری جانان اب تک
ہمنے دیکھا نہیں اس ٹھٹھا کا انسان اب تک
اوستمگار ہوا تو نہ پشیمان اب تک
شمع روتی ہے سرگور غریبان اب تک
متسا پیدا نہ ہوا اے مہتابان اب تک
اوس غبی کو نہوا حفظتِ قرآن اب تک
کب کا پرزے ہو، ہوتا یہ گریبان اب تک
نہ چھٹانا خم را مجمع زندان اب تک
کچھ سمجھتا نہیں اپنا دل نادان اب تک
مر گئے پر نہ چٹا کو چہ جانان اب تک
ہے اوسیدم سے داغ اپنا پریشان اب تک
ایک بھی ہند میں بچتا نہ مسلمان اب تک
آنکھ میں پتر ہے بصل کا سلمان اب تک

۱۴ نہ چٹا عشق رخ رشک گلستان اب تک
نظر آتی نہیں صبح شب ہجران اب تک
حور و نمین حور ہو پر یونین پری ہو بجان
بیگنہ قتل کیا ہے تو یہ ہنسنا کیسا
تیرگی دیکھ کر اے ماہ شب مرقد کی
آسمان سے یہ فرشتوں کی صدا آتی ہے
اتک ل نے نہ پہچان رخ یار کا و صف
لگئے آپ گلے سے یہ بڑی خیر ہوئی
خیم کے خم صاف ہوئے اور تھکا ساقی ہی
جی میں آتا ہی کہ زلفون کے حوالے کر دین
چپکے ہر روز فرشتوں کی طرح جاتے ہیں ہم
کل شب وصل میں ہو گئی تھی جو بوجے گیسو
حق تو یہ ہے کہ اگر درستان ہو جاتا
نغمہ رقتاقل و آواز دف و صحن چین

روئے نگین کی صفت کرتا کیا اے صمد
تو نے دیکھا نہیں شاید طر دیوان اب تک

منہ لگاتا نہیں اے قدر رہیں یا بہت
خوب کھلتے نہیں ہمے لب خندان اب تک

۱۵ یوں تو ہے اونکا جسم ہر نازک
بات میں ٹوٹے بات میں جڑ جاے
بندہ بھی اس قدر ہے زار و خفیف
ہے کمر سے دہن کہیں نایاب
کچھ نہ پوچھو کہ اونکے ہونٹہ ہین کیا
ہر بہانے سے ٹالتے ہین ہین
ادھر اسینہ جھبکے جھبکے رخسار
میسے سینہ پہ سر نہیں نہ ہرتے
پہلوان بنکے توڑتے ہو دل
رکنے دیتے نہیں ہوتا تہ ہین
کہیں جایا نہ کیجئے مشکو
جب پڑی آنکھ لاکھ بل کھاؤ
اپنے موقع کی ہے ہر اکشے خوب
تیغ باند ہو برابر ابرو کے

ہے مگر بال جبر کمر نازک
ہے بہت خاطر بشر نازک
آپ ہین یا جبر کمر نازک
ہے دہن سے کہیں کمر نازک
برگ گل سے زیادہ تر نازک
بنے رہتے ہین رات ہر نازک
شانے طیار ہین کمر نازک
مجھے کیا تم ہوئے اگر نازک
بنو گے کیسے وقت پر نازک
اجی ایسی بھی کیا کمر نازک
وقت آیا ہے اے قمر نازک
اُف مزاج اتنا فتنہ گر نازک
چہا تیاں سخت ہوں کمر نازک
کہ کلائی ہے کس قدر نازک

سخت باتوں کی قدر کو نہیں تاب
کہیں شیشے سے ہے جگر نازک

ردیف کا فارسی

کچھ سہ رض کرنی ہی مجھے سکر سی الگ
 بستر لگائے مری دیوار سے الگ
 دل کیسے ٹیٹھیں کا فرو دیندار سی الگ
 کیونکر ہوزلف یار رخ یار سے الگ
 گل ہوں مگر وہ گل کہ ہو گلزار سے الگ
 گردن تو ہو بھی خجہ خو خوار سے الگ
 نقش قدم رہے قدم یار سے الگ
 ساغر کہی نہو لب میخوار سے الگ
 کاٹو گے ہاتھ الگ مری تلوار سی الگ
 دم بہر نقاب ہو جو رخ یار سے الگ
 دستار سر ہے تن زاری الگ
 رکیسے گا ہاتھ کیسو خمدار سے الگ
 سوئے حضور عاشق غمخوار سے الگ
 زانو نہ کیجئے سربیمار سے الگ

دم بہر کو چلیے مجمع اغیار سے الگ
 دیوانہ جانکر زمین کہتا ہے وہ پری
 ہم اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائیں
 اوستا نہیں ہے سانپ خزانے پٹھیکر
 بوہوں مگر وہ بو کہ جو ہو پھول سے جدا
 اتنی گریز کیا ہے تڑپتا نہ چوڑے
 میں لاغری سے خط کفیلے دہشت ہوں
 یارب مدام بوسہ چشم صنم ملے
 ابرو کی لون بلائیں تو کہتے ہیں ناز سے
 پہنتی کو نمین قد پہ ابھی نخل طور کے
 اندر ہر ہور ہا ہے نرا کو سے یار میں
 کہتے ہیں ہنسکے دیکھو نہ کالا کہیں ڈسے
 پہ وصل میں یہ فتنہ خواہید جاگ اٹھا
 دیکھو نہ اے سچ کہیں جان پر بنے

اے قدر اندون ہے دماغ آسمان پر

ہے یہ زمین جہان کے اشعار الگ



ردیف لام

لعلخند زلف معنبر کا سونگھا ناشبِ صِل
 ہاتھ آیا ہے ترے خون بہانا شبِ صِل
 نیند کا کرتا ہے عیار بہانا شبِ صِل
 خیر بہتر ہے تر ائمہ نہ کہما ناشبِ صِل
 کاش ٹوٹے کوئی بازیگیا دانا شبِ صِل
 ورنہ یوں چین اڑتا ہے زما ناشبِ صِل
 دونوں برو کے اشاریے بلانا شبِ صِل
 چہرے تراہوں شبِ فرقت کا فنا شبِ صِل
 میرے سینے سے نہ تم سینہ ملا ناشبِ صِل
 یاد آیا جو زبانوں کا لڑنا شبِ صِل
 شبِ مرقد کو سمجھ لیتا ہوں دانا شبِ صِل
 چلے آنا شبِ ہجر ورنہ آنا شبِ صِل
 میرے نالے شبِ ہجر اچکا گانا شبِ صِل
 میری تقدیر میں تھا چین اڑنا شبِ صِل
 اونکا آنا شبِ صِل ورنہ آنا شبِ صِل
 کہ کٹور اسی یا آنکھیں نہ چرا ناشبِ صِل
 نہ چلے گا کوئی صاحبِ کبا بہانا شبِ صِل

محمودیدار کو تم غش میں جو پانا شبِ صِل
 چال ہے پاؤں میں مہندیکا گانا شبِ صِل
 شبِ غم کا جو سنا تاہوں فنا ناشبِ صِل
 رکھے اللہ تری شہم کو ہوگی نہ سحر
 میں ہی جانوں کہ مے دلا پہو پلا پوٹا
 اک مہین یار کی پٹی سی لگے روتی ہوں
 قاب تو سین کے رتبے سے نہیں کم ہوگا
 دونوں ہاتھوں سے جگر تمام کے بیٹھو صاحب
 سوز غم اسمین بہر جو کہیں چپاے نہ پڑیں
 ہنسنے پر دن شبِ غم میں کف افسوس ہے
 مر کے ہو جاتا ہو عشق حقیقی ہو صال
 دونوں صورت میں ہوئی وعدہ خلائی تم سے
 زندہ سے مر جاتے ہیں جی او ڈھتے ہیں روئے
 تیری قسمت میں تھا اسے غیر تر پنا شبِ صِل
 مجھ سے جب وہ ہی بیٹھے تو برابر ہی مجھے
 چاندنی رات تو ہے دور کہ ساغر ہی ہو
 لاکھ چالیں چلو فوق سے درو چھٹے دو

اپنے مطلب سے بڑا مطلب جو تمہاری مرضی خیر تشریف ادھر لاسے تو احسان کیا لیٹے لیٹے وہ بگڑا دیتے ہیں گھر جانے پر	ہم نے مانا نہ ہمیں پاس سلانا شب وصل مشفق من مرا کہنا تو نہ مانا شب وصل کروٹین لیتا ہی رہ رہ کے زانا شب وصل
شبِ فرقت میں تمہیں اُس نے ستایا جتنا قدرِ تم اس کے عوض اُس کو ستانا شب وصل	
۱۵ باغ کا تھا چراغ گل غم سے تھے داغ داغ گل دل میں ہماری جان کا نام نہیں نشان کا اسی بت مست گر زمرست ہی کیا تجھے خبر دل کی جو تھی بند ہی کلی پھوٹے لالہ ہو گئی اشک ہیں چو ششِ سحابِ اغہین تابِ فتاب شور اٹھا جواہ کا چہرہ بتوں کا فقی ہوا قامتِ فرخ سے راہ ہو تجھ پر چمنِ تباہ ہر تجھے پتنگ داغ داغ تجھے مہرِ باغ باغ دیکھ لکھے کیسود و تادل مرا سرد ہو گیا ہم کو کمانِ داغِ ہر سیرِ خودِ باغِ ہر ابرِ غبارِ دہو گیا لعل و گُمرِ پرو گیا ساتی ادھر بھی کوئی تو جسامِ بڑبڑے یا ہو ہو گئے تم جہانِ کثرے شرم سے نخل گل گٹے مجھے نہ آتا تو عنذِ لب میرا ترا ہی ان نصیب	پاکے تر اسراغ گل ہو گئے باغ باغ گل عشق کی دودمان کا آج ہوا چسپاں گل رگہ کی کھول کھول کر باغ میں کیوں ایسا گل زخم سے بصد خوشی کھائے بصدِ فراغ گل شرمِ شبنم آبِ رشک سے داغ داغ گل چلنے لگی جہان ہوا ہونے لگے چراغ گل سروِ مثال آہِ ہر اور بزرنگ داغ گل تو ہی ہی بزمِ میں چراغ تو ہی میانِ باغ گل کالے کے سامنے ہوا آج مرا چسپاں گل سینہ تو خانہ باغِ ہر سینے کے سائے داغ گل قطروں سے ملے ہو گیا گوہرِ شجرِ باغ گل نکلت گل ہو کی بو اور ترایا باغ گل اور ذرا جو نہں پڑے ہو گئے باغ باغ گل مجھے ہر سرگرانِ حبیب تجھے ہی بد داغ گل

چین اڈائین قدر ہم ساتون فلک سے ہیں
ساتی ربادہ دھنم چنگ گزک چراغ گل

خط بھیجتا نہیں بت خود کام آج کل ۱۸
اندھیر ہے کہ زلف نے دل کو اُٹا لیا
ساتی پھرا ہوا ہے کہ قسمت پھری ہوئی
فصل بہار آتی ہے بلبل کی خمیر ہو
ہم کو بھی جان نثاروں میں گنتا ہے وہ قمر
ساتی سب تو کیا ہی نہیں خیم پہ بندہ ہم
سارے جہان نے کلمہ جو اس یاکا پڑھا
صیاد ہلکے چوڑ دے اک ہم نمون نمون
ان روزوں دہر کیا جھے دیتا ہے ٹھوکرین
ٹھوکر لگا کے قبر کو کہتا ہے وہ مسیح
مشرکان کفر پہ رہے مے دے لے اندون
کرے میں لیٹے رہتے ہیں اس آفتاب کے
للقاد آپ آؤ کہ مجھ کو بلاؤ تم
مسکن کیا ہے میرے دل داغدارین
فصل بہار آئی ہے ڈہلتے پر شتر
کیا پھر کسی جوان کو نظر پڑے ہاؤ گے
ای ماہ چارہ یہی دن ہیں شباب کے

آج بے کاش موت کا پیغام آج کل
ہوتی ہیں چوریاں یہ شام آج کل
ہی دور جام گردش ایام آج کل
طیار ہوتے ہیں قفس و دام آج کل
ہم بھی ہوئے ہیں شہر میں بنام آج کل
لیکن ہمارے پاس نہیں آج کل
کیا گھٹ گئی ہے رونق اسلام آج کل
لاکھوں ٹرپ ہے میں تدم آج کل
مٹا ہی میرا بلق ایام آج کل
تم کو تو جو ب سو جا ہی آج کل
اس جھوٹی سی گڑھی پہ بندہ لام آج کل
یکساں گزرتی ہے سحر و شام آج کل
کبتک ہے گی اسی بت خود کام آج کل
سیر حرمین ہے وہ گل اندام آج کل
رہتا ہے دور ربادہ گلفام آج کل
کچھ بیٹھتے بہت ہو لب بام آج کل
مقصود کو پونچھ عاشق نام آج کل

شیشہ نعل میں دوش پر خم ہاتھ میں سبجو
ای قدر لب لباب ہی جسم آج کل

لیتے گئے وہ راحت و صبر و قرار دل
کہو یا بس ایک آہ نے صبر و قرار دل
سینے میں جگر باہر براغبار دل
زخموں کا کچھ حساب نہ داغوں کا کچھ شمار
ترچھی نگہ کہ تیرے صیا چھید لے
زروں میں بڑھکانا نہ قطر و نمین ہی پتا
برآہ با مراد ہی ہر نالہ پڑا
پیارا نہیں مجھے وہ زیادہ حضور سے
یہ صفت ہی زبان تک آنا محال ہو
کیسا ہوا ہی آپ سے باہر سراق میں
درویش ہر کجا کہ شب اندر سے اوت
اُنکا کبھی جگر میں کبھی دل میں ہی مقام
بس ننگے پاؤں گھر سے نکلنا پڑا بھی
جھپکی پناہ نگاہ مرا کا مگر گئی
ایسوں کے آڑے آتا ہی کوئی جہان میں
بتا ہی ابراہیم جیسے سجاات ارض سے
از بسکہ بقیہ رہی لے ہاتھ میں سے

۱۹ اُجڑا پڑا ہوا ہی جسم اُدیار دل
جی بھگے بھر یارین نکلا سجاد دل
نیا بیٹے جی بنے کا اگلی مزار دل
کیسا کہلا ہوا ہی مرالہ زار دل
اگر ہمسایہ زلف میں تیر ہی شکا دل
اُٹا وہ دیکھ لے تو زنا شاد دل
لیا سچی ہا کین بول رہی ہزار دل
جب آہ جی پہر سے ہن تو کیا اعتبار دل
میں کس طرح سناؤں تمہیں حال زار دل
دل پر کسی طرح زبا اختیار دل
کیونکر نہ زلف یا میں ہوتا قرار دل
دل ہی خدا جگر کے جگر ہنشا دل
سن پائیے جو نالہ بے اختیار دل
ٹٹٹی کی آڑا آپ نے کھیلنا کھکا دل
چاتی یہ اپنی ہی کہ ہوے پردہ دار دل
بن بکے شک آپ پہ نکلا بجا دل
جاتا ہی تیرے ہاتھ سے غافل شکا دل

دل چھوڑ کے کوچہ بہستان میں
گیسو کا نہ حال ہے پوچھو
کیا جوش جنون سے لاغری ہے
تنہا ہوں گے تو ہوگی وحشت
جسم لاغری سے دم نکلا ہے
وصف خط عارض منور
گل دیکھ کے ہاتھ پادون پھولے
ہیں تارنگاہ انتظار سی پا
اسکے تو نگاہ رو برو ہو
جانی پیارے حضور معشوق
جب عشق کیا تو شرم کی

پھرنے لگے کوہ سار میں ہم
ان روزوں میں انتشار میں ہم
کاٹا ہوا ہے ہین بہار میں ہم
پھاڑینگے گفن مزار میں ہم
کیوں اوجھے ہیں ایک خار میں ہم
لکھتے ہیں خط غبار میں ہم
بہ خود ہوئے یہ بہار میں ہم
یہ زار ہیں انتظار میں ہم
ٹھنڈے ہیں بس ابکے وار میں ہم
کیا کچھ نہیں کہتے پیار میں ہم
چلا اوٹھیں ہزار میں ہم

ای وقت در کہین وصال بھی ہو
مر جائیں نراق یا میں ہم

خدا کو مانو ہنسی نہ جانو نہ میرے دل چھاکر تو تم
زمانہ اولٹا ہی کیا کرو تم بد جاو ہی وہ ادا کرو تم
سرور و صلت کر سچ وقت دوائے الفت کہ رو
رہیگی یونہیں بلوں پہ چوٹی نکالیے لاکھ لاکھ سی ہی
ہمیں نے پہلے لاکھا یا ہمیں نے قاتل تمہیں بنایا
ابھی کفن مردے پھاڑا ہیں بھی مزاروں سے رنگین

۱۷

ہلکا کرش خدا کا پایہ ذرا تو خوف خدا کرو تم
دعا کریں ہم جفا کرو تم دعا کریں ہم دعا کرو تم
نشان بوسہ کہ داغ حسرت قبول ہو جو مٹا کرو تم
نکل گیا سانپ جب غمیلی لکیر پٹیا کیا کرو تم
ہمیں نے یہ رنگ سب جمایا ہمارے حق میں سا کرو تم
ابھی جو مشر کی چلکے چالین ذرا قیامت بآ کرو تم

دل و جگر ملک یوں نہ بچھاو رتو جان قربان ہو یوں
 نباہ ہو گا اسی میں یا نہ سہیہ یہ دونوں ملنا عالم
 ہزار دل ہوں جو ای جفا جو دینے سے نہیں ہو
 چلو بہت ہو چکی رو کاوٹ کما نکا پردہ اٹھاو گٹ
 لگا ہی دل ہے خیر ہجر میں جو اغیار میں مگر
 ہماری شہر گ پتھر کہ رہی ہو کہ روح میں تک ہی ہے
 ہوں جگت آشا نگا ہین میں کفر و اسلام سے میں
 ہمارے نالوں کو سن جو باؤ یقین پرش کھا کے لوٹ جا
 بہت نہ چٹکے ہو سے رہو تمہیں ہے وہاب جو پڑی ہو تم
 سجا ہی بجا مگا کا تھا تمہارا اس میں گناہ کیا تھا

ایلیک سرور سے بھی ایک دم اپنے فدا کرو تم
 کہیں تکلف نہ کہے کچھ ہم نہ ہے شرم و حیا کرو تم
 اسیر کی قیول ابرو شہید ناز واد اکرو تم
 پٹ بھی جاؤ گلے سے جھپٹ پٹ بہت غم نہ کیا کرو تم
 ذرا نہیں اختیار چہرہ پر اسکے مارے میں کیا کرو تم
 تا کہ دم نہ لٹا کہ ہی ہی بھی نہ پنج جاکرو تم
 ملو تم اس سے وہ جکو جا میں نے آشنا کرو تم
 نہ لوٹ جاؤ نہ غش میں آؤ تو دفعۃً واہ واکرو تم
 جو بوسے لون تو کیا کہو تم گلے لگا لون تو کیا کرو تم
 یہ میری تقدیر میں لکھا تھا کہ مجھ پہ جو رجھا کرو تم

بتاؤ ای قدر کیا کہا تھا یہی نتیجہ ہی عاقبتی کا
 غریب و بیکس ذلیل و رسوا خراجستہ پھر اکرو تم

ردیف نون

جو ہر عرش پر ہی غرض کوئی حاصل کا مکان نہیں ۲۳
 مجھے دوسرے بنا ہو دی بھی نہیں جانت کہ تو ہاں نہیں
 یہ صیبت تیرے شہید کا کمال شوق تھا دید کا
 میں نہ ہر بلغ وجود ہوں میں وہ گل ہوں شمع جیا کا
 نہ جگر بہ تیرے نظر ٹپی نہ اشارے ابرو دیکھے ہو
 وہ میان بھی ہو وہ وہاں بھی ہو کہ میں نہیں کمان
 تر نہ نہیں کہ ہوں نہیں کہ ہوں میں تیرے زبان میں
 جو گلا بھی ہو تو وہ تر نہیں جو چھری بھی ہو تو وہاں نہیں
 جسے فصل گل کی خوشی نہیں جسے پنج باؤں نہیں
 تو شکار کھیل کا کس طرح ترے پاس تیرے کمان نہیں

مجھے کیا جو شوخ نشور ہو میں پوچھ لو خوش رہو
 مرا کینل تھا وہ ستر ہو کسے اب باغ ہر اک کا
 جو اٹھے تو سینہ دجھا کر جو چلے تو تھو کو بن مار کر
 جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا جو بیک گیا وہ بیک گیا
 میں وہ سرباغ قدیم ہوں کبھی بھوسے جو کبھی
 کہ ہر اٹ گیا مرا قافہ کہ زمین میں پہٹ کے سما گیا
 مرا دم لچھتا ہی وہ غصہ نہ سُنو لگا لاکھ بکا کرو
 ترا قہ نہ زخمیم ہی ترا جسم دار نعیم ہی
 چلے حال ل کو جو پوچھنے مری ہتکڑی تو اتار لو
 کوئی خواب تھا کہ خیال تھا شب روز اس سے حال
 ترے ابرو دکھو میں چوم لوں نہیں خون گزرتا میں اس قدر
 جو ہزار غم بھی پیش ہوں وہ کیسی طرح نہیں مانتا
 یہ مری رنگ کی شستیان بھی سفینا سے بجات ہیں
 ہوئیں زرد زرد جو بیتان یہ بھی اک طرح کی بہار ہے
 دم مرگ تیرے قریب ہوں مجھ کو اپنے فوج کی عید ہے
 بہت اسپہ تو نہ گنہ گار تر اُنھ ہے چاند ہوا کر سے
 وہ زبان خنجر صبر ہوں کہ زبان میں جسکی سخن نہیں

میں لحد سے اٹھکے چلوں ہاں مجھ کو اتنی تاب تو نہیں
 کہ بولوں کہے چراغ گل میں وہ جل جھاکہ دھو نہیں
 سنئے آپ ہی تو جوان ہیں کوئی کیا جہا نہیں جوان نہیں
 کہ عجیب حال ہو گو گو وہ نہاں نہیں وہ عیان نہیں
 میں وہ قمری نو اسیر ہوں جسے اپنا طوق گر نہ نہیں
 نہ غبار اٹھا نہ برس سجا کہیں نقش پاکا نشان نہیں
 تمہیں جس قدر کہ جنون ہے مجھے اس قدر خفقان نہیں
 یہ فقط ہیں قصے کہانیاں کوئی دوزخ اور جہان نہیں
 میں کلیجا ہاتھوں سے تھام لوں بجز کے تاب یا نہیں
 مجھے کچھ خبر نہیں کیا ہوا وہ مکین نہیں مکین نہیں
 ترے گیسو دکھو میں سونگھ لوں مجھے اس قدر خفقان نہیں
 کہوا اس قدر تو خذ نہیں کہوا الامان تو امان نہیں
 کبھی اسکا بطرانہ پار ہو جو میرے پیچان نہیں
 میں بسنت اسکو سمجھتا ہوں یہ چمن میں فصیح نہیں
 میں لپٹکے تجھے شہید ہوں کہ چھپی ہے تیرا نشان نہیں
 کہیں پرزے پر زریٰ انہو مراد ہے کوئی کسان نہیں
 وہ دہان زخم مال ہوں کہ دہن میں جگر زبان نہیں

اٹھو قدران پہ نہ جان دو اجی جان ہو تو جان ہو

کوئی کام ایسا بھی کرتا ہی ایسا نہیں ارمان نہیں

صاف کرتے ہیں لب دندان وہ اکثر آب میں
جوش گریہ سے ہر مثل موج بہر آب میں
تجھ میں عالم ہر فنا عالم میں تو موجود ہی
بھگا ای غم بھگا بھی کشتی تری ہوئی تباہ
رخ پہ خط آیا تو آئے سے نفرت کیوں ہوئی
مجھ کو حیرت کی کہ آئین مورچہ لگتا نہیں
روتے روتے سب روماناں پہ پانی پھر گیا
ہر بھنور خسار کی خسو سے نیا مال بنے
وہ کمر پہ تیغ رکھتا ہی میں اپنے حلق پر
دیدہ تر سے نہیں ہٹتا ہی میرا غم مثل
جب سے کھوئی آنکھ سننے آنکھ کو روئے کٹی
ناخسائے مشک بن جائیگے دریا کے بھنور
کیجیے اک دن لب جو خستہ دندان نا
ہو گئے سحر جان ہی کیا فانی اسد ہم

۱۵

اسٹیک پیدا ہوئے مہر جان و گوہر آب میں
بلکہ تر تباہی حباب آسمان گھر آب میں
جس طرح گوہر میں ہو آب اور گوہر آب میں
چشم زمیں ہر شرہ دست سکندر آب میں
دیکھتے ہیں سب کسوف مہر انوار آب میں
نوک تک ڈوبا ہی گو قاتل کا خنجر آب میں
مردم دیدہ کی ہمت ہی مر گھر آب میں
تو نہانے کو اتری ماہ پیکر آب میں
وہ کمر تک ہی میں گردن تک فشاں آب میں
میر ہی کشتی کا پڑا رہتا ہی سنگر آب میں
اس کنول کی ہی نموداری برابر آب میں
دھونیکا و گھل اگر زلف مغنرب آب میں
ہر صدف موتی کرے تمپر خچاں آب میں
لگیا انجام کو خود آب بہکرا آب میں

عشق میں اے قدر گجائے تو ہر جاؤ گے تم

ڈوب جائے جب کہ ہو تیرا ک مضطرب میں

شب زقت میں سہنما لے رہیں اجاب میں
آنکھیں غیر دیکھ لے یہ تو نہیں تاب ہمیں
خال کا نام نہ لویا رخ تاباں کم ہے

۱۲

دے دے چلیگا اٹھا کر دل بیتاب ہمیں
اجی آنا نہیں ایسا ادب آداب ہمیں
کیسی باروت آڑا دیکھ پکایہ موتاب ہمیں

<p> لہو کے گھونٹ تمہیں اور می ناب ہمیں کر دیا نامہ اعمال نے آب ہمیں لاکھ پہنادے کوئی قائم و خجاب ہمیں کیا کھلائے تھے کباب بطر خراب ہمیں اسی لحد آج بغل میں نہ بہت داب ہمیں موج لائی ہی بہا اگر سوگرداب ہمیں اجی لا حول ولا کردیا بد خواب ہمیں اور ترپاے کاغذ خجاب ہمیں </p>	<p> زاہد و جکا چو حصہ ہی یونچ جاتا ہی جی میں آتا ہی کہ ہم بھی اسے بند ہو ڈالیں خاکسار و نکی تو گڈری ہی میں ہی زینت ہو رات آنکھوں میں کٹی نیند نہ آئی بے یار کل شب ہجر میں پیار اپنا جست یا نہ گیا بھاری موبان سے وہ اتنی کچھ نانی ملی اسی نیکرین نکالا ہو کسان کا جھگڑا ہمنے ناحق ترے ابرو کا پسینا پونچھا </p>
<p> کان مشتاق ہیں اک اور غزل پڑھئے قدر یاد رہ جائیگی یہ محبت احباب ہمیں </p>	
<p> اڑ کے پانی میں طے ریزہ سیلاب ہمیں سوچتا ہی نہ کنواں اور نہ تالاب ہمیں یاد آتی ہی جو بربادی احباب ہمیں خود دکھاتا ہی تھی کاسرگرداب ہمیں زلزل و زلزل سے دکھلا خب متاب ہمیں ہچکلی آتی ہی ہلا ایک دم آب ہمیں پردہ پوشی سے کیا اور بھی بیتاب ہمیں کس جگہ چھوڑ گئے ہاے سب احباب ہمیں کبھی گرداب ڈبوئے کبھی سیلاب ہمیں </p>	<p> لگئے آنکھوں میں نخت دل بیتاب ہمیں لیے جاتا ہی کہ ہر احوال بیتاب ہمیں دشت غربت میں گبولوں سے لپٹ جاتے ہیں کیا سمندر سے بہلا ہم دردم جان انگین کیوں گھٹا چھائی ہی لٹا اٹھا زرقاب ایک ہاتھ اور لگا جبین نہ پھر بکریں یہی نا حضرت موسیٰ کی طرح غش آتا یہ اندہیرا ہی کہ وحشت ہی لحد میں ہسکو چشم تر کا کرین شکوہ کہ کلا آنسو کا </p>

<p>وعدہ وصل پہ دکنو تو وہ شراتے ہیں وامتی دکنو کہن و قیس نے کیا ساتھ دیا دانت کھلجائیں اگر یار ہنسے جی خوش ہو وصل سے اُنکے کسی شب نہوا کھر روشن سر بھر ادیتی ہر بھاتی نہیں مو سے کی شراب</p>	<p>شکوہ فرماتے ہیں کیوں کرتے ہو بد خواب ہمیں دشت و حشت میں بھی گھیسے رہے اجاب ہمیں نظر آجائیں الہی دُر نایاب ہمیں چاند دکھلائی دیا صورت مُشراب ہمیں ساتی انگور کی مے جلد مریاب ہمیں</p>
<p>ایک سا ظاہر و باطن ہر ہمارا اوقار چشم بے خواب ملی یا دل بیتاب ہمیں</p>	
<p>خدا جانے میں اُس کا سایہ ہوں کیا ہوں ۱۶ یہ ابرو کوئل ہے کہ تیغ قضا ہوں مری سرکشی عین افتادگی ہے پہنتا تھا ہر سال منت کی بڑی وہ رہتا ہی خود میری گونگی گرین نکل جائے گا دم شر مہیرا کہیں تالی اک ہاتھ سے بھی سچی ہے میں وہ داغ ہوں داغ ہو جس سے پیدا بس ایک آہ میں ہی نہ گروں نہ گردش میں ہوں قدردان اپنے ہر قدر انکا غضب یا دگیسویں ہے آہ زاری مہ عید سے میری آنکھیں ہوئیں میں</p>	<p>نہ اُس سے ملا ہوں نہ اُس سے جدا ہوں یہ جیتوں کو غم کہ قہر خدا ہوں میں وہ قطرہ اشک چشم فنا ہوں لڑکپن سے پابند زلف رسا ہوں وہی بولتا ہی جو میں بولتا ہوں میں دیو شب ہجر کا ناشتا ہوں مجھے تم بھی چاہو جو میں تم کو چاہوں اُن اسی گرمی عشق جلتا تو اہوں یہ کتنا ہی اس کو ابھی دیکھتا ہوں میں دلدادہ شاہد دلر با ہوں میں ہندوستان بھر کی آہی ہوں ابھی اُنکی اُٹھے جو میں خود نما ہوں</p>

<p>کمر جھک گئی گل کر اُن کیسودن پر نہ خفت اٹھای نہ کوی گرا نی ہوا میری تربت کا سبزہ بجا</p>	<p>میں خود حلقے سے زلف دو تا ہوں نہ میں کمر راہوں نہ آہن جڑا ہوں میں وہ کشتہ تیغ شرم و حیا ہوں</p>
<p>کہو تنے اسی قدر بوسہ بوسہ مانگا نہیں کہہ دیا اُس نے چپکے سے یا ہوں</p>	
<p>دہن سے نالے عوض آہو کی نکلتے ہیں ۲۰ بہار میں جگر و دل لہو اُگلے ہیں کہان وہ نوح کا طوفان کہان آنکھیں غضب ہی ہونٹھ کا ہلنا جو سیکتی ہیں بھین نثار ہے رگ شریانِ فدا ہی تارِ نفس بڑی شفقت و محنت سے ملتی ہر دُئی کبھی غشی ہی کبھی چو نکلتے ہیں وقت میں کہان نقاب اُٹھا کر دکھاتے ہوا برو گھٹائیں جھوم کر اُنیں مبارک اسی زند تمہارے واسطے ہمنے بنایا خسیانہ کبھی نہ بوسہ سبب ذقنِ مضیب ہوا وہ اُٹھی اُٹھتی جوانی وہ اُبھری اُبھری گات جو آنکھیں پی گئیں آنسو تو نکلتے جگر قریب زلف ہی پھندہ لگانے کو طیار</p>	<p>محاورے جو پڑانے تھو وہ بدلتے ہیں یہ جوش ہی کہ بدن عاشقوں کے پہلے ہیں خدا ہی خیر کرے دو تنوں اُبلتے ہیں تمہارے ہنس کی چالیں تہ کو چلی ہیں کمر تو ایسی ہی پھس قتل پہنلتے ہیں بڑی اذیتوں سے دانت سب نکلتے ہیں تمام رات یونہیں ڈوبتے پھلتے ہیں کہان غلاف سے یہ نیچے نکلتے ہیں وہ موسم آیا ہی انگور حسین بھلتے ہیں بٹھا کر آنکھوں میں پلوں کے پکے بھلتے ہیں ہمارے سامنے کد ان قریب بھلتے ہیں ڈوڑتا ہٹتے ہی عشاق ہاتھ ملتے ہیں یہ ہنس موتی نکلتے ہیں گل اُگلے ہیں گھٹوئی طرح ترے دید سے کھجالتے ہیں</p>

<p>حضور ڈھانک بھی لین چکنی چکنی رانوں کو نہ بیٹھتے ہونہ جاتے ہونہ عین ہونہ دل جگر میں پڑے داغ دہنوں میں جھلے دہن کو ہیچ سنا تھا کمر بھی ہیچ ہوئی رُود لاؤ اُس میں بھی راضی ہنسنا اُس میں بھی خو</p>	<p>سنا ہی عاشقوں کے دل میں پسے ہیں میں منہ بہ کہتا ہوں اس وقت آپ کہتے ہیں تمہارے موتوں کے مالے مور اُگلے ہیں بڑے بڑے ابھی نقص آپ میں نکلتے ہیں جو مرد میں وہ کسی بات میں نکلتے ہیں</p>
<p>ابھی تھیں اصل کا قہر ارا در بھی انکا چلو ہٹو انہیں باتوں سے قدر جلے ہیں</p>	
<p>ابر آگے ترے ایدہ کے ترچہ بھی نہیں ۱۱ عشق زلف الفت رخ مرگے کرچہ بھی نہیں ایسا اقرار بھی کچھ مال ہی اور عمدہ شکن کوئی شہدہ مری آہوں کا بھجایا نہ گیا آپ میں آؤں تو میں اُپکو ڈھونڈ ہوں بپا سر میں لگ اپنے لگی جا کے کچھ تو نہیں اس سے بوسہ تو ملا دہ نہ کبھی ہاتھ لگی حق نے تلوار اتاری ہی سپاہی کے لیے خفتگان شب غم خشرین بھر لیٹ ہے بوے گیسو کے سوا اور نہیں بھکد داغ</p>	<p>مر جا قطرہ اشک اصل گھر کچھ بھی نہیں آنکھ جب بند ہوئی شام دس کچھ بھی نہیں کہ ادھر منہ سے کہا اور ادھر کچھ بھی نہیں اجی لا حول ولادیدہ ترچہ بھی نہیں آپ تو آپ مجھے اپنی خبر کچھ بھی نہیں جسم و جان شمع صفت تابہ کچھ بھی نہیں یونہی بن کہنے کو کچھ ہی ہی کمر کچھ بھی نہیں جو نہو یا لگی ادا ترچہ نظر کچھ بھی نہیں کہ نمایاں ابھی آنا ہی کچھ بھی نہیں دیدار دے کے سوا تپ کچھ بھی نہیں</p>
<p>صفر کرتا ہی اکائی کو دہائی سے قدر درحقیقت وہ بہت کچھ ہی اگر کچھ بھی نہیں</p>	

اجی ایسا بھی مزاج ہی گل تر کچھ بھی نہیں ۱۱
 طوق العین یہ نیز نگ نظر کچھ بھی نہیں
 تم سہی سمت کو باؤ تو خدا کو پاؤ
 دم نہ گھٹجاسے تمنا کا یہ دل ہی یا قبر
 من میں من شیخ فریاد رنبل میں امنیں
 کسی پہلو میں بھی یار نہ سویا آکر
 وصف حیا میں شعر پڑھوں آپ سنیں
 کچھ کیا ہو تو کون لاکھ نکلیں لکھیں
 آج بھی چار پہر در پہ کٹا دن ہم کو
 دیکھ پاتے جو خلیل آپ کے خسار حسین

مین تو سمجھا تھا بہت کچھ ہو مگر کچھ بھی نہیں
 کھو لکر دیکھ چکا بہت تو کچھ بھی نہیں
 جھڑن لوگ بتائیں کہ دیکھ کچھ بھی نہیں
 کوئی رخنہ کوئی روزن کوئی در کچھ بھی نہیں
 جب تو ناصح کی نصیحت میں اثر کچھ بھی نہیں
 درد دل مال نہیں درد گھر کچھ بھی نہیں
 بے شک نہ مرغانِ سج کچھ بھی نہیں
 خون قزاق ہی کیا زادِ فخر کچھ بھی نہیں
 قاصد و نامہ و پیغام و خبر کچھ بھی نہیں
 میلے کھٹکتے کہ بس شمسِ قمر کچھ بھی نہیں

کس طرح راہ کشی کی عدم آبادی قدر
 ہمسفر کوئی نہیں زادِ سفر کچھ بھی نہیں

خزان کی فصل میں کیفیتِ شرب نہیں ۱۵
 نہ تم خدا ہونہ ہم لوگ حضرتِ موسیٰ
 غضب ہی تیرے پسینے کی بو خالی قسم
 میں اُسکو کتا ہوں معشوق ہو جو گرا گرم
 لٹے پٹے رضا نہیں ہیں سیکرے والے
 جو تم بلاتے ہو غمیر و دکنو خیر بلواؤ
 گلوں کے ساتھ گلستان میں خار ہوتے ہیں

وہ جاڑے پڑتے ہیں گرمی آفتاب نہیں
 ہمارے آپ کے پردہ نہیں حجاب نہیں
 کہ موتیا نہیں کیوڑا نہیں گلاب نہیں
 حرارتیں نہیں جسمیں وہ آفتاب نہیں
 بغل میں شیشہ نہیں شیشے میں شراب نہیں
 یہ ہم میں عیب ہر غصے کی ہکوتا نہیں
 میں کیوں حضور کی محفل میں بار یا نہیں

<p>وہ کون ہے جو نہیں مست کہیت دنیا میں سوال بوسہ ابرو پہ ڈٹ گئے ہیں قریب ہمارے نشے بہلا غلسی میں خاکِ حین شعبِ فراق میں پہلو دبانے بیٹھے ہیں دہن کا حال تو نے شہدہ تسمے پوچھ لگے نہیں کے خوب اٹھے حشرِ عشق کی پے اسی طرح سے مے جیسا عصیان بنی</p>	<p>وہ کون ہے کہ خرابات میں خراب نہیں زبان تیغ میں قاتل ترے جواب نہیں اگر شراب سے رہوی کباب نہیں اب آج ہم نہیں یاد دل کا اضطراب نہیں جواب تم جو زندہ اسکا کچھ جواب نہیں او نہیں حجاب نہیں مجھ کو اضطراب نہیں کہ جس طرح تری رحمت کا کچھ حساب نہیں</p>
<p>تمہارے آنے سے کیا قدر کر کے اس لئے جگر پہ رکھو تو ہاتھ اب تو اضطراب نہیں</p>	
<p>تڑپتا ہے ترے پیش نظر دل اسکو کتنی ہیں ۱۵ بڑیا کی زلف اُسے جذبہ دل اسکو کتنے ہیں غم و رنج و مصیبت ہیں، خوشی دل اسکو کتنی ہیں تمہاری نان دیکھی اور خال ناف بھی دیکھا ترے خضار و افشان و دونوں میں اب لنگھو نہ دل حوشی سے آہو نکاتِ سلس کہ نہیں تڑپا جگر کو پرزے پرزے کر دیا خضارِ تابان دہن کچھ دہم سا دیکھا کہ کچھ خط سی پائی نظر کرنی ہی کام اپنا دل اسپر لوٹ نہ پائی کجاوہ نزع کا عالم کجا یہ جبر کی سختی</p>	<p>چھری کہتے ہیں اسکو مرغِ بسمل اسکو کتنی ہیں ہم اسکو پائے لیلیٰ اور محمل اسکو کتنے ہیں اُسے کہتے ہیں محفلِ میر محفل اسکو کتنے ہیں اُسے کہتے ہیں آنکھ اور آنکھ کا تل اسکو کتنی ہیں جو مصحف اسکو کتنے ہیں تو منزل اسکو کتنے ہیں اُسے کہتے ہیں دیوانہ سلسل اسکو کتنے ہیں کمان کہتے ہیں اسکو ماہِ کامل اسکو کتنے ہیں اُسے مہوہم نقطہ خطِ باطل اسکو کتنے ہیں اُسے ہشیار کہتے ہیں تو غافل اسکو کتنی ہیں اُسے کہتے ہیں جہم آسان شکل اسکو کتنے ہیں</p>

<p>پڑے جہانغ دلیں دل لے کھینچا اُس پر پڑیں جلایا لبے تیرے مار ڈالا سبزہ خط نے کلیجے پر تڑپ کر جا پڑا دل اک فغان کر کے چمک کر داغ نے دلوں کو منور کر دیا کیسا</p>	<p>انہیں ہر نقشِ حُب کہتے ہیں عالِ اسکو کہتے ہیں اُسے امت تو ہم زہرِ بلا بل اسکو کہتے ہیں جلال اسکو ہم شورِ جلال اسکو کہتے ہیں جو خورشید اسکو تو خورشیدِ منزل اسکو کہتے ہیں</p>
<p>فدا ہوتا ہی قدر راوِ پر انہیں جلسے میں بٹھلا کر جو پروا نہ اُسے تو شمعِ محفل اسکو کہتے ہیں</p>	
<p>۱۸ کھینچا آتا ہی ظالمِ عشقِ کامل اسکو کہتے ہیں منہیں جُٹی بھوین در مقابل اسکو کہتے ہیں نہ مچھلی اسکو کہتے ہیں نہ بسمل اسکو کہتے ہیں انہیں ہیں جو دیکھا سب سے پوچھا نام کیا اسکا لحد میں رکھ لکے کچھ کو میری بایوسی کی تھی ہی مرضِ ہر عشق کا میں تختہ مشقِ طیبانِ بون جو درِ کر جان دین ہم وہ اسی آسان سمجھتا اگر زخارِ تیرا چاند ہی داغِ اس میں نہ کھلائے ہنسدا وہ آہ سنکر نالہ سنکر قہقہہ مارا نہ وہ قتل میں آتا ہی نہ میں قتل سے جاتا ہوں گلے آفت لگی پابند زنجیرِ تہاں ہیں اُتار اس کو تو کھو یا درِ دسرِ احسان ہی اسکا اگر تو لوٹ ہی اس پر تو لے منہ اس میں دیکھا</p>	<p>ملا جاتا ہی سینہ جذبہٴ دل اسکو کہتے ہیں حدیثِ قاب تو میں اب تو کامل اسکو کہتے ہیں تڑپنے پر نہ اسکے جائیے دل اسکو کہتے ہیں بتایا جانِ ثارون نے کہ قاتل اسکو کہتے ہیں ابھی سے مرے تم پہلی منزل اسکو کہتے ہیں کبھی حق اسکو کہتے ہیں کبھی سل اسکو کہتے ہیں وہ ہنس کر ٹال دی ہم سختِ شکل اسکو کہتے ہیں انہیں دھوون سے ہم بوسون کے قابل اسکو کہتے ہیں کلیجہ اسکا گنگ کا فولا دکا دل اسکو کہتے ہیں اُسے ہر شرمِ مجھ کو شوقِ شکل اسکو کہتے ہیں یہ شرعی قیدِ ہر طوق و سلاسل اسکو کہتے ہیں طبیبِ مہربان ہی مفتِ قاتل اسکو کہتے ہیں حقیقت میں ہی آئینہ گردِ دل اسکو کہتے ہیں</p>

<p>جو کیرنگی رہی مستوق خود بجاتا ہی عشق غضب کا ضعف ہی بس لکچکی راہ جنوں ہے سجا ہی تخم حبیا ہو مگر دیا ہی آنا ہے ہوئی ہی زندہ درگور اکے میرے جسم کا مین</p>	<p>کلی چکی ہی ہم شو غدا دل اسکو کہتے ہیں چلے ہیں دو قدم اور ایک منزل اسکو کہتے ہیں کڑی ہو کات کتنی سختی دل اسکو کہتے ہیں پہنسی ہو روح تن میں پا در گل اسکو کہتے ہیں</p>
<p>جدا کیونکر کریں اے قدر ہم سینے سے جانان کو ہم اپنی جان اسے ایمان اسے لاسکو کہتے ہیں</p>	
<p>لا کے دنیا میں ہمیں زہر فنا دیتے ہیں ۲۰ بوہ جب مانگتا ہوں شور مچا دیتے ہیں رحم بھی ظلم و ستم سے نہیں خالی اذکا دل میں درد آنکھوں میں آنسو جب کہیں ہوش فیصلہ جی اسی بات پہ ہو جا یگا کچھ تھی حضرت دل نے یہ نکالی ہی تڑپ لن ترانی سے نہ کیوں حضرت موسیٰ بھرے عاشق ابرو وقامت میں ہوا ہوں جیسے چاند میں میل ہی سورج میں جلن گل میں خا منعمون کا نہیں در یوزہ گردن پر احسان جس سے وہ آنکھیں لڑیں خاک و پانی مانگے سیج ہو دل بام تھا وحشت تھی عیان فواج اُلحے جا تے ہیں گریڑتے ہیں گھبرائے ہیں</p>	<p>ہاے اس بھول بھلیاں میں غایتی ہیں بات توڑی سی ہی ہو تو وہ بڑا دیتے ہیں دامن تیغ سے زخموں کو ہوا دیتے ہیں عشق کیا دیتے ہیں اک روگ لگا دیتے ہیں دیکھئے بوسہ نہیں دیتے ہیں یاد تے ہیں بیٹھے بیٹھے مجھے محض سے اٹھا دیتے ہیں بات وہ کہتے ہیں اک آگ لگا دیتے ہیں اٹھی سید ہی مجھے دس میں سنا دیتے ہیں عیب بھی حسن کے ہمراہ لگا دیتے ہیں آپ کیا دینگے وہ خالق کا یاد دیتے ہیں مارے تلواروں کے یہ ترک بٹھا دیتے ہیں وہ مراد دست تھا سب کا پتا دیتے ہیں زلزل پر بیچ وہ کیوں اتنے بڑا دیتے ہیں</p>

ایک بوسے کا مے واسطے ارشاد ہوا نزع میں باس سے منوس اٹھ جاتی ہیں دل لگانے سے مجھے فائدہ اٹا تو ہوا روے رنگین سے نہیں ہٹتیں ہماری آنکھیں خوش ہو کر تے ہیں تو اک رنج بھی دیتے ہیں آنکھیں لڑتی ہیں تو کرتے ہیں مرا کام نانا	آپ کو دیکھیں مجھے دیکھیں یہ کیا دیتے ہیں بیچ منجد ہار کے وہ مجھ کو غنا دیتے ہیں میرے پہلو میں ہے پھوٹا دکھا دیتی ہیں پاسے نظارہ میں کیا مندی لگا دیتے ہیں بوسہ اک دیتے ہیں اک داغ بڑا دیتے ہیں وہ مجھے دو ہی پایا نہیں جبکا دیتے ہیں
--	---

دہن یار کی تعریف لکھی کیا کہنا
قدر تو جھوٹ کو بیچ کر کے دکھا دیتی ہیں

۱۴ شک و شبہ نہیں مر دل میں کیا حرارت ہے خون بسیل میں زلف مشکین کا دہیان ہو دل میں قبر میں لیٹ کر اٹھانہ گیا جسم شفاف سے نظر آئے ہی شہید روئی زندگی اس سے اخذ تیری زلف سے اے یار اے بتو یہ اثر ہے صحبت کا ٹھنڈی سانسیں بھرین یہ قتل کویت خیر مجھ کو نہ گھر میں آنے ہر طرف لگ گئی چمن میں لگ	کیسی صحت ہو اس حامل میں مندہ کالی ہو دست قاتل میں یا کہ لیلیٰ ہی اپنی محفل میں تھا گئے ایسے پہلی منزل میں آپ جو کچھ چھپائے دل میں دم عیسیٰ ہے تیغ قاتل میں خوب جکر ان مجھے سلاسل میں بٹ بنا ہوں ہوتا رہی محفل میں لگ گیا زنگ تیغ قاتل میں میرا گھر چاہئے ترے دل میں شور تھا ناہ عناد دل میں
--	---

<p>خود لپٹتے ہیں آ کے سینہ سے نالے کرتی ہے قیس پر سیلی خون میں ہم ہما گئے کیسے کالمون کو بڑی سمانی ہے</p>	<p>اس قدر جذب ہے ہرے دل میں زنگ بچتا ہے ایک محفل میں ہو لی کھیل ہے کوی قاتل میں عکس عالم ہے ماہ کامل میں</p>
<p>قدر پہلے تو دل دیا اون کو اجی اب سوچتے ہو کیا دل میں</p>	
<p>۱۶ سائیک تاج گدایا نہ ہمارے کم نہیں رنگ اٹے منہ سے کنیا کے اگر چٹلی گندہ جھٹن نالہ سنائیل کا ناتہ چل دیا دل غجب چکے تو سجلی جب تکے نالے تو عد پھول ہی پیش نظر دست خانی یار کا سوکھے گھاٹوں تشہ دیدار ترے جاہن حشر بر پا چال ہی صبح قیامت روے یا ابرو و خراگن قامت خنجر و تیر و سنان وقت پر جو چاہو کہلو دے کب کہتے ہو تم اڑیاں رگڑا کروں کب دم نکلتا ہی را دست نگینے جو اس سفاکے لے گھائل کیا بات جو حق ہے وہ سن لہو حق ترے نہ ڈر نقد گن لے دیر می کلا گون تو ہے برینغان</p>	<p>مڑ گھپلا اپنا تخت بادشاہی کم نہیں جب نکھارا پنا کر و تم را دھکا سے کم نہیں قیس کی آواز بھی بانگ در اسے کم نہیں دود دل جدم اٹھا کالی گھٹاسی کم نہیں سیت اُسکے ہاتھ کی عطر خاسی کم نہیں کعبہ کو بے بتان بھی کر بلا سے کم نہیں فتنہ محنت سمجھتے دہر اسی کم نہیں اب ہمارے خون کے دنیا میں پیام کم نہیں ہاتھ اٹھا کر کو سنا دست دعا سی کم نہیں دید بھی تاثیر میں اب بقاء سے کم نہیں چور میرے زخم کا دزد خاسی کم نہیں یہ ذرات تاثیر میں کڑوی دوا سے کم نہیں لال کر دو گنا تجھے تیری دعا سے کم نہیں</p>

گو ہر دندان تری حب الشفاسی کم نہیں
معتطفہ حیدر سے حیدر معتطفہ اس کی نہیں

لعل لب یا قوتیان میں اسی سچا زمان
خون ہی دودھ نکا ایک اور ایک ہی گوشت پو

کافوردیندار سب اے قدر دم بھرنے لگے
شہر اوس بت کا خدائی میں خلاسی کم نہیں

اے مسیحا تمہیں پہ مرتے ہیں
بانی چاہ ذفن کا بھرتے ہیں
نے چھری آپ ذبح کرتے ہیں
کل سے گیسو بہت سوزتے ہیں
بحسبم سے نہیں اُبھرتے ہیں
انہیں قبون پہ ہاتھ دھرتے ہیں
سر و گلشن بہت بررتے ہیں
نئے جو بن ترے اُبھرتے ہیں
جھکے کانوں کے جب اُترتے ہیں
آپ باتوں میں گل کترتے ہیں
گہرا شک جب کھرتے ہیں
لاکھوں صدقے وہیں اُترتے ہیں
آپ تورات بھرتے ہیں
دل پہ صدے جو کچھ گزرتے ہیں
انہیں چالوں پہ لوگ مرتے ہیں

۲۰

ہم تو دم آپ ہی کا بھرتے ہیں
خضر نطفہ نہیں کٹھرتے ہیں
الحذر کیا غضب کی جتوں ہر
اک نہ اک آج پھانسیے کا ضرور
لسر دل کی ہمیں ڈبوتی ہے
سر اگر کاٹے تو آف نکریں
بانگین سے مٹائیے چلکر
نخل قاست میں گٹے بھوٹتے ہیں
عقد پروین فلک بناتا ہے
ہونٹھ چلتے میں صورتِ مقراض
کوئی ہر گز اٹھا نہیں سکتا
ایک صدقے جو نہ ہوتا ہے
کس گھڑی ہم مراد کو پوچھیں
وہ بھی سن لیں تو آنکھوں میں ہو
ٹھوکر دن سے جلاتے ہو مردے

<p>چھکیان لے رہا ہے جوش شباب جو خدا سے ڈرین دلی ہو جائیں بات کمر چبا گیا وہ شوخ دلین آتے ہیں میری آنکھ کی راہ</p>	<p>سکیان وقت پر وہ بھرتے ہیں جنت حاکم سے لوگ ڈرتے ہیں نزع ہے جیتے ہیں نہ مرتے ہیں گھر میں کوٹھے سے ڈرتے ہیں</p>
<p>قدر رشتہ اپنا خاکا ہے اسمین استاد رنگ بھرتے ہیں</p>	
<p>شب فراق میں ہم یہ خیال کرتے ہیں ۱۳ شال بد جو کسب کمال کرتے ہیں لحد میں خوب نکیرین چال کرتے ہیں سنا ہے قدر ہر اک سوال کرتے ہیں وہی تو مصبح قدین ہر معنی بابیک شراب ایک ہر کوثر کی ہو کہ لندن کی اسید بوسہ صورت سوال ہی اپنی ہماری لاش تک آتے جگہ دہتا ہی چبا کے پان دکھاتے ہیں اپنا تگن ہن کلیجا ہلتا ہے کیا ہونا کسے شب ہجر شب صال میں کیونکر انہیں ٹائین ہم میں جاتا ہوں کہ گھر اٹکا آپ مٹا ہے</p>	<p>کہ دیکھیں سوتے ہیں یا انتقال کرتے ہیں جہ کا کر آپ کو پہلے ہلال کرتے ہیں زبان غنیمت میں مجھے سوال کرتے ہیں ہم آج آگ میں پیسوں کو لال کرتے ہیں کمر کا جب پشہر احتمال کرتے ہیں اک اپنے واسطے ناہی حلال کرتے ہیں زبان حال سے ہم عرض حال کرتے ہیں صلا حین دور سے گرگ شعل کرتے ہیں وہ آج آگ میں چمکے کو لال کرتے ہیں کھین لحد کے فرشتے سوال کرتے ہیں یونہی تو روز مہین وہ نہال کرتے ہیں وہ جاتے ہیں کہ دل باہمال کرتے ہیں</p>
<p>غزل پر اپنی یہ کتے ہیں قدر کا غزل</p>	

کلامِ اُلتے ہین اپن اکمال کرتے ہین

جو چشم ہم تر بارو خیال کرتے ہین ۱۱ چھری سے آپ ہرن کو حلال کرتے ہین
 فدا ہم اُنہ عبث جان مال کرتے ہین وہ خواب میں بھی کسی کا خیال کرتے ہین
 جو دم فنا ہوا مردہ بدست زندہ ہے عزیز دیکھئے کیا مسیحا حال کرتے ہین
 ہماری دل کی امید و نکو توڑتے ہین کہ آہوان حرم کو حلال کرتے ہین
 خموش بیٹھنے کا لطف ہم اٹھاتے ہین وہ چھپر چھپر کے خود بول چال کرتے ہین
 تمھاری آنکھوں کی گردش جنون میں آتی ہو یاد کہ بے چھری ہین دونوں حلال کرتے ہین
 تمھارے ابرو دو زمین ایک سے ہر اک بڑا کہ ملا کے دونوں کو ہم ایک ال کرتے ہین
 وصال میں یہ گر گرتے ہین انکی ہنٹھسی ہنٹھ عجیب پیار کی نظر دن گھورتے ہین پیار
 وہ مٹی دینے کو آئے ہین غیر کے ہوا حضور بیٹھی چھری سے حلال کرتے ہین
 ہماری خاک کو گرد مال کرتے ہین

یہ کل کی بات ہے قدر بوٹا سا قد تھا

جو ہاتھ پاؤں ہوئے پاٹمال کرتے ہین

کوسون وحشت میں دوڑ جاتے ہین کب ہمیں عقل و ہوش پاتے ہین
 دامن اس فقر سے چھڑاتے ہین چھوڑو چھوڑو ابھی جسم آتے ہین
 ہم کفن باندھے آج جاتے ہین آرمالین جو آرماتے ہین
 دیکھئے حال شمع و پر دانہ خود بھی جلتے ہین جو جلاتے ہین
 اندنوں صاف سمرہ الفت وہ بھی آتے ہین ہم بھی جاتے ہین
 زلف پُر پیچ آج اٹھتی ہے بیڑی منت کی وہ بڑھاتے ہین

ساتھ غیروں کے آپ جاتے ہیں
 دانت اُنکے جو یاد آتے ہیں
 زندگی جن سے تھی وہ جاتے ہیں
 رُخ جدِ سرسوا سی کو پاتے ہیں
 قافلے اُنسوؤں کے جاتے ہیں
 رند کب تیرے دم میں آتے ہیں
 پھسلے پڑتے ہیں پھیلے جاتے ہیں
 آنکھ پر دے میں ہم لڑاتے ہیں
 تم نہ آؤ گے ہم تو جاتے ہیں
 اس پر قرآنِ ہم اٹھاتے ہیں

ظلمِ ظالم ہے ستمِ پست
 تارے گن گن کے کاٹتے ہیں رات
 جان بچنے کی کون صورت ہے
 ہے تباہی ختم و جبرِ اللہ
 یوسف دلی جستجو میں آج
 خلد کی تونہ سے طمع و اعظا
 حضرتِ دل تھاری لالون پر
 بند کی آنکھ ہو گئیں آنکھِ سین
 دم نکلتا ہے اپنا اے عیسیٰ
 دل نہ بھولے گا یادِ دروے صنم

قدرِ معائنہ اس ہے یہ دنیا
 لاکھوں آتے ہیں لاکھوں جاتے ہیں

۱۵ پہر اسکے بعد ہو بس کنا عید کے دن
 مگر اُترتا ہے اُسکا خمار عید کے دن
 کہاں سے آیکو بچھون نگار عید کے دن
 برس میں پائے وہ دونوں قرعہ عید کے دن
 گھڑی گھڑی نکر دم نکھار عید کے دن
 شبِ برات کی رات میں ہوں یا عید کے دن
 گھر سے ہیں مسجدِ نین بادِ خواہ عید کے دن

دہری جاؤ ملو عطر یا عید کے دن
 صیام میں ہمیں کچھ کھڑکی چڑھتی ہے
 بتائیے تو کہ نکلا کہ ہر سے عید کا چاند
 بنے ازل میں جو دونوں وہ عارضِ شفا
 یہ دن وہ ہے کہ سب اپنے پائے آتے ہیں
 خدا کر کے ترے زلفِ رخ کی دہوم ہے
 گئے تھے روزہ چھڑانے گلی دہری ہو غار

حضورِ بوسے عنایت ہوں گوری گردن کے
شب وصال میں چپ چپ حضورِ بیٹھے ہیں
کہ ہر گیا وہ بتوں سے مرا گلے ملنا
دل و زبان و لب و سینہ وصل میں مل جائیں
ہوے جو خونِ مسلمان تو ہاتھ کیا آیا
شب وصال میں ہوتے ہیں ہم جو شاویر
دکھانی چاہیئے محرابِ دنوں ابرو کی

گلے میں چاہی ہو لونکا ہار عید کے دن
کہ جھٹ سچ ہو کوئی روزہ دار عید کے دن
وہ کیا ہوے مے پر درو کا عید کے دن
کہ ایک عید میں ہوں بھوکو چار عید کے دن
لگانا ہاتھ میں مندی گمار عید کے دن
بنے ضرور ہمارا ہزار عید کے دن
کرین دو گانہ ادا جان شاعر عید کے دن

لیٹ کے قدر سے بچہ کا دل چلی گئے گھر
تم لگ لینے کو آئے تھے یا عید کے دن

متلون

جائیے کیا کو چہ دلدار میں ۱۵
کیا عجب آئینہ ہو سنگِ حزار
بزم میں تڑپا دل پُر داغِ کب
یار کے کوچے میں ہیں سب عقلِ ہوش
قتل تھی اک جنبشِ ابرو سے یا
کاشٹے ہیں ہونٹھو کو غصے میں کب
صبح کو کاٹوں گا میں اپنا گلا
سحر سے آنکھ نہیں جو اے رنگِ حور

ایک بھی روز نہ نہیں پوچھ میں
مر گئے ہم حسرت دیدار میں
رقص ہے طاؤس کا گلزار میں
بک گیا سودا مرا بازار میں
گر پڑے ہم ایک ہی تلوار میں
گھولتے ہیں قند و گنہگار میں
رات جو کٹ جائیگی تکرار میں
معجزہ ہی آپ کی رفتار میں

تار سے ہی گنتے ہے اے انتظار
پاگئے انعام جو گلہ سے لے
خیر ہو یا رب سے شطرنجی آج
سینے میں ملت اسنہیں دکھاتا
ضعف سے جنبش نہیں کیا تم پر آے
طوق ہیں یہ کافی و دینار کے

کاٹ دی شب دیدہ بیدار میں
میں بھی تو دل لایا تھا سکر میں
بیٹھے ہیں وہ مجلسِ اغیار میں
ڈھونڈ رہے توطرہ طرار میں
تاب یہ کہہ دے دل ہمیں سار میں
قیس دہیں وہ سبجہ و زار میں

صاف ہیں اجاب کے دل قدر سے
رہتا ہے وہ آئینہ بازار میں

ستمائے نہ آسمان کھینچتے ہیں
جو اک آہ ہم نا تو ان کھینچتے ہیں
سزا پائی جوئی کی تعریف کر کے
رگوں سے سنبھالے ہوئی ہیں بدن ہم
ہوے بدحواس ایسے عاشق کتنی میں
وہ میکش ہیں انگور دل کا بند ہے تو
کمان دیکھیں لیجاتا ہے آبِ دانہ
انہیں جذبِ دل کی کندوں سے عاشق
دیکھا دو گنگا گردوں کو ایک آہ کر کے
کلیجہا ہمارا خود آہنِ رُباری
بسکیرہ کو بھی قسطنطنیہ لازم

یہ تو ٹانگہ کے ہم کمان کھینچتے ہیں
سپرِ منہ پہ ہفت آسمان کھینچتے ہیں
وہ گدگی سے سیری زبان کھینچتے ہیں
کلوں سے یہ بارگراں کھینچتے ہیں
کہ خنجر کے بدلے کمان کھینچتے ہیں
ابھی بادہ اُرعوان کھینچتے ہیں
یہ دونوں فرشتے کمان کھینچتے ہیں
جہان چاہتے ہیں وہاں کھینچتے ہیں
کہ ناتے کو یوں ساربان کھینچتے ہیں
وہ آئین ہم اونکی سنان کھینچتے ہیں
ہما دون پہ سب بادبان کھینچتے ہیں

یہ کانٹے سی جھلیاں کھینچتے ہیں	بھوون پر پڑیں دہا سے بیتاب نال
<p>عزل کتے ہیں قدر اپنی غزل پر یہ کھینچی ہوئے چم رکمان کھینچتے ہیں</p>	
<p>کبادہ کھنچا اب کمان کھینچتے ہیں سمت ردا کی عنان کھینچتے ہیں کبھی دست پیر مخان کھینچتے ہیں ہمیں دار پر یہ جوان کھینچتے ہیں فرشتے مرا تاجان کھینچتے ہیں ہمیں تم یہ بارگراں کھینچتے ہیں وہ کیون خنجر خون نشان کھینچتے ہیں کہ تصویر موعے میان کھینچتے ہیں جواک سانس ہم ناتوان کھینچتے ہیں سحاب آکے جب بادبان کھینچتے ہیں کڑے پر وہ اک لکشان کھینچتے ہیں کہ میری شہیدین جہان کھینچتے ہیں کلچے پہ نوک سنان کھینچتے ہیں</p>	<p>۱۴ گئیں نرمیان سختیاں کھینچتے ہیں وہ چوٹی کے بیچ اب جہان کھینچتے ہیں کبھی پائے ساقی پہ ہم لوٹتے ہیں قیامت سے قامت کا حسن لپا کرینگے رفو کیا وہ چاک لحد کو اٹھائے گا کیا عشق کا بوجھ گردون چھری ہر وہ سینہ در کال قشقہ نیکون بال کی کھال ہم لوگ کھینچیں مہینوں ہی دم بھولا رہتا ہے اپنا غضب چل نکلتی ہے کشتی راہ نکلتی ہے سر رعب مانگ سید ہی مصور بھی سب میرے دشمن ہوئے ہیں گلے پر بناتے ہیں تصویر خنجر</p>
<p>کوئی موہنی اسکے ہاتھ آگئی ہے بہت قدر کو قدر دان کھینچتے ہیں</p>	
۱۴ بھولوں ہی کا انبار ہے تاگوش چمن میں	کیا فضل بہاری کا ہوا جوش چمن میں

کیا سیکر قابل نہیں یہ سینہ پڑ غ
دیتے ہیں جو انان چسمن یار کا دہوکا
صاحب گل شبو کے دہوئیں آج اٹواؤ
عشق گل رخسار کا کچھ حال نہ پوچھو
میں مثل صبا ہاتھ نہ صیاد کے آیا
کس پیار سے غنچون پر گر تار ہو نہیں آنکھیں
پہنے ہیں عروسان چمن بھولوں گا گنا
سنبل غم بلبل میں پریشان کیو ہے بال
دکھلاؤں میں تجھ کو گل و بلبل کا ماشا
بار آوردن پر چلتے ہیں اس باغ میں پتھر
ای یار نہیں دیکھ سکے تین کڑا ہے
ہے فضل بہاری میں گل و سرو پہ چوہن

گلگشت کو جاے تری پاپوش چمن میں
پچھتاہوں میں کو لے ہوئی آغوش چمن میں
کھو لو تو ذرا صبح بنگا گوش چسمن میں
دزات پڑا رہتا ہوں بہوش چمن میں
گلگشت چمن میں بھی ہوں روپوش چمن میں
یاد آتے ہیں اُسکے لباموش چمن میں
ہر دانہ شبنم ہے در گوش چمن میں
نیلو فرودوسن میں سیہ پوش چمن میں
چل تو سہی اے وعدہ فراموش چمن میں
کیونکر رہے سرو سبکدوش چمن میں
شمشاد کو کچھ خاک نہیں ہوش چمن میں
بڑھ آئے ہیں وہ تامل در دوش چمن میں

یا قسمی و شمشاد ہیں یا بلبل و گل ہیں
یا قدر کے ہمراہ وہ مینوش چمن ہیں

کیا غم ہو اے جنوں جو ذرا ہم میں نہ نہیں ۱۴
لو مرے مٹے مگر کہیں ملک عدم نہیں
ہیں صاحبان اوج تنزل سے جینبر
آنکھیں تو سلبیل میں ہوئے ہیں غم دل
تیر نگاہ یار کے تر بان جانیئے
یا دہبہ راجی دم عیسیٰ سے کم نہیں
اگے بڑھانہ جاے گا اب ہم میں نہ نہیں
پیر و کنکے مثل پشت جو انان میں ختم نہیں
یار بہمیں تو خواہش بلغم ارم نہیں
آنکھیں لڑا کے ہم میں جو دکھیا تو دم نہیں

جیون غضب ہے آنکھ تھاری چھلادو آہر
 دنیا ہو دیدے سو نہیں ساتی جواب ہے
 رکھ دن تدم بہ کا ٹکارا شاو ہوا گر
 مڑگان نمازیوں کی صفین بیتا یاں نام
 لعلے صنم کبھی ہاں بھی تو کیجئے
 زینہ مجاز کا ہی حقیقت کے باہر
 کیوں بہکو قتل کرتے ہو ظالم اکیسے سب
 عشق درہان تنگ سے وادھا خفا نہو
 آنکھوں سے اپنی یار نے بہو گرا دیا
 اپنے چرخ صبح ہوتی ہی اُن سے جدا کیا

شیر زمین یہ چھپٹ نہیں آہو میں نہیں
 کاسہ فقیر کھر ہے یہ کچھ جامِ حرم نہیں
 سرتاکِ عزیز آپ کے سر کی قسم نہیں
 محرابِ کعبہ سے ترے بارو میں خم نہیں
 ہر روز آپ وصل میں کہتے ہیں ہم نہیں
 عشق خدا نہیں ہے جو عشقِ صنم نہیں
 بدنامیوں کا خوف ہے مرنیکا غم نہیں
 وہ کون ہے جو راہی ملکِ عدم نہیں
 اب دیکھتے ہیں ہم کہ وہ چشمِ گرم نہیں
 آنے دے رات تو نہیں یا آج ہم نہیں

اے قدر کوے یار کا ہم سر جان میں
 اگر جا نہیں کشت نہیں ہر دم نہیں

۱۴ سبے رتقت کام دنیا کا ہوا حاصل کمان
 دل کو لیکر لانا ہے نیکے ہوا قاتل کمان
 لے سو کھا خلق آبِ تیغ کے قابل کمان
 سب جہا نہیں فیضِ جاہزی عرش پر فو خدا
 توشہ اقلیمِ خوبی میں گدا ہے عشقِ ہون
 ہر شل ملاحِ دچین است و کشتی در زنگ
 آنکھوں کی ٹہنیں ہیں راتیں ہمنے تاروں کی طرح

ملکیا خواص کو گوہر لب ساحل کمان
 عاشقِ بیدل سے طالبِ لکڑی ہوا بل کمان
 پھوٹ تو منہ سے یو جلتا ہی ہو قاتل کمان
 واہ میخانہ کمان ساتی دریا دل کمان
 تو مے قابل کمان ہیں تر قابل کمان
 کشتیِ محبوب کمان ساتی دریا دل کمان
 کیون ابھی سے اٹھ چلو تم ای مکمل کمان

<p>دیکھنا گھریاں بنکر بوتاسے نل کمان آپ جس دولہ کے خواہاں ہیں جان حاصل کمان بندہ پرور آپ کی آنکھیں کج ہر پرنل کمان اس سے بہتر کوئی میر سبزہ ساحل کمان سچ ہے صاحب ہم کمان اپنا پکی محفل کمان اس عدم کی راہ میں پہلے ہوئی منزل کمان</p>	<p>کیا درجانان کا سہ قاصد پتا بتلائے ہاتھ خالی رکھتے ہیں ہم لوگ نقد صبر سے غیر کیا دہیان سے اچھی طرح باتیں آنکھ میں آنسو بھرے ہیں کردہین نرگان غیر آئین شوق سے دیو پڑی اپنی روکنا وقت شب رہن کا ڈر سہم نہ کوئی ہمسفر</p>
---	--

کیا کہو گے قہر بولو تو جو بوجھے گا خدا
عمر غفلت میں گزاری تو نے اے غافل کمان

<p>جو بیٹیوں نے کھائی ہوئی کوکھ کی ہڈیاں ہیں خس و خاشاک مرغان چین کی ہڈیاں سب نفیر و نین ہوں صرت اہل سخن کی ہڈیاں آج تو کیا درد کرتی ہیں بدن کی ہڈیاں جلگے لنگا لاکھ دیکھیں برہمن کی ہڈیاں سو کھڑکا شاہوین ہیں کے تن کی ہڈیاں ہم بنائیں گے قلو لنگر ہرن کی ہڈیاں چور کرڈا لے کوئی ہرنگن کی ہڈیاں دور سے گن پھینچے میرے بدن کی ہڈیاں مل گئیں ہیں ہر خاک میں ہر سیتھن کی ہڈیاں صورت ناقوس بولین برہمن کی ہڈیاں</p>	<p>۱۳ عشق شیریں میں گلیں اس خستہ تن کی ہڈیاں آتش گلزارِ بھڑکی ہے چین میں اندر کیا عجب تاثیر ہو شور سخن کی بعد مرگ وصل کی شب کیا بہانہ سوچا کرتے ہیں آتش کھڑا ہے بھی سرد ہو چمن میں ٹپے وہ فصل بہاری اور یہ گنجِ قفس چشمِ آہو کی سیاہی سے لکھیں گے وصفِ چشم وہ بھی جانیں صدمہ پونجا زین ہوتا ہو یہ اسی سچا اس طرح کی لاغری دیکھی نہیں بوٹیاں آئینہ کی کوئی نہ نکلیں خاک سے وہ صنم معجز نما باتیں جو مردوں سے کرے</p>
--	---

<p>واسطے قطرہ ن کے لینا میرے تن کی ٹہیا دفن کر دو، یہی بے گور و گھن کی ٹہیا</p>	<p>خطا جو لکھے گا قیہو کو تو میری موت ہے بس سزا پاؤ گی گناہ تک ٹھوکرین کما کرین</p>
<p>بعد مرنے کے ہوا سے قدر یہ بارگناہ ہو گئیں تابوت میں لاکھوں ہی من کی ہڈیا</p>	<p>چہ پاتے جو بھٹ تم روی روشن اپنا گلوٹین متاری زلف تگبون ہو کہ کالا جلیخا نہ ہے</p>
<p>ہمیں تو صاف روشن ہے کہ اس شعلہ کی لپٹ میں یہ زنجیرِ قیدی یا دل عاشق کی لپٹ میں صدائے صور ہن یا پنچو کی کھڑکھڑاہٹ میں یہ شب بھی جاگی کی کیا یونہی زلفوں کی بناوٹ میں کہ عالم کالے بادل کی ہو سی کی اوداہٹ میں چہ یا ایتھ عروس صبح فراس شب کی گھونگٹ میں</p>	<p>قیامت کی ہرین چالین حشر پر کرتے آتے ہو صفائی میں تو رو سے صاف کے دن وصل کا ٹا ہنسی آجائے ہو ٹھونپ تو بجلی سی چمک جائے کما اُس سہ رو سے صاف پر لکھ کے گیسو کو</p>
<p>کہا تک خواب غفلت قدر آنکھیں انہی مل ڈالو ٹپے ہیں آج تکیے میں جو کل تک تھے چہرہ کھٹین</p>	<p>تصدق اُنکے جوڑے پر رہا ہی مرغ جان پر رہی فکر میان برسوں رہی فکر وہاں برسوں</p>
<p>کیا ہو دستہ سہل پہننے آشیان برسوں نہ سلجھی ہیں نہ سلجھیں گی یہ دولون گتھیاں برسوں جہاں پھوٹا اکلتا ہی نہیں ٹٹا نشان برسوں کہ سر پر خاک اڑا کر روی ہی باد خزان برسوں خبر ہوتا نہیں عاشق سے وہ نامہ یا را برسوا قیامت کے ہیں کیا منتظر ہم سب دہن بیون نہ آئیگی ہمارے جسم میں تاب تو ان برسوں</p>	<p>امیری سی فقیری ہو نہیں آثار جاتے ہیں لایا خاک میں گردون نے کہ کا گلشن ہستی ستا ہے کہ تہا ہی جھکتا ہے رولا تہا ہے لگاؤ قبر کو ٹھوکر جو ہونی ہے وہ ہو جائے ہمیں جھک دے ہیں اس قدر درد جدائی نے</p>

آہی آتش رخسار سے گھونگٹ جلے اٹکا	یہی پردہ رہا ہے میرے آنکے درمیان ہر دن
بدن سے روح جب نکلی یہی کستی ہوئی نکلی	جلے پھر اُس جگہ ہم چین اٹھائے تھ جہاں ہر دن
اثر مرنے پہ بھی باقی رہ گیا سخت جانی کا	سگ جانان چبا گیا ہماری ہڈیاں ہر دن

اُسی کو چے میں قسمت لے چلے اے قدر کو بھی
 نہ کہتے ٹھوکرین کما تے ہے لاکھوں جان ہر دن

۱۱	<p>ہے ہرین عالم ذرات میں ہم ناتوان برسوں جو لاکھوں گردشیں بھی کھائیں ساتوں آسمان برسوں اثر زخم جگر کا ایک مدت تک نہ جائے گا چمن کا پتا پتا ہم سے اے صیاد و اقصیٰ ہم ہوا ہی مر گئی پر جاے عبرت قالب خاکی بٹے لکھ بٹا کافشاں ہم کو چڑھ گیا یارب نہ تمسارہ پرور ہے نہ متامہر پرور ہے بہرے ہرین کان اپنے کیا صدی صورتیں جو اناں چمن کو اس قدر لوٹا ہے گلچین نے رہو گنگا جام کوثر سے نہ خالی ہاتھ اے واعظ</p>
<p>بنایا ہے ہمیں جب کر چکے ہیں امتحان برسوں بنایا ہے پنائینگے کمین تیرا نشان برسوں ہماری خاک سے اگتا رہے گا ازغوان برسوں رہا ہی باغ میں ہر اک شجر پر آشیان برسوں رہی تھی زندہ درگور اس جگہ روح روان برسوں نہ آئے ہوش میں ہم ہست جا کم کن فکان برسوں بہت چھانے ہیں ہم نے بھی زمین و آسمان برسوں سنی ہوئے آنکے کو چے میں صدی یاسان برسوں یہی مثل پیری باغ میں فصل خزان برسوں کہ ان ہاتھوں سے کی ہو خدمت پیر مغان برسوں</p>	

محبت میں اٹھاتے قدر کیون احسان اعضا کا
 مثال دل کیے ہرین نالے ہم نے بیزبان برسوں

۲۱	<p>لبہ لوطیان الجوی دندان کھلے ہرین میں بہر وپ خوب لایا میں عاشقی کے فن میں</p>
<p>چمکی میں میں جبلی جاگر گری عدل میں پروانہ ہوں چمن میں بلبل ہوں انجمن میں</p>	

کیا گلشن زبان ہر اس تنگ تر دہن میں
 دل رخ سے اڑ کے پونچا کیسے پر شکن میں
 کس زندہ بادہ کش کو یاد آرہی ہے اسکی
 جوش جنون سے ایسا کانٹوں میں بدہ گیا ہوں
 فرقت میں منہ پیٹے میں اس طرح پڑا ہوں
 ٹھوری پہ خال نکلا یا خضر خط لب نے
 کیسوی ایک لٹ میں نل بچا نیت ہوا صدرا
 جو لن ترانیاں ہیں پوری کسی انیاں میں
 یہ دل کا آئینہ بھی جسام جہان ناہی
 میں یا میں رخ پر مڑتا ہوں ایسا گھل کر
 کیا جوش موسم گل جو بن پرا گیا ہے
 وہ بچھٹ گیا ہی بادل وہ گھل گیا ہے سوچ
 خنجر قدم بنے ہیں اور انگلیاں ہیں بھپوے
 اس در سے جلا پا دیکھا جو وہ سرا پا
 منہ سے لگا جو ساعے بیٹھے جو ان بسکر
 زلف دراز پونچی بل کھا کے ایڑیوں تک
 مجھو نکلے سوز غم نے ریشہ دو انیاں کین
 پیکان وزخم دل پرتا ہے رشک مجھکو

بلبل چپک رہا ہوا کر غنچہ چسپن میں
 کعبہ عربیے آٹھ کراہل ہوا ختن میں
 ہچکلی لگی ہوئی ہے شیشے کو انجن میں ڈ
 مچھلی کی طرح مطلق خون اب نہیں بدن میں
 جسطرح کوئی مردہ لپٹا ہوا کفن میں
 یہ دلو حسن ڈالائے ری چہ فتن میں
 کتے بوسکی مشکین تم ایک ہی رسن میں
 خالق پکارتا ہے خلقت کے پیر میں
 غربت کی سیر دیکھو بٹھا ہوا طن میں
 میسر کفن بنا لاک برگ یا سن میں
 پھولی نہیں سمانی ہر اک کلی چن میں
 وہ رخ چمک رہا ہے کیسے پر شکن میں
 تہنہ نگاہ میں کشتوں کے پشترن میں
 اک اک لگ گئی ہے شمعوں کی تن بدن میں
 شامل تھی چوب چینی شاید می کہن میں
 پٹایا عشق چچان یا خنسل نارون میں
 دو لکڑیاں رگڑ کر لگتی ہے اک بن میں
 اپنی زبان دید و تم بھی مے دہن میں

داغون نے دلو گھیرا سینے میں ہے اندھیرا

اے قدر چاندیس آیا کئے گمن مین

رویف واو

۱۷

تیرے دونوں کے مین دونوں مجھ درکار
 تیغ افکن مین وہ آنکھیں تو نگہ رق انداز
 دل نہوصاف تو ظاہر کی فیکری کیا مال
 اختر و صبح و شب روز و ہلال اک جاہ مین
 کبھی محراب و عاہلین کبھی شمشیر و خا
 موسے سر مین شمع راج تو سہ قہر عرش
 لب نازک کی صفائی سے جوانی چمکی
 جود بان ہوگی تجبی تو مہسان حج ہوگا
 انہیں تلواروں کے سایے مین پلین تیرے
 پھانسیان سے کوئی ناحق کوئی گردن مار
 ہی دہن نقطہ مرکز خط پر کار ہے خط
 کیون نگہ روکشے منہ پر پرتی کی
 لاکھ ٹیڑھا ہو تو بل اسکا کھالین گیسو
 آج تلوار کے منہ موت مری لکھی ہے
 ایک نیزے پر جڑین کسے یہ دو تلوار مین
 قلم حسن برائے رخ زخکے سلخ خانے مین

اک ہلال رمضان ایک ہے ہتلوار ابرو
 قدر انداز مین پلکین تو کسا انداز ابرو
 ناحق آنکھ صفت صاف کے چار ابرو
 آپ کے خال و جبین گیسو و رخسار ابرو
 مکر کے پتلے مین اندر سے عیسار ابرو
 قاب تو سین کی رمزین ترے خمدار ابرو
 عکس سے ابرو و نکمے یار ہوا چار ابرو
 طور و یدار جبین کعبہ و یدار ابرو
 دست شفقت مین پے مردم سمیرا ابرو
 ہو گئے گیسو بچان کے طرف دار ابرو
 چہرہ ہی دائرہ حسن تو پر کار ابرو
 سر پہ ہر وقت مین کھینچے ہوئے تلوار ابرو
 لاکھ بانکا ہو تو جبین ابھی ہتیار ابرو
 یاد آئے مین مجھے جب تو کلمی بار ابرو
 قد بالا یہ تماشا ہوئے خمدار ابرو
 بر بھی مڑگان ہے چھری آنکھ ہی تلوار ابرو

ہم مجھکاتے ہی ہے شوق سیر گردن ای قدر

بل کی لیتے ہی رہے ناز سے خمدار ابرو

ٹھکانا اب نہیں صیاد نے گھیرا گلشن کو ۱۱
 پھر کج جاتا ہی کیسا دیکھ کر عاشق کو فریخ
 دم تک تیرے کون جھجکے کون قتل میں
 چلے میخانے سے میکش گھر وں سے نکلے پوانے
 سلائی پھیر دغیر وں کی آنکھوں میں تو بہتر ہو
 سنا جس وقت دم بھر تاتھا یہ چاہ زرخدان کا
 کدورت انکی طینت میں ہر جو دنیا میں ظالم
 چلا جب حسن خطا پر ہنسنے سے بھیبتی کسی ہنسنے
 غنیمت ہے کہ مجھ کو ملکر ہشیار کرتا ہے
 وہ سید ہی سیف بنجائے میں جب سر کو اٹھا ہیز

آلہی شاخ طوبی نے تو اب سیر نشیمن کو
 لگا رکھا ہی اپنی چال پر کیا اپنے توسن کو
 وہ دیکھیں میری چوٹوں میں کیوں انکی چوٹوں کو
 بہارائی چلے پیلے کے میلے سیر گلشن کو
 عبث تھے کیا ہی بند دیواروں کی روزن کو
 کیا تالاب فور اکھو کر عاشق کے ریزن کو
 ملی ہر روز زخاقت سے سیا ہی رو آہن کو
 یہ دیکھو چوٹیاں کھینچے لیے باتیں خیر کو
 جو بیچ پوچھو تو رہر جانتا ہوں اپنے زہن کو
 ختم شمشیر میں جدم جھکایا اپنی گردن کو

مے زخم جگر اے قدر اشکوں سے ہرے ہونگے
 اگر ابرو باری نے کیا سبز گلشن کو

بڑایا خیال نے اور اعتبار روے رشون کو ۱۱
 نہ پوچھو کھیل قدرت کے عجب دنیا بنائی ہے
 تمہاری ساگوں پر آنکھ پڑتی ہی زمانے کی
 اسیران چین کی خیر ہو صیاد ظالم نے
 یہی کھل لیا ہی مجھ سے دل اُس اُس نے
 چنا وں کو حنائی بچے بخشے یا خدا تو نے

کسوٹی پر لگائے جو طرح سہی کوئی کندر کو
 مرقع کر دیا ہے باغبان نے صحن گلشن کو
 دیا کا جل عبث وہاں لگایا رویشن کو
 تیرے تین تین کھینچ کر باندھا ہوا ہن کو
 سائے میں دیکھا کرونگا اپنی چوٹی کو
 مسمی مالیدہ دل تو نے دیے گھما ہی سون کو

<p>شب گلیو میں روشن کر چرائی غریبوں کو ذرا بادل گر جنے میں سنو موز کی شبنم کو چھری بنو ایسے کٹوا کے میری طوق پہن بہار آئی ہو توڑے مختب کے کوئی گردن کو</p>	<p>اُٹھتی منہ سے گھونگھٹا قمر و صول کی تر ہے بہار آئی صدا طوطی کی ہر نقار خانے میں نشانی کچھ تو رکھیے اپنی سودا کی دیاں اپنے خزانہ میں توڑ کر بھینکی تھی اسنے گردن مینا</p>
<p>ذرا لے کر رہ چائے رہو تم دوست دشمن کو</p>	<p>کوئی ہے نور کوئی نادر کوئی گل کوئی کانٹا</p>
<p>۱۵ صدف صادق اگر ہے در کیا بھی ہو اس پہ تو چاہتا ہے دولت عقبی بھی ہو فائدہ کیا اے صاحب کوئی نشتا بھی ہو کس گلچہ ڈھونڈ رہی تجھے تیری کوئی جا بھی ہو ساتھ ان گالیوں کے چاہیے بسا بھی ہو تو بھی ہو اور ترا عاشق شیدا بھی ہو اتنی بارش تو ہوئی موسم سرا بھی ہو تم تو قاتل بھی ہو اسے یا مسیحا بھی ہو تم حسد را ہو تو کوئی عالم بالا بھی ہو کیا عجیب تاقہ بھی ہونا تے پسلی بھی ہو ہم بھی ہوں آپ بھی ہوں چلے کاجا بھی ہو تو سہی میری طرح حال تمہارا بھی ہو اس کا جب لطف سے انسان کو سودا بھی ہو تم جو دل ہو تو کوئی دلیں سودا بھی ہو</p>	<p>چشم حق بین ہو تو اللہ کا جلو بھی ہو یہ بھی ہو وہ بھی ہو دولت بھی ہو دنیا بھی ہو کیسے نالوں سے اٹھالوں میں زمانہ سر لامکان نام ترے گھر کا ہے طلبہ سمجھے جھوٹا کھاتے ہیں مگر جان تو بیٹھے کیلے دیکھیں کس طرح جسے پھر گل دلیں کارنگ ٹھنڈی سانسین تو بھر دن روز کارنگ آنکھیں تو قتل کریں ہونٹھ جلا میں کیا خوب ہے خودی اتنی تو کوٹھا بھی کوئی بنوا دیکھ تو درازا سے قیس بگو لو نہ سب دھرا رہا ہے یہ پٹی سے چٹنا کو مہر مائے سنکر مے چلاؤ تلواریں ذکر مذہب پر الجھتی ہے طلبہ نے پہنچی ہمنے چھاتی سے لگایا ہے کوئی بورہو</p>

کرتے دھرتے نہ بنے حضرت موسیٰ سے بھی کچھ
قدر کیا جانیں کبھی نگہ سے دیکھا بھی ہو

دل کو تم آنے دو ہاں آنے دو	۱۵	خوب ز پر مری جان آنے دو
ٹپسکی پڑتی ہے مری رال امیج		آنے دو منہ میں زبان آنے دو
کچھ میں سایہ ہوں کہ چڑھ جاؤنگا		زیر دیوار مکان آنے دو
زاہد و بادہ کشی دیکھیے گا		روز عید رمضان آنے دو
دیکھنا یا رکاح حسن ابدی		بلبل و فصل خزان آنے دو
نکل آنے دو عدم کا ڈھرا		زلف تلاموے میان آنے دو
پھر مجھے روک لین دربان تو سلام		اتنا کہہ دیجیے ہاں آنے دو
واہ کیا زلف ہے کیا چھاتی ہے		دل وہاں ہاتھ یہاں آنے دو
کھینچنے دو ہمیں آغوش میں تنگ		آنے دو جسم میں جان آنے دو
سخت جانی سے ہوں لوہی کا تو		اور ابھی کھلے کسان آنے دو
ابھی انگیا سے عبت کتے ہو		کچھ تو اے سرور و ان آنے دو
ٹھہر رو رہو ابھی دُعا ظہر دو		اب وہ جانا ہے کسان آنے دو
دیو حیران سے لڑو گنا گشتی		ابکے تم تاب و توان آنے دو
لو مے دل پہ نگہ ڈالو تم ڈ		لو کلیجے میں سنان آنے دو

تیغ کھینچے ہو فرماتے ہیں
قدر کو آج یہاں آنے دو

وہ بات کیجیے کہ کوئی خردہ بین نہو ۱۴ وہ یار ڈھونڈ ہیے کہ جہان میں کہیں نہو

وحشت میں کچھ سوا گریبان نہیں ہو
تمنے بلایا ہمیں معراج ہو گئی
ابین پھر پک پھر پک کے نہ اُلجھو گادامین
اُس شعلہ رو سے حشر میں پوچھینگے دلچلے
کیا کہنا اب تو خوب ہی طیار ہاتھ ہے
جس آبجو میں دھویئے رو صبح کو
ہرگز نظر نہ آئے گا اُنکا دہان تنگ
نہ یار دل اُجاڑ نہ کیونکر ہا کرے
جب تک نہ درد سر ہو معنی تو گائے جا
اتما ہے زلزلہ تو یہ کہتا ہوں دلے میں
مغرور اپنے حسن پہ ہو دیکھو آئینہ
اندھیر پھر زمانے میں کاہیک کو کبھی

دامن ہو ہلال صفت آستین ہو
کوٹھک احضو کا کہیں عرش برین ہو
صیاد سے کہے کوئی چین بر حسین ہو
جس نے جلایا ہلکو کہیں وہ تھیں ہو
کیونکر دہان زخم سے صدا فرین ہو
سب بزرگس چین میں کبھی یاسمین ہو
جب تک نگاہ شوق مری خرد بین ہو
سونا ہو وہ مکان کہ جسمین مکین ہو
ساتی پلائے جائے مجھے جب تک نہیں ہو
تیری طرح تپان کوئی زیر زمین ہو
کچھ بات ہے کہ اُپکانا کی کہیں ہو
لے یا تیری آنکھ اگر سرگین ہو

نالان ہوا جو میں پس دیوار بول اٹھے
دیکھے تو کوئی وقت رہا ہمارا کہیں ہو

کم نہ تھا یہ تر کوٹھے کا اشارا ہکو
پشت مسجد کی ہی کیجے کیطرف لے عطا
ایک عالم کی سائی ہے دل مضطرب
سر چڑھے تھے تری زلفوں کو لبوں پر کسی
خلوت قبر میں ٹھہری ہے ملاقات لنگی

۱۲ دل بیتاب نے پراور اُبھارا ہم کو
کھل گیا حال رہ راست کا سارا ہم کو
سبے وزنی نظر آتا ہے یہ پارا ہم کو
صف فرکان نے ترے پاؤں ہمارا ہم کو
بیوصال اب نہیں کچھ ہجر کا چارا ہم کو

<p>گر گئی آپ کی تنوار بڑھی اور ایذا رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بغیر حساب سرمین جب آگ لگی جا کے کبھی تلو و نین گالیان کو سننے دھکی بھی جہڑ کنا بھی سہی دل روشن بھی کتا ہے کہ قدموں سے لگیں دل میں شعر نگین منہ میں زبان شیرین</p>	<p>سکچے گا اب اس آرزے سے دوپارا ہکو بس تری ذات کا رہتا ہے سہارا ہکو چڑھ گیا شمع کی مانند حرار اہ کو تم لیٹ جاؤ تو سب کچھ ہے گوارا ہکو اپنی جتنی کا بنائے وہ ستارا ہکو من و سلویٰ یہی خالق نے اُتارا ہکو</p>
<p>پہلی بازی میں تو دل ہار گئے ہم اے قدر ابکے تھے مین وہ دل عشق میں ہارا ہکو</p>	
<p>نہیں بہتا نہ کنایہ نہ اشارا ہکو ۱۳ زندگی میں کمین ہوتی جو صفائی باطن کا جل آنکھوں سے جو پنچپا تو تماشاکھیا ایک ہی ہاتھ سے تالی بھی کہیں سجتی ہو دل پھٹک جاتا ہے جب آنکھ پھٹک جاتی ہو مرتے جیتے تری الفت میں کٹی ساری عمر اپنا گھر چمکرا سکو ابھی لے لیتے ہم راہ نکلتے ہیں ترے حکم کی سرخا ضر ہے ہو گیا کوئی جانان کی طرف رخ اپنا نیرے رخسار پر اپنا دل روشن ہو نثار تیرا دل جانتا ہے جتنا تجھے چاہتی ہیں</p>	<p>وہ ادھر آنکھ اٹھی تیری وہ مارا ہکو جانتے چشمِ حرام آنکھ کا مارا ہکو نافِ آہو میں ملا عنبر سارا ہکو جو ہمیں پیار کرے ہر دہی پیارا ہکو چوڑی خوب دکھاتا ہے چکارا ہکو لبے زندہ کیا اور آنکھوں نے مارا ہکو اپنے کو پچے کا جو دیتا وہ جارا ہکو اب رو تیغ سے کافی ہے اشارا ہکو جسکڑی قبر میں یاروں نے اُتارا ہکو چاند کے پاس نظر آتا ہے تارا ہکو دل سے آنکھوں سے کلیجے سے پیارا ہکو</p>

پہنچ در پہنچ ہین اسہین ترے زلفوں کی خیال

سر ملایا کوئی ساہو نکا پٹارا ہکمو

ہر چہ در کان نمک رفت نمک شادی قدر
جا کے پاس اُنکے ملا دل نہ ہمارا ہکمو

محض ناوا تفسے تھے ہم بر تہم اسی صیادو ۱۵
ایک بوسہ ہو عنایت بھڑک جلاؤ
دونوں عارض سے تمھاری خاک ہو بر بادو
چاہین عشاق آپ سے معشوق کی کیا دو
طفل اشک آنکھوں سے جا کر پھر نہیں پھرنا بھی
مجھے تھا اقرار پچھن میں دہی وقت آگیا
ریخ میں بھی خندہ پیشانی ہی رہنا چاہیے
بیڑیاں بھناؤ یا قیدی بناؤ زلف کا
مجھے نفرت ہی تو بیشک ہو پر ز اداسم
دل نے پاہوی جو کی تلووں سے مل ڈالا
پھر ہارائی ہے پھر میرا جنون زور دینے
کان اپنا سب پاڑتے ہیں ہمارا کو نام سے
ہاتھ میں تار گریبان پاؤ نہیں ہوں آبلے
جس جگہ دیکھے کوئی سب سے تمھاری کجھلک

ذبح تو کر ڈالنا اس کے اگڑ یا دہو
قتل پر بین یوں ہوں راضی آگے جوار شاد ہو
آتش نمرود ہو گیا گلشن شاد ہو
قریان چاہین تو جو نالہ ہو وہ شمشاد ہو
گھر اُسے کیا یاد ہو طفلی میں جو بر بادو
مدتوں کی بات ہے شکو بھی شاید یا دہو
منہ سے جھبڑ یا دہو شور مبارک بادو
مجھ پر جو ہونا ہو وہ جلد سے ستم آگیا دہو
آدمی سے انس ہو اسکو جو آدم زاد ہو
تم بڑے بیدار ہو میرا رحم ہو جہلا دہو
فصد اگر کھولے تو سودا کی ابھی فضا دہو
اسہین یاد امق ہو یا محجون ہو یا فرہاد ہو
دلین درد آنکھوں میں آنسو ب پر مسکی یا دہو
سکیرے میں محنت ہو باغ میں صیادو

اپنے گھر تک ایک آنچھ میں لگالائے انہین
قدر کیا کہنا تمھارا تم بڑے استاد ہو

کیون مری دلکنی مس لقا کرتے ہو
پاے نازک کو جو پا بند حنا کرتے ہو
تم وہ ہو اہل جہان تم سے کنارہ اچھا
کوئی اتنا نہیں معشوق نہ ہی پوچھے اتنا
دیکھو اے حضرت دل بھر اسی جانب کو چلے
دیکھتا ہوں میں جسے بس نظر آتے ہوں نہیں
کیا تعجب ہے کہ تم لوگ خراب بن بیٹھو
لبان بخش ہی بلبل نہ بطامین جاے
ہم کو کیا آپکے عاشق ہیں اتالیق نہیں
یہ دو علم تو نہ بجا یگانگہ کی کو صاحب
کیا مثل بیچ ہو ہی ہر مرد سے دہر کار کے
کیا قیامت کی ہو رفتار عیسا ذابا سد
تنگے چنواؤ گے تم عشق مزہ میں شاید
ایک جا ہو تو کوئی ڈھونڈ نکالے تم کو
آنکھ لپاتی ہے مجھے زلف میں تم بھائی ہو

۱۶

کسا گھر ڈالتے ہو سوچو تو یہ کیا کرتے ہو
کس طرح آؤ گے تم فتنہ پیا کرتے ہو
لاٹھیان مار کے پانی کو جدا کرتے ہو
کبھی عاشق سے بھی تم لوگ وفا کرتے ہو
وہ سنا تے ہیں تو پھر مجھ سے لگا کرتے ہو
اس قدر تم مری آنکھوں میں پھر کرتے ہو
نہیں معلوم کیا خوف خدا کرتے ہو
ایسی جامی گلزارنگ پیا کرتے ہو
تم جو کچھ کرتے ہو اے یار بجا کرتے ہو
کبھی ہمسے کبھی غیر دنسے ملا کرتے ہو
ہم وفا کرتے ہیں تم ہم پر جفا کرتے ہو
دو قدم چلتے ہو اک حشر پیا کرتے ہو
زرد مجھ کو صفت کا ہر با کرتے ہو
دل میں آنکھوں میں کلیجے میں رہا کرتے ہو
سحر سحر بلاسی یہ بلا کرتے ہو

زہر کھا کر کہیں مر جاؤ بلا سے اے قدر

تلخ باتیں لبشیرین کی سنا کرتے ہو

۱۸

دم لبوں پر ہی ذرا بیٹھیے تو ایسے تو
کیا دہن کوئی معما ہے یہ بتلائیے تو

ہم بھی چلتے ہیں کوئی دم میں ٹھہر جائے تو
مصرع اب میں جو معنی میں وہ سمجھا لے تو

ہنسکے وہ کہتے ہیں تلوار سلائیے تو
 وہی گہر کے چلے آئی گئے اسی حضرت نل
 نہ میں سایہ ہوں نہ جن ہوں نہ چھلاوا نہ یہ
 داغظ کو کون سے گایہ نماز اور اذان
 نزع میں دیکھکے وہ طعن سے فراتے ہیں
 اچھا مانا نہ سہی خیر سے الفت نہ سہی
 چاند کا داغ کجانیس کجا بوسوں کا
 لاکھ بوسے جو عنایت ہوں تو دل تیا ہوں
 ہاتھ پائی میں برامتنا کیسا صاحب
 غیر دن میں بیٹھے ہیں دیدے کی صفائی
 آج کچھ بانسوں اوچھلتا ہے کلیجہ امیر
 تنکے چنتا ہوں یہ سودا ہر خرہ کا مجھ کو
 سرانزع میں زانو پہ وہ رکھ کر بولے
 خلق کی طرح ابھی عمر ہماری کٹ جائے
 گالیان ہی سہی یہ شرم تو جائے صاب

قد راب پوچھا کیا ہاتھ ادھر لائے تو
 اور کچھ آپ سے ہوتا نہیں گہرا لائے تو
 ایسا کیا دم ہوش نہ لیا ادھر لائے تو
 سر ٹپک کر ابھی چند سے بونہیں چلائی تو
 ہم بھی تو جانیں کوئی سوانگ نیلا لائے تو
 چاہت ہیں جسے آپ کی قسم کھائیے تو
 دیکھوں یہ چاند ہے یا منہ ہر ادھر لائے تو
 میرا تو مال ہر کچھ آپ بھی فرمائیے تو
 داؤ پر سہنے چڑھایا ہے نکل جائیے تو
 میں کتا جاتا ہوں کچھ آپ بھی شرمائیے تو
 ہاں ذرا دڑ کے سینے سے بچ جائیے تو
 اجی کچھ خیر ہے نصیذین مری کھلواؤ تو
 دیکھوں کس طرح سے موت آتی ہر دم جائیے تو
 کہیں خنجر کی طرح آپ بھی رک جائیے تو
 کیسے تو کہیں تو کچھ کہیں تو فرمائیے تو

بوسے بوسے پڑے ہیں جن کا زلے قدر

لیجئے لیجئے ہاں آئیے تو آئیے تو

رویف کے ہوز

سیکھنے کا ہفت بیدار رفتہ رفتہ ۲۰ لو ہو گئی یہ کھیں مری نولاد رفتہ رفتہ

بھولینگے بوستان کی ہم یاد رفتہ رفتہ
 ہوگا مرا قبے سے نقش مراد اُم
 نالے اگر مہی ہین میرا گلا پڑیگا
 منت کے طوق اتار دقمری رہو گے کتب
 جاتا ہے تیرے غم میں صبر و تڑاں شرب
 قارون نے کیا طمع کا مضبوط گھم بنایا
 ہو ہو کے قتل عاشق مادت بگاڑیگو
 ہونے دے حشر برباد رفتہ کھلیگا میرا
 شیرین گرانا سپر اکبار کو غم تو
 گلشن سے موسم گل کچھ کچھ نکل چلا ہی
 تصویر کھینچی کھینچتی اتی دہن کی نوبت
 دل تیرا کیا ہی اے بت کالا سا کوہ اُڑیگو
 اب تو یہ ربیع مسکون ہے ہتھار مفتون
 وہ دکتیرے رخ کا بند تہی دھیان مجھ کو
 آخر کو مرتے مرتے کوئی نہیں بچے گا
 چوچھا کہ ہوگا کتب بوس و کنا مطلب
 ہوتے چلے پیل میں درد اور داغ سکن
 یونہیں جو روز کلچین کلیمان چنا کر گیا

تجھے بھڑک مٹے گی صیا د رفتہ رفتہ
 تصویر کھینچ لیگا بہر نزا د رفتہ رفتہ
 آخر کو سانس ہوگی نسا د رفتہ رفتہ
 بوٹا سا قد بنے گا ششاد رفتہ رفتہ
 ہوتی ہے سب کما کی برباد رفتہ رفتہ
 تحت الثریٰ کو پونجی بنیا د رفتہ رفتہ
 ہوگا مرا سیحا جلا د رفتہ رفتہ
 سب سے کرونگا تیری نسا د رفتہ رفتہ
 کھو دیا بیستون کو فرما د رفتہ رفتہ
 دیوانے ہوتے جائیں آزا د رفتہ رفتہ
 تصویر خود بنے گا بہر نزا د رفتہ رفتہ
 بڑھنے تو نے ہماری نسا د رفتہ رفتہ
 کیا اور ہوگا عالم ایجاد رفتہ رفتہ
 ہو جائے گا نیت آرن سب یا د رفتہ رفتہ
 ہونگے تمام قیدی آزا د رفتہ رفتہ
 ہنس کر کیا یہ اُس نے ارشاد رفتہ رفتہ
 ہو جائیگا یہ جنگلا با د رفتہ رفتہ
 ہوگا مست ام کلشن برباد رفتہ رفتہ

جو تجھ کی عنایت یوں قدر پرہیزی

ہو جائیگا یہ شاگرد استاد رفتہ رفتہ

۱۳ صاف گو سالہ نئی آہو جو ڈالے تو نگاہ
کیا سیکر دے گا سر پہی جلا کر تو نگاہ
دل کو یہ ٹھنڈا کر گی یا جگر کو چاک چاک
اُس گل عارض پہ ہر خطہ پڑی رہتی ہی یہ
اُن ری تیزی پارہوتی ہے تھاری آنکھ
رات غیر زمین کٹی ہر آبُ لُجھتے ہو بخت
عاشقوں سے ابھل جیون پھری ہر احوذر
برجیون میں گھر گیا ہوں میں بھی شل مردک
آٹھا آٹھا آنسو رلاتے ہیں یہ ہر شتاق کو
کیا بھر و سامہر بان چشم عنایت کا مجھے
تیر کو خجی بنا نا کس نے سکھایا تھیں
آنکھ کھلتے ہی کھلا مضمون وجہ اللہ کا

۱۴ آنکھ تیری سامری ہر اے بت جاؤنگا
اس قدر مجھ پر نکر یون گرم اے بد خو نگاہ
ڈھونڈھتی ہی کچھ کچھ لے جا بنجان پہلو نگاہ
کیا عجب ہونکت گل کی طرح خوشبو نگاہ
تیر نکر ہو گئے صید افکن آہو نگاہ
اوہ جی پہچانتے ہیں عاشق گیسو نگاہ
ذبح کر ڈالے گی جسدِ پائے گی قابو نگاہ
اک طرف بلکین بلائی جان نہیں ورا کسو نگاہ
زلف و چہرہ خال و خطہ ترکان و لب بردنگاہ
چار دن بھی آپکی رہتی نہیں کیسو نگاہ
کب تلک ٹیڑھی رہی گی صورت ابرو نگاہ
تیر جلوہ دیکھتے ہی ہر طرف ہر سو نگاہ

کیا غصہ ہے ایک ہی آنچھ میں مارا قدر کو
سیکھ آئے گا نور سے اے پری جاؤنگا

۱۴ ہر اس بیخانی میں تو امی ہر شادی غم کو ساتھ
زندگی ہم نے بنا ہی ابرو پر خشم کو ساتھ
ڈالتے ہیں باپ بیٹے میں نفاق اہل غرض
عشق لیکر زلف کا نکلا میں کو سے یار سے

۱۵ قہقہہ شیشے کا دیکھا دیدہ پُر غم کو ساتھ
نیچے سائیر اہل قاتل ہمارے دم کو ساتھ
دیکھئے سہلرب کو لڑوا دیا رستم کو ساتھ
سانپ نکلا تھا جنان ہی جسطرح آدم کو ساتھ

ناچ میں توڑ لیا تھے تو دم ٹوٹا مرا ہوا
 تو سمجھتا ہے کہ میری عمر بڑھتی جاتی ہی
 دیکھ کر مگو خجالت سے گل تر گویا سا
 مر گئے پر بھی سنا سینکے یہ آثار جنوں
 نیر کی خاطر کون ان کھو دے تو خود بھی ڈوب جائے
 دھجیاں داں ہو انکڑے گریبان ہو گیا
 تو غم مجنون میں ایسی لہلہ بہت ردیا کر
 اٹھ گیا خسار سے گھونگھٹ خطا کبھل گیا
 اے نفیست فید من روحی جد ہی مجھے کیوں

موت کا گھنٹہ لگا پازیب کی چھچھر کے ساتھ
 وہ تو کم ہوتی چلی جاتی ہے ہر اکدم کے ساتھ
 پانی پانی ہو کے جھانکا اب شبنم کے ساتھ
 سنگزن بھی جاہلین دو اک دم نام کے ساتھ
 خلد سے شمشان بھی نکلا حضرت آدم کے ساتھ
 اک پھر برا بھی اڑا کرتا ہی اس پرچم کے ساتھ
 رنگ تیرا بچائے گریہ ماتم کے ساتھ
 شب پرک پر دیسے مکے عیسیٰ مریم کے ساتھ
 ہن مری جان بڑی پری عاشق بیہم کے ساتھ

انکھیں کیا پھرتی ہیں انکی اک چھری پھرتی ہے
 ہوش اڑتے ہیں مے ان آہو دکی دم کے ساتھ

سانے آئے عاشق سے بہلا کیا پردہ
 چشم ہوئی میں ہوئی برق تجلی پردہ
 سانے آئے ابد رے کاٹا پردہ
 اس سے کیا ہوا ہی سید ہا ہو کہ اٹا پردہ
 انکھ جب بھڑکی گئی گیارہ پردہ
 قبر تھی گوشہ خلوت تو کفن تھا پردہ
 واہ اے دست چھون چاک ہی سا پردہ
 کوئی کیا جانے یہ کیا راز ہے کیا پردہ

میرے آتے ہوئے کیوں آپی چوڑا پردہ ۱۵
 کس طرح دیکھے تو آپ ہی اپنا پردہ
 خوب تو پردہ وین افلاک کے رہنا لکھا
 کفر و دین لسی ہی تو جائے ظاہر پہ پنجا
 آج کل رشتہ تصور تو یہاں تک پہنچی
 کوئی کیا جانے کمان جا کر ہوا اپنا وصا
 ہاتھ ہر وقت گریبا نہیں بڑا رہتا ہے
 کیا لکھوں وصف کمر کس سو کہوں مرزبان

نجد میں محلِ لیلیٰ کا جو اٹھا پردہ
کان کا پردہ ہے اُس پردہ نشین کا پردہ
ہے بہت مد نظر پار تھا را پردہ
لال پردہ نظر آتا ترے در کا پردہ
دوڑے طالب دیدار وہ اٹھا پردہ
کیون نہ دامن کی جگہ بھاڑا زلیخا پردہ

اتھام کر پنا جگر قیس و مین بیٹھ گیا
کان پردے سے قینو کا نگاہ تھا ہے
مثل نور انگہ کے پردے میں تھیں کھتا ہوں
بھوٹ نکا ترے خسا کا زنگ ای شہ حسن
دل سے آنکھو کا اشارہ ہی ملک ٹھنہ میں
عشق بدنام ہوا کچھ نہوا حسن کو غم

پس دیوار میں رویا تو یہ کتا ہے وہ شوخ
قدر نے فاش کیا آج ہمارا پردہ

ردیفائے تختانی

۱۴ بچانسی گلے میں پڑ گئی تارنگاہ کی
گردِ ملاں ہو گئی سب گردِ راہ کی
گردِ سپاہ ہوتی ہے مٹی سپاہ کی
گھتی ہے ایک یہ مے تارنگاہ کی
قسمت میں ہر کجی تری تر چچی نگاہ کی
زنگت ہو سہ مئی تری تارنگاہ کی
طیرھی بھون تھیں اپنے طیرھی نگاہ کی
میں ہی نہ چھوٹی ترے پای نگاہ کی
کس کشکش میں جان پڑی میری آہ کی

حالت تو دیکھ مردم چشمِ سیاہ کی
پامال تو نے عاشق غمخوار کو کیا
ہین جرات تو نکلے سینہ سپر خاکسایان
موسے کمر میں نان کو دیکھا تو کھل گیا
میں خود شہید ناز ہوں اپنے نصیب کا
اس چشمِ سگرین کے اثر سے عجب نہیں
جج ہے کجوں کے ساتھ میں ہوں رات باز
پھرتے ادھر بھی راہ کرم سے تو لطف تھا
دلِ اسطرف زبان ادھر کھینچنے لگے

<p>نالوں سے میری سرمد منصورست بہن ہی درخیز شیشہ دل کی شکستگی خردوں سے کیا سلوک کرے گا کوئی بزرگ آیا قمرین نور یہ گرمی ہے سر کی یہ سبے جال پاسے تنائی کی از گاہ یہ چاندن صرون کا خلعت اور ایک روح امید روز وصل تھی کس بغیب کو</p>	<p>قلعہ</p>	<p>یہ دونوں قمریان ہیں مری سر و آہ کی جھنکار کی جگہ ہے صدا آہ کی دشمن بنے جو سر کی اپنی نگاہ کی سورج گمن ہوا یہ شرارت سے ماہ کی گئے دبنے قدم سے ترے گرد راہ کی جھکڑے ہیں باہمی نہیں صورت بناہ کی قسمت اٹ گئی مری روز سیاہ کی</p>
--	-------------	--

اے قدر تم بھی کتنے خوشامد پسند ہو
 دل ادن کو دید یا جو ذرا واہ واہ کی

<p>ہلکین تری جھپک گئیں جب ہم نے آہ کی واعظ خبر اڑاتا ہے عرش الہ کی کیا میرے دل کی عشق نے حالت تباہ کی میری جبین پہ چاہیے ٹیکا کلنگ کا شکوہ جو ابرود نکا کیا غضب ہوا دوسرے غونہیں آپ کی تھیں ہو گئی بھولی ہوئی شفق ہے شہید نئے خون سے کروٹ بدل بدل کے کٹی رات ہجرین جب تک دھڑی جلا کے تھیں بلغ کو جلو گاہ ہے وہ گرمیاں کبھی یہ سرد مہریان</p>	<p>۱۲</p>	<p>بولے یہ ہو رہی ہے قواعد سپاہ کی چھت گر پڑی نہ سر پہ کمین خانقاہ کی اک گالوں پر چڑھائی ہوئی پادشاہ کی تصویر کھینچ دے کوئی نجات سیاہ کی چاہیے بڑے اٹھاتے ہی ہوا ہونواہ کی جٹی بھومری جان یہ کیا مع تلب نگاہ کی ہے آسمان کین کا مری قتلگاہ کی اس سمت آہ کی کبھی اس سمت آہ کی طائوس راہ تکتے ہیں ابر سیاہ کی پھبتی کھونگا آپ پر مین سواہ کی</p>
---	-----------	---

نام شبِ فراق سے دل کا پتا ہی روزِ صورتِ خدا دکھائے نہ اُس رو سیاہ کی

اے قدرِ حسنِ طبع جانانِ دوں تیرے،
دو لون لبون پہ بات میں ہنسنے نگاہ کی

۱۱ ہم پہ بھوین چڑھی ہرین کسی کج کلاہ کی
اندازِ دنازدوق سے تیرے تنے نگاہ کی
ہنسنے کیسی کی آڑ سے جیتا نہ معر
طوفان بنکے میکہ سے عین آیا محتسب
راہِ وفا میں آپ ہرین ثابت قدم کہین
زندہ ہے نہ بھائے نہ یوسف نہ شاہِ مصر
فرقت میں انشکب تیرے ہی آہن بھی تھم ہرین
گل ہو گئے جو قبر پر احباب لائے شمع
دل ٹوٹا ایسے صدمے دیے آسمان نے
ہے اس جگہ جو وصل کا وعدہ حضور سے

میزانِ تلی ہوئی ہے ہمارے گناہ کی
تلوارِ دل میں تیر گئی ہے تراہ کی
تلوارِ باندھتے ہے ہم بے پناہ کی
تختہ الٹ دیا مری کشتی تباہ کی
اچھا حضور خود ہی کہین راہِ راہ کی
باقی کمانیاں رہیں زندانِ دچاہ کی
چھڑکا جو بانی بیٹھ گئے گردِ راہ کی
ایسی ہوا بند ہی مرے بختِ سیاہ کی
ٹکرا کر اس جہاز نے کشتی تباہ کی
مجھ کو اندھیرا قبر کا ہے راتِ بیاہ کی

سے زمینِ نان کو دیکھ کچھ اتر ہے نہ کچھ قدر کا کال
شہیدِ ناز ہوں اپنے بسا رہی است تری دلیں راہ کی

۱۵ جہانِ گلشنِ بان گل ہی کے اتر ہرے بان بوتا
بہت اُترتے رہے اب صلیں میں مکونہ چھوڑو نگا
اے صبا دھچکے گلزارِ محب کو یاد دلو
مجھے اسی بیکسی جھوکا ہو تو نے کس سمند میں

جہانِ الفت و بان میں ہوں جان میں ہوں بان تو
یہ اپنا اپنا موقع ہے یہ اپنا اپنا قابو ہے
کہ ہر اک کو گرفتِ قفس میں بان کی بو ہے
نہ کشتی ہے نہ ساحل ہے نہ گھاٹ سمین نہ پابو ہے

<p>کوئی زنبور کوئی سانپ کوئی اینین کچھو ہے نہ رائین ہین نہ سینہ ہے نہ پہلو ہی نہ بازو ہے مچل جاتا ہے ان طفلِ دل کی کیا برسی خو ہے جو بدر آئے تو داغی ہے ہلال آئے تو کرو ہے ترے تلوکار کا چٹا نہیں قابل لب جو ہے کبھی امرت کبھی رہر ہلاہل چشم جادو ہے کہ داعِ پشت شیران ہی جو نقش پای آہو ہے طبیعت ہی ٹھکانے سے نہ دل ہی اپنا کیو ہے جو بلبل ہے تو وہ شہپر ہے جو گل ہے وہ شبو ہے شہیدِ نامرے مرقد کا انکا طاق ابرو ہے</p>	<p>تھارے خال دگیسو اور ابرو سب کے سب بود لحد کے منہ میں کیا پونچا گیا میں شیر کے منہ میں یہ پیاری صورتیں ہین یا کہ قدرت کے کھلونے ہین تھارے منہ پر ایسے کوئی ہرگز چڑھ نہیں سکتا شہیدوں کو ترے حاجت نہیں کچھ غسل میت کی کبھی ہین بیٹھی نظریں یاد کی گاہ ہے پھر ہی چوٹ مرا صحرے وحشت ناک دہشت ناک ہے ایسا فراق یا میں منہ سے کہوں کچھ کچھ نکلتا ہے گھٹا انڈھیر کی چھائی ہے کیسی بلغ ہستی میں سربانے بیٹھ کر وہ فاتحہ پڑھ جاتے ہین اکثر</p>
---	---

خدا معلوم کیسا گولگو ہے قدر کا مذہب
کہ شیعہ ہے نہ سنی ہے مسلمان ہے نہ ہندو ہے

<p>یہ توبہ بیچ ہے گھر بیچ بڑا ہوتا ہے نامہ برخط کے اٹھاتے ہی ہوا ہوتا ہے اور تو اور مری جان یہ کیا ہوتا ہے چاندنی کا بھی کین کھیت ہر ہوتا ہے تیرا نامہ مری قسمت کا لکھا ہوتا ہے جینچ اٹھتا ہوں تو اک حشر پاہوتا ہے مردم دیدہ مرا قبلہ نما ہوتا ہے</p>	<p>۱۳ ہم مناتے نہیں جب یا رخصتا ہوتا ہے جب کبھی آہ کا مضمون بھرا ہوتا ہے بیچ دینا ہے تو دو دباس سی کیوں جاتے ہو کبھی سکر بزمین جو کوئی ہر جاتی ہے خط جو آتا ہے تو آنکھوں پر سے رکھتا ہوں نفس گرم سے بکتے ہیں نفسی نفسی رخ جد حشر تیرا ہو پھرتی ہے اُدھر میری آنکھ</p>
---	---

آج اک دوست سے اک دست جلا ہوتا ہے
چور زخمیوں کا مے دزد خنا ہوتا ہے
سبزہ کیونکر ترے عارض پہ ہر ہوتا ہے
بحر زخار سے اک قطرہ جدا ہوتا ہے
ہر گھڑی اس ترے کیا کنسی سے کیا ہوتا ہے

دل کی جانے سے کیلجے میں پڑا ہے کلام
زخمی دست خنائی کا نہ پوچھو احوال
بوندا پانی کی نہین چاہ ذوق بین موجود
بولے قدسی جو ہوا خستہ آدم کا طوطو
تو مے دل کی سمجھتا ہی سمجھتا ہوں میں

دل جو ہوتا ہے شہید غمِ نفی ہے قدر
داغ دل شمع مزار شہدا ہوتا ہے

کسی بیتاب کا دل بولتا ہے
بہت بڑھ بڑھ کے قاتل بولتا ہے
تھارا ماہ کامل بولتا ہے ڈ
برابر زخمِ سہل بولتا ہے
اگر چپے تو سائل بولتا ہے
یہ سدا شہیدِ دل بولتا ہے
جرس منزل بمنزل بولتا ہے
مگر مثلِ عناد بولتا ہے
مجھے آواز دو دل بولتا ہے
جرس مابین محمل بولتا ہے
ابھی ساقی محفل بولتا ہے
یہ رن ہر وقت قاتل بولتا ہے

گجر سکر یہ قاتل بولتا ہے
بد دے سخت جانی بات رہا ہے
دہن سے ہو گئی چہرے کی شہرت
سپا جراح نے پر کیا بھروسا
سمجھ صورت سوال ہی منم اسکی
ذرا صدمہ ہوا آتی ہے لب پر
کوئی فریاد رس پیدا نہیں ہے
لب جاناں ہے برگ گل سے نازک
حضورِ قلب سے اس درجہ حاصل
تماشا ہو گئے کیلی کے نالے
وہ دریائو نشہ ہوں ناگون اگرے
برابر چکیاں لیتے ہیں سہل

جو وہ زہرہ شامل ہوتا ہے ہر اک مثل جلاجل ہوتا ہے	ٹپک پڑتا ہے لب سے سحر بابل جہان دودل ملے اک شور اٹھا
نہ سمجھ مانگے اجل ملتی ہے اے قدر نہ سیدھا سمجھ سے قائل ہوتا ہے	
<p>۱۴</p> <p>نیرے تلوو کا حرق عطیہ خناتو ہے طاؤر روح نکلتی ہے ہما ہوتا ہے لاٹھیوں سے کہیں پانی بھی جدا ہوتا ہے جو تو کہتا ہے ترے رشتہ کا کہا ہوتا ہے کہ غبار اڑ کے مرا خاک شفا ہوتا ہے یہ وہی وقت کہ سایہ بھی جدا ہوتا ہے چھپر تار ہوں تو وہ کہتے ہیں یہ کیا ہوتا ہے صبح کو شمع سے پروانہ جدا ہوتا ہے واہ کیا تنگ دھانی میں مزا ہوتا ہے بادِ حسن بھی کیا ہوش رہا ہوتا ہے کار روانِ اشک تو ہر نالہ دریا ہوتا ہے آبِ شمشیر مجھے آبِ بقا ہوتا ہے یہی کھٹکا ہے مجھے دیکھیے کیا ہوتا ہے</p>	<p>بھول بنتا ہی جو رنگین کفن پا ہوتا ہے اُس نہ حسن پر دم جب کا فنا ہوتا ہے اشک موقوفِ نون لاکھ پلاکدین ہم ایک گن کیا ہے کسی بات میں تو بند نہیں لب جان بخش یہ مشکریہ ہوا باندھی ہے ساتھ دیتا ہے شب تار جدائی میں کون وصل میں کوئی کرے دستِ رازی کیونکر داغ و لے کہیں پیری میں تو چھامار کے وصل میں وہ بہت اشک انہیں کر سکتے یہ وہ نشا ہے فرشتوں کے قدم کا پتے ہیں جب کوئی نصرتِ محبت کا سفر کرتا ہے سخت جان وہ ہوں کبھی قتل نہیں ہو سکتا شور آپس میں کیا کرتے ہیں گلچین صیاد</p>
<p>آپ جاتے ہیں ادھر جان ادھر جاتی ہے کیا جھلکتا ہے ہوا میں</p> <p>لیکے ہوا کم</p>	

<p>تم اٹھکے اک نگاہ کر کے مٹی میں ملی مری جوانی ۛ ۛ ۛ الفت میں ہوئی تونسی جھوٹے پاکر تھیں آپ میں نہ آئے دل توڑ کر اس قدر ڈھٹائی منعم یہ روپے کی زر پستی ہم گھل گئے عشق میں عجب کیا دل میں مے پھانسی ہی لگی ہے جھانکے نہ کنوئیں جہین نے تنہا میں ہوش کیا ملا کر آنکھیں آنکھوں سے بس سحر کرنی ایدل ہم چڑھ گئے آنکے دم پہ کیسے کچھ شرم نہیں تجھے شہر جب کشتوں کو تو قبلہ رو کیے جا</p>	<p>۱۵</p>	<p>ہم گر پڑے آہ آہ کر کے کیا تم کو ملتا تباہ کر کے اس کو ہم گواہ کر کے کھوئے گئے تم سے راہ کر کے پچھتا نا نہیں گناہ کر کے رکھلے اسے سب دیکھا کر کے یہ کوہ کو رکھ دے گاہ کر کے دیکھو تو ذرا نگاہ کر کے انکے ہیں فرشتے چاہ کر کے کھویا ہمیں ہم سے راہ کر کے ابر سے ذرا تباہ کر کے دل لگئے واہ واہ کر کے پھر آئی ہے منہ سیاہ کر کے منہ جانب قتل گاہ کر کے</p>
<p>اے قدر جو بت دہی خدا ہے کیون پھر گئے اشتباہ کر کے</p>		
<p>قدر گل بوڑ غضب میں گلشن ایجاد کے ڈھنگ لڑائی گل نے اس ترک تم ایجاد کے کاگر غیر کے سرائے جو میں بیکل کے</p>	<p>۱۳</p>	<p>ہاے کیا کیا صورتیں ہیں صد آدم زاد کے کچھ جہاں نے رنگ بیل نے مری زیاد کے یہ رن ہر وقت سراسر کھٹاں بولتا ہے کے</p>

عیش و عشرت میں بھرے ہیں بدن و دل بڑا
 آشیانہ بھینکتا ہی یہ بھی اُجڑے تو سہی
 راہ میں اسکی لٹا دوسیکروان کو سا قیو
 آئے جو بن برعروسان جین آئی ہمار
 ظلم سر آنکھوں پلکین رحم بھی کچھ ہے
 یہ حرارت ہے کہ پڑ جائیں مہاسی سیکروان
 ٹوٹی پڑتی ہے خلائی یار کی تصویر پر
 منتیں مانیں ہزاروں جب ہو پاش ہو
 شاخ گل کا بلبل محبوس کو دھوکا ہوا
 زخم سینہ بوتا ہے یا چمکتی ہے کلی

کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے مبارکباد کے
 چن بٹھین روزنوں میں خانہ نصیاد کے
 تم بھی تارون ہو کہ ایجاوگر سر پرلا کے
 لنگھی بالیدہ ہوئی طرحے چھٹی شمشاد کے
 ڈیرہ ہے غور نہ ہو جاؤ کہین مباد کے
 قطرہ خون جا بڑے منہ پر اگر نصیاد کے
 ہاتھ آنکھوں سے لگایا چاہیے ہزار کے
 طوق گہڑا دن ساروں سے عوض حلا کے
 پڑ جو کھولے اڑ کے بیٹھا ہاتھ پر نصیاد کے
 تیر میں کیا پڑ لگے تھے بلبل شاد کے

قدر صحرایہ عدم کو دشت وحشت سے چلا
 حوصلہ دیکھو ذرا اس خانان برباد کے

پس لپکے بچھنا خود مراد اپنی خطا سے
 حسرت سے گلے ملنے لگا شوق جفا سے
 ہم پہلے ہی کہتے تھے اُسے بڑے خدا سے
 ڈھونڈتے نہیں ملتا ہیوتا جھک کر کا
 ہر انگلی تری ہو گئی انگشت شہادت
 جوڑا وہ کہنچا ہی کہ ملاتے نہیں انگھین
 اُس بادشاہ حسن کو خط لیکے ہوا کم

۲۱

رفقار کی پاپوش سے زلفوں کی بلا سے
 مین تشنہ دیدار تھا وہ خونکے پیاسے
 بدنام ہوا یا رغرے ہم جو قضا سے
 کس درجہ بدن آپ چراتے ہیں حیات
 رنگین ہوئے ہاتھ جو خون شہدائے
 لومڑی اب تر چھی نظر بانگی ادا سے
 کیا جفت ہوا میرا کو تر بھی ہمارے

گردون پر سو مہرین قدرت کے کرشمے
خوش رنگ کمین چول سے ہر دم خائی
وہ پانچپے ہاتھو میں اٹھائے ہوئے نکلے
گول لاکھ تری ہو کر ساتھ ہے شامت
شاہی سے بھی ہر شمع مرانے غفیری
مقتول تری تیغ کا ہونہ جہاں دید
نقش قدم بارہوا عجیب از دکھائے
ایسی نہیں دیکھی درودن میں صفائی
وہ رند ہوں می مانگوں جو ساتی ازل سے
آنکھیں تو میں تیری ہمہ تن چشم موت
چھٹکے ہوئے تائے ترے دیکھو فلک پر
دیجائے قیامت تو بنے فتنہ محشر
ہم دشت نوردی میں اگر خار ناپائین

چھٹکے ہیں جی نورسی اوند ہے ہوئے کا سے
خوشبو ہی کمین سیت ترے عطر حنا سے
اسد رے نفرت انہیں خاک شہد سے
سایہ کمین ہوتا ہے جدا مرغ ہوا سے
کنبل مرا کا لاسے کمین ظل ہوا سے
بہل ترا ٹھنڈا ہو کر آب بقا سے
طاؤس ہوں پیدا وہیں خاک کف پا سے
کلی پہ تری حفس گرین امج ہوا سے
خود شکل ہو کشتی کی عیان دستِ ما سے
کیا آنکھیں لڑائی ہیں کمین اہل دفا سے
کیا منہ پہ تا شاہین بڑا پے میں ہوا سے
اٹھو تو کشیدہ ہو جو بیٹھو تو ذرا سے
خود کو کھر دھوٹ اکین ہما کے کھ پا سے

اے قدر دراز دیکھکے ہر شیار خبردار
کچھ ابرودن پرل ہے وہ بیٹھے ہیں خفا سے

شمار میں نہیں موجدین جہان فانی کی
اُن ابرودن سے عجب دل نے پہلوانی کی
پٹ گئے مے سینے سے مہربانی کی
نہ منہ کی کھائی نہ لی ہمنے ن ترانی کی
مکالی راہ جو کی تاک یا رب جانی کی

۱۳

جنون ہی سے لہریں گئے جوانی کی
نہ کر کری کمین ہو جاے سخت جانی کی
یہ سب اُنک تھی اٹھتی ہوئی جوانی کی
کسی سے ہم کبھی پچھڑے نہ پہلوانی کی
لگائی سینہ جہان ہمنے پاسبانی کی

<p>اجل نے مہر کی افلاک نے نشانی کی رُکنا نہ حلق پہ کیا بات اسکے پانی کی زمین نشانہ ہے آفات آسمانی کی تمھاری چا پ کو حاجت نہیں کمائی کی چلی نہ صانعِ قدر سے خاک بانی کی صدا بھی غیب سے آئی تو ن ترانی کی بہارِ جوش پہ ہے موسمِ جوانی کی بنا سے ساری حقیقت کھلی ہو بانی کی</p>	<p>بنا بڑی سندون سے ہمارا محضرِ عشق ہمارے یار کا تیزاب میں بچھا خنجر پسے ہیں خاک نشین اہلِ اوج کو ہاتھوں بغیر اٹھائے پڑ گئی جگر پر آپ کے آنکھ ہمارے یار کی تصویر بھی بنا نہ سکا میں کیا کمون کہ دہن کو منہ نہ دیکھو گنا ہوئے ہیں کیا ہی جو اتنا باغِ سرخ سفید ملا جہاں ہو جہاں افسرِ کراہم کو پتا</p>
---	--

نہال گلِ چمنِ دل کے چھپے تھے قدر
 کہ روضہِ خوان نے منہ پر روضہِ خوانی کی

<p>زلف کا دیہان رہا کرتا ہے آئینہ دل ہے کسی عاشق کا جگمگے رہتے ہیں معشوقوں کے اُس پر ہی سے نہیں بن پڑتی کچھ خون اپنا تجھے بخشا میں نے یوں چڑے رہتے ہیں تیرے در پر یاد ہر وقت تری رہتی ہے ایک ارمان بھی دلیں نہ ہے کس قدر عقل و جنون میں ہر لاگ</p>	<p>۱۳ جی پریشان رہا کرتا ہے جب تو حیران رہا کرتا ہے گھر پرستان رہا کرتا ہے کب وہ انسان رہا کرتا ہے کیوں پشیمان رہا کرتا ہے جیسے در بان رہا کرتا ہے ذکرِ ہر آن رہا کرتا ہے یہی ارمان رہا کرتا ہے روزِ مسیحا رہا کرتا ہے</p>
--	---

<p>میرے دل میں ہر ادا سی ہر وقت نوح اسطوح ہے دنیا میں یاد ہے ہکو تمھاری صورت وہ مجھے پوچھیں تو کہنا قاصر</p>	<p>گھر یہ دیران رہا کرتا ہے جیسے مہمان رہا کرتا ہے حفظ تیراں رہا کرتا ہے تم پہ تیریاں رہا کرتا ہے</p>
<p>جب تلک تم نہیں ملتے اے جان تو دریا جہان رہا کرتا ہے</p>	
<p>ترے لگے پئے تسلیم شیشے ہو کے خم ساقی ۱۷ اے ساقی تو اک اک جام میں آنکھیں چراتا ہوں صدائے قفل می سے یہ تیرا کلمہ پڑھتی ہے فقیست ہوں بھروسے مرا کشکول صبا سے رخ جانان کی کیوں مجھ کو دلائی یاد می دے کر لگی ہے روح ہونغمہ جہا جہم اب نہ کہ طلب کلیجہ منہ کو آئینا لڑک کا میرے ماتم میں ہزار آنکھیں ملا تو جام پر کب آنکھ پڑتی ہے ہوئی ہے تیری میمن آبادی تیغ کی پیدا فلک سے جام بڑھ کر رند تاروں سے زیادہ ہیں ابھی ہوشور قفل سے صدانا قوس کی پیدا نہ چھوڑوں اُس بت ترسا کی آنکھوں کا کبھی لپکا پڑا رہنے دے مجھ کو بائے خم پر زورستی میں</p>	<p>برابر قفلوں سے بھر ہے مین تیرا دم ساقی لٹاتے سارا میخانہ کدیں بوتے جو ہم ساقی خود انگشت شہادت ہے برانڈی کی قلم ساقی آہی جام ہو تیرا فرغ جام جسم ساقی لگائی آگ میں آگ اُن کیا تو نے ستم ساقی لبوں پر دم ہے ہو دورہ دامم انجہ تم ساقی لہو روئینکے شیشے ہو گا اتنا میرا غم ساقی سب جو بھروسے کے میلوں گاترے سر کی خم ساقی کچھ کچھ کر چلی چلک یا غم دو قلم ساقی آہی ہو مبارک تجھ کو یہ جاہ چشم ساقی جو میخانے سے اٹھے ست ہو کر وہ جنم ساقی برانڈی دے کہ شیریں دی بیرو دے یا کہ دم ساقی قدم تیرے نہ چھوڑو گناہ میں اسکے قدم ساقی</p>

<p>دکھائیں ہین اگر آنکھیں بہاؤ کی ندی بھی دکان ہے تخت تو ہر بادشہ رندوں کے لشکر کا ترش ہوتی ہین یوں آنکھیں تری پڑ کر مردان</p>	<p>مے برق غضب ساتی مے بر کر م ساتی ہر ساغ تاج حکم روان مینا علم ساتی کہ جیسے مڑ ہو کر جا کے مابین جرم ساتی</p>
<p>ایا ہے قدر کا دل ایک پیانے پہ قسمت لگی ہے آج تیرے ہاتھ یہ بھاری رنوساتی</p>	
<p>تیسرے پنجے یا تلوار ہے ساتی ہوش بڑا عیار ہے ہو گئے ہو چاند گویا عید کے نالہ و شیون سے تنگ آیا ہونہیں اُس لب جان بخش سے پائی شفا دل بتوں پر آگیا ہے خود بخود آپ ہین ہرگز نہیں ہے چشم یار ہوشمندی جس دنیا میں نہ کر رات بھر کے وعدے پر خاموش ہو</p>	<p>۱۰ تیز کس درجہ نگاہ یار ہے ہر طبعی مرغ آتشخوار ہے ہمسے دل ایسا کیون بزار ہے ہر گھڑی میری گلی کا بار ہے جو مریض زکس بیمار ہے کچھ خدا جانے یہ کیا اسرار ہے مست ہے ہر ہوش ہی شرار ہے ہے وہ عاقل جو بیان ہشیار ہے اس ہی ثابت ہے کہ نصف اقرار ہے</p>
<p>آپ چکر آنکھ سے دیکھ آئیے قدر ان روزن بہت بیمار ہے</p>	
<p>۲۰ اٹھائیں جھومتا کہتا ہوا نشے میں یا ساتی حباب جام لاساتی مڑ گلگون پلاساتی اُسے بھی لگ گئی شاید میرا کئی کچھ ہوا ساتی</p>	<p>ازل بیخاند میکش روح مگر تھی خدا ساتی مے سحر عطا سا توں دیا اینہو جاسے جب آئی میکا کا وعدہ وعید ہو جائے</p>

جھکا دے جام کی جانب ادا سے اُسکی گردن کو
 کمان کثرت کمان وحدت کمان خلقت کیا جاق
 و واجب پھول تو نے ہر مین پھول اٹھکھو میرے
 ترے میخانے پر امد کی رحمت برستی ہے
 صدا قفل کی میخانے میں حق امد بجا
 گزرتے سے ہاتھ دھوؤں دل پر جل جھکے گیٹا
 عبث زندون سے وہ کل دہن اب منہ چڑا
 مرغ تابان سے کرائے اسکندری حیران
 نہ یہ آسین اشارے ہیں نہ یہ آسین نظارین
 تری گردن پر سکامیر اڑ لہکا ہر عجب کیا ہے
 یہ بیضا دکھائے واعظوں کی آنکھیں گھل جائیں
 نہ تو زندون سے کھلتا ہے نہ وہ خیم سے نکلتی ہے
 بطامی کو کیا ہے مرغ آتشخوار میحب کر
 ابل کر منکل آتی تو بنگا سی چمک جاتی
 کہون جب راز اپنا لوگ کہتے ہیں شرابی ہے
 سن ہے چاندین سورج سے ہو جاتی ہو ضو پیدا

سکھائے اپنی تول کو بھی تو بانکی ادا ساقی
 کجا یکش کجا بادہ کجا محفل کجا ساقی
 ماقبل ہو گیا سنتے ہی قفل کی صدا ساقی
 کہ میجلی ہے موج میزدنک ہر خم گھٹا ساقی
 ہری تول بچھلتی تیرا طوطی بوتھا ساقی
 کہہ کر مارم مے ٹنڈی ٹنڈی ہے ہوسا ساقی
 ہے شل بادہ کمنہ پرانا منہ لگا ساقی
 نشیلی آنکھ یون سے جام چمکے پین لاساقی
 کجا ساغر کوڑا سی تری آنکھیں کجا ساقی
 کہ نکلے موت کی چمکی میں قفل کی صدا ساقی
 صفائی سے ہتیلی پر پراڈ می تو اڑا ساقی
 سکھا دی تو نے دخت رز کو بھی اپنی جاساقی
 لگائی گ پانی میں دکھائی لاک کیا ساقی
 جو اڑتا گاک تول کا پنچا پھوٹا ساقی
 مٹی گلگون ہے کیا ہی راز پوش دعا ساقی
 چڑھا کر می جھکاتا ہے سیرامہ نقا ساقی

اگر پیسا نہ ہو قے ر کب آنکھیں ملائیں

چورون اس بے ترانی کھری کتا ہون یہ منان ہون آسین یا ساقی

گلے میں شب کی سختی حدید ہو جائے

۲۳

پڑا رہنے دے جھکوپا سے خم پر پڑ پڑ ہو جائے

یقین ہر قصہ خونین مفید ہو جائے
شب مزار میں جب تیری دید ہو جائے
مٹائے رخ پہ اگر خط پدید ہو جائے
مٹائے تن سے قد آدم آئینہ بین وہ
طلسم حسن چہستان یار موسے کمر
دل گرفتہ سے نکلے جو وہ حیرت ہو
ہمارے دشت جفا خیز کا ہر اک ذرہ
سیاہ کار ہوں ایسا کرین جو فن اجا
سمجھ گیا ہوں معم تری خموشی کا
حنا کو آب کرے گرم دستی قاتل
یہ گھل رہا ہے تن زار کیا تعجب ہے
انہیں جو شوق میں کھینچوں بھی گولیاں
پلا دے مے ساقی دے کچھ لگ ہی لگ
تمہیں ہوں دیکھ کے ہم فاقہ مست ایسا
متھاری شرم ہوا شاعر پھرین بھٹکتے ہوئے
حضور بلبلس و گل تم اگر منسوبو لو
وہ عضو عضو سے نزدیک تر ہو صورت رخ
مراقیب یہ میرے خون کا پیا سا
عذاب جان تمنا تمہاری فتنے کے دین

ہمارے قفل کو نشتر کلید ہو جائے
مر اسفید کفن صبح عید ہو جائے
وصول جن کی کامل رسید ہو جائے
سماؤں انہیں اگر انکی دید ہو جائے
کوئی نمود کوئی ناپدید ہو جائے
کہ قفل بستہ سے پیدا کلید ہو جائے
اڑے تو جو ہر تیغ یزید ہو جائے
تو بوج قبر رنگین حدید ہو جائے
وہ بات ہو کہ دہن ناپدید ہو جائے
گیچھل کے ہاتھ میں خون شہید ہو جائے
تری کمر کی طرح ناپدید ہو جائے
کمند جاذبہ جبل الوریہ ہو جائے
عجب نہیں تپ غم میں ہمید ہو جائے
جو آؤ تم رمضان میں تو عید ہو جائے
بدن چڑاؤ کمر ناپدید ہو جائے
ابھی تو دونوں میں گفت شہید ہو جائے
ہر ایک رگ مری جبل الوریہ ہو جائے
جو میں حسین بنوں وہ یزید ہو جائے
نیک ہو جو وصل کا وعدہ وعید ہو جائے

<p>چڑھاؤن عینک اگر اینما تو تو اکی ۶ بھڑ جو صورت دوتخ بھی پیٹ زامہ کا</p>	<p>مین جبکو دیکھوں مجھے تیری دید ہو جائے ڈکار غمرہ ہل مین مزید ہو جائے</p>
<p>اثر یہ جدت مضمون کا چاہیئے اے قدر کہ کوئی سحر ہو سحر جدید ہو جائے</p>	
<p>مین دیکھوں یہ چوٹی ہے کیا کالی کالی ۲۸ شعبہ میں چھائی گھٹا کالی کالی ہے شاہوکی ستارچ کملی ہماری بہت ایسے کالے ہرن ہنسنے دیکھے جو سایہ پڑے میرے روز سہ کا ڈٹے ملے زندگیست جدم جو سودا کے گیسو میں زنجیر چھنے نصیبوں سے کیا گور ہو گئی ہے شب ماہ میں وہ پھرے بال کھولے کیا جوش سودا نے ہو کھنیا نہ اس لعل کو کہ جدید اسی سنگ یہ سب کے کو خود جھک پڑ گئی چین پر کھلی سب پر آخر تری گرم دستی سیت ہین چشمہ فیض بارے ہوئی عکس صدر گن سوسن سے</p>	<p>کہ پیچھے پڑی ہے بلا کالی کالی جھبکی ست بلا پر بلا کالی کالی کہ ہے مثل ظل ہما کالی کالی دکھاتے ہیں آنکھیں وہ کیا کالی کالی تو ہود ہو پ شربے سوا کالی کالی جھکی میکہ پگھٹا کالی کالی ہوئی شکل زلف دوتا کالی کالی ہوئی چاندنی جا بجا کالی کالی کہ رنگ سے تار پیا کالی کالی نہ لب پردہ پڑی تو جہا کالی کالی کہ قبلے سے اٹھی گھٹا کالی کالی ہوئی کھولتی ہے حنا کالی کالی کہ ہے ابر حمت گھٹا کالی کالی ذرا پیسی پیسی ذرا کالی کالی</p>

اثر ہے ہمارے ہی دو دفغان کا
 لندہا دے مڑ سنج سرخ ابوساتی
 سیر تاب سیریا کہ ابرو پہ وسوسہ
 مرے کبے دزل کے ٹٹنے کا غم ہے
 ہوئے ہین سیرت برباد لاکھوں
 گھٹا چھائی دیوانے مجنون ہوئی ہین
 جو شامت زدے تیرے مدفون ہوئے ہین
 بخارات دل آہ پر چھپا گئے ہین
 شب غم کو دون روز و صلت پھر سا
 مین دیکھو گنگا منہ اکا دیکر فیتہ رہ
 محبت مین یکسان ہے ہر ایک صوت
 ذرا چشم مجنون سے سیالی کو دیکھو

جو ہے سقف تحت السما کالی کالی
 گھٹا اٹھی ہے بیکہ کیا کالی کالی
 بوئی اور تیغ ادا کالی کالی ٹ
 جو اڑھی ہے کعبہ عبا کالی کالی
 اٹھین اندھیاں بار بار کالی کالی
 کہ بلی سے بھی ہے سوا کالی کالی
 تو ہے خاک تحت الشرا کالی کالی
 گھٹا ہے بروے ہوا کالی کالی
 کہ آئی ہے اوڑھے رد اکالی کالی
 تری شکل ہے مد لک کالی کالی
 اگر گوری گوری ہو یا کالی کالی ٹ
 کہ پتلی سی ہے خوشنا کالی کالی

سیر نامہ قدر محشر مین نکلا
 اٹھی دھوپ مین اک گھٹا کالی کالی

۱۸ نہ پیٹ لاشس پر مجھ مینوا کی
 کہین ایسا نہ ہو اوچھا پڑے ہاتھ
 شرا بسرخ کی بوتل اٹھا لا
 دکتا ہے تراکندن سا چہرہ
 قیامت کا ہے قد اعجاز کے لب
 کہین رنگت نہ اڑ جائے خنکی
 حیا ہے تجھ کو قاتل انتہا کی
 تجھے ساتی قسم اودی گھٹا کی
 ہے خطا سبز بوٹی کیسیا کی
 نگاہین قمر کی زلفین بلا کی

جور دیکھی بھی کثرت رہیگی
 اُلجھ پڑتا ہے واغظ راہ چلتے
 ہمیشہ سدا کو ٹکرایا کیے ہم
 فراق یار کا احسان کیوں نین
 ہوا گا لونپ، درد خطا مایان
 ترے کو چے مین ہین کشتوں کے پستے
 اُسی سے بنگلے کباب خرا مان
 ہوئے ہین یار کے گیسو سیہ پوش
 سفید ایسا ہوا ہے خون عالم
 لحد مین رکھکے بولی موت مجھے
 دُرُ الفخر فخری کی جو ہے پاہ
 مزا دونا ہوا ہے میکشی کا

تو بھی ایسا گھل کر جسم خاکی
 عجب عادت ہے اس مرد خدا کی
 ترے دیوار سے پر نوبت بجا کی
 قتلانے یا الہی کیا قضا کی
 کہو کس سے پہلے نے بد دعا کی
 یہی کچھ ہوگی صورت کر بلا کی
 ملی جو خاک اُنکے نقش پا کی
 کسی گشتہ نے شاید قضا کی
 عجب کیا رنگت اُڑ جالی خنا کی
 یہی ہے راہ اُس دولت سرا کی
 پہن سیلی تو موج بوریا کی
 تمھیں سے بادلوں رحمت خدا کی

کبھی تو قدر کی تربت پہ جاؤ
 کہ اُس نے جان تک پرندہ کی

ہوا سے عشق گزشتہ نہ پھر ادھر آئے
 نہ نامہ آئے اُدھر نہ نامہ بر آئے
 حضور بیٹھکے کشتی مین اپنے گھر آئے
 چمن ہے ابر ہے ساتی لگا دے کشتی جو
 جگر کے زخم جو خندان ہوئے تو مین بھی نہ

۱۳

پرائی چوٹ نہ یار کھین اُجھ آئے
 وہ آپ آتے ہین یار یہی خبر آئے
 پڑی جو آنکھ تو دل مین مے اُتر آئے
 اسی اکھاڑے مین پر یونکا تخت اُتر آئے
 جو وہ بھر آئے تو آنکھوں مین آنکھ بھر آئے

گلی میں دیکھا رچی وہ ہنسکے پوچھتے ہیں
 بیاہو شکر کر ہے اگر تریسا
 یہ عشق حسن کے کوچے کی راہ صاف ہوئی
 کمر کے عشق میں کھویا گیا ہونش کر
 یہ بندھ گئی ہے ہوا اب سیاہی کی
 تعلقات جہان سے چھٹے ہیں مرقدین
 فقط خیال ہی آیا تھا ہم کو بوسوں کا
 جو آنکھ ہو تو جہان آئین جہانیں ہے

کسی سے کام ہی تم کون ہو کدہ ہر آئے
 مسیح چوتھے فلک سے ابھی تر آئے
 ہم آنکے گھر میں گئے وہ ہمارے گھر آئے
 وہ کے قتل پر اب بازہ کر کر آئے
 چنانچہ گل ہو جو میرے مزار پر آئے
 سفتا م ہو آج اپنے گھر آئے
 کہ آنکے عارض نازک پیل بھر آئے
 اس آنکے میں سکندر کا منظر آئے

خدا ہے قدر پہ پہر رہا ہوا ہی وہ قاتل
 یہ حکم ہے کہ آئے اگر ادا ہوئے

غنچے چنگ کے چمن روزگار کے
 اے باغبان بار زمین کدے چسکے
 رضوان جو ٹوٹے گا در فردوس پر ہمیں
 برسات میں بہا کر تندی شراب کی
 انگلیں ترس رہی ہیں مری تری زلف کو
 اٹھ اٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئے آپ بزم میں
 گھر ہے ہیں اب تو وطن میں ہم اے جنوں
 بھولو نکامیرے سینے پر انا ہو گیا
 بلغ جنوں کی نیو وارفت کر دیا

۱۲

پھوٹے جاب موج نسیم بہار کے
 رخصت ہوئے خزان کہ دن آئی بہار کے
 کدی گئے رہنے والے ہیں ہم دیار کے
 یہ دن ہیں سا قیوباطی کے شکار کے
 تارے چمکے ہیں شب انتظار کے
 یہ سب اثر تھے آہ دل مجھ پر کے
 پڑتے رہیں آنکھیں ہمارے
 ہنس کر جوتنے پھول اٹھائے مزار کے
 صحرے کو پہلے ہی چمن سے ابھار کے

تنت اٹ گئے بہن ہمارے مزار کے
دھڑ کے شباب میں بھی میں روز شمار کے

تم آئے فاتحے کو تو بھونچال ہو گیا
آغاز میں بھی بھکوسہ انجام کا خیال

مضمون میں ہر مری بندش کند ہے
اے قدر شاعری میں مئے میں نیکار کے

روینگے صورتِ قوارہ خزانے والے
یانی سے سینچتے ہیں بلوغ کا زوالے
ایک سے ایک ہیں کلجاک کے زمانے والے
اٹھ تو بیٹھے اے مے ناز و نکی اٹھانے والے
وہ نہ آئینگے تو ہم بھی نہیں جانے والے
ہنس تو دے اے مے بھونکو اٹھانے والے
نیند میں اٹھے ہیں گھڑیاں بجاؤ والے
بہنگے شمع لحد میرے سر ہانے والے
آبِ خنجر میں نہانے ہیں نہانے والے
چٹکی و نین ہو عنادل کو اڑانے والے
زندہ درگور ہوئے خلق میں آنے والے
آنکھوں میں پھرتے ہیں آنکھوں کو سامنے والے
پھر کر اک ہاتھ تو اوراد مرے جانی والے

خوش منوں دولت دنیا سے زانے والے
داغ دیدیکے رلاتے ہیں لانے والے
کالی آنکھیں میں غصہ بے نقین بلا خالِ نت
قبر ٹھکرا کے یہ اُس رشک سیجانی کہا
جان جائے کہ ہر وضع میں آنے نہ خلل
پھر مری قبر پر انبار لگے بھولوں کا
لو ابھی شام ہوئی واہ چلے آپ کدھر
قبر میں رکھتے ہی یہ آہ شر بار اٹھی
غسل میت کے شہید و نکو تری کیا حاجت
پھول جھڑتے ہیں وہ تقریر ہی سجان
جسم خالی میں مری روح یہی کہتی ہے
خاب میں آتے ہیں جو پاس مری تپتے تھے
مجھے جیتا ہوا چھوڑے مرام وہ دیکھی

بعد مرنے کے ہوا قدر گناہوں کا یہ بوجھ
ٹپے مر مر گئے لاشے کے اٹھانے والے

<p> سنخل جھک جاتے ہیں سر دالے سینہ لے آہنیں جگر دالے اتنے آئے بُری نظر دالے تنگ ہیں مجھے جب سر دالے انہیں قدموں پہ ہاتھ دھروالے ادھر آجائیں گے ادھر دالے سینک لیں آنکھیں چشم تر دالے اور جو چاہے کام کروالے سیکڑوں مجھے درد سر دالے تو اگر چاہے سر اتر دالے کانپ کانپ اٹھے ہیں تر دالے اومے پچھتے سی کمر دالے دوڑاے تیر سی نظر دالے اب مجھے کیا ہو اُسکے پردالے </p>	۱۵	<p> سنکسہ سڑتے ہیں ہنر دالے نالے کرتا ہوں میں اثر دالے ہنسنے گھورا تو ہنسکے فرمایا کبھی رویا کبھی اڑائی خاک بے اجازت کبھی چھو ڈنگانہ پاؤں آہنیں کر دینگے آسمان میں چھید مہندی ملکر وہ شوخ کہتا ہے صبر تو یار ہم سے مشکل ہے ہے سلامت جو سنگ دراونکا ہم نہ اترینگے تیرے کوٹھے سے ٹھنڈی سانسین یہ ہنسنے آسمان بھرن دیکھ تیرا شکار ہوتا ہوں کب سے تودہ بنا ہے میرا جگر دل کی خاطر تو سینے سے لپٹا </p>
---	----	---

قدر کر کیا اپنے پاس دل کے سوا

اڑیں پردالے پھولین زروالے

زلف مشکین خن سے بہتر ہے
 بندہ بھی کو کہن سے بہتر ہے
 یہ عقیق مین سے بہتر ہے

۱۱

چشم جانان ہرن سے بہتر ہے
 بڑھ کے شیریں سے ہو جو بندہ نواز
 سنگ کو اُنکے لب سے کیا نسبت

طعن اعدا و ہان نہ شکوہ دوست
قد بالاسے سرو سے اعلیٰ
حق کہ تلخ جھوٹ بولو گناہ
ریخ ہجران سہا کر دن کنگہ
خانہ دل ہے بڑھ کے جھلے سے
صورت گل کھلے ہین زخم بدن
ایسی رفتار ہے نہ ایسا تاناؤ

دشت غربت وطن سے بہت ہے
گور اکھڑا سمن سے بہت ہے
بس خموشی سخن سے بہت ہے
دم نکلیجاے تن سے بہت ہے
فکر رنگین دہن سے بہت ہے
میرا شہد چمن سے بہت ہے
تیرا تدارون سے بہت ہے

قدر کی قدر آپ کیا جانیں
قیس سے کو کہن سے بہت ہے

ہوئے کاوان سی جلا جو ہم رہ عاشقی میں فنا ہوئے
اٹھو یاد قد میں جو بیٹے ہو تو وہ نالے تم کی صدا ہوئے
جو عدم جھوٹی ہم اٹھے عجیب انتشار فنا ہوئے
مے سوز دل کی خبر نہ تھی کوئی استخوان جو گل گیا
کبھی غوغا کھاتی ہی آہ کی کبھی آہ کرتے ہی رو دیے
ہوا غل عدم میں نہ ناگمان کہ لٹائی یا زخمین بلین ہا
جو ہوتا تھا ان میں بھرا ہوا تو ہر ایک زخم ہر ہوا
جو ہوا سے زلف بکھر گئی نظر انکی صاف بدل گئی
انہیں تنگ بین نہیں فشار ہے کہ پیش میں جسم نہ آ رہا
منہیں دھشتو کی یہ دلوں کے کہیں جن دشت نکل چلے

۲۷ جو گرے تو نقش قدم بنے جو اٹھو تو بانگ درا ہوئے
گرے ذکر کربین جو اکھڑا سمن سے تو وہ اشک بلبا ہوئے
کہ بدن میں روح سما گئی تو غبارہ و ش ہوا ہوئے
تو پر سمن آتشین پر وبال جسم ہما ہوئے
کبھی ہم چمن کی ہوا ہو کر کبھی ہم ہوا کی گستا ہوئے
اٹھے ہم موت است اٹھو جو بڑھو تو گن کی صدا ہوئے
یہ دل و جگر مے کیا ہوئے کوئی تازہ برگ خما ہوئے
جو اسیر حلقہ ناز تھے وہ قاتل تیغ ادا ہوئے
قیس میں طائر بلخ کیا کوئی مرغ قبلہ ناہوئے
مری بیڑیوں میں تھو سلسلہ تمھاری زلف دنا ہوئے

جوا بھائی نے کاد مہم ترے آنچلون سی نمود ہے
ہمہ تن کبھی ہوئے درد غم ہمہ تن کبھی ہوئے صبر ہم
بڑھی عمر تو ہوئے حشر وہ بڑا قدر تو ڈھائیں قیاسین
کبھی ہم سے بہن خانا تو اماں کبھی جسم سایہ صفت عیا
نہیں کچھ سکت تن زارین ہوئے زرد زرد بہارین
کبھی ایک بوسہ بہن دیا کبھی مرتے متے بچایا
ترے ہاتھ جسے لگا ہوا دل تو خانے پیریں پائی
ہوا بعد وصل محب مزا کہ خوش بیٹھے جدا جدا
نئی عاشقوں کی مین طینتیں کہ بہن شاتر نہیں نجی منتیں
اٹھی ہم جو خواب خیال سے لگے نکلو دیدہ حال سے
ہے ذکر نہ صیام میں اے مہر خوار یہ غلبتیں
تری آنکھ سے یہ گرے ہوئے وہ مگر جگر میں کبھی ہوئے
یہ قدم قدم پہ چھینکے پاؤں کہ بڑھ سکوں گے نہ اگے تم
جو نگہ ہر چشم سیاہ میں وہی برق طور ہر راہ میں
نہ زمین میں غم اگر گھلے تو کبھی کوئی غم چھلے
جو عدم میں تھے ہوئے خلق وہ جو جو دین تو وہ چل بسے

تو تازہ دونوں حساب گل تر موج باد صبا ہوئے
کبھی آپ اپنا مرض ہوئے کبھی آپ اپنی دوا ہوئے
بڑھیں پلکیں تو وہ تم ہوئے بڑھیں زلفیں تو وہ بلا ہوئے
وہ کہیں سے وہ کہیں رہے نہ ملے ہی نہ جدا ہوئے
پر کاہ کیا بنے غم سے ہم کہ تمام کاہ رہا ہوئے
جو مسیح لب بہن ہوا کرین کو کس مرض کی دوا ہوئے
مے زخم دل میں جو چورتھے وہ تمام درد و خدا ہوئے
ہمہ تن میں صبر سکون ہوا ہمہ تن وہ شرم و حیا ہوئے
جو گھٹے تو خال سے ہوئے جو بڑھے تو زلف رسا ہوئے
کہ وہ کب ٹھے وہ کہہ کر گویا بھی پاس بھی کیا ہوئے
ترے روزے و اعطایہ غیر قضا ہوئے نہ ادا ہوئے
مے نالے تیری نظر ہوئے ترے غم سزاہ رسا ہوئے
جو تھکے کو چے کی خاک میں کہیں فن اہل فنا ہوئے
تری آنکھ پر جو خدا ہوئے وہ شہید راہ خدا ہوئے
وہ فحائین اپنی بقا ہوئے جو بقائیں تیری فنا ہوئے
جو رہا تھے ہوئے قید وہ جو اسیر تھے وہ رہا ہوئے

بنے قدر ایسے غبار ہم ہوئے گرد و شبنم و خوار ہم
کہ مثال دائرہ فلک جو اٹھے تو بے سراہا ہوئے

سخن کو کے لیے سختی بیان ہے ۱۱ جیسی بیس دانو نہیں زبان ہے

<p>محب کچھ حال جسم ناتوان ہے جگر میں آنکھوں میں دل میں نمان ہے مہ سیما بے اغ قلب مضطر جواب خط وہاں سے تو ہی لانا شرارے نالہ دل کے ہیں انجسم جہان میں اُسکو میں نے چن لیا ہے نہیں فرقیت گھر اینگے عاشق ۛ خدا ڈالے نہ اب پھندے میں اُسکے وہاں ہو تو یہاں ہے یا مجھ کو</p>	<p>ہماری روح بھی ہمیں گراں ہے کمان ہر تو کمان ہے تو کمان ہے لحد عاشق کی بخشش کا کنواں ہے کہ تیرا پاؤں قاصد درمیان ہے دھوان آہو نکاد سوان آسمان ہے ہزاروں میں وہ اک جیہ جوان ہے فقط منظور اُنکو امتحان ہے وہ کیسے بھی بلاے ناگمان ہے میان رہتا ہوں لیکن دل وہاں ہے</p>
<p>مے اُن پر انہیں ہم سے ہزاروں کمان اے قدر کوئی فتہ ردان ہے</p>	
<p>آگنی فصل نو بہار دشت میں وہ ہوا چلی ۱۹ ایک طرف ادا چلی ایک طرف قضا چلی باغ سے جب ہوا چلی میکدے سے گھٹا چلی تو نے نہ آکے دید کی بیٹھکے گھر میں عید کی جب نہ ملی یہاں امان قلعہ رتن سے بے تکان واہ رے دورہ شراب خانقین ہو میں خراب طالب دید ہر تباہ سے شرکین نگاہ غیر کو تم اُبھارتے تیغ سے سر اتارتے</p>	<p>سہ پہر ہوا جنون سوار عقل پیادہ پا چلی ۛ جب اُج جان نے باڑھ دی ہو تنگی چلا چلی دل کی کلی کھلا چلی دل کی لگی سمجھا چلی لاش ترے شہید کی جانب کر بلا چلی ۛ بھاگی حیات لیکے جان موت بڑھ پا چلی جھوم ہے ہن شیخ و شاب ابی عجب ہوا چلی واہ حیاے یار واہ نظر و نمین تو بھی آ چلی کیا ہو مے کو مارتے مجھ پہ چلی تو کیا چلی</p>

ابر بہار کا ہے جوش رعد جنوں کا ہی خردوش
موت کی لگ لگی نظر جب تو مریض چشم پر
شور اٹھا جو آہ کا صبر و قرار اڑ چلا
ٹوٹا جہان کوئی شہاب سمجھا میں فانا خراب
مرتے تھے جسکے جانے سے آئے وہ سو بہانے
روکے دلیر اسکے وار جان کر دنگا میں نثار
ملک عدم کو جاگیلی گھس بھی وہیں بنا نیلگے
جاتی ہی جان ہاے ٹائے اسکو لکھوں تو یہ سنا
نظر دینیں جب میں آدو گدا دل میں ترے سماؤنگا
ساتی ورنہ و بادہ کش اور پکارین العطش

اڑ گئے برگِ عقلم ہوش باغ میں وہ ہوا چلی
نقش ہوئے نہ کا گر اور نہ اک دعا چلی
قافلے میں بجا و راہوں نے لگی چلا چلی
مجھ بڑھا کوئی عذاب مجھ پہ کوئی بلا چلی
لیکن اب اُنکے آنے سے روح بدین چلی
تبیغ نگاہ نازیاں مجھ پر اگر ذرا چلی
اب نہ پلٹ کر آئیگی ٹھوکرین عکس چلی
گھر پر مین جاؤں اچھے آئے میری دہان بلا چلی
گھر میں مین گھر بناؤنگا میری اگر ذرا چلی
آتے ہیں سب کو خوش غیش آج شراب کیا چلی

قدر یہ فوج جب چڑھی ٹوٹ گئی قلب کی لڑائی
ناز بڑھا ادا بڑھے غمزدہ چلا حیا چلی

وفا داروں نے سینچا تھا لہو سے
گم کر طبع سے سحر جلا نہیں
دہن ہے چشمِ مہر حیوان خوبی
پیالہ پی لیا سپیرِ رمان کا
ہزار افسوس قیدی ہیں قفس میں
رگ گردن سے گونزدیک تر تھی
آئینہ عکس کی تصویر سہمنے

۹

چھٹی مہندی نہ پائے نور سے
بسر کی اتلیک کس آبرو سے
سیحانی عیان ہی گفتگو سے
مجھے بیعت ہوئی دستِ مہر سے
حیمن میں آئے تھے کس آرزو سے
مگر پایا ہے کتنی جتو سے
لگا یا دل جو اس آئینہ رو سے

<p>دہن یا بچنے کا بلغ عدم ہے</p>	<p>نخس ہوتا ہے بلبل گفتگو سے</p>
<p>کیسے ہو رہا ہے قدر دیکھو</p>	<p>لگا لودل کہ سین اک خوب رو سے</p>
<p>سوغات مجھ سے لیکے رہ کوئی یار لے ۱۳ ساتی کہ تو دم نہ کوئی بادہ خوار لے جب میکہ سے میں محتب آکر قرار لے بکنا ہوا یہ قدر رہ کوئی یار لے لو اُنکے اُٹھتے اُٹھتے ہی کیا ہو گیا مجھ کروٹ جو بدلے یار تو دیکھو نہیں زلف فرخ زلفون نے جسے بل کی جولی بل نکل گئے شیشہ بھی ٹوٹ جاتا ہے آسب چشم سے دم ٹوٹتا ہے میرا تماشا تو دیکھ لے ساتی جو چھپانا ہو میری رخسار کو کیا وصل سے حضور نے مجھ کو جلا دیا قسمت کھلی کہ زلف کے پہنچیں بھی نہیں گیا</p>	<p>منٹھی بھلے صبا میری خاک خزار لے واعظ کی پگڑھی کیا کہ کفن تک نہ تار لے مسجد کی کلیں کوئی یا بتا رہے میں جیتا ہوں کوئی دل بقیہ رہے ہو گئے یہیں کہیں کوئی اُنکو پکار لے کروٹ کسی طرح سے یہ لیل و نہار لے تو بھی تعینو کی نہ اے قدیار لے تیرنگاہ دل سے ہوا وار پار لے تلوار ٹیک کر کہیں قاتل قرار لے واعظ کا سبز عمامہ اُتار لے کچھ اور شک نہ تو قدم جان نہار لے اے دل تڑپ کے بوسے رخسار لے</p>
<p>آنکھوں کی راہ آج وہ دل میں سماتے ہیں</p>	<p>دل کھول کر تو قدر انہیں گھوڑ گھار لے</p>
<p>بلبل نہ باسی منہ کہیں اُنکو پکار لے ۱۰ انسان فصل گل میں می خوشگوار لے</p>	<p>گلی گریے گلاب سے جو نام یار لے چوری کر کے کدیاں گے لے یا ادھار لے</p>

تو میرے بوسہ لینے پر اتنا خف ہوا
 مشہد نہیں ہے کوچہ ترا کر بلا نسین
 دم گھٹ رہا ہے کیا قفس تنگ میں مرا
 یا رب کیسے دلیں نہ گھب جا چشم یار
 پھانسی جسے لگائی وہ ٹھوکر سے جی اٹھا
 لہذا اونچی کرتی نہ پہنٹا کرین حضور
 ہے شیر کی جھپٹ مر دلیں تو خوف کیا

بوسہ بھی کوئی حیرت ہے تو لاکھ بار لے
 رکھوں اگر میں پاؤں مرا ستر لے
 جھونکا کوئی ادھر بھی نسیم ہمارے
 شیشے میں اس پری کو نکوئی اُتار لے
 یہ بات ہے تو کیوں نہ قدم زلف یار لے
 ایسا نہ کہ کوئی کہیں پیٹ مار لے
 ہلکو نکی برجھو پیٹ لے گھر گھر لے

اے قدر نالے کر کے گرا آسمان کو
 لٹکار لے پکار لے میدان مار لے

کچھ روزوں یا رہم تم دو قالب ایک جان تھے ۱۱
 کن مشکلوں سے ٹوٹے ساتون جو آسمان تھے
 بچپن سے ہو گیا تھا کچھ حسن و عشق باہم
 اچھے جو تھے اُٹھے وہ ہم سے جو تھے ہے وہ
 آواز تھی جھپٹوں کی یا صور کی صدا تھی
 انجم کار اگر دیکھا جہان میں کیسر
 کیا آب تیغ و خنجر تھی موج باد صبر
 بیشک وہ ہوتے راضی ناحق تھی زار نالی
 قاصد مر اس بچا پوچھے مجھے تو کہنا
 زلف سید میں اُنکی کیسے مے تڑپ کر

جس وقت تم جہان تھے اُس وقت ہم دہان تھے
 اے تیرا یہ بھی رستم کے ہفتخوان تھے
 وہ شاخ ارغوان تھی ہم شاخ زعفران تھے
 پہلے ہوے روانہ جو یہ کل روان تھے
 مرقد سے اُٹھ کے بیٹھے جو جو جہان جہان تھے
 نخل ہما تھا جن پر وہ مشت استخوان تھے
 گرتے تھے سرباز گویا گل خزان تھے
 کیوں بولے حضرت دل کیا تم مری زبان تھے
 جب میں ادھر کو آیا روتے تھے نیجان تھے
 افسوس حضرت دل کن خرب کے میہان تھے

غیر دن کا کیا اجارا کیوں جوڑا انہوں نے مارا
مین قدر تھسا تمہارا تم میرے قدر دان تھے

بوسے وہ ہمسے ہنسکر روز ازل کہاں تھے ۱۱
میرے اگر عدد تھے میرے عذاب جان تھے
بوسے فشار دیکر ستم کو تیرے ستم
یہ بارعشقت بنے اجسام کا رُٹھایا
دل کی تڑپ غضب ہے ہمسے تو کوئی بوجھ
کچھ بات ہے کہ مزاج بوسہ طلب نہ کرتا
وقت کی سختیوں سے بوجھو نہ حال اپنا
یہ موت زندگی بھی ہے انقلاب عالم
کیا وصل میں کھلا تھا راز دل ایک ہو کر
یہ عشق یہ جوانی کیا روگ لگ گیا ہر

کی عرض ہنسنے اُنسے اے یاتم جہان تھے
جب بٹ رہی تھی الفت اسوقت تم کہاں تھے
روکا نہ زور میرا مشہور پہلوان تھے
گھسار کا پنتے تھے چکر سین آسمان تھے
یا زیر آسمان تھے یا زیر لامکان تھے
کیا بندہ بے زبان تھا یا آپے دہان تھے
لوگوں پہ ہم گم کران تھے اسدرجہ ناتوان تھے
بچے زمین کے ہین جو زیر آسمان تھے
ہم دریا رد و لون اک خط تو امان تھے
ہم بھی کبھی کینگے ہم بھی کبھی جوان تھے

ہم سن عدم کو پونچے کیوں آپ تھک کے بیٹھے
اے قدر نقش پا تھے یا گرد کاروان تھے

کہاں ڈھونڈوں مین دل دلبر وہی ہے ۱۰
نہیں کچھ آئندہ سازی پہ موقوف
ہے دل غجگرب سلامت
اُسی کا ذرہ ذرہ خوش چین ہے
مثال آئینہ ہم سب سے ہین صاف

ہنسی ہے اُسکے ہونٹھو پر وہی ہے
جو صاحب دل ہوا سکندر وہی ہے
شعبہ سیم کا مہ انور وہی ہے
منع خسر و خاد وہی ہے
جو دل مین باسے ہنٹھ پر وہی ہے

نہ کیونکر وصف دندان ہوزبان پر	کہ اس تلوار کا جو سر دہی ہے
تلاش رزق میں اتنا تردد	اے جو گھبریں بجاہر دہی ہے
خدا کے فضل سے ملک جنوں میں	حکومت ایک عالم پر دہی ہے
دہی نالہ دہی آہیں دہی اشک	وہی طبل و علم لشکر دہی ہے

فکا لاکھ اُنہوں نے پھیلے آج
تمہیں اے قدر کیا گھر دہی ہے

خود میں آداب شہادت پاؤں پہل کیلئے	۱۵	جب دروازہ پا قدم اٹھ اٹھکے قاتل کیلئے
عیش وغم تو ام اگر میں عالم اسباب میں		تو کف افسوس زیاہیں جلاجل کیلئے
دل ہمارا داغ کھاتا ہے رخ پر نور پر		آگ کھاتا ہے چکور کا ماہ کامل کیلئے
عاشقوں کا حال معشوقہ ہوتا ہی عیان		گل سراپا گوشہ میں شور غنادل کیلئے
نیل گاونہ پڑے ہیں صورتِ زلفِ قمر		شب کو بوسے افسردہ سہ کامل کیلئے
ہو گیا اندھیر ترے اٹھتے ہی اسی شمع و		روشنی میں تیرے دم سے ساری محض کیلئے
بعد میں نیکے بھی اتنی خاک ساری رہ گئی		گر کر اپنی بوسے باقی قاتل کیلئے
سبزہ خطا پر تو مرتے ہیں مگر اندھیرے		جان نہیں بننے دی زہر ملاہل کیلئے
جاگ لیدل خوابِ غفلت سے کہ شیطان سا تھا		جو رکھٹکا ہوا اس عالم میں غافل کیلئے
ان تو نیکے پھر وہاں تنگ پرایا ہر دل		پھر جناب حق سے منہ پھیرا ہی باطل کیلئے
بیقرار اُٹھتے رخ پر ہون میں سیما بار		صورتِ اسد بیتابی ہر تل کیلئے
وعدہ خدا جو ہی ہم مان سکتے ہیں اسے		یہ تو فرماؤ کہ کیا سوچے ہوا سنل کیلئے
شاخ گل کوڑا بنے گل کی گرین ہون ٹیرا		یہ سزا کیا کم ہے صیاد و خدا دل کیلئے

مین ہوا آنکھوں پہ شہیہ انیہر بلکوں پر فدا
مین نے بادام اُس نے اس بادام کی چھیلے لیے

مرتبہ استاد دہلی کا کون سے قدر کیا
یہ بسلامتہ کمان سبحان وایل کیلے

گنہگار کی مثل ثنات کبھی جواب ہے ۱۱
وہ بات ہو کہ جو کچھ حرمت شباب ہے
مے لہو کی حرارت نوچھ احر قاتل
ہنی ہے آج جو غیر زکی کل ہے دور اپنا
لکھا ہے ہمنے بہت وصف خان بارو کا
نگاہ بد سے ندیکھا اگر حیرت ہے
عبث وہ زلف کی مانند بل کی لیتے ہیں
تمام ملبس و پروانہ اڑ کر آئین گے
جب اخلاط بڑا گھٹتی ہے تو وضع پھر
تری خوشی سے خوشی جو چین وہ عاشق ہیں

جہانمیں سر جو اٹھا رہی خراب ہے
دام ہاتھ میں اک ساغر شراب ہے
مجال کیا جو ترے نیچے میں آئے
خدا کرے کہ زمانے کو انقلاب ہے
ہے جو عین نسل میں وہ انتخاب ہے
کہ اب تلک ہی پر ہے وہی جواب ہے
سنا نہیں کہ کہیں عجب شراب ہے
جو آپ کو ٹھپے پہ دزات لے بقاب ہے
بہت بجا ہے کہ چند سے انہیں جواب ہے
نہیں ہے بچ اگر مورد عقاب ہے

جو ایک ہاتھ میں ساتی کا ہاتھ ہو اے قدر
تو ایک ہاتھ میں اک ساغر شراب ہے

۱۲ کروں جو آہ شراب رکھتا ہے
مثال شمع جو جل جلا آہ ہے
بہار آئی ہے ساتی بہار آئی ہے
مری نگاہ میں یکساں ہیں ظاہر و باطن

زمین پہ مین رہوں گردن پہ آفتاب ہے
تو شب کو وہ تری محفل میں باریا ہے
وہ دے شراب کہ زائد کادل کیا ہے
کہلا ہے کہ رخ یار پر نقاب ہے

<p>دہان یار کے مضمون عدم سہلاتے ہیں دیے لبوں کے کبھی بوسے کا لہان کبھی دین جو حکم کیجیے صاحب تو ایک رات کی رات بجائے زندگی صحبت بڑی ہڑے و غظ کسوف و زلزلہ آیات عشق ہو جائیں خدا کرے کہیں نہ نکو دم میں زائد آے تم ایک گالی سین دو ہم ایک بوسہ لین</p>	<p>ہمیشہ ہم تو اسی من کر مین خراب ہے عنایتیں رہیں ہمیں کبھی خراب ہے تمھارے کوچے میں یہ خانان خراب ہے میری بہت ہے جو عزت میان خراب ہے جگر میں داغ ہے دل میں اضطراب ہے گر و عمامہ وجہ ہے شراب ہے ہمارے آپکے صاحب ہی حساب ہے</p>
<p>اگر یہ خاک ہو کہ کیا سے بہت ہے جو قدر زلف لطف ہو تو تراب ہے</p>	
<p>پیکر خم شراب کو میخوار تن گئے ۹ معتشوق کے مزاج کا کیا اعتبار ہے ظالم خدا کے واسطے تمھے پرقاڈال تارونکے ٹوٹنے کا گمان یا رکھو ہوا دنیا کی کلفتوں سے دم اپنا نکل گیا یہ کیا ابھی تلک یونہیں بھولے ہو ہے آنکھوں کا فرش زگس شہلانے کر دیا افلاس کا بڑا ہوز میں میں گوا گیا</p>	<p>میخانہ وہ مکان ہر جو آئے بن گئے کل آپ ہی وہ رو ٹھگئے آپ گئے تیر گاہ سے دل عشاق چھین گئے نالے ہلے جب جو پیچ نہ بن گئے ایذا ہوئی سفر میں تو موسے وطن گئے جس نے بنالیا تمہیں معشوق بن گئے جب موسم خزان میں وہ موسے چمن گئے شرمندہ میری قبر سے دزد کفن گئے</p>
<p>اے قدر عیسے دوڑ کے حورین لپٹ لگیں جنت میں لیکے داغ حسیں دھن گئے</p>	

<p>۱۲ بڑی ناز و دین دلیں جلوہ جانانہ آتا ہے خدا کیواسطے منہ سے لگاۓ خم کا خم ساقی اندھیری رات میں داغ جگر ایسے چمکتے ہیں وہ بھولی بھولی باتیں نیچی نیچی نظریں خلقی ہیں جو گھر گری وہ گری جو گھر گری وہ گھر گری بگولا دیکھ کر صحرا میں بولا قیس وارفہ نکلے گا تاجے منہ و نام آنکا باتون باتون میں خدا کے فضل سے وہ حسن و خرم بھی جو زمین دل و حشر کو تیری یاد میں کیا کیا نہیں آتا نکلتی ہے کسی پرچھوم کو وہ چھپے کرتی ہے بناوٹ سے بگڑ کر وہ بت بے عیار کرتا ہے لب میگوں کے بوسے بھکوا بٹکایا داتی ہیں وہ ہمو بھولے بیٹھے ہیں ہم انکو بھول بیٹھے ہیں</p>	<p>۱۳ یہ گھر جسے بنایا ہے وہ صاحب خانہ آتا ہے بڑا گھنگھور بادل جانب میخانہ آتا ہے کہ میری بزم میں پروانے پروانہ آتا ہے سکھائے سے کہیں انداز معشوقانہ آتا ہے ترے کہنے میں اعظا کب ل دیوانہ آتا ہے یہ کیا لیلی کا ناقہ جانب ویرانہ آتا ہے زبان پر جو نہ آتا تھا وہ بیتا بانہ آتا ہے جب آئنے منگاتا ہے وہ دلبر شانہ آتا ہے غضب ڈھاتا ہے جسم زمین یہ دیوانہ آتا ہے تمھاری تیغ کو کیا شیوہ متا نہ آتا ہے کیسے گھر میں صاحب یون کوئی بیگانہ آتا ہے میں رو دیتا ہوں جب ہونٹھوں تلک پیمانہ آتا ہے کمان سے خط کتابت ہو کوئی جانا نہ آتا ہے</p>
<p>ہمارا آخر ہوئی ہے قدر کی تربت پہ میل ہے یہاں بیڑی بڑھانے کو ہراک دیوانہ آتا ہے</p>	
<p>۱۳ جب آنکھ بند ہوگی دیدار دیکھ لینے میخانہ بند تو ہو گا شینگے حلق اپنا کھڑکی قفس کی چاہے صیاد بند کر دے مختار ہم نہیں ہیں مجبور تم نہیں ہو</p>	<p>۱۳ کب تک چھپو گے ہم سے ایسا دیکھ لینے آئے تو ماہ روزہ تلوار دیکھ لینے ہم روزن قفس سے گلزار دیکھ لینے جو کچھ دکھائیے گا ناچار دیکھ لینے</p>

کوٹھے پر آ کے صاحب جلوہ دکھائیے تو
 اچھا کیا جو تمنے وعدے پہ کل کے ٹالا
 بھولیگے رقص اپنا اے سرو باغ خوبی
 وعدہ جو وصل کا ہی گور و کفن میں اچھا
 آخر براہ دیدہ دل میں سمائیے گا
 و اعظمتہ میکدے میں شیخی گھسا کر
 مرنے کے بعد کوئی ساتھی نہیں کسی کا
 غیر رنج دل لگایا عاشق سے منہ چھپایا

غش ہو گئے یا نہ ہو گئے دیدار دیکھ لینگے
 موقوف آج پر کیا پھر یار دیکھ لینگے
 طاؤس باغ جہدم رفتار دیکھ لینگے
 نکلونہ پردے سے تم غیار دیکھ لینگے
 جب چھینے آئیے گا دیدار دیکھ لینگے
 ساتی الگ رہیگا میخوار دیکھ لینگے
 سب لوگ اپنی اپنی کردار دیکھ لینگے
 اب ہم بھی اور کوئی اے یار دیکھ لینگے

کوچے میں ان بتوں کے اے قدر پھر پھر اگر
 ہم قدرت خدا کے اسرار دیکھ لینگے

۱۳ جب سانس میں لیتا ہوں ایک نکلتی ہے
 غم دوست سحر دل تناب آہ نکلتی ہے
 اے چرخ ستم پرور پھر چاند ہو چھپکے
 رولوتا ہی اے بدخود پھر ہاتھ ملے گا تو
 کچھ بوسوں کے پانی سے کچھ گالیان کھاتی
 میں صبر کا ہوں دشمن اس نام سے ہے لہجن
 اس بحث سے کیا مطلب لے آئے ہو تم ہر شب
 تیرا نکاجو چلتا ہے دل اس سے بہتا ہے
 رخساروں پر اے دلبر ہی سیرۂ خط و بھر

۱۳ پر جان بھی آہوں کے ہمراہ نکلتی ہے
 ہونٹوں تلک اتنی ہے اک آہ نکلتی ہے
 تلوار تیری کس پر ہر ماہ نکلتی ہے
 بن بن کے مے آنسو بچا نکلتی ہے
 سب میرے خزانے سے تنخواہ نکلتی ہے
 قد سے میری چپکن کوتاہ نکلتی ہے
 پردہ کی تناکب اے ماہ نکلتی ہے
 جب تیر نکلتا ہے ایک آہ نکلتی ہے
 کیا تم سے ہر چھوٹوں پر یہ کاہ نکلتی ہے

بن جسکے شہاب اب تو ہر راہ نکلتی ہے
اب کھود و لحد جس جا جنگاہ نکلتی ہے
کس نازمین ہو ٹھون کے لے واہ نکلتی ہے

ہے آگ لگی دیکھو سینے کی خبر تو لو
دل آنکھوں سے لڑتا تھا آخر میں ہوا کشتا
غم سے تو کوئی دیکھے جیسا نکلتا ہوں تو

اب غیر ٹھنکتے ہیں اب قدر لپکتے ہیں
اب کانٹے سرکتے ہیں اب راہ نکلتی ہے

مستون

۱۳ داغ سرِ شعلہ ہوئے شعلوں سے جو الے ہوئے
میٹھے رہتے ہیں گریبا نینہ سڑا لے ہوئے
گر می اس درجہ ہوئی دونوں ہر گلی ہوئے
تیر وہ پہلے ہوئے تیر دن سے پھر بھا لے ہوئے
لگے آہن جو نکلتی تھیں وہ انا لے ہوئے
جس گھر کی آنکھیں اڑیں آنکھوں سے متوالی ہوئے
آبلے سینے میں جتنے تھے وہ شہا لے ہوئے
سارے اعضا صنم سانچے میں ہیں ہاں لے ہوئے
جب بہا آئی مے زخم جگہ آ لے ہوئے
آفتین میرے لیگو رے ہوئی کالے ہوئے
شبِ نیم گل کی طرح ہو ٹھونہ پتجا لے ہوئے
تیرے مڑ کا گئی کٹھریکے میں یہ پالے ہوئے

ایسی گردش میں پڑے داغ جگر لے ہوئے
بیگنہ جب سے گلہ کاٹا ہے ابرو نے مرا
تابش رخ کی دلیلیں ہیں وہ چشمان سیاہ
ہوے شرفِ گاہ میں رازی سی درازی ہی تری
بڑھتی دولت ہوئے سینے میں غما و فراق
موہنی آنکھوں میں تم رکھتے ہو اندر سے اثر
ٹھنڈی سانسین جو کبھی یاروں نے وقت میں نہیں
چھاتیان ایسی کمان ایسی کمر کو کمان
میرا پیکر ہو مگر خاک گلستان سے بنا
قتل کرتے ہیں وہ گال اُنکے وہ کیو سی سیاہ
کیا نازا کتہ ذرا باتوں میں گرما لے جو وہ
شیرِ ابلق ہیں تری آنکھیں کب ہو صین سم

ترک ہو جائیں نہ دست کی ملاقاتیں کہیں
قدر رہتے ہیں بہت غصہ تراٹا لے ہوئے

شراب سرخ ہو مشوق ہیں بوتل پہ بوتل ہے
نکھر کر آج آئے ہو کر دگے قاتل کس کس کو
قیامت آئی یا تم آئے ہو یا زلزلہ آیا
ہمارا آئی ہے اسے زابہ چڑھی تھی مغز کو ابھی
نکالا ہے جنون گھسے دم، دتے ہیں صحر میں
کبھی آہیں نکلتی ہیں کبھی آنسو اُمٹتے ہیں
پھٹے کپڑوئیں بھی رونق دہی سب ہم فقیر و کم
خمار اتنا ہے ایسا تکی کہ سر میں درد ہوتا ہے
مثال زلف آبت تیرے سائے بل نکلیا میں
عجب قرار ہے قاتل کہ لاکھوں کشتہ ہوتے ہیں

۱۱ وہ بجلی کو ندی جی باغ ہے گھن گھو بادل ہے
دھڑی ہو ٹھونہ مہندی ہاتھوئیں آنکھوئیں کا جل ہے
کہ اب تو خفگان خاک میں طبع سرج پہل ہے
پیالہ ہاتھ میں ہر دم غل میں مگر کی بوتل ہے
وطن میں خاک اڑتی ہو مگر سبز جنگل ہے
کبھی سحلی چلتی ہے کبھی فرقت میں بادل ہے
فٹخ اپنا بھی اس نلنکیہ میں مثل شعل ہے
میں سر ٹکرا کے تو دو گنا جو بیخاہ مقفل ہے
خدا کے فضل سے اپنی وہ تقریر سلسل ہے
قدم ہے یا کہ خنجر گلی ہے یا کہ مقتل ہے

بنیں کیونکر نہ ابر رجست آہیں خاکساروں کی
بجارات زمین سے سنتے ہیں یقیناً بادل ہے

قدر کیا ڈبو موت آئی ہے
جان تک تمہیہ صد تھے کرتا ہوں
نالے کیسے دو پائیں ان ہی میں
کیا شجہ بر عاشقان کم ہے
غمیہ کے رسائے گہر جانا

۱۲ یہ بھی کیا یا رکی جدائی ہے
عمھہ بر کی یہی کمائی ہے
کوئی سنا نہیں دو ہائی ہے
زلف کیون اس قدر بڑھائی ہے
یہ بھی نہ کہ طرز آشنائی ہے

<p>دیو جبران ستارہا ہی مجھے یوسہ مانگا تو گالیان پائیئن آپے ہو چلا ہونین باہر ناز مت کو دیا نیناز ہمین دور کی سوچتی ہے پیکے شراب اپنے دم تکہین عشق کے جھگڑے مجھ کو نگھین دکھاتا ہے ناصح ہجر میں ٹوٹے ہرین سب اعضا</p>	<p>ملک الموت کی دودھائی ہے کیا رقیبون نے منہ کی کھائی ہے یہ جنون میں مجھے سمائی ہے یہ بھی اک شان کبریائی ہے عینک آتشی چڑھائی ہے مرٹھے ہم تو پچھٹائی ہے غمزہ یار کی دودھائی ہے پرشب وصل مویائی ہے</p>
<p>جان دیتا ہوں قدر رو رو کر نیں داتی ہے وہ ترائی ہے</p>	
<p>۲۰ تربت میں بقراری دلمین بھری ہوئی ہے اُس بکت کزن لبے کب جانری ہوئی ہے منڈتے ہی خط ہوا ہے آہو جو چشم نازان کھلتے ہی ہجر میں آنکھ آنسو کل ٹپٹے دیکھو فنا کی سیرین مٹی میں رُل رہی ہے گیسوں نے دی ہی بچانسی لگا ہی دم ہارا ہے میری آنکھ کا تل نظارے میں کسوٹی اتنا ہر تنگ و تاریک اپنا سیاہ خانہ چاہ ذوق پر اُسکے آیا رقیب کا دل</p>	<p>سینے پہل ہمارے جب تو دھری ہوئی ہے لیلی اسپہی ہوئی ہی شیرین مری ہوئی ہے سبزہ چڑا کر اسکو بیڑ ہب چری ہوئی ہے ڈبیا یہ موتیوں سے منہ تک بھری ہوئی ہے جمشید کا پیا لہ ہر کھوپری ہوئی ہے پاے اہل میں شاید بڑی بھری ہوئی ہے سیم جال تیری اس سے کھری ہوئی ہے کا جمل کی کوٹھری سے ہر کوٹھری ہوئی ہے گویا کنوئین کے منہ پر اک لہری ہوئی ہے</p>

کرتا ہے ذبح تیرا پا جامہ گلبدن کا
دور فلک نے کھوئے میرے جو اس خمہ
ہے چشم سر لگین سے پیدا رم غزالان
بوسہ دہر کا لیکر کاٹا ہے ہونٹھ اُن کا
وہ سبز رنگ ایسا آنکھوں میں گھب گیا ہے
قدر پر ماہوا ہون آتی نہیں قیامت
فصل بہار آئی سبز سیکہ ہے
ساتی کا فیض جاری سنت کے پیرے چھوٹے
ترد امنی ہماری مرنے پہ کام آئے
آنکھوں سے تیرے کا فر پیدا ہوا ہے غمزہ

خنجر ہوائے حق میں ہر خنجر ہی ہوئی ہے
پتے سے گننے میں کیا اتبری ہوئی ہے
اس کال کوٹھری میں وحشت بھری ہوئی ہے
یا قوت کی یہ طیار انگشتی ہوئی ہے
میری سفید عینک بالکل ہری ہوئی ہے
قامت تیری شاید وہ بھی ڈری ہوئی ہے
تھی جو سفید بوتل وہ بھی ہری ہوئی ہے
کشتی میں جو آئی دریا پری ہوئی ہے
شاخ جریدہ اپنی بالکل ہری ہوئی ہے
غم سے تیرے پیدا جاواری ہوئی ہے

دریا سے نکلے گوہر معدن سے نکلے جوہر
اے قدر مجھے پیدا ہو جی ہوئی ہے

۱۷ وہ مکہ جری ہوئی ہر مری جانیری ہوئی ہے
کھلے کیسا شترگان بھی اشک تابدا مان
ہے بہار کی بدولت جو بدل چلی ہر صورت
جو ہر تیرے ناز دلبر تو ہے صید جان مضطر
تو کھنچا کھنچا ہر کبے کین مجھ پہ چل بھی جا
مراد لہی کیا مصفا کبھی تو نے ننہ نہ کیا
جگر اُن سے بچٹ گیا ہر مراد لہی چٹ گیا ہے

یہ اُسے چری ہوئی ہر کہ اجل مری ہوئی ہر
مری چشم گوہر افشان کوئی جوہری ہوئی ہے
مری زرد زرد رنگ گل جعفری ہوئی ہے
جو غمزہ ہوئی ہے شہر تو نگہ سری ہوئی ہے
تری تیغ نازکے جو کھنچی دھری ہوئی ہے
ارے میرے دل سے پیدا تری دلبری ہوئی ہے
یہ درق اُلٹ گیا ہر عجب اتبری ہوئی ہے

جو بین بلیکن فوج دشمن تو ہی سر پہ تیغ و خنجر
مزار و زہر بڑے سہ سے سفید دیو یارب
ترے لب پہ دل سپا ہی تری آنکھ پر فدا ہی
ترا خط صبا جہ لائی اُسے کیون ہوا سمانی
ہر اک آنکھ ہے تمھاری کوئی آہوتاری
کین ناز کی حرارت کین غم کے کائنات
تر جی تہم سر گین کا مے دل میں دھیان یا
ابھی کہ تجھے پر ملائے زمین لکھن کاشان کہ تھے
ابھی ترخ ترا ستم ہی ابھی خط ستر کہ ہے

تری آنکھ سے ستم کر کے جانبری ہوئی ہے
وہ اڑی ہو وصل کی شب کی سیہ پری ہوئی ہے
کوئی معجزہ ہوا ہے کہ فسونگری ہوئی ہے
نہ ہوئی ہے کچھ خدا کی نہ پیمبری ہوئی ہے
مری کشتِ عمر ساری انہیں کی چری ہوئی ہے
یہی شوخی و شرارت ہم تن بھری ہوئی ہے
مے آئے سے پہلایہ سیہ پری ہوئی ہے
تری مانگ ہو تیوں سے وہ غضب بھری ہوئی ہے
وہ گلاب کی قلم ہے کہ ابھی ہری ہوئی ہے

جو ہر سبز رنگ ساقی کرین صبح اُسکے خط کی
چھنے قدر آج سبزی یہ بہن چری ہوئی ہے

۱۱ زلف و نمین بھینس کے کیا کوئی اُن سے گلا کرے
بانی کو دوڑتا ہوں کہ گھسین لگی ہوا گ
کشت تو کمزنگی کی تمنا دوبارہ ہے
فرقت میں انکی ہمو پڑا ہے خدا کی کام
اغیار اُنکے ہاتھ میں مہندی لگاتے ہیں
آنند دیکھ دیکھ کشت شد ہوئی ہیں آپ
وچھہر کی نگاہ کمان ہے کہ ہم پسین
تیرے اس بڑے خوشامد ہی آپ کی

کہتے ہیں انس آپ سے میری ہلا کرے
جب دلچلے کسی کا نہ روئے تو کیا کرے
وہ چال چلیے آپ کہ محشر بپا کرے
وہ بھی خدا خدا کرین یونہیں خدا کرے
ہے ہر کو حکم دست تا سفاک ملا کرے
ایسا کیو بھی نہ خدا خود نما کرے
وہ موہنی کمان کہ ہمیں بتلا کرے
تم ایسے ہو کہ جان کو تیرا فدا کرے

<p>ابرو کمان تیر مژدہ بر چھی بے نگاہ عاشق وہ اُسکو کہتے ہیں جو ظلم چلے</p>	<p>وہ ترکے، اشایین لشکر لٹا کرے معشوق اُسے سمجھتا ہونین جو وفا کرے</p>
<p>کیون قدر ذکر قیامت بالا کا پھر گیا کمدون میں دل سے شور قیامت بپا کرے</p>	
<p>آنکھ پھیر تو پڑ آشوب زمانہ ہو جائے صفیہ دل سے مٹا دے جو کوئی نقشِ دوئی جان جان آپ کے آنے میں اگر کچھ دیر ایک بوسے کا روادار ہو گا وہ شوخ آنکھوں لفونکی بناوٹ کا جو آجائے خیال ہر مژدہ یار کی خشنا نے میں توارہ ہو</p>	<p>سینہ عشاق کا تیر و کا نشانہ ہو جائے دونوں عالم میں وہ یکتا ہی زمانہ ہو جائے پہلے قاصد سے مری جان روانہ ہو جائے میری جانب کو اگر سارا زمانہ ہو جائے دل صد چاک جسے کہتے ہیں نشانہ ہو جائے دل جسے کہتے ہیں پانی کا خزانہ ہو جائے</p>
<p>قدر در زات جو لو نام امام مظلوم گہرا شک بھی تسبیح کا دانہ ہو جائے</p>	
<p>گھیرا جو روے یار کو زلفِ دراز نے دل مل دیا ترسی مژدہ جانگداز نے سجدے سے سر اٹھا نہیں کیا میں کیا کئی اُسپر فدائے کیا میں سدا طبع است وہ اشک گرم پونچھکے ہیچین ہو گئے جب عشق ہو خیال کمان آبرو کا پھر تائے جو ٹوٹے ہیں تو کتنا ہے وہ قمر</p>	<p>۱۲ قرآن اٹھایا ہے بڑے مجلسا ز نے صعوی کو لگے چھاپ یا شاہباز نے ایسا نجل کیا ہے ریائی بنانے اُس حوروش کی ناز نے میرے نیاز نے گھلادیا آنہیں مری سوز و گداز نے محمود کو غلام بنایا یا ز نے شاید کہ آہ کی ہے کسی عشق باز نے</p>

<p>جب کوچہ ستم میں دھریا نے قدم بل کھا گئی کمر جو وہ تعظیم کو اٹھے برونین اُس قسم سے ہوا صل ایک شب گلزار روزگار میں پھولے تھکے نہ ہم</p>	<p>جھک کر قدم لیے زمین زلف دراز نے مارا ہے مجھ کو بس اسی ناز و نیاز نے سو شعبہ کے کیے فلک حقہ باز نے پامال کر دیا ہمیں اُس سرو ناز نے</p>
<p>جنت میں ساتھ لیکے چلے اس فقیر کو کیا قدر کی ہے قدر کی شاہ حجاز نے</p>	
<p>دیکھا اگر ہم کو انتظار ہو جائے جیتے جی جو وہ ظالم ہمکنار ہو جائے پھولوں کی وہان کثرت اُسکی پھول ہی نکلت کرتی ہے جبین تیری کس قدر عرق ریزی اٹھکے پلہ میسہ زان چو خفین محشر میں جب ذرا چڑھی عینک ایسا تو تو اکی دفن کرنے اوقات میں ابھی تو باقی ہوں ایسا دشتِ وحشت میں خشک سے ہر الا پنچول سے لے ظالم تیرا دل بدل لوں جب سفید کپڑوں سے چھوٹ نکلے تن کارنگ ذکر زلف بیچان سے حلق میں پڑا ہندا سیر دشتِ وحشت میں خارا گرنا و نمین دل میں وہ اگر آئے رُاز و سنے دل کی</p>	<p>۱۶ آنکھ میں جو پتی ہے روئے یار ہو جائے کیون نہ مجھ کو مرنے پر پھر فشار ہو جائے گم کہیں نہ گلشن میں وہ نگار ہو جائے تاکہ خنجرِ رابر و آبدار ہو جائے کاش گہر نہ میسر اجڑنا ہو جائے دیکھ لوں میں جس رُخ کو روٹی یا ہو جائے کشت و کھانے سے پھر شمار ہو جائے رُند کے پائے مجنون کا ایک خار ہو جائے کچھ اگر خدا کی میں اختیار ہو جائے خود بخود گلابی پوش وہ نگار ہو جائے بانی تک جو آترا ہوں ہر مار ہو جائے خود ہی پاؤں کی بیڑی خاوا ہو جائے باغ میں اگر جائے نو بہار ہو جائے</p>

لوگ ذرہ ذرہ مین دیکھ لین ترا جلوہ آپ کی ہو جو جھڑکی وہ مجھے گوارا ہو	جب ڈرامے دل کو انتشار ہو جائے یسری جو خوشامد ہونا گوارا ہو جائے
مشق دید بازی مین قدر ہے قدر انداز آئے جو شکارا نکلن خود شکار ہو جائے	
<p>چسپہ پر ابھی خط سیام نہیں ہے ۱۵ کہتے ہیں وہ آئنے سے آنکھ اپنی لڑا کر تعظیم کو اٹھتے ہیں بیابان مین بگولے دل تمنے جلایا تھا کلیجہ ابھی پکایا جاننا بہت کو چہ جانان مین ہونے فرج اک صبر و جہت ہے ہر موج و زباب پھر داغ جگر کہلتے ہیں بھونکی طرح سے ہٹ جائینگے ہم آپ جو جھک جائینگے ساقی کیا کام تمھیں خسیں جو نام کام رہی ہم تو اپنا رخ و زلف سنوارا ہی کیا کر افسوس کہ مین مٹ ہی گیا عشق کمر مین جو شمع تبستان ہی چراغ سحری ہے جو چھا جو مر نام مین رور و کے یہ بولا اس خاک نے کیا نامیوں کی خاک لڑائی</p>	<p>وہ صبح ہے یہ جکی کہیں شام نہیں ہے اس طرح کا تو ام کہیں بادم نہیں ہے گو شہر مین کچھ عزت اکرام نہیں ہے اب تو کسی پہلو مجھے آرام نہیں ہے کہنے مین کوئی قابل احرام نہیں ہے دیوان ہے جامی کام ارجام نہیں ہے پھر آج بغل مین وہ گل ندام نہیں ہے خیمہ سہل گائے جو بیان جام نہیں ہے سو کام تمھیں ہوں مہین کچھ کام نہیں ہے بیمار ترا صبح نہیں شام نہیں ہے گستاخ ہوا پھر بھی مر نام نہیں ہے ہے کون جو خورشید بام نہیں ہے گستاخ ہوں بدم نام ہوں کچھ نام نہیں ہے ڈھونڈ ہو تو کہیں کور مین بہرام نہیں ہے</p>
ساتی نہوا قدر کی جانب کوئی دورہ	

پھر کیا ہے جو یہ گردش ایام نہیں ہے

۹ وصل میں کہنے لگے کوئی کہانی یاد ہے
 قید میں جی چھوٹتا ہے دیکھ کر صیاد کو
 الفت گیسو میں مرم کے بچے ہیں ی قمر
 شوق سے بیتا بہن پھر دیکھ لینگے خطا
 نزع میں بھی وہ بیان جزاقت قمر خسار کا
 جوش و شہت جی نون تھا کیا بسکا مہرین
 کر دیا برباد منسل ذرہ ای نور شیدرو
 جب جوانی تھی لڑکپن کو کیا کرتے تھی یاد
 ۹ میں یہ بولا قصہ فرقت تو جوانی یاد ہے
 کسکو دان یاد ہے اک کسکو پانی یاد ہے
 رات کی الجھن وہ شب کی ناتوانی یاد ہے
 کدے اسی قاصد جو بیغام زبانی یاد ہے
 مرے دو تک یہ بلا سے آسمانی یاد ہے
 سہکڑی پٹیر ہی کی اب تک نگہانی یاد ہے
 چال چلتے ہو کہ دور آسمانی یاد ہے
 پیری آئی ہے تو اب بعد جوانی یاد ہے

پھنس چکے ہو قدر پھر بھی شوق کو سمجھے نہیں
 زرد چہرہ اور رنگ زعفرانی یاد ہے

۱۳ چاند سچ سے ترے بڑا کیا ہی
 ہنسنے مانا کہ تو نہیں کوئی شے
 چاک کرتے ہیں سینہ یہ کسکر
 سہنے جمیلی ہیں جس بے ر کی راتیں
 زہر ہے کیا مال انکسار ہے مول
 کہتے ہو سو جفا کو ایک وفا
 مڑ رہے ہیں رقیب مرنے دو
 ہیں دہان و کمر اگر معدوم
 ۱۳ مہر کے سامنے سہا کیا ہے
 پھر یہ مشہور جا بجا کیا ہے
 دیکھیں تو تیرے پاس کیا کیا ہے
 حشر ای و اعظو بلا کیا ہے
 ہے یہ اکسیر کیمیا کیا ہے
 ہے وفا یہ تو پھر جفا کیا ہے
 اس میں نقصان اچکا کیا ہے
 پھر یہ نقطہ سادہم کیا ہے

آنکھ ملتی ہے غش سا آتا ہے	تھسین دیکھو یہ ماجرا کیا ہے
کبھی تھمو کین نہ مرد دنیا پر	تلف یہ مکار بیو کیا ہے
میسے پہلو مین دل ہوا نہوا	آپ کا اسمین مدعا کیا ہے
روز عشاق قتل ہوتے ہین	کوئی گنت انہین خطا کیا ہے

قدر مر تا ہے غم مین یا استاد
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

پاس آؤ مضایقا کیا ہے	۱۱	یون تو چہرہ دم کی دوا کیا ہے
آدمی آدمی پہ مرتا ہے ۛ ۛ		نہین معلوم یہ بلا کیا ہے
آرزو ہے کہ پوچھ بیٹھے یار		آرزو تیرے دلمین کیا کیا ہے
وہ بلا آہ نار سا ہے مری		کہ ترا گیسور کیا ہے
دل وہی ہم دہی حضور وہی		دل تو دل ہم سے پھر حیا کیا ہے
جان جاتی ہے غم مین بے لہر		ابتدایہ تو انتہا کیا ہے
ایک بوسے پر سیکڑ دن تین		ارے صاحب تھین ہو کیا ہے
کسے دیکھوں کسے نہ دیکھوں مین		مونڈ ہے کیا گات کیا لگا کیا ہے
یار آتا ہے یا کہ جاتی ہے جان		دیکھئے مرضی خدا کیا ہے
ہاتھ مین میرا خون ملے کما		اسکے آگے بہلا خا کیا ہے

لیچلی دل نگاہ دزدیدہ ۛ
دوڑے قدر دیکھت کیا ہے

کیا زندگی و موت کا ہنگامہ تیز ہے	۱۳	بے سچ آنکھ تری انگریز ہے
----------------------------------	----	--------------------------

جو نقش پا ہی مہر قیامت سے تیز ہے
 بے دست دیا ہوں عشق کو لگے جہکا ہی
 رند و نکاح دل بھر اسے مے لعل فام سے
 پل ہے صراط کا کمر و ابرو بتان
 اندر سے انتظار گل رخ کی دید کا
 لے ہمدردی میں ذرا چین ہو نصیب
 آنکھیں چھری میں بلکین سنن میں نگاہ تیر
 سیما بے درآگ کا عالم ہے وصل میں
 اندر سے دماغ ہمارے مسج کا
 ابرو کے نیچوں نے غضب سڑا دیا
 کیا جاؤں حال قال میں بیخانہ چھوڑ کر

وہ چال چل ہے ہین کاکا رستخیز ہے
 دست تیر ہے نہ تو پا کے گریز ہے
 سب میکہ و نمین آج صدای بریز ہے
 بار یک بال سے ہی تو خنجر سے تیز ہے
 آنسو نمین ہین دست خنجر عطر ہے
 اسکو نہ لائیے وہ بڑا فتنہ خیر ہے
 چیتوں کا کیا بیان ہو وہ سب سے تیز ہے
 جتن ملا میں یار کو اتنی گریز ہے
 غنچوں کی کرسیاں ہین تو بچو لو کی میز ہے
 افشان نہیں ہے جو تیر شیر تیز ہے
 مکار صحتوں سے تو مجھ کو گریز ہے

کیونکر نہ واہ واہ رہے بکری کر کی
 اے قدر یہ عروس سخن کا جیز ہے

۱۳ ذرا میں آنکھ تیری لے بٹے پیر پھرتی ہے
 یہ نقش ادا میں کافی تھا مرقع کسے کھجوا یا
 کوئی حکمت نہیں چلتی خدا کے کارخانے میں
 نہیں ہٹا گلا اپنا تو اسکا ہاتھ پھرتا ہے
 لب معجز بیان سے جان پڑ جاتی ہے باتوں میں
 لمحہ پر یار کا وادیا ہے آ کے تو سن کو

چھری میرے گلے پر رفت ہے تقصیر پھرتی ہے
 غضب ہے ہاتھوں ہاتھ اُس حور کی تصویر پھرتی
 دھری رہتی ہے سب تدبیر جب تقدیر پھرتی ہے
 جو ہلتا ہے چھری قاتل کی بے تاخیر پھرتی ہے
 چمن میں بن کے بلبل آپکی تقریر پھرتی ہے
 ہماری خاک اڑ کر ساتھ دامنگیر پھرتی ہے

فقط ہی میرے دل کے واسطے یہ جنبش ابرو
 ڈھلا ہونے لگھو نکھو نکھو پھر ہی ہین پتلیاں میری
 شب وصل صنم میں اے موزن ذبح تہا ہون
 لبشیرین کے بوسوں کا مزہ جاتا نہیں مجھ سے
 مدد نور شید بکر جا بجا صورت ملائے کو
 یہ بھی نظریں مارے ڈالتی ہین اس طرف دکھو

میرے درخشف سے آپ کی شمشیر پھرتی ہے
 ملکر آنکھوں کے نیچے آپ کی تصویر پھرتی ہے
 چھری بنکر زبان تیری دم بکھیر پرتی ہے
 زبان مونٹھوں پر آپ کی اس سے پھیر پرتی ہے
 کبھی شب کو کبھی دن کو تری تصویر پھرتی ہے
 قیاس سے جیسا باند ہے ہوئے شمشیر پھرتی ہے

کبھی وہ قدر سے راضی کبھی ناراض رہتی ہیں
 کبھی قسمت چکیتی ہے کبھی تقدیر پھرتی ہے

کیون لحد میں ہے نہ تاریکی
 وہ مجھے دیکھ کے ہنس دیتے ہین
 آپ کے سامنے یوسف کیا ہین
 کی بھی طاعت تو خدا کی طاعت
 زلف و رخسار سے ہمست ہوئے
 کر دے یارب مے دلو پڑ داغ
 آنکھ ملتے ہی مرا دل بچا نسا
 کوے جاناں میں لڑائیں آنکھیں
 بنگین اپنی فلک سیر آہین
 کچھ بھی غفلت کا نہ ثرا پایا
 بوسے پر بوسے لیے آنکھوں کے

۱۳

عم بھر میں نے سیکاری کی
 آنکھ جھپتی ہی نہیں باری کی
 قہر کیا مردم بازاری کی
 نوکری کی بھی تو سرکاری کی
 شب مہتاب میں میخواری کی
 تو نے طاؤس پہ گل کاری کی
 سینہ دیتے ہی گرفتاری کی
 کعبہ احمد میں میخواری کی
 ڈوریاں خمیر زنگاری کی
 ملی تنخواہ نہ بیکاری کی
 رات بھر وصل میں میخواری کی

حالتین مستی و ہرشیاری کی

نہیم باز آنکھوں سے کھل جاتی ہیں

و تدریجی میں ہوا پیا برکاب

صبح دم کوچ کی تیساری کی ٹ

۱۵
 انک دریا کی طرح اُڑے ہیں بیتابی سے
 اس قدر جوش بہاری سے ہوئی سیرابی
 خون عاشق سے کر خونِ بَرانِ سیراب
 تیرے جلو سے سب بام ہے چلو گری
 جان بیعانہ ہے ملتا نہیں لعل لبِ پیا
 کیا کوئی کالی بلا تھی شبِ فرقتِ یارب
 دل سوزان نہیں اک شعلہ جو الاہی
 سواٹھے ہو تو ادھر بیٹھی نظر سے دیکھو
 حضرت عشق کے قانون پر چلتے ہیں ہم
 لبِ نازک سے جو سستی کی ادا ہٹ بھوٹی
 کی دعا لاکھ مگر میسرے مقرر نہ کھلے
 مردِ چشم کو آئے ہیں کیا دیکھتے ہو
 آپ ہی مجھ کو بٹایا ہے تو ماتم کیسا
 فرقتِ یار میں جل تھل ہوئیں دونوں آنکھیں

پتلیاں آنکھوں میں کچھ کم نہیں مرغابی سے
 باغ میں بھول کنول جگئے شادابی سے
 کہ زبان اسکی نکل آئی ہوئے آبی سے
 ماہ گردون کو چکا چوند ہی مہتابی سے
 مول بڑھ جاتا ہی چریں زکا نایابی سے
 رات بھر نیند نہ آئی مجھے بد خوابی سے
 چین جسکو کسی پہلو نہیں بیتابی سے
 لوز بادام سے آنکھیں ہیں شکر خواہی سے
 انگریزی سے نہ مطلب ہے نہ نوابی سے
 فاسائی وہ ہوئے بات میں غنابی سے
 یہ وہ تالا ہے کہ کھلتا ہی نہیں چابی سے
 جھانکتی ہیں تمھیں پر بیان درجہ جابی سے
 اے فلک فائدہ کیا یہ میری غنابی سے
 مردِ چشم ترا کرتے ہیں مرغابی سے

خاک در در کی بس اب چھاتی پھرتے ہر وقت

قدر کیوں آنکھ لڑاؤ کسی ہر بابی سے

<p>ہوئی ہے ہم میں اور اُس گل میں کیا کیا بھولونکی بہار آئی جو گلشن نے قبا سے سبز بدلی ہے میں وہ رنگین بیان ہوں جب کبھی گلشن میں جا نکلو خزانے کے ہاتھ سے تو طرازِ گل کا ہے عالم میں چمن میں آجکل اس زور سے پانی برستا ہے سراپا داغ چمپک میں نمایاں جسم نازک پر سمن رخسار ز گس آنکھ ز بنقِ ناک لبِ لالہ بکے ہیں کوٹریوے کے مول دعویٰ کر کے اُس گل سے گزرا حباب کا ہوتا نہیں گور غریبان پر</p>	<p>۱۰ گلے تک اٹھ گئی گھڑا میں دیوار بھولون کی جو انان چمن کے سر پہ چڑھتا رہا بھولون کی مجھے دے نذر ڈالی لبیل نادار بھولون کی لٹی ہے باغ میں افسوس کیا سرکار بھولون کی ہوئی ہے بلبلوں پر ہر طرف بو چھا رہا بھولون کی بنی ہے شاخ گویا قامت دلدار بھولون کی بہار اب دیکھتا ہوں ایک گل میں چار بھولون کی گئی ہے آبرو کیا کیا سر بازار بھولون کی ہماری قبر تک محتاج ہے دو چار بھولون کی</p>
--	--

رسانی قدر کی کیونکر نہو اُس بزم رنگین میں
 چمن میں رکھتے ہیں حجت ہمیشہ خار بھولون کی

<p>۱۲ ہجر میں دے دے پھلتی ہی ہو اساونکی اشک بھرے آئینے اب تو پلا مٹی بھکو آج کل کوئی پیسے محو تو نہ تر دامن ہو ابر بن بنکے اٹھا گنج شہیدان سے بجا مسی مالیدہ لب یار رُلا تے ہیں مجھے آہ کرتا ہوں جو رور کے تو فرماتے ہیں گر گل میں کہ جو انان چمن نے شاید برق چمکی جو زفت میں تو اچھلے گا بگر</p>	<p>ہو گئی کالی بلا اودھی گھٹا ساونکی دیکھ ساقی چلی آتی ہے گھٹا ساونکی دہوئے دیتی ہے گناہوں کو گھٹا ساونکی جب چچی ہاتھ میں قاتل کے خاں ساونکی پانی برساتی ہے جھڑجھڑا گھٹا ساونکی واہ کیا سُر ہے انور نہ دے ہاتھ پھیلا کے طلب کی گئی دلی دور ہے دل بھر آئے گا جو</p>
--	---

<p>ہوتی ہیں جن سے طبیعت جو حسین جموتے ہیں رزندہ ہوش میں طاموس پیسہ ہوش مہر و داغ دل سوزان میں ہے بجلی کی جھپک</p>	<p>خیر سے کھاٹ دے فیصل خداوند کی ساقیورست ہے عجب ہوش ربا سونکی کوہنی مجھے جو چھو جائے ہوا سونکی</p>
<p>وقت رخصت یہ کہا قدر نے آنسو بھر کر مہین رنجائے چھائی ہے گھٹ ساوندکی</p>	
<p>پڑ گئی آپ پر نظر ہی تو ہے گالیان دین رقیب کو تو کیا اے طیبو وہ زلف کافی ہے شب فرقت میں آب آب ہوا اتنا بھاری نہ ڈالیں مٹو باف میری آہوں سے آنکھ دلیں اثر وصل میں کیوں نہ حشر توڑو نہیں پاؤں پھیلائے ہنسنے مرت رین</p>	<p>۹ اک خطا ہو گئی بشر ہی تو ہے لاکھ باتیں ہیں اپنا گھر ہی تو ہے اک فقط مجھ کو درد سہی تو ہے کیا باط اسکی ہے جگر ہی تو ہے بل نہ کھائے کین کر ہی تو ہے کبھی یوں بھی اڑے خبر ہی تو ہے تھا جد ہر منہ ترا دہری تو ہے چلتے چلتے تھکے سفر ہی تو ہے</p>
<p>ق ر ر نے کیا زبان پائی ہے لوگ کہتے ہیں یہ سحر ہی تو ہے</p>	
<p>دو گھڑی میں کیا رسائی ہو گئی فریٹل مینا پیٹ کا لہکا نو ہر سہری چھائی ہے آگاہ تے ہیں حین</p>	<p>۱۰ خیر صورت آشنائی ہو گئی تنہ سے جب نکلی پرائی ہو گئی شمع انگشت حنائی ہو گئی شاخ زگرس وہ کلائی ہو گئی</p>

<p>یا ترسری لن ترانی دیکھ لی چھیر ناد نراست کا اچھا نہیں کیا ہی درد آمیز ہے میرا کلام لاغری میں طوق نکلا پاؤں سے جس برین بیدم پڑے رہتے ہیں ہم ایسے بگلے آدمی سے بت بنے جب مزہ الفت و فخر ہی کا ملا عشق میں تیار ہم ایسے ہوئے ہو گئے لاکھوں خداوند آج کل آئینہ بھی ہو گیا اُن پر فقیر پڑ ہو گئی اکسیر کا روغن شراب فکر میری عرش تک جانے لگی</p>	<p>شرم پڑہ کر خود سائی ہو گئی سیجے آخر لڑائی ہو گئی بات جو نکلی دو سائی ہو گئی خود بخود میری رہائی ہو گئی قبر کو یا چار پائی ہو گئی کس قدر تم میں رکھائی ہو گئی ہم یہ سمجھے پادشاہی ہو گئی دیو جہان سے کلائی ہو گئی نام کو گھڑی خدا کی ہو گئی چار ابرو کی صفائی ہو گئی یار کی زنگت طلالی ہو گئی اُنکی چو کھٹ تک سائی ہو گئی</p>
<p>دلف پرے قدر رہتا پھر گیا ہند پر اپنی چڑھائی ہو گئی</p>	
<p>دل پاک صاف ہو تو حسد کیا ضرور ہے ۱۰ نیلم ہے خال پنجہ ہر جان عقیق لب ہر وقت ساتھ رکھیے مجھے جالی جان ہجر تبا نہیں اب تو لہو تھوکنے لگے دیتا ہے روزِ حشر پہ رند کو دیکھیاں</p>	<p>جس نے کو پیچھے وہ شراب طہور ہے الماس دانت ساق تمھاری بلور ہے کیونکر کہ ہو پری تمھیں سایہ ضرور ہے شاہد کہ پناستِ سیتہ دل چور ہے واعظا زبان روک ابھی دلی دور ہے</p>

ثابت ہوا کہ نالہ نہیں نفعی صورت ہے
 کبھے میں بتکرے میں تمھارا طور ہے
 کوٹھا بھی چاندنی میں بہ از کوہ طور ہے
 جیسے فلک سے مہر کا عالم میں نور ہے

یک سخت بڑھتا جاتا ہے نالہ لڑاق میں
 اے یار تہنے آپکو پایا جس ان تہان
 چہرے کا نور برق تجلی سے کم نہیں
 پوشیدہ و عیان ہے اس طرح ذات پاک

مے شوق سے پیا کرو فصل بہار میں
 اے قدر اُس کا نام رحیم و غفور ہے

سہ پہ ٹوٹی مرے اسد قیامت کیسی
 خاک میں مل گئی تارونکی دولت کیسی
 ذوالیقہ کیسا ہو بکیسی ہے رنگت کیسی
 آج دروازے پہنچتی ہی یہ نوبت کیسی
 کیا کون تم سے ہوئی مجھ کو نذر کیسی
 دیکھتے دیکھتے برہم ہوئی صحبت کیسی
 انہیں دو چار سے ہو اکی شہرت کیسی
 گھنگھر ج چوٹ پڑی امشب زرق کیسی
 سوز سن سنکرا سے آگئی رقت کیسی
 دیکھو بٹنے سے نکھر جاتی ہی رنگت کیسی
 میری تربت پہ برستی رہی حسرت کیسی
 پردے پڑ جاتے ہیں ہو جاتی ہی غفلت کیسی
 دلو لیکر تری چتون ہوئی سچت کیسی

بیٹھے بٹھلائے ہوئی الفت قیامت کیسی ۱۸
 منعمودین میں اسد کے خست کیسی
 میو جھنگی ہو تو ہو جانچ تولین ای ساتی
 سر پکٹا ہوں میں چو کھٹ پہ تو فرماتی ہیں
 خاک میں گر گیا میں تم چومے واسطہ رو
 نہ وہ ساتی ہی نہ مرطب نہ وہ اجاب اپنے
 کیا کمر کو سہیں کیا گات ہی کیا کھڑا ہے
 نقش پا ہو گئے ہم تیرے قدم آتی ہوئے
 نالے سن سنکے مے یار کا دل بھر آیا
 ملنے دلنے وہ بہن حسن اگر چاہتے ہو
 چار آنسو نہ کبھی تنے بہائے اگر
 کچھ نہیں ہو جھٹنا ظلمت کو الم میں
 زلفین او بھی رہیں ابرو رہیں گونجی میں

چا فقر و نین نیکرین کو سمجھایا ہے
اپنے دیوانے کی کیون بھاگتی ہیں کو سونک
ہاں افسوس کیسے بھی نہ پوچھا اتنا
واہ واہ جو جوان مسل علی ارشد صبح

تہنے پائی ہے شرم فراغت کیسی
مجھکو وحشت ہے تو ہوا پکو وحشت کیسی
کہ بنی ہے ترے کو چڑھن یہ تربت کیسی
انہیں لوگوں سے ہوئی ہری شہر کیسی

پیار سے سینہ پہ منہ رکھکے وہ فرماتے ہیں
تدریج تیج کو اسدم ہر طبیعت کیسی

کب ہڈیوں سے ہے مری تربت بھری ہوئی
اچھ تیڑے گھڑن ستم کی کمی نہیں
کیا خال کا لے کالی ہیں کیا چہر لال
مجھکو جو آرزو ہے تو تیری ہے آرزو
کیا تو ہے کہ میرا ٹھکانا کہیں نہیں
اسید مغفرت کی سیہ کاریوں میں ہے
آتے ہی فصل گل کے غزالے ہوئی نہیں
مسی کے بدلے منہ میں ہزاروں ہیں فی لفظ
ہوتا شباب میں گل افسردہ رخ ترا
یہ ککے پرزے پرزے کیا نامیدار

حسرت بھری ہوئی ہے ندامت بھری ہوئی
ہر سات کر سیونکی کرامت بھری ہوئی
اصلی ہے کیون حضور کہ رنگت بھری ہوئی
باقی تو سب طرف سے ہی نیت بھری ہوئی
دوزخ بھرا ہوا ہے کہ جنت بھری ہوئی
کالی گھٹائیں دیکھی ہے گت بھری ہوئی
رگ رگ میں خون کی طرح ہو وحشت بھری ہوئی
آنکھوں میں جاے سرمہ شرارت بھری ہوئی
میں ڈالنا گاہ جو حسرت بھری ہوئی
جب دیکھے تو خطا میں شکایت بھری ہوئی

یا غیب ہم فراق تو کھایا بجائے گا
اس کھانے سے ہے قدر کی نیت بھری ہوئی

دل میں ہر زلف و خال کی الفت بھری ہوئی ۱۱
ہی سانپ بھچو دن یہ تربت بھری ہوئی

سچ ہر تھین رقیب کا کیونکر ہوا اعتبار
مخل سا پیٹ جلد بدن جیسے گلدن
مین آب لے کی شکل ہوں چھیر و نہ تم مجھے
آتا ہے لاکھ بار مگر آپ ہی کا دھیان
رونے سے میرے خوش تو ہو کئی روز
دل میں برابر آرزو دن کا پڑا ہے کھیت
ہر رو گئے سے آتی ہی بانگ انا عجیب
آئے بھی میرے گھر تو وہ غیر دکنی ساتھ
کیسا جا ہے ساتی رنگین مزاج واہ

سب رنگ کی جہانیں ہر خلقت بھری ہوئی
نرمی بھری ہوئی ہے نزاکت بھری ہوئی
آنسو تلے ہوئے ہیں طبیعت بھری ہوئی
وحدت سے میرے دلیں بکثرت بھری ہوئی
ہے موتوں سے چشمِ مردت بھری ہوئی
مردوں سے ہی تمام یہ تربت بھری ہوئی
ماندر روحِ حق میں ہے الفت بھری ہوئی
الفت بھی کی تو مجھ سے عداوت بھری ہوئی
شیشو نہیں مڑو کاغذ نہیں نفاست بھری ہوئی

اے قدر انگلوں نے دیا حتیٰ نے ہم کو صبر
ہر بات سے حکیم کی حکمت بھری ہوئی

ٹھہرو میں خود بھیجی لو لنگا لیکے خنجر آپ سے
آپ سی آنکھیں نہ کیوں معنیٰ آپ سے
خاک محلہ تھی بچھو نانگ تیکے کو عوض
ہجر کی شب چونک چونک اٹھا ہوں بڑا ہنسن
خیر جاؤ اے صنم اسد حافظ آپ کا
یا افسی لا مکان تک آپ کا شہر ہے
یہ وہی تو حضرت دل میں بڑے شبنم بندہ
غیر تو محفل میں آئیں بندہ ڈیوڑھی تک نہ لے

۱۴

آپ تو صاحب ہوئے جاتے ہیں باہر آپ سے
پہنی صورت تو ملائے ماہ انور آپ سے
حال و خشت کیا کہو نہیں خاک پتھر آپ سے
نیند میں باتیں کیا کرتا ہوں شب بھر آپ سے
دیکھیے اب کب ملاتا ہے مقدر آپ سے
حسن مانگے پنجہ خورشید انور آپ سے
ذکر انکا اچکا ہے یار اکشر آپ سے
ہاں یہی امید تھی اے بندہ پرور آپ سے

کونسا نقصان ہے کیوں پھر دیتے جھوٹ لنگھی کرنے میں اُلجھ پڑتی ہے یہ سوزِ دیوان قامت بالادکھا کر جنتِ اجی چاہے مٹاؤ تم نہیں آتے نہ آؤ ہم تو آئینکے ضرور خیر اب ماین نہ ماین آپ کو ہے اختیار	کسکے ہاتھوں جا کے سچوں دلوں کی آپ بل کی پھر لینے لگی زلفِ معنبر آپ سے اے صنم سمجھنے کے عاشقِ روزِ محشر آپ سے نہ مروت ہم نہیں اے ماہِ انور آپ سے کھ اٹھا ہوں اپنی دلی ہو کے مضطر آپ سے
--	---

شاعری پر یہ گھنٹے قدر تو بہ کیجیے
اب بھی دنیا میں پڑے ہیں لاکھوں تہتر آپ سے

جب نمودِ گالوں پر خطِ یار ہو جائے غمِ مین کھیل وہ سمجھے تنِ جوار ہو جائے ہم اگر قیامت میں جکے نکلے طکی باندھیں منکسر ہوں میں ایسا آہ کر کے جب اٹھوں پھوٹے جو مرا چھالا ہو صد انا الحق کی کردِ تین جودل بدلے ہیجِ قناب سے سچین سوسدِ رابی اک شیشہ نہ یک نارِ صدِ بیا میری آہ سوزان نے باغ کو کھٹا ڈالا دیدہ مروت میں موہنی نگاہیں ہیں زار ہوں یہ طفلی سے پیار ہی میں ہوتی اشک سے اگر سینچیں بلوغِ طالبِ دیدار زلف سے جودل کھینچے جذبِ لسی کھینچ آئے	۱۶ خطہِ محلب سارا سبز وار ہو جائے طفلِ روحِ فرقت میں نیسوار ہو جائے آفتابِ محشر بھی رو سے یار ہو جائے آتے آتے اُس در تک تنِ غبار ہو جائے معرفت کا ہر کانٹا بڑھکے دار ہو جائے کیا عجب ترا گیسو تا بادار ہو جائے کسکے کسکے آنکھوں پر دلِ نثار ہو جائے کیون نہ مروت قمری کو خارِ خار ہو جائے غیر کر گوار دیکھوں میرا یار ہو جائے خود کمنارِ مادر میں اک فشار ہو جائے شاخِ مین جو گل بکھلے رو سے یار ہو جائے وہ شکار اگر کھیلے خود شکار ہو جائے
---	---

داغ ہریہ حسرت سے حسرت کی کثرت سے
دل سے تنگ آیا ہوں جنب کی طرح بوجھین
نیت سے گویا بچی ہر نظر تو دیکھوں میں

اپنا سینہ پر خون لالہ زار ہو جائے
اور اگر انہیں دیکھے بقیہ لڑ ہو جائے
سینے پر نہ آئیں آئے دل کے پار ہو جائے

حسن و عشق کی کثرت ہو جو حلقہ وحدت
یافتہ در ہو جائے قدر یار ہو جائے

غزل سلسل

جو عضو باطن خدا بنا تو ہم دل بقیہ رہتے
جو ہاتھ ہکو خدا بنا تو دست افسوس ہوتے اپنا
جو ہکو پہلو خدا بنا تو بستے ہم چاک چاک پہلو
خدا جو سر ہی ہمیں بنا تو بستے فرما دکا شریقی
جو گرد کر کے خدا اڑا تو اڑتے گرد ملال ہو کر
جو خاک ہکو خدا بنا تو لگے ہم آب آب ہوتے
خدا ہمیں آسمان بنا تو سبزہ پامال بنتے
جو نقش ہکو خدا بنا تو بستے ہم نقش نامرادی
جو پھول ہکو خدا بنا تو جلکے بنتی چراغ کا گل
جو خار ہکو خدا بنا تو ہوتے ہم خار غار حسرت
خدا کسی کے گلے لگنا تو پڑتے اپنی گلے الجھ کر
خدا جو شانہ ہمیں بنا تو ہم غلش ہوتے اپنے دل کے

۲۱

جو عضو ظاہر خدا بنا تو دیدہ اشکبار ہوتے
جو پاؤں ہکو خدا بنا تو اپنا پایے فگار ہوتے
جو ہکو سینہ خدا بنا تو سینہ رخنہ دار ہوتے
خدا جو قد ہی ہمیں بنا تو قیس کا جبرم ہوتے
جو سنگ کر کے خدا جاتا تو جگے لوح مزار ہوتے
جو آب ہکو خدا بنا تو ملے ہم خاکسار ہوتے
خدا ہمیں لکشان بنا تو جادہ رگزار ہوتے
جو غبار ہکو خدا بنا تو اپنے دل کا غبار ہوتے
جو نخل ہکو خدا بنا تو جلکے نخل چنار ہوتے
جو بار ہکو خدا بنا تو اپنی خاطر کا بار ہوتے
خدا کسی کا جو ہار کرتا گلے کا اپنے ہی ہار ہوتے
خدا جو آئینہ ہکو کرتا تو اپنے حیران کار ہوتے

جو عقدہ ہکو خدا بنانا تو عقدہ کار بستے اپنا
 جو روز ہکو خدا بنانا تو بستے روز فراقِ جان
 جو بزمِ عشرت خدا بنانا تو بستے ہم انقلابِ دوران
 کباب ہکو خدا بنانا تو پھنک کے سوز کیا بستے
 خدا ہماری جو پر لگاتا تو شبت بکوپر دانہ بنکے جلتے
 جگر ہمارا خدا اجلاتا تو جان کرتے سہمی ہم اسپر
 خدا جو الفت کو آگ کرتا تو آگ کے بستے ہم مندر
 خدا کسی کا جلیس کرتا تو ہوتے غمخوار غمض کے

جو تار ہکو خدا بنانا تو اپنے اشکون کا تار ہوتے
 جو رات ہکو خدا بنانا تو ہم شبِ انتظار ہوتے
 جو دور ساغر خدا بنانا تو گردشِ روزگار ہوتے
 شراب ہکو خدا بنانا تو کھینچنے سے کاخ ہوتے
 خدا جو نفعے ہمیں سکھاتا تو دنگوئیاں ہزار ہوتے
 جو دلوں کو مردہ خدا بنانا تو اُس کے ہم سوگوار ہوتے
 خدا جو الفت کو سنگ کرتا تو سنگ کے ہم شہر ہوتے
 خدا کسی کا انیس کرتا تو قہر کے غمگسار ہوتے

غرض کہ ایسا مصیبتوں کا ہمارے لئے لکھو مڑا ہے
 کہ قدر ہم کو خدا بنانا تو ہم فیلاں درخوار ہوتے

رباعیتا

رباعی

عالم کو ہے جسکی جستجو تو ہی ہے
 انسان کے جامے میں عیاذُ اِباسد
 لاشانی ہے تو ہو ہو تو ہی ہے
 بالعد کہ ہم ہمیں مرین تو تو ہی ہے

رباعی

مکن نہیں بے صلاح یا اسے نظر
 دل کی پوچھو تو یہ جگر کب اُسکا
 یاد دل کی ہو اس میں اسے یا اسے نظر
 دیکھو جو نظر کو نہیں یا اسے نظر

رباعی

جس روز دم شمار اُٹھو نگامین
کیا قب سے بقیہ را اُٹھو نگامین
جب امتی امتی سونو نگالے قدر
اسمہ احمد پکار اُٹھو نگامین

رباعی

غفلت جو جہانمیں تجھے ناشی ہوگی
مرنے پہ کمال جانِ ناشی ہوگی
ویسے تو جیلِ لحد میں دیتے ہیں جواب
اس شہر کے رنا کے پہ تلاشی ہوگی

رباعی

مجنون کا تمام شور کرنے دیکھا
فسرہ باد کا سارا زور کرنے دیکھا
اے دل جو تڑپ تو اُنکے دہر چلکر
ناچا جنگل میں مور کرنے دیکھا

رباعی

ساتی کو بڑا ہے تمسے اچھا پایا
میخانے جب گئے تو جیتا پایا
جب دیکھیے ہاتھ میں ہرے کی تول
اے قدر یہ تم نے خوب تپا پایا

رباعی

گھل گھل کے ہوا ہے جسم سارا مٹی
مٹی میں ملانہ لے خود آرا مٹی
کھدوا کے لحد تباہ و برباد نہ کر
تو اینٹ کا گھر نہ کر بہار مٹی

رباعی

پھر شہر میں قدر سا سخن آیا
چہ باغ میں بیل خوش الحان آیا
کیونکہ نہ جوان ہو پھر زلیخا سے سخن
پھر مصر سے یوسف کنعان آیا

رباعی

وانا جو کبھی گرم سفر ہوتا ہے
ہر آنکھ میں مثل اشک لگ رہتا ہے
نکلے جو وطن سے آبرو پاتا ہے
قسط بھی چپکنے میں گھر ہوتا ہے

رباعی

آئی ہے بلا سے ناگمانی ہم پر
انا لکھ بن گئی ہے دم پر
جو مرگ پدرین قدر ہم پر گزری
ہرگز وہ مصیبت نہ پڑے آدم پر

رباعی

سینے میں یہ غم نہیں تو سینا بیکار
میں میں یہ غم نہیں تو مینا بیکار
بالفرض اگر عمر سچا ملجائے
والہ کہ بے پدر ہے جینا بیکار

رباعی

حضرت کافر فیق زد و میری میں تھا
بازو سے قوی دستگیری میں تھا
یہ دو عہد کی راہ اور آپ ضعیف
مجھ کو نہ یا عصا سے پیری میں تھا

رباعی

ہر دشت جفا خیز ہے اولاً تجھے
ظالم سمجھے گا میں ارمو لا تجھے
یوں میں پدر ہو پندہ زخم لہر
امید نہ تھی یہ اسے بولا تجھے

رباعی

ہو مسر علی تو در و گھٹ جای ابھی
واسکوب غم بھی بٹ جای ابھی
ہے رحمت خورشید اسی سے او قدر
وہ چاہے تو قسمت بھی بٹ جای ابھی

رباعی

اے شاہ ملک تاب جلدی پونچو
اے ماہ فلک جناب جلدی پونچو
یا حضرت ربو تراب جلدی پونچو

سونا چھوتا ہون مٹی ہاتھ آتی ہے

رباعی

دیتا ہے وہی رزق وہی عزت جاہ
لاحول ولا قوۃ الا بالستد

اللہ پرست اگر ہوں خدا اسکا گواہ
بندہ بندوں سے کیا توقع رکھے

رباعی

ہے چشمہ دول و جگر مقام سنین
تاریخی نام ہے غلام سنین ۱۲۳۹

سوجان سے ہیں فدا می نام سنین
ہم روز ولادت سے ہوئے نام آور

رباعی

پھر غالب روئے بر تائے پیوند
بدنام کنندہ کنگو نامے چند

سیکھے سحر و برق سی بندش کے بند
مجھسا بھی زمانے میں نہوگا اسی قدر

رباعی

دو گنا ہوا رتبہ یہ کہے کس سے قدر
پھر آسپہ ہمدرد دیریں سے قدر ۱۲۴۰

درجے میں بڑھا ہوا جس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہر دئی کا

رباعی

ساعت بھی حساب سے کہیں ٹلتی ہے
یہ دل کی دھڑک نہیں گھڑی چلتی ہے

اے قدر عیش موت تجھے کھلتی ہے
ہر تازہ نفس سوئی ہے گھٹنے لگے

رباعی

بعضے کہتے ہیں اسکا کہنا ہے نحس
جو یہ ہے تو پھر خموش رہنا ہے نحس

بعضے کہتے ہیں شعر کہنا ہے نحس
اے قدر سخن نہ تو مردہ ہے شہر

رباعی

معتوق مزاج و نوجوان میں بے لگ
گویا محبوب بے دہن میں بے لگ

اس بزم میں اپنی مہربان میں بے لگ
اک یہ بھی ادا ہے شعر کہتے ہی نہیں

رباعی

ہر بہت میں اوج کا نہ ہو جائے گا
دیوان ترا سنگ لائح ہو جائیگا

ہر سرع میں بار شاخ ہو جائے گا
اے قدر رست ذکر تباہ کرنا ہی

رباعی

ان ادہ ز کام نے تو مارا صاحب
دم ناک میں ہو گیا ہمارا صاحب

کچھ آپ بتائیں اسکا چار صاحب
ریزش لائی ہے وہ حرا صاحب

رباعی

بھر جاے جو بیٹ پھر میاں احمد نے
پھر تو کوئی معشوق پری پیکر نے

پہلے کھانے سے پیٹ خالق بھر نے
جب بیٹ بھی بھر دیا شہر میں بھی دین

رباعی

کتب مفتی کا دم بھرون کا تو بہ
اس فصل میں میں تو بکرون کا تو بہ

کتب قاضی سے میں ڈروں گا تو بہ
دیوانے ہو زاہد و بھار آئی ہے

رباعی

بندے نے خزان بھر تو نباہی تو بہ
آتے ہی مہارٹوٹی کیسا ہی لو بہ
سوار کا کہہ برگزشتہ صلوات
بچہ رو بہ شکن ہوا آئی تو بہ

رباعی

اپنا مشرب نیا نکالا ہم نے
خرقہ جب تہ آتا راڈالا ہم نے
اسیو معین تجبی ہی ہیت سے ہمیں
لے اب تو بیا ترا پیا لالا ہم نے

رباعی

حبسوت کا منتظر قد ر آیا ہے
کیا اُن پہ شباب مثل بد آیا ہے
سختی آئی ہے چھاتیان ابھی مین
ہر ایک انا را بتو گد ر آیا ہے

رباعی

داغوں کا بند ہا جو زور ہننے دیکھا
زخموں میں رہا جو چور ہننے دیکھا
ناسور پڑا جب گرین ناسور میں داغ
یہ چور کے گھر میں مور ہننے دیکھا

رباعی

آورد چونا مہ قاصد فرخ چھر
از جوش نشاط و طرب الفت و مہر
بالید چنان دلم گہ گردید سپہر
پس مہ علی بران سپہر آمد مہر

رباعی

ہین موج کی شل خط کی سطرین بیتاب
جگر میں ہے ہر دائرہ شکل گرداب
ڈوبا ہے سفینہ کھواسر خمسہ
القاب نہ یاد ہے نہ مجھ کو آداب

رباعی

گو میرے پدر نے ربط عالم توڑا
پر سلسلہ وفانہ اک دم توڑا
اسد رجب ہے نظام کا دم بھرتے
توڑا تو نظام پور میں دم توڑا

رباعی

تمہی شمسِ قر رخسِ بیان گو گردش
چکر میں تھیں بلکہ گردش سے مری
جس طرح سخن سے ہوزبان گو گردش
تمہی چاند کے ساتھ آسمان گو گردش

رباعی

دس سال کے بعد میں وطن میں آیا
ڈھلکا ہوا دریچہ سعد میں آیا
ٹوٹا ہوا پھول چہرچہن میں آیا
نکلا ہوا دانست پھر دہن میں آیا

رباعی

ہمیشہ رہو قدر بلکہ ام آیا ہے
اتنا نہ ہنسو یہیں ہوئے تھے پیدا
سوچو تو زمانہ کے کام آیا ہے
روئے تھے جہان وہی مقام آیا ہے

رباعی

یا کو بے بتان سے روتی ہم نکلے تھے
یا عشق بتان دل سے نکالا ہمنے
اُس طرح تو اشکِ نکلے سے کم نکلی تھے
جس طرح کہ کعبے سے صنم نکلے تھے

رباعی

لازم کہ لبشِ سحر نکوئی نکرے
ہو نامہیں استخوانِ زبا نہیں ای قدرے
وہ بات کرے کہ شکوہ کوئی نکرے
نکتہ ہے کہ سخن گوئی نکرے

رباعی

اس پر دسین غیر ونگو جلائے آؤ
اسے سیم بدن گھلے خزانے آؤ

ہم کو وہ سُخ سُخ دکھانے آؤ
مٹھ کھولے چلے آؤ بزرگ خورشید

رباعی

ہو وصل یونین بگاڑ گیا قاضی
دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی

کیا ڈر ہے اگر کلا کرے گا قاضی
ہے شرط نکاح میں بھی ایجاب قبول

رباعی

ہر بات میں رسم داہ تیری کیا بات
جنت میں آٹھ اور دوزخ میں سات

یار تری رحمت پہ فدا میری حیات
رحمت ہے کثیر اور زحمت ہے قصیر

تواریخ

ایک دن ہاے دو چراغ بجھے
آج ہے واسے دو چراغ بجھے

مر گئے کیا محسوس و ذاکر
سوز غم سے کہا یہ ہاتھ نے

تاریخ وفات میر وزیر علی صبا کی لکھنوی

اسپ خود راند و بر زمین آمد
کہ غبارے نہ جست تا مرقہ
اوفادہ صبا از اسپ خود

کیہ تازِ سخن وزیر صبا
آہنچنان گرم تاخت زین میدان
اشب کلاک قدر سانش یافت

تاریخ وفات بشارت علی دکنی

<p>سفر کرد و سوے جنان یارین چو برگ خزان ہوشمار نیختہ است نہ بخشیدم لطف آب حیات صبوری ضرور است اگر رباش چو لب شنید ہاتف چنین حادثہ</p>	<p>خدا باد و در حیر قدم یاروے آہی غمش بود یا فصل دے کہ بیکار رفتاد بے یارے حدیث فغان و جنون تا بکے بگفت ابشارت علی مردے</p>
<p>تاریخ میلاد و فرزند سید محمد رضا بلگرامی</p>	
<p>بسید محمد رضا خان من نشاندم زہے تحس تاریخ او</p>	<p>خدا داد و پوری باقبال جفت گل نور سید از نہال شکفت</p>
<p>تاریخ مسجد</p>	
<p>چون فتح محمد زہ صدق مصفا از بھر کتابہ قدر تاریخ نوشت</p>	<p>مسجد تعمیر کرد و راہ خدا تعمیر نمود مسجد طرفہ بنا</p>
<p>تاریخ تصنیف کتاب نشی فرزند علی رفیع بلگرامی</p>	
<p>این نسخہ مقوی دل غمناکان تاریخ بمصر عی نوشتیم اے قدر</p>	<p>بنوشت رفیع از پئے دل چاکان گلدستہ راز سر و جہر باکان</p>
<p>تاریخ میلاد و فیاض بیگ ابن مرزا عباس بیگ دہلوی</p>	

خان فی رتبہ و ذی حوصلہ مرزا عباس نازکی ناز ف روشی صنم عیشہ گری لب لعلین ہمینی خال سیاہش حبشی بشکفتان غنچہ تاریخ ولادت اک قدر	پسرے نام خدایا فتمہ مسالی نسبی لگرخی گلبدنی سُرقدی غنچہ لبی موسے مشکین ختنی چہرہ صافش صلبی بردیسد این گل عباس زرخان عجبی ۱۲۷۶ھ
---	--

تاریخ فراغ علم مولانا سید عبد اللہ بلگرامی

فضیلت ذی خدا نے میر عبد اللہ صاحب کو خدا حافظ ہر انکایہ کلام اللہ کے حفظ زبان معجز نیائی کرتی ہر لہجہ سے ناز کی پر نہیں بیوجہ ہرگز آمد و رفت نفس انکے قوی ہیں سب لعلین صاف ہے ہر کیان انکا فراغ انکو ہوا ہی علم سے یہ ماہ کامل ہیں نہان دانشکار اقدر لکھ مصراع تاریخی	خط تقدیر تھا گویا فراغ انکے مقدرین ہے جہے طرح گوہر آب میں اور آب گوہر میں سیجا بوتے تھے جہ طرح آغوش مادر میں اشادہ ہو کہ سیکھا ہننے علم سینہ دم بھر میں جڑی ہیں آسنے اللہ نے سد سکندر میں انہیں کی روشنی بھائی ہر اتوبہ مفت کشور میں ہوئی کامل یہ علم گاہ بارہ سو چتر میں ۱۲۷۶ھ
---	--

تاریخ کمرہ میر احمد حسن بلگرامی

عجب کمرہ ہے میر احمد حسن کا لکھوے قدر میرے صراع تاریخ	کہ جبکا تذکرہ ہوتا ہے گھر عجب کمرہ بنایا راستہ پر ۱۲۷۷ھ
--	---

ایضاً

چہ کمرہ رشک بخش قصر قصیر
زبے کمرہ بنافہ بود بہتر
۱۲۴۴ھ

چو میر احمد کمرہ بنا کرد
بگوئے قدر تانچ بنایش

تانچ ز ناشوئی سید مقبول عالم مایہ روی در دائرہ متفقہ

شدہ - مشتری و مہ امر ذرا ہم
شدہ - کدخدائی مقبول عالم
۱۲۴۴ھ

ز حق - با عقد ہمایون مبارک
بگو - قدر مصرع تانچ ہجری

تانچ میلاد سید مصطفیٰ ابن ابن علی برادر صنف

بالند بنحویش ز انجمن تا انجم
از شہر صیامیلیہ است دہم
۱۲۴۴ھ

دیدہ پر ابن علی رام دم
تانچ ولادتش گویم اے قدر

ایضاً در مصرع

از عیش پس شدہ جسمانی لبریز
این نجم جمال ست صباحت انگیز
۱۲۴۴ھ

گر دیدہ ولادت سعادتیں
از تو در شود مادہ کبر مصرع
۱۲۴۴ھ

تانچ مسجد و امام باڑہ

ایک مسجد نئی بنائی ہے
جس سے تاحتر نام جاری ہے
مسجد و روضہ حسینی ہے
۱۲۴۴ھ

سید احمد حسین صاحب نے
متصل ایک امام باڑہ بھی
لکھ یہ تانچ دو نوں کی اے قدر

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم در ہر مصرع

رئیس نامور سے عہدہ نادر و کریم
سفر نمودہ زمستی محمد ابراہیم
۱۲۴۸ھ

وفات کردہ ز دنیا سے دون ہزار افسوس
ز قدر سال چہارم بگر او بشنو
۱۲۴۸ھ

تاریخ درگاہِ بلگرام

دست بکشود و ہم میان بست
کہ مقابل بہ اصل شد یک دست
نقل مرقد مقابل اصل است
۱۲۴۸ھ

خان والا نژاد سید جان
کر و تعمیر روضہ عباس
قدر تاریخ گفت و گو ہر ہفت

تاریخ کتابتے تارام شایان لکھنوی

ہوئی کس دہوم اسکی جا بجا خوب
معانی خوب بندش خوب ادا خوب
وہ قصہ میرا دیکھا ہر کہا خوب
جو کار سر کہا - کیا خوب کیا خوب
۱۲۴۸ھ

مہا سہارت کہی شایان نے جب دم
ٹپکتی ہے فصاحت وہ روانی
شنیدہ کی بودا منہ دیدہ
جو پوچھی قدر سے تاریخ اسکی

تاریخ اخبارِ کانپور

کہ بٹے گل بس راہ او برید بود
بیاض او ہمہ در عیش صبح عید بود

نہے لطافت اخبار از نامہ طور
سواد او ہمہ در راستی شب معراج

ہزار و ہشتصد و شصت و یک سیحی فرت
نوشت قدر عیان و نہان سیحی سال

کنون بشصت و دوم طرح اوجید بود
ہزار و ہشتصد و شصت و پندیر بود
سنہ ۱۸۹۲

ایضاً

عش من بشر بیان پر ہجاری زبان پر
قدر شروع سال ہر مصرع عیسوی لکھو

شعلہ بطور کا پور نور نشان ہے دور دور
سرمہ چشم فکر ہے شعلہ بطور کا پور
سنہ ۱۸۹۲

تاریخ مہمانسرایے ساندھی

جو کال لندیزی ڈپٹی کمشنر ام اقبالہ
مرمت کی یہ تاریخ سیحی قدر لکھی

گئی پایا سا فخانہ کچھ اچانہ ساندھین
بہت اعلیٰ بنا یہ یہ سا فخانہ ساندھین
سنہ ۱۸۹۳

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت الدہنی

کلام کشفی جساد و کلام رانازم
جو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد
یکی بیاض سطور و دیگر سیاہ خطش
نہے ترانہ و فرد و قصیدہ و غزلش
نوشت قدر پرے طبع مصرع تاریخ

بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع
چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع
ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع
سنہ ۱۲۷۸

تاریخ بنائے چاہ

چو ساخت چاہ سرہ محمد اہمیل
بے کتابہ نوشتیم قدر تاریخش

مثال زمزم از آب کرد طغیان
بنا نموده سر راہ زمزم ثانی
۱۲۴۹ھ

تاریخ دروازہ احمد حسن بلگرامی

درے ساختہ سید احمد حسن
زدست دعا قاری نوشت سال

کزمین دربر آید رہ مدعا
در فیض احمد حسن یادوا
۱۲۴۹ھ

تاریخ وفات صدر عالم بہانوی

صدر عالم کہ بود بدر عالم
تاریخ و سال او نوشتیم اے قدر

در دہر ہے فزود قدر عالم
رحلت سبحان نمود صدر عالم
۱۲۴۹ھ

تاریخ حوض

ڈپٹی صاحب کا فیض کھے
کیا حوض بنا دیا چمن مین
کیونکر کیسے نہ چشمہ و خضر
اسکا کوئی بلبلا جو چھوٹا
بہکا ہوا کیون پھر اسکندر
وہ آب بقا ہے نام جسکا
اے قدر لکھو یہ سال عجبری

رضوان کس نیند سو رہا ہے
جو کوثر و خلد نے بہا ہے
سبزہ جو گرد لہلہا ہے
اسمین بلبس کا چچھا ہے
موجوں کی زبان پہ قہقہا ہے
باقی اسکار ہا سہا ہے
حوض آب حیات کا بہا ہے
۱۲۵۰ھ

تاریخ کتاب غلام محمد خان واصل بلگرامی

اے قدر نوشتہ اصل این طرف کتاب
نام پاكش نہاد مفتاح السند
مفتاح قلم کشود فضل اسجد
صد فضل دل کشاد مفتاح الهند
۱۲۸۲ھ

تاریخ وفات عم مصنف

عسم من قبلہ مولاد من ۱۰
جان بجان افسرین سپرد افسرین
سال شتقار و بخوان اے قدر
ہے قدرت علی ہمدانوس
۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات ہزاری لال جوان بنارشی گرو مصنف

بیٹا ہو کہ شاکر دہو موت اُسکی غضب ہے
بھرا سپہ جوان مرگ ہو وہ راحت جان ہے
ای میرے جو نامرگ جوان تو جو سہارا
متی میں ملا آج مرزا نام و نشان ہے
این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد
کہینچہ مرگ کہینچہ تی نہیں یہ سخت کمان ہے
دل ٹوٹ گیا بلکہ کمر ٹوٹ گئی ہے
سب ساتھ گئی تیرے مرے تاب تو ان ہے
اٹھا ہوں میں کہہ لکے ادھر آہ ادھر آہ
گرتا ہوں میں کہہ لکے یہاں باہو بان ہے
سچ کہتے ہیں سب ہوتی ہر آنکھوں کی مرمت
بند آنکھیں ہوئیں اب میری پردہ کمان ہے
کس منہ سے پڑ ہی قدر تری مرگ کی تاریخ
کیسا ہوا چٹ پٹ مرا محبوب جوان ہے
۱۲۸۴ھ

تاریخ مثنوی لوح محفوظ

چھوٹے مامون مے فیروز علی
نکری سے کر گئے امداد قلم

شعرا لکھنے کو لگایا جو شکاف
لوح محفوظ لکھی صسل علی
کیا حدیثوں کو بنایا تصویر
ثنوی ہے کہ خدا کی قدرت
نفس ببل معنی معنی
منویٰ خلق کبھی ایسی کتاب
یا ذکر کے انہیں سرِ مضتا ہے
جگیا سال کا نقشائے قدر

کھل گئی خاطر نثر شاہ قلم
اس قلم زمین ملی داؤد سلم
جہذا صنعت بہزاد قلم
دیکھیے زور خداداد قلم
لفظ ہین قمری شمشاد قلم
جب سے قائم ہوئی بنیاد قلم
پیرین ہین کہ فریاد قلم
لوح محفوظ ہے ایسا د قلم

۱۲۸۳ھ

تاریخ نتائج الطبیعا

مولوی صاحب سعید الدین احمد واہ
گوہر تاریخ لایا قدر کا خوش فکر

کیا رسالہ آپ نے لکھا ہو مطبع انام
بھر دیا گویا کہ کوزے میں سندر کا تمام

۱۲۸۳ھ

تاریخ مشتر فیض مولفہ گو بن لال صبا رنگ ماسٹر

رنگ اپنا جایا ہی ہزاروں میں صبا
کس شکل سی لکھا ہو مساحت میں رسالہ
باندھی ہو خود دون نے عجب اسمیں عمارت
گل بوٹے تراشے ہیں کہ نگین مریضی کا
کیونکر نہ تو تاریخ مسیحی کی مجھے فکر

الدرے استاد دبستان ریاضی
طوبی کا شجر پڑھ کے ہوئی شان ریاضی
کیا قاعدے سی لکھے ہیں ارکان ریاضی
پر ہے گل امید سے دامان ریاضی
یہ نسخہ نہایا ہے باجان ریاضی

ہے دیدہ ہارمپنستان ریاضی
۱۰۶۶ھ

اے قدر کھلا شاخ قلم سے گل تابیخ

تابیخ مسجید لکھنؤ پور کہ از زر چندہ طیار شد

چو جد خویش علی بیچ کفر را قابع
بسی خویش بنابر مسجد لامع
شد از جماعت اسلام قائم این جامع
۱۲۸۳ھ

طر از خانہ دین سیدی وزیر حسین
کشیدہ دائرہ از عواملِ قوت
بناسے سال ز مہمار فکر قدر آمد

تابیخ وفات مجتہد العصر سید محمد صاحب لکھنوی

ز مہ ربیع اول شب بخت دو در آمد
کہ جناب مجتہد ہم شدہ قطرہ زن بحر تہ
کہ گبو۔ مفتاح احمد شدہ خالی از تہ
۱۲۸۴ھ

چو گزشت چار شنبہ بسواد پنج شنبہ
سم ہیضہ و بانی بنمودا بگوش
پے سال رحلت او شدہ قدر اشارت

تابیخ وفات محمد سعید مہونوی

تن بہ بحر آمد روح جنت رسید
پس دم قطع کفن جنتی گریبان میر
سوے جنان رحلت آہ کرد محمد سعید
۱۲۸۳ھ

شیخ محمد سعید رخصتہ ہستی رید
حلقہ زنان مردوزن مویہ کنان ہو کن
قدر بریز گاہ سال وفاتش بخواب

تابیخ وفات مولوی عبدالغفور مہونوی

سر برآورد از وجود و کم کشید ز عدم

آن جناب سحر غفران مولوی عبدالغفور

آوخ آوخ از پڑو ہشماہی آن فرزانه مرد مے درینا بود چندی صحبتش گیر اہمن مصروع اول سیحی و دوم ہجری بود جان سپردہ مولوی عبدالغفور بی بدیل ۱۲۹۹ھ	آوخ آوخ از نکو ہشماہی این جہجہ دژم مے درینا باشندی فرقتش برین ستم قدر زود اندو مصروع ہر دو تائیش نم زین سواد اندر لہی رشد از لہی اندر ارم ۱۲۹۵ھ
--	---

تایخ وفات ولی بخش خان رئیس الہ آباد

مرد ولی بخش خان مویہ کنان مومنان جو ہر تریں حق چہرہ آئین حق از غم شیر الہ رخت کبود و سیاہ گشت نثار حسین عاشق زار حسین قدر بہ سال حریں دادند اجبر نیل ۱۲۸۵ھ	نالہ و اشک روان رفت خفی و جہلی آئندہ دین حق گشت از و منجہلی وز اثر سجدہ گناہ صلیہش مندی تقریبہ دار حسین مست و ملاے علی رفتہ ولی بے دلیل پیش علی ولی ۱۲۸۵ھ
---	--

تایخ وفات حضرت استاذنا نجم الدولہ دبیر الملک جناب نواب مرزا
محمد اسد خان بہادر نظام جنگ غالب متخلص مرزا نوشتہ عرف ہلوی
کہ مصاریع او اعلیٰ عیسویست و او آخر ہجری

مراد حش کیا دہلی کا خط تھا ۱۸۶۹ء	فلک ٹوٹا یہ مچھپا رہ ناگاہ ۱۲۸۵ھ
مے استاد عالی جاہ غالب ۱۸۶۹ء	دوم ذی القعدہ کو اب مر گئے آہ ۱۲۸۵ھ
خدا جوے و خدایاب و خدا باز ۱۸۶۹ء	فلک تمکین فلک عصر و فلک جاہ ۱۲۸۵ھ

۶۱۹۶۹	خدا میں ملگے شبلی خاص	۱۲۸۵ھ	خدا سے جاملا شمس حق آگاہ
۶۱۸۶۹	جہانگیر سخن ملک سخن سے	۱۲۸۵ھ	ہوے رضوان تاب الحکم اللہ
۶۱۸۶۹	بناتخت روان بس کیا جنازہ	۱۲۸۵ھ	چلا دربار کو کس شان سی وہ شاہ
۶۱۸۶۹	کیا اس فریے میرے ہی ظلم	۱۲۸۵ھ	لیا افسوس حسد کم کیوں نہ ہمراہ
۶۱۸۶۹	لحیہ حسن آغوش عروسان	۱۲۸۵ھ	روان بھی میرا نوشتہ کے نوشتہ
۶۱۸۶۹	ہے اول چرخ و صفت و سعت قبر	۱۲۸۵ھ	کفن تو چاندنی وہ مستند ماہ
۶۱۸۶۹	کمر کیسی جہکی اس فکر غم سے	۱۲۸۵ھ	گر ہے پشت دل کوہ پر جا لگا
۶۱۸۶۹	ہے نازل آفت جان وی دنیا	۱۲۸۵ھ	غم دل ہے بلا صد واسے و لیا
۶۱۸۶۹	اگر ہو آب انکس غم روان ہا	۱۲۸۵ھ	بنے وہ نخل ماتم جو کہ ہوا آہ
۶۱۸۶۹	یہ اشک چشم و دل غم دل طہین	۱۲۸۵ھ	کردن کیا میں شمار می کے اللہ
۶۱۸۶۹	کہیں یہ تیس تاریخین جو بے جد	۱۲۸۵ھ	گئے غالب بھی انکی ہی کسے چاہ
۶۱۸۶۹	اسی ہستی سے اس آخر کو ای قدر	۱۲۸۵ھ	ہے سازگر پیش اب قصہ کوتاہ

تایخ مقدم نواب مختار الملک نائب حیدر آباد دکن لیکنو کہ ہر مصرع تایخ ہجری است

۱۲۸۶ھ	کیا مقدم نواب کی بس شہر ہے	۱۲۸۶ھ	حقا نازل یہ آیت جرت ہے
۱۲۸۶ھ	ذبحہ میں ہے نزول اول ای قدر	۱۲۸۶ھ	جب توج اکبر میں نہیں جھبت ہے

تایخ خان سید مصطفیٰ برادر زادہ مصنف

کلچین شدہ حجام بھنخ نکی

چون ختمہ مصطفیٰ شد از چالاکی

شہد سنت مصطفیٰ اودر باب کے

ماسال خستان اونو شتیم اوقدر

تایخ ترتیب سالہ مجموعہ نسخن مجاریہ ڈائر کٹر صاحب ہا در

مے آقا اودہ کے ڈائر کٹر
کہ مجموعہ بنے بہت سے بہت
دامغ علم جو جس سے معطر
ولی نعمی وڈ پٹے انسپکٹر
شریف و کامل و مرد نہر
ذرا بندہ بھی ہاتھ اٹکا بٹا کر
چھڑک جاے جو دیکھے کیا کر
کہ سن نکلیں عبارت کی برابر
پڑہ اٹھا رہ سو اُسپر سال اکھتر
۱۸۷۱ء

جناب آراے کالن بر ونگ
ہوے اک باریون ارشاد فرما
وہ مجموعہ کہ مجموعے کا عوطر
ہوے آمادہ پنڈت شیو زاین
ہوے نشی حکیم الدین معاون
لہو مل ہوا کشتون مین شامل
غرض نکلا عجیب نایاب نسخہ
پر اب تایخ صورتی معنوی ہو
ہو اجب یہ تردد قدر بولا

تایخ آغاز و انجام رسالہ سراج الشریعہ مصنفہ سید علی بلگرامی خاں مصنف

مہ ساسے وطن قطب آسمان دکن
دکن زند و دش خند ہزار چمن
دکن زرتبت اُدھونیش دروہن
خسیل کعبہ ایمان ستر ک قبلہ من
محیط ہالہ پر ویش صد ہزار پرن

جناب سیدنا خان افروز علی
وطن کتب بنفش گریہ ہزاران ابر
وطن زفر قت او سکماے غم و حیب
فقیہہ و متقی وزرا امام حسین
بسا مسائل شہ عید گرد آورده است

سوال از خود و از مجتهد جواب آورد
 نهاده است سراج الشریعت و انوار
 جریده که بود صفحہ اش رخ یوسف
 جریده که سوادش سیاهی شب قدر
 جریده که بود چشم حور در آینه اش
 جریده که ضیاءش همه خراج حلب
 لغات ادب زبان غیرت سیس و ادیم
 سبحان علم همان پایه ده که جسم جان
 تمام شد چو مر این نسخه شد تمام پسند
 هر آنچه قدر به آوند ماست برآورد
 برآوریم دو بوسه ترانه از گل نسک
 برآوریم دو تا سال حبسری از بیت
 یکے ز مصرع اولاش سال بد و کتا
 سراج شرح بطاق صلاح علم نهاده

مگر جواب ندارد درین جهان کمن
 ز دل فتنه همه مشکوٰۃ چون ز کعبه نشن
 جریده که بود مستطرب نار پیر این
 جریده که بیاخشش شهاب هرین
 جریده که بود زلف حور تیغ و شکن
 جریده که صفایش تمام ساو مدن
 صفات ابلهان نیک بود و بل مین
 بحکم شمع همان وایه ده که جان به بین
 فنا و خلف بود و بگو چو بر وزن
 بر آن سخن که گفتیم میتوان گفتن
 برآوریم دو گلهاست تازه از گلشن
 برآوریم دو الماس ریزه از معدن
 دو گرز مصرع اغراض سال خرمین
 چنان که محض دیوان دین غده روشن

تایخ ترتیب ساله اینک غریب مصنفه رشک سبحان غیرت حیات نبشی قنبر عاصی باطوری

نشانی انشای شروشاوی قنبر علی
 خط به بینی بر کشد کلاک دیران پیش او
 اینت شعرش بل گلزار از انو کت

نثر ادثره مثال شعر او شعری نش
 نیزه خطی خامه چون برآورد در جل
 آنت شعرش پیش او سعدی گلستان در

صد صلوات سے چکداز نفع و خلاق خوش سے رسد بر صنفیہ فرش یا صد اختر بر فلک در حجاز افتاد و آہنگ غریبی کشید این نگارین نامہ را گفتسم و تا تاریخ قد مصرع اول بود ہجری و ثانی عیسوی ہمچو زہرہ در سماع آید عطار در بار قم ۱۲۸۸ھ	ہے نہ بینی مرنگے از گل ہبسا ز عمل میچکد حرف از مداوش یا عطار از زحل وہ چہ نام آورد اندر سال ہجری بخیل یلے لازم ہشا گردی استاد اول بر شکر انگشت اگر دستے بداری در جل پر صد اگر دید آہنگ غریبی بد ۱۲۸۸ھ
---	---

تاریخ تالیف سالہ نجات العاشقین مولفہ شاہ سراج الیقین کہسوی

چون سراج الیقین نسرانہ عالم و حافظ کلام خداست و او تالیف مولد احمد سطر بر گشت سلک مردانہ شمع تاریخ قدر روشن کرد	کہ رخس تاج شاہ خاور شد فقر از شاہ ہفت کشور شد خادم خدمت ہمیب شد ہم رو دانش آب گوشت شد شمع حق یقین منور شد ۱۲۸۸ھ
---	--

ولہ

خوب حافظ جی نے یہ میلادین لکھی کتاب نام رکھا اس رسالے کا نجات العاشقین قدر نے پھر لکھ دیا یوں مصرع تاریخ سال	کشف ظاہر سحر ہوئے محفل عشقین باطنی حسن معنی پر فدا ہین عاشقین باطنی ہے نجات العاشقین شمع یقین باطنی ۱۲۸۸ھ
--	--

ولہ

صل علی کہ شاہ سراج الیقین نے	مولد لکھ رسول علیہ الصلوٰۃ کا
------------------------------	-------------------------------

وہ جس پر پیل پایہ ہیں یہ وحی عرش دین وہ خنجر راہ فضل یہ سجاد کمال وہ بدیل چمن ہیں یہ ادراق برگ گل وہ نقطہ انزل یہ محیط ابد قیام وہ ابر فیض ہیں تو یہ کشت مریہ ہاں قدر ردل سے در تار بج آبدار	وہ رشک روح ہیں تو یہ کاغذ برات کا وہ غیرت سیح یہ محضیات کا وہ لطیف سخن ہیں یہ کوزہ نبات کا وہ مرکز جہان یہ درق کائنات کا وہ کوہ حلم ہیں تو یہ دامن ثبات کا وہ نوح پیش رویہ سفینہ نجات کا
---	---

تاریخ تصنیف قصائد ہفتخوان نعت تصنیف مولانا عبدالاحد رضا بٹوالوی

گفت عبدالاحد وحید العصر ہر کہ بشیند و دیدار ز خود رفت فتح شد ہفتخوان تار بخشش	نعت پغیب اسمہ احمد وز پے سال قدر رفت بخود بے بہا ہفتخوان ز عبدالاحد ۱۲۸۹ھ
---	--

ایضاً

ہفتخوان نے نوشت عبدالاحد مدنی و حجازی و مکے قدر بکشد و قلم تار بخش	بمدیح محمد عربی ترشی ہاشمی و طبری ہفتخوان مدیح پاک بنی ۱۲۸۹ھ
--	---

تواریخ کتابہ قبر مولوی شیخ مظہر کریم صاحب مرحوم دریابادی

افسوس زیر یک ہمہ دانی وفات کرد ۱۲۸۰ھ	دجنت آن محدث سنی شدہ تقیم ۱۹۲۹ء
---	------------------------------------

۱۸۷۲
عیسوی

جاسطون مقبرہ مظہر کیم

۱۲۸۹
ہجری

قدرا این کتاب کافی سنگ مزار باد

تاریخ قواعد اردو

ملک بھی قدم جنگلب تحظیم سے جوین
کہ جس ہوشش جہت میں وہاں کی جگہ گین ہو
ہوے عمدہ قواعد خوباب تصنیف اردوین
۱۸۷۲ء

بحکم پاک صاحب ڈاکٹر کلام اقبال
وہ اردو کے قواعد میں رسالہ بیچ کر نکلا ہے
یہ تاریخ مسیحی فی البدیہہ قدر نے لکھی

تاریخ رہائی میر مہدی علی

فرش راہ آل احمد خاکپاے بو تراب
تین سال آخر یونین نازل رہا پیر خدا
آن ری گردش ہو کہین الیٰ بنو سب کا جواب
آفس اندھیرا مل عالم سبے با پشتم تراب
دفعہ یون ہو کہین سبکی دعائیں مستجاب
آیا پھر آیا زلیخاے سرت پر شتاب
پھر وہی ساتی وہی مینا وہی جنگ رباب
چپ ہوا قدر یہ داستان گو گو کا خوا
ماہ اس عقرب سے نکلا یا گیسے آفتاب
۱۲۹۰ء

سید عالی نسب لا حسب مہدی علی
پھر گئے طالع ہو سے وہ قیدی قید ہو
قید خانہ برنج عقرب تھا تو وہ اسمین قمر
قید خانہ اک گن تھا اسمین ہنوز شید تھے
آکھ میں آنسو د عاب پردہ یونین غ و درد
قید سے اُس یوسف ثانی کو چھکارا ہوا
پھر وہی جلسہ ہی چلین ہی میں جگھٹے
برسر زناہ آدم چپے آید بگرد
کو کب تاریخ چکا دو مسائے فکر پر

تاریخ وفات چودہری مصاحب علی کروی کہ ہر مصرع تاریخ است

۱۲۸۱ قصہ	مردہ چومہ اصحاب علی آن یافت ترق
۱۸۴۳ عیسوی	ہاں قدر ترین سخوان تو سال چارم
۱۲۹۰ ہجری	چون سینہ شدہ سوزین پاک و شوق
۱۹۳۰ کیرے	در خلد مصاحب علی گشتہ و حق

تاریخ جانشینی چودہری طالب علی ابن مصاحب علی

طالب علی لے قدر دلی بود بحق	برجاسے پدر جابوس فرمود بحق
برکری سال نقش تاریخ نشست	حق بر مرکز تہ را بر نمود بحق
	۱۲۹ م

تواریخ گلشن فیض مولفہ حکیم سیہ صامن علی حلال لکھنوی

مضی صامن علی حلال حکیم	وہ جوہین شطرب کے مامن فیض
اصطلاحات ہند انون نے لکھی	سال ہجری بتایا گلشن فیض
قدر نے سال فارسی یہ کہا	گہر پاکباز دامن فیض تو
روئے فصلی یہ پھر در تاریخ	ہے عجائب یہ نکلے معدن فیض
مدیدہ افزو پھر ہر شمس سال	ہی نہ دیدہ مہر روشن فیض
عیسوی سال کا جہا پھر رنگ	ہوا گلہیز واہ خسرین فیض
پھر زر سال پرکھے سمت مین	ہے سر پاکلید مخزن فیض
	۱۲۹۰ م
	۱۲۲۳ م
	۱۲۹۰ م
	۱۲۹۵ م
	۱۸۴۳ عیسوی
	۱۹۳۰ م

تاریخ مکان سید وزیر حسین خان

ڈپٹی دارا خرم خان سکندر حشم	شاہ سیر کرم میر وزیر حسین
ساختمہ قصہ دی بلج ہجرت خود رفیع	ہجرت دل خود و سبع ہجرت خود بزین

طرہ اوز دکند پر سر چرخ بلند
قدر ہے کن بیبا خانہ تاریخ

صحن کشادہ فکندہ غلغلہ درخافین
کرده چه قصہ می بنامیر وزیر حسین

تاریخ مولد شریف مصنفہ سید وزیر حسین خان

خان من سید وزیر حسین
ز درستم مولد رسول اللہ
در سواد کتاب نگینش
غنچہ سونی ست ہر نقطہ
بر بلند می پرید اوراقش
با وجود شباب ثاقب خود
زاد از طبع قدر تاریخش

خط کش منشیان سابق ست
کہ ز سر تا پایک نسق ست
بر لبشام خندہ شفق ست
تخت نگار شے ورق درق ست
زان کیے آسمان نہ طبق ست
از خجالت فلک عرق عرق ست
مولد اشرف نبی حق ست

ایضاً

شکر شکن وزیر حسین در سخن
طوطی فکر قدر نواز دیشاخ سال

این مولد رسول گواہ شکر لہی ست
صد صد درود آکر کدین مولد نبی

تاریخ وفات شیخ محمد علی شاہ آبادی

ہے ز دل عرشیان تائب آذغان
قرر بسال روان سال صالش بخوان

رفت ازین خاکدان شیخ محمد علی
آہ بحق داد جان شیخ محمد علی

تاریخ کتاب نجم الاسرار مصنفہ خواجہ بدر الدین عرف خواجہ مانجہاوی

فروغ شہر و پروین جناب خواجہ بدر الدین
حکیم و مروتانی مکملہ فہمی دورانہ پیشی
دے بر شوق اوسل گئے بر ذوق اومال
زبے آزاد و پابندی سخن پابند آزادی
دلش و ابستہ صورت دل معنی اسیراد
بنور انگیز یہ لفظ اکثہ بند جلب شہری
بباطن تخم افشانی بظاہر سنبستانی
چہ شہر و لفریہ نجم الاسرار آمدہ ناش
چو چشم غمزہ بازان خامش آواز و نگوئی
ہلال طاق ابرو از قبائے او گریبانے
بمعنی کمنہ تصنیفے بصورت تازہ تالیفے
چو مار و مہر مارے بزیر خامہ ہر لفظہ
ورق از حرف شگوش قلم صرف مضمونش
قلم بنوشت و اسود پیاپیاں آمدین دفتر
بر آراے قدر نجم سال اوزار و اوج فکر و

بفکر خود و صد بند بکمال خوش نیار
تینے مونگا کافے پختہ مغزے نغمہ گفتار
تف برق شہر بارے غم ابر گشتار
بکار خوش سستی بکار خیر ہشیار
بشوق حسن لگیری بحسن شوق دلدارے
بمشک افشانی منی دماغ آراے تاملاری
بفکر کمنہ استادے بہ شترانہ شاری
چو تصویر زنگی سادہ رنگ و طرفہ چکار
چور وے امر دان رنگین عذا سادہ خیار
نگاہ چشم باد و از سر دامن اوتارے
بباطن خرمین اندازے بظاہر خوش بردار
مسلم بہر بیاض صفحہ مایا سمین زار
یکے دامان شبکو دے یکے زمیں عیار
نہالے بار و گردید و بارش سچہ شہ بار
دمیرہ مر جبار و اوج معنی نجم الاسرارے
۱۲۹۲ھ

ایضاً باعی تاریخ

نجم الاسرار ص و سلم جادو	بند و بند گاہ	اے قدر بود در نور جز بانو	قصہ کوتاہ
تصنیف جناب خواجہ بدر الدین ست	سائنس این	از دیدہ آمدہ ست نجم نیکو	سجیان لہندہ ۱۲۹۲ھ

تایخ کدخدائی مرزافیاض بیگ ابن ڈوٹی مرزاعباس بیگیا نصاحب

بطریق سہر کہ ہر مصرع تایخی است

۱۸۴۴ء	آئینہ منہ سمنخت سکندریہ	۱۸۴۴ء	زنک شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا
۱۸۴۴ء	دامن جن ہے فیاض کے سر پہ	۱۸۴۴ء	حلقہ شوق ہر یہ ہاتھ میں نگنا دھوا
۱۸۴۴ء	دیکھ اکاٹخ نایاب ہٹا کر سہرا	۱۸۴۴ء	جسے دیکھا نہو غور شید زمین کر ٹھون
۱۸۴۴ء	کیا ہی حیران ہے گردن انور سہرا	۱۸۴۴ء	مثل تار نگہ شوق ہوا جو صد تے
۱۸۴۴ء	سب جبین صبح ہر منہ چاند ہی ختم سہرا	۱۸۴۴ء	سرخ چوڑا ہے شفق دہ دھڑانا فلک
۱۸۴۴ء	صلیہ خلاص کرے کے پنچا اور سہرا	۱۸۴۴ء	تازہ الفت کبہت دامن تو پھیلا یا ہر
۱۸۴۴ء	ہی سجاؤں پیہ سہرے کی برابر سہرا	۱۸۴۴ء	سب کے تار نگہ شوق ہیں لپٹے معکوس
۱۸۴۴ء	دامن ظل علما در دلاور سہرا	۱۸۴۴ء	تایخ ہے روشنی الفت مرزاعباس
۱۸۴۴ء	کہیں اس زور کا ای قدر سخنور سہرا	۱۸۴۴ء	ایک اک مصرع تایخ مسیحی ہے ملا

تایخ مسجد شیخ صفدر علی صاحبائیں قصبہ ترک

مسجد سے ترمیم کرو دوشہرہ امصار شد	شیخ صاحب بانی بنیان دین صفدر علی
مسجد سے فی الحال از صفدر علی تیار شد	گنبد تایخ او معمار کد قدر ساخت

تایخ مسجد آغا علی خان نصا لکھنوی زہیر سجان علیا جرم

عبادت کو خدا کی راہ میں عیس کی مسجد	جناب آغا علی خان اور الطاف حسن خان
-------------------------------------	------------------------------------

حرم کی شکستہ اسدا کبریتی مسجد
۱۱۳۵ھ

کسی یون قدر نے تاریخ ہجری ایک مصرع

تواریخ ختم کیننگ کالج واقع لکھنؤ کہ کیفیت و ماورداد

قطعه لاجواب ہدیہ سید غلام حسین قدس سرہ

۱۸۶۹ء	سجد و جہد کل عطا رہ سوسرٹھ نو مہرین	۱۸۶۹ء	گورنر جنرل عالی روش لائیں صاحب نے
۱۸۶۹ء	مگر سد سکندر جطر وقت سکندرین	۱۸۶۹ء	قوی ڈالی بنا سے خیر خود کیننگ کالج کی
۱۸۶۹ء	زمان عدل درز بیرون طہر حاج کو پین	۱۸۶۹ء	عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے ننگیا کالج
۱۸۶۹ء	ملک پہلو نشین میں اس نواق عرش سکیرین	۱۸۶۹ء	جو با تمکین ہر کچل لہر حصہ مہتمم لایت
۱۸۶۹ء	ہے زیبا سے شجاعت گنجے سنگ اسم فخرین	۱۸۶۹ء	سخی دل سر مرزا جہاد بر نصف لائق
۱۸۶۹ء	کیفیل حال کالج ہین یہ دانا بخشش زرین	۱۸۶۹ء	پریسیڈنٹ مہر برج طاعت کی تسی اس کی
۱۸۶۹ء	یہ عالی رکن امیر حسن ہین فتح مکرین	۱۸۶۹ء	سعید الملک امیر الدولہ والا خجومی ہمت
۱۸۶۹ء	کوئی ہمسر نہیں جاہ و عروج و شوکت زرین	۱۸۶۹ء	یہ عثمان سخا و اس پریسیڈنٹ سابق ہین
۱۸۶۹ء	ہین یہ دایں پریسیڈنٹ داخل ہل جو ہین	۱۸۶۹ء	ہی زیبا پایہ از بس اوج شکر بخش زلا کا
۱۸۶۹ء	ہین سرکاری یہ عہدہ بجز دانش جملہ ہین	۱۸۶۹ء	ہمایون بہر ڈیٹی میرزا عباس خان صاحب
۱۸۶۹ء	دل افزا ہی صفائی خوب ہر دیوار ہر ہین	۱۸۶۹ء	ہوئی مسیہ عمارت نیکدل کرن ہوش
۱۸۶۹ء	لکھی تھی قطع صنعت اکلی کالج کی مقدین	۱۸۶۹ء	ہین نعمان خرد و ملور صاحب نامی انجینئر
۱۸۶۹ء	سرا پاؤں ہی کیننگ کالج ہفت کشمیرین	۱۸۶۹ء	نکو خواجہ جی ہواٹ حصہ اٹامی امین زمین
۱۸۶۹ء	ہین جب تک خج و مہ فلاح پر موتی سمندرین	۱۸۶۹ء	سلامت یا خدا احکام منصور اور یہ کالج
۱۸۶۹ء	ہین سال عیسوی مقصود ہر اک مصرع ہین	۱۸۶۹ء	کمل نظم و لکھی ہی قدر بلکہ امی نے

تاریخ کتاب شمس الضحیٰ مولفہ پنڈت تن ناتھ صاحب لکھنوی

<p>کان علم اچوہ شرفی تن ناتھ است گرمی سواد او نور لیلۃ القدر است اینست خامہ گرد آورد کا زمانہ حکمت خامہ سرود آورد و فتنہ در وجود آورد شمس ضحیٰ آمد گرمی بیانش بین از حروف دو مصرع قدر شد و تاریخ روز علم لامع شد در جهان ز لطف حق ۱۲۹۵ھ</p>	<p>کھلک گوهرین سلاکش ابر و فشانہا فلک آسمان پیماش وحی آسمانہا شرح راز گویشا تن رفو اینہا ہین بعالم پیریش دعویٰ جو اینہا نام نامہ را مد طرفہ خواہنہا ہجری از بنشین ہاست عیسوی ثانیہا مہر نیم وز عصر وقف مہربانہا ۱۲۹۵ھ</p>
--	--

تاریخ وفات محمد احمد ابن شرف حسین ساکن قصبہ ہنوا

<p>ستم اچے چرخ سفلہ بے عذرت پور ہمپاے ماک خود رفت در کیا بجیب مر قدر رفت در ارگہ محمد احمد رفت ۱۲۹۵ھ</p>	<p>بر شرف حسین وادیلہ لصفی پور از مہونا خواندہ تار جانش گینخت دست اجل قدر بنوشت سال شتقرش</p>
--	--

تاریخ وفات سید خلف علی صاحب مصنف

<p>ہمہ تیغ و شنج آمد ہمہ تیر و شتر آمد ہمہ خون فشان دیدہ ہمہ دامنم ترا آمد</p>	<p>زدن فغان برآمد چو بگو شمش اند آمد ہمہ سینہ ام دریدہ ہمہ در رگم خلیدہ</p>
---	--

همه خانه آب برده همه دل تباب برده
همه روز شب نماند همه شب بکتاب
پدرم وفات کرده به ابد حیات کرده
شده دفن جسم خاکی چو چنک در تو کوئی
بفرغ عیش خندان چو گزشت از سر چای
تن او چو خاک گشته همه خاک پاک گشته
پس سیر باغ رضوان چو رسید تازه همان
پدر اخی را یگانا من و ایند توانا
من و صبر و صبر حکایت از صفای برات
منم و خیال رویت نمود هوای موسیت
من و بام آفتاب من و شام آفتاب آفتاب
بخشش قدر زلالان دل دیده شد پشیمان
سکه وفات الدن تو بخوان ز لطف ایزد

همه چشم خواب برده همه شور محشر آمد
همه ساز سوز باشد همه پندیه آهنگر آمد
بنغم پرست کرده چو زمان او سر آمد
بن اہمات مغنی بکنار مادر آمد
بولای شاه مردان لب جوش کوشش آمد
دل خاک چاک گشته چو چنک پیکر آمد
رد باس حور و غلمان به پزیره تاد آمد
بنعت تنم بهمانا همه تار بستر آمد
همه صبر دل فدایت که پسند مجرب آمد
همه روز و شب بسویت نظریه منظر آمد
ز دلم آفتاب آفتاب بلب من آور آمد
چه قیامت است نادان که بهفت کشور آمد
بجنان گزیده سید خلیف علی در آمد
۱۳۹۵ هـ

تاریخ وفات سید فضل الله کمپنوی عرف میر سیتا

میر قدسی نظیر فضل الله
آه جان داد میر فضل الله
۱۲۹۵ هـ

رفت زین خاکدان بگلشن قدس
سال رحلت زوشت خامه قدر

تاریخ وفات خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان بلوی مترجم بوستان خیال

خواجہ بدرا الدین ہوئے تربت میں دفن
قدر نے تاریخ کا مصراع کہا

نور آیا یا کہ چشم کو زمین ڈ
آہ بدر آیا خوف گور میں ڈ
۱۲۹۶ھ

تاریخ جشن سہارا جاد گجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

سرمہارا جاد گجے سنگھ آج کل
پھر اٹھا ہی لاکھان تک غلغل بلرام پور
پھر ہو ہی نثر علی پر دسہرے کا دماغ
سخت چمکے ملگنی حبشید کو سا فیکری
حال لکھا جشن کا نشی کشوری لال نے
جس کا ہر اک صفحہ رنگین چین کا تختہ ہے
نظم ایسی چھپائی باغ میں مرغان فکر
شہر تون سے ہر قطر وایگی تحت القلم
تحت فضلی پڑھا اسی قدر یوں جھنڈا

پھر ہوئے سنہ نشین سندا یوان جشن
پھر سنا کر دیون نے نغمہ و حان جشن
پھر ہوئے کسی نشین افتخار کا جشن
لڑ لکھی قسمت کہ دارا ہو گیا دربان جشن
ہاں نگاہیں رو برویہ نذر ہی شایان جشن
جسکی ہر اک طے سہنہر سربستان جشن
نثر ایسی اہل مائی سبزہ وریحان جشن
مہر خامہ سے سبجل ہو گیا فرمان جشن
ہو مبارک یہ دسہراوریہ سامان جشن
۱۲۸۶ھ

تاریخ وفات ڈوہٹی مرزا عباس بیگان بہادر دہلوی

ماہ جمادی الاولیٰ یکشنبہ دوہم
یعنی بمعدوہٹی عباس بیگان
برخاوند قدر مویہ تاریخ ہجری ۱۲۸۶ھ

شب آفتاب کے زہین پے فخر وہ دا
ہے گلے بیاغ امارت فخر وہ دا
عباس بیگان بہادر دہلوی ۱۲۸۶ھ

ولہ رباعی کتابہ تاریخی مبر

گور عباس جان خراشداے دل خاموش کتابہ در مسیحی سال است	از ہم جگر قدر پاشد احوال شاید کہ پلنگ خفته باشد احوال ۱۸۹۹ھ
---	---

قطعه تاریخ نام بار معمر حکیم شیخ علی محمد صنا لکھنوی کہ ہر مصرع یک بیت ہجرت واقع فرنگی محل

دانش اساس رشک فلاطون بوی بر کس سیاہ کردہ نہ چون ہر شہم از شد بانی نیاز عزرا خانہ حسین گشتہ بدین رواق طیب شیخ منج بیت الشفای عام صدع گناہ ناس شمع ولا لکن دل سگرم مومنین ہر مصرع چکیدہ کند احساب قدر	یعنی علی محمد حق بین خلق وان از وہم آمد زرخود اندرین زمان ابن علی خدیو ولا شاہ انفس جان سقت آسمان عرش زمین او ط آسمان دارالشفای درد گناہان مردمان آہ تنگرفت با تیمان دو دعو دوان ہفت و نو ہزار و صد و پنجاہ ان
---	--

ولہ اردو

شیخ صاحب علی محمد نام اس عزرا خانہ کے ہوئے بانی سال تعمیر قدر نے لکھا	ہین طیب و حکیم فرزانہ عرش پایہ بنایہ کاشانہ ہے شبیر کا مہر خانہ ۱۲۹۷ھ
---	--

تاریخ زناشوی نواب اصغر جان صناع بن حبصا لکھنوی

سنو نواب اصغر جان صاحب تمہارا گھر بپاشادی مبارک
--

کمایہ قدر نے مصراعِ تاریخ نشاطِ خانہ آبادی مبارک

ولہ رباعی

نہن صاحب بے قدر ہوا آتش دین عقدہ بہشتِ فتحپور شد
اے قدر نوشتیم سیحی تاریخ باز ہر متران مشتری آنجا شد

۶۱۸-۸

تاریخ وفاتِ مزبورانِ علی بیگ دیوئی ساکِ تخلصِ اکبر جنابِ علیہ الرحمہ

اے قدر خواجہ تاش مانو تاج بان علی ساکِ تخلصِ دیوئی معجزِ نگارِ فوسِ مژ
مصراعِ تاریخِ وصالِ اندر جزائے خدا نوابِ قربان علی ساکِ ہزارِ فوسِ مژ

۱۲۹۴ھ

تاریخِ نسخہ نوشتہ دارالاسلام مولفہ میر غایت حسین متین تخلص

سید و الانسب میر غایت حسین آنکہ متین داغ اوست دغِ دہِ صد کلام
لبِ بصفائے سخن همچو نباتِ استِ ثوبہ ہم بخش پر نمک چون نمکِ ندِ طبعِ اُم
نوحہ ماتم فزا سے جملہ جو آورد گرد اینت دوتا گفت سالِ قدرِ شہرِ تُم
مصراعِ اول سے دور سنہ عیسوی آ مصراعِ آخر سے او ہجری خیر الانام
امج دہِ حورِ عینِ طوبی نظمِ متین زادِ معادِ انامِ نوشتہ دارالاسلام

۱۲۹۴ھ

تاریخ ترتیبِ ترانہ خیالِ دیوانِ مشتری از طوالتِ نامِ بلند لکھنو

چامہ سے خوشِ رائینِ چو گواہِ درہ آ نغمہ داشتد در سخن سازِ بیانِ مشتری
شد در و درِ جبارِ آسمانِ آفتاب ہم سرودِ جنابِ آسمانِ مشتری

ماہ سانش تاقت براوج سمار فکر قدر مے بہار ہر چکھید از زبان مستری ۱۳۹۴ھ	
وله	
ز دوستی سکہ شہر بنام مستری بہری و ماہی غذا ہے صبح و شام مستری زائرے احرام بند بارعام مستری گرمی بازار شد محو کلام مستری ۱۳۹۵ھ	لوحش اسد مستری دیوان خود تزییناد لالہ خاتون داغ بادل لے اندر سوز رنگ دو سخن درویشہ گر سلطان اغتائیش قدر بر بخت بسیجی سکہ تانچہ ز
تایخ غسل صحت مہاراجا گجے سنگھ جٹا بہادر والی بلرام پور	
آنکھ اندر زرم بر شیران ز نذہ و ریش شد زبون چون مردمان چشم تن تلباش ہر یکے درخت زبان برداشت از ہر حال عمر عیسیٰ مژدہ گوئی آمد ز بہاے شفاش بہر یاس جسم باد آب غسل آب نقاش ۱۳۹۶ھ	د گجے سنگھ آنر بیل کے سی اسلی خطاب چشمہ بڑاشت اندر صید شیران در کلام ہر یکے نخل دعا بنشاندش از ہر اثر غسل صحت کرد و آب رفتہ و جو آمدش قدر از دست دعا بنوشت سال عیوی
قطعة تایخ رحلت صلیہ دق حسین لکنوی	
گریہ شد بر چشم مرد فرض عین مہر دار فاسح بدر خوشن تابع شمع و مطیع والدین راہی جنت بشد صادق حسین ۱۳۹۸ھ	مردہ چون صادق سیاح دیدہ و بود زوار حسین ابن علی نوجوان صالح و پرہیزگار مصرع سال حیاتش قدر گفت

تاریخ انتقال شیخ بوسوداگر ساکن دہلی

آؤخ آؤخ نجفت درتہ خاک
شیخ بوسوداگر جان بہلاک
۱۲۹۸ھ

مرد بیدار شیخ بتو نام
گفت سالتش زبان غامہ قدر

تاریخ تعمیر شوالہ واقع بلگرام معمرہ دیہی پر شاہ بلگرامی

خلف الصدق جواہر مل والا تیسر
یہ شوالہ چمن قدر کا ہی سر و کبیر
ہو گیا عمدہ و نادر شوالہ تعمیر
اسکی چوٹی پر کے قبہ چرخ بی پیر
۱۲۹۸ھ
۱۸۸۱ء
۱۹۳۷ء

بانی اس عمدہ شوالہ کے ہیں نبی پشاد
سال تعمیر کے گلشن میں کھلا فصلی گل
پھر کیا غور تو لکھے یہ سینین ہجری
پھر جو کی فکر تو کم دی یہ سچی تاریخ
آخر الامر کا قدر نے یوں بہت مین

تاریخ وفات عموی میر غلام محیی صابا بلگرامی مٹن اکرمی فن

در آ رہ بڑا رہ اجل در افتاد
گفت ہم ہم عموی غلام محیی جان داد
۱۲۹۸ھ

چون نخل قد غلام محیی ہے جواد
سالتش زکریا سے خرد جہت قدر

تاریخ ارتحال جناب حجتہ الاسلام مولانا سید علی صابا طباطبائی مجتہد نجف اشرف المخاطب بحر العلوم ثانی

راہ دین سید علی بردست گردون شاہلاک

آؤخ آؤخ حجتہ الاسلام دہر بان شگرف

<p>حیث آن مہر ہدایت کوخ این تیرہ مغاک ویزہ اندر مویہ اش ارض نجف شہیدینہ چاک خاک پاک آمد کلف بطرف در خاک پاک موجزن بہم پزیرہ کوثر شین با صد پاک قدر با چشم پر آب و بادل اندوہناک موج دریا سے حیا در نجف آمد خاک ۱۲۹۸ھ</p>	<p>حیث آن ماہ مکالم آوخ این گور نژند و سے درینا از زمین لرزہ غمش گیتی پراست موسی و داد المقدس عیسی و چارم فلک شہد مہینو نغمہ بطوبی لک از طوبی بلند در دو مصرع زود و تارنج وفات اور قم مرد قاسوس و رع سید علی بحج العلوم ۱۲۹۸ھ</p>
--	---

تاریخ ولادت اطفال توامان سجانہ ڈپٹی مرزا خدا داد بیگ خان

<p>ایک لڑکی ایک لڑکا حور و شریضون شہیم اک کلی سے نکلے دو نغمہ دہ دونون تازہ دم منستری دماہ نکلے برج سے توام ہم ۱۲۸۱ھ</p>	<p>ساتھ دو طفل خدا داد ندون پید ہوئے اک صدف سے نکلے دو گوہر دہ دونون بد عیسوی سال ولادت قدر فزون کھدیے</p>
---	--

تاریخ کہ خدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی

<p>بیاہ لائے ہوڈامن گھر کی ہوئی آبادی للہ الحمد مبارک تمھیں ساجد شادی ۱۲۹۹ھ</p>	<p>جا کے دہلی میں جو تم واہ میان ساجد بیگ لوسنوقدر سے یون مصرع تاریخ بکھاچ</p>
---	---

تاریخ انتقال پیر الہیہ برالملک سید مظفر علی خاں بہادر جنگ بہادر اسیر تخلص

<p>جانِ فن شاعری افاد اندر دارو گیر برگلو سے معنی آمد دشمنہ رنج کشیر</p>	<p>چون بہادر جنگ اسیر از رزم گاہ دہر رفت بر سر الفاظ خود چہل مرکب تیغ راند</p>
---	---

<p>پا بزنجیر جہالت بندش اشعار شد گردن علم عروض آمد بطوق دائرہ قدر تاریخ وفات آورد اند قید نظم</p>	<p>خانہ زنجیر شد ہر بیت نظم و لیدیر قافیہ ادحرف قید آمد بقید ناگزیر شعر ز سجن المومنین آزاد قیدی نفس سحر ۱۲۹۹ھ</p>
---	--

ولہ فی المثنوی

<p>تذیب الدولہ مرد آوخ رزم نگاہا در جنگ قیادی طبع و داغ اسیر صائبے و نکری فکر طبع سلیمش ناز سلیم قدر دو تا تاریخ بگفت مات سلیم طاب تراہ</p>	<p>رخت ز ہستی برد آوخ بزم آراے نام و رنگ رشتک ظہوری فخر ظہیر عرفی رسم و سعدی ذکر برق کلامش داغ کلیم تازہ بہ تازی گوہر ہفت فات کلیم طاب تراہ</p>
---	---

در تعمیر کاوان سر ایل ہر دوی معمرہ راجا تلک سنگہ کہ ہر مصرع تاریخ است

<p>ایجاد می دادہ از غید غلام حسین قادری حسینی واسطی سنہ ۱۹۳۹</p>		<p>سنہ ۱۲۹۰</p>	
<p>سخنی و داور و عاقل چنان کون ہوے جو مستعدی وہ عدالت کے جوہن یہ محسن نیکان رئیس کٹیائی پہر اسکے شکر میں بے باک طبع راجا نے</p>	<p>حکیم و حاکم و حق جو کشن جہاں بڑی ادب سے تلک نگہ میں پاس گزار ملاحظہ بل نہیں راجا کا و دل آئی بہار کی یاد کا زمین ارفع کلان سرا طیار</p>	<p>سنہ ۱۲۹۰</p>	<p>سنہ ۱۲۹۰</p>

۱۸۸۲ء	ہجو رعایت آمد کسی خرچ میں ہزار	۱۸۸۲ء	جو متمتع رعایت حسین علی شہزادہ
۱۸۸۲ء	کہودہ تاریخ اسجدین حسین ان چار	۱۸۸۲ء	یہ اذن میر وزیر الحسن تھا کہ کبھی
۱۹۳۹ء	تو ہر سچی و سبب میں ہو ہوتا	۱۹۳۹ء	اگر بنی فصلی و ہجری میان علی الترتیب
۱۹۳۹ء	ہر ایک سال میں پڑھ بخلاف دوشمار	۱۹۳۹ء	پھلایہ باغ ہر قدر بلگرامی کا

تاریخ وفات حکیم ابراہیم صاحب لکھنوی

عزیز مصر سعادت کلیم طو صفا بصدقش راجل زرا برہستی موہوم نوشت سال وصالش خریف خارقہ	خلیل کعبہ حکمت محمد ابراہیم چکیں در در صدف گوشہ چو درتیم بدیج کعبہ باقی خرید ابراہیم
--	--

ولہ

چون چراغِ دودمانِ علم ابراہیم مرد برز داغِ مہرِ زندانِ در شہستانِ ارم از دلش چون ملتہب گردید ہوزِ مفت قدر از شمعِ قلمِ فروخت بزم سالِ د	ریخت شگن شمع ہر غمخوار ابراہیم شد چشم روشن غلڈ از دیدار ابراہیم شد ہر گلِ گلزارِ جنت نار ابراہیم شد از بایں و کارم گلزار ابراہیم شد
--	--

ولہ

ز سیرِ پندۂ عالمِ فن امتثال بہ دستِ ہمت مردانہِ رضا سے قضا دباغِ قدرِ کبریٰ نشاندارِ شش	بسوے دار بقا خست بت ابراہیم شکست لاتِ جد حق پرست ابراہیم چہ پایہ صنم جانِ شکست ابراہیم
---	--

تاریخ کہ خدائی سید مصطفیٰ برادر زاوہ مصنف

ابن برادر م ابن علی باو بسیار مصطفوی دست مراد او آراست مصراع سال بتدخیش معنوی و هم صورتی گفت	آب و رنگ رخ بهجت نغمه عطری گل عترت رخت عروسی بر قامت قدر سخن گو در ساعت سال الف و ثلثه مائت ۱۳۰۰
--	--

تایخ فسانه آزاد مولفه پندت رتن ناتمه صاحب

پندت رتن ناتمه از سخن فسانه را کرده چمن هان قدر تدخیش مل بران من مصلح	ز نار بستن برمن هم از پشتش شتر رفع شد خیم حسن آراستل حالات آزاد بدیع ۱۳۰۰ هـ
--	--

وله

این رتن ناتمه در در همه دانی سمر شعرو س اندر دین صد چمن اندر چمن مصراع چسپیده اش عرو بالیده اش خامه بجامه نهاد زهره عطارد بزاد بست بفکر سامعنی نایاب را مریم او طبع بکر عیسے اوتازه فکر مصراع تایخ باز قدر خنچن داد ساز	آنت فسانه نگرگان همه ایجا داوست لفظ زبان سخن مرغ چمن زاداوست معنی پیچیده اش طره شمشاد اوست فکر تصور زرا و خلخ و نوشاد اوست بستن بال سما عشوه صیاد اوست روح قدس را به ذکر کیمت پاسا د اوست سرو چمن زازناز قصه آزاد اوست ۱۳۰۰ هـ
---	---

تایخ زراعت دکن مولفه حسن بن عبدالمدحی سبک نظام
--

سخن فہم و گنجور گنج خرد	بہین جو ہر معرکہ سلم و فن
حسن ابن عبد اللہ نامدار	خداوند تسلیم خلق حسن
حسابش برون از حساب کتاب	کہ فرد وحید است اندر زمین
بعلم فلاحیت کتابے نوشت	زمین سبز شد شاخ پسرخ کمن
چو ز دیتشہ نامہ بر کوہ منکر	بر آوردہ این طر فو لعل مین
صلاح و فساد زمین بر کشاد	شدہ خسار ز اجنبی چین
خوشا تخم تاریخ افشانہ قدر	شدہ سبز گشت صلاح دکن

تالک

قطعات تاریخنامے طبع کلیات جناب غلام حسنین قدر
بلکرامی مرحوم از نتائج افکار گہر بار مورخ نغز گفتار حکیم محمد قیام الدین
صاحب متخلص بنیر سلیمہ اسد القاد

صورت شمع بزم عالم بین	خوب روشن ہوا ہے نام تو
سہر سن تین بار بنیر نے	کسیا چھپ گیا کہ

ایضاً منہ در فضلے

شد طبع کلام قدر در ذمی قدر	این مژدہ مرا جو گشت موع
نیر گفتہ چہ صبح سال	بان گشت کلام تیر مطیع

ایضاً منہ در فصلی ہمت

مژدہ با اہل سخن را کہ ہزاران زمین و زیر
سال فصلی را دہو! در سال ہمت اسباب
طبع ثانی کا طبع پاک قدر فوسش بیان
گفت وہ طبعی تھا کہ چرخ و کج زبانی
۱۲۹۸ قمری ۱۹۳۷

ایضاً منہ در صنعت صوری و معنوی

صنعت خدا کہ بعد قدر طبع شد
نیرش نوشت بصوری و معنوی
دیوان قدر شاعر کیاتے روزگار
آمد چہ سال سہ صد ہمت و یک ہزار
۱۳۱۰ھ

ایضاً منہ در صنعت از حروف منقوطہ

چون گل طبع کا دم قدر شکفت و بہن
پس نش نیر بگفتم از حروف و سجع
این نوید تاز آور دہ چوبو گل نیم
نظم و دیگر اہم بہتر از درتیم
۶۱۸۹۱

ایضاً منہ در سمت

ہے شاعر کیاتے کا ہوا طبع کلام
نیر نے کہا مصرع سال سمت
کیون زمانہ میں ہونا ہل سخن شادان
حضرت قدر کا مطبوع ہوا دیوان آج
سمت ۱۹۳۷

طبع دیوان از تصنیف و تاجد علی صاحب رضوی بلگرامی

طبع و تاج ہے کلام
نیر نے کہا مصرع سال سمت
آج پوری ہو گئی سب عرف قدر
ہے یہ دیوان یا ہی شمع بزم تر

کی ہے ہجرت کی واحد نہ جو فکر عقل نے جڑھ کر کیا۔ وہی نظم قدر
۱۳۰۹ھ

قطعه تالیخ از تیکم سید بدو رضا خانیس بلگرام

وادی ایک ہی چپا دیو ان قدر ایک اوس مزہم کی ہے یادگار
سب کو ہر اے آرزو عشرت چہ دوستان سب عالم پسند
لفظ لفظ اوسکی بن مصری کی نام وہ بیان شیریں کہ پیکا جس سے قدر
وہ اچھوتی منکر اے صل ملے دل فد السطون پہ بہے مثل سپند
ہے لب ز ابد یہ سال عید سے پیاری پیاری بند شین مضمون بلند
۱۹۹۱ء

تالیخ طبع دیوان - از نتیجہ ناخینال شیریں بقال جناب غلام حیدر رضا ارشد تلمذ قدر

حق جو عمل بے بہا ہے کلیات میر قدر اسیمین مین رنگین مضامین کیا کیا ادب کا کیرہ
طبع کی تالیخ یوں لکھا جو ارشد رضا طبع و انوشوق دل سے طبع زاد و تدوین
۱۳۰۹ھ

ولہ فصل

کلام حضرت استاد استاد بے لطیف کہ جس سے لطف اٹھائی گئے طبع اہل زبان
کلام یہ خاتمہ ارشد نے سال فصل ہی کلام قدر چپا قدر و انوشوق ہو کسان

ولہ وفات حسرت شاعر نامی حضرت استاد می قدر مرحوم

حضرت قدر غلام سنین اسم شریف باگامش وطن و سید ذی رتبہ و جہا

<p>فوت کرد آن شہر اقلیم سخن وادیلہ شہر روان قدر بسوے ارم انا للہ ۱۳۰۱ھ</p>		<p>روز یکشنبہ و بہت دسوم ذیقعدہ سنہ رحلت او ارشد معصوم نوشت</p>
	ولہ	
<p>فوت سوے ملک عقبی ترک نیا کر حیف قدر از مجر فلک زیر زمین جا کر حیف ۱۳۰۱ھ</p>		<p>سرور اہل زبان سرو ار باب سخن مصرع تاریخ فوتش خادمہ ارشد نوشت</p>
	ولہ	
<p>از جسم سخن روح روان گویا رفت قدر جاد و مقتال زین دنیا رفت ۱۳۰۱ھ</p>		<p>صد حیف نہ دہر شاعر یکتا رفت آرشد سنہ وفات او میگویم</p>
	ولہ	
<p>بر چرخ چہان رسد نفیادین رحلت ز جہان گردید اُستادین ۱۳۰۱ھ</p>		<p>نالان نشود چون دل ناشاد من تا بچہ این الم چہ گویم ارشد</p>
	ولہ	
<p>ذات او عمدہ اولاد رسول الثقلین ز انکہ او روح حق بود و دل و جان حسین محفل نکتہ سرائی شدہ فی زین</p>		<p>حضرت قدر سر اہل سخن سبحان نام نامیش بجا گشت غلام حسنین حیف صد حیف کہ او ہم جہان را بگذشت</p>

آواو خاطر ما از دل و جان داشت عزیز سال رحلت برمانیز بگوئے ارشد	از چہ رود غم اول نکند نیشیون شومین بگستان ارم قدر بود با حسنین ۱۳۰۱ھ
---	--

ولہ فصلی

کرد مرگ او محزون دل شدہ سراسر خون بشنو ارشد پر غم سال فصلیش گویم	آنکہ در سخن همچون جامی و نظم می شد ہے راہی از عالم قدر بگرا می شد ۱۲۹۲ھ
---	---

ولہ فصلی

چہ حاجت است کہ شتر خشد ہد زبان من دفات یافت بگو سال فصلیش ارشد	کہ روشن ست بر اہل زبان مراتب قدر زیادہ باد بدار جان مراتب قدر ۱۶۹۲ھ
---	---

ولہ مسیحی

بر دہ زیر زمین قدر زبان آور را آمدہ سال مسیحی زبانم ارشد	جور بر اہل سخن کردہ چرخ بے پیر رہگرا شد ز جان قدر بحکم تقدیر ۱۸۸۴ھ
---	--

در صورتی ہجری معنوی مسیحی

اندرین دنیا نماند از دست بید اہل عیسوی مصرع عیان ہجری زمن ارشد بخوان	نکتہ پرداز سخن دان و سخن آگاہ قدر در نہار و سادہ یک رفت زین دہر آہ قدر ۱۳۰۱ھ I ۱۸۸۴ھ
---	--

ولہ سنت

حیف بگذشت چو پنجاه و دو سال از عمرش
نیز سبب بقلم آمده بنگارش

حضرت قدر روانه شد هزین دار خراب
از جهان رحلت قدر آه چه رود و شتاب
(۱۹۴۱)

وله، در زبر بنیات حیر

خسر ملک معانی قدر
ارشاد ز بر بزمین گوشت و پوست

کرد جهان فنا پذیرد
همه قدر و فوات نمود
(۱۳۰۱ هـ)

وله، در زبر بنیات فضیلی

قدر استاد من ازین عالم
فضلی اندر ز بر بزمین هست

راهی ملک جاودان گردید
واسه جا به مزارتو گردید
(۱۲۹۲ م)

وله، در زبر بنیات نبوت

جان استاد من روان شد چون زرق
نبوت ارشد هم ز بر بزمین است

در دل من جانمود از بس ملال
قدر از دنیا گریه انتفال
(۱۹۴۱)

وله

استاد بعیل زمانه جناب قدر
جادو طراز سخن میان خوش مقام
در مدح پادشاه دکن اوقصید گفت

زیب اگر باهل سخن گویش نام
معجزه رقم محاوره دان افصح انا
اشعار اندران دود صدوی بود نام

کرده صف پسندیم از صف
 اسوار در شادترین پوست حضور
 خواند این قصیده را با و بی حضور از
 هم سر فراز تر شد چه نخواه چاره
 از اختلاف آبی هواست مقامها
 چون بود حکم حضرت محمد ظل حق
 ز انجا بروش بدکن همه رکاب
 یکماه و چند روز در انجا صبحی ماند
 شد و بنده نمود پر پشت مبارکش
 اس سال هم که با کبدی گویش طیب
 امراض او بطول کشید یک یک
 چون دید بسم لاغرا و رنگ چهره زرد
 بین قدر و اینش زره بنده پوری
 مداح هر کج که سجود دلش رود
 القصه آمده زد کن سوئے لکمنو
 ایواست چون نبود بتقدیر او شف
 از سیل آن عوارض مملک بچند روز
 ذیقعه ماه و سبت سوم بعد بخت روز
 معلوم گشت روز و در حال فوت او

یعنی یک لکمنو به بنارس نماند
 در صند قلیل رسیده بان مقام
 گردید مورد وصله از حضرت نظام
 لیکن در آن زمان که شد غایز اطراف
 طبعش ازین پیشده مائل سوز گام
 همراه رفت جانب کلکته شاد کام
 بالطف خسروانه و اعزاز و حتم
 بیارگشت بعد از آن رسیده کام
 آن دین خراب که سرطان بود بنام
 در هر دو مبتلا شده آن کامل انام
 تا آنکه نرسد آمد و طاقت خرام
 آگه شد از علالت او خسرو نظام
 صادر نموده حکم بجهت حسن نظام
 یا بلبش زوایش دو صد روپیہ
 کرده معالجه از اطباء آن مقام
 نمود و نداده هیچ علاجه و تها
 آورد قصر طاقت او را باندام
 آخر سنه که گذری ازین دار بقیام
 زان رو که این ستم زده بود بنام

از تیغ تیر کم خبر مرگ او بنود
 افسوس اینخانه دو بهشت را گذاشت
 از هفت سال مادر او نیز بیوه است
 چون ذکر بیوگان بزبان داشت این چنین
 ممدوح او بد هر یک از هزار سال
 نادم شد مگفت نه خود زین جواب دل
 ارشد رقم نمود دو سالش بمصرعی
 مصالح سال فصلی او نیز گفته شد
 ارشد زهر سال سیحیش بهم بگوید
 دریافت سببتش چون کنی بشنوی ز من

ز خمی بدل رسیده شد کار دل تمام
 زان هر دو از دو سال یک بیوه تمام
 یعنی نماند و الدآن مادم نظام
 فی الفو گفت دل که فضا است این کلام
 خواهد نمود پرورش بیوگان مدام
 انگاه فکر سال مرا شد باختتام
 گشته روان بسوی ارم قدر خوش کلام
 رحلت نموده قدر ز دنیا بیقیام
 ایوان نموده قدر لبست عدم خرام
 آه از قضا که قدر شده کیف بگرام
 سببت ۱۹۴۱

ت م ت

الحمد لله والمنة که کلیات سید غلام حسنین مرحوم بگرامی المتخلص بقدر
 ماه نهم ذیحجه ۱۳۰۸ هجری مطابق هفتصد و نهم جولائی ۱۹۹۱
 در شهر آگره بمطبع مفید مگرام آگره با اهتمام
 بنده گنام احمد خان صوفی پیرایه اختتام
 در بر کشید و سرکه کش چشم
 نظار گیسان
 گردید

مثنوی قضا و قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرہ دستار کلام کلیم
ہے وہ رحیم اور سمیع و بصیر
خاک سے آدم کو کیا آسنے پاک
خاک کیا خاک سے پھر گل کیا
عضو ہو جسے جسے بنا آدمی
خاک ہی کو نور پیما بر دیا
آینہ قدر رب قدر
رہتے نتھے حق سے کوئی دم جدا
وصل یہ تھا سائیکو چاہ نہ تھا
سایہ صفت سائے علی کا رہا
جسم نبی جسم علی کیا تھا
تھے وہ پیما بر یہ امام ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مالک و جبار و حکیم و تدبیر
نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک
گل سے ہر اک عضو کو کامل کیا
خاک سمجھتا ہی رہا آدمی
خاک سے صاف آسنے کو کر دیا
احمد مختار بشیر و نذیر
سایہ نہ مرئی تھا امثال خدا
خالق و احمد مدین گزارہ نہ تھا
لحمکے لحمی احمد نے کہا
خون علی خون ہی کیا تھا
اُن پہ درود ان پہ سلام خدا

۲۱

شعرون

سجده

مثنوی

محضہ

۲۲

مثنوی

خاطرات

کتب

تقریر

الرحمن

مدبران

عوام

ہوا

اصح

لحد

باعث نظم

<p>صاحب عز و شرف و ذمی وقار نطق میں گلریز تھی شاخ زبان چھوٹا ہاتھ انہی اک داستان دوسرے کا قول تھا تدبیر خوب جتنے سخن کی ہے بڑی دہوم دھام یاد ہے اے قدر مجھے ایک نقل موج ہے سہ چہنمہ تدبیر کی آئینہ طوطی کو دکھا دیجیے ہو گئی آنکلی مجھے خاطر عزیز پھر نہ میں کچھ کم سخن کر سکا رہ گیا تھا جو مرا حصہ لکھا نام ہے اے قدر قضا و قدر</p>	<p>جمع ہوئے ایک ن احباب ویا بزم میں ہر ایک تھا انگن بیان جلسے میں ہر ایک فلک آستان ایک تو کہتا تھا کہ تقدیر خوب اون میں سے اک شاعر شیریں کلام کنے لگے مجھے وہ ذی فہم و عقل ہے وہ صدف گو ہر تقدیر کی نظم سے کر کے سنا دیجیے ہیں وہ بہت صاحب عقل و تمیز پھر نہ میں خاطر شکنی کر سکا نثر سنی نظم میں قصہ لکھا ہے جو بنا قصہ کی تقدیر پر</p>
---	--

آغاز داستان امیر فقیر

<p>آج تو کچھ رنگ جما ساقیا ابر ہے اور فصل ہباری کا زور قاضی وز باد کی پگڑی گرے</p>	<p>بادہ گلزنک پلا ساقیا ہو یہ خرابا ت میں مستی و شور ہاتھ میں ستون کے ہون دہلون سرے</p>
--	---

دو زمین جام سے انگور ہو
 قاضی و مفتی کو ذرا چھپ کر
 نیند نہ آئے تو کسان کی کہون
 اک طرف اک شہر تھا آراستہ
 خوب سبھی شہر کی ایک اک نہ کان
 شہر کے باشندے سخی و کریم
 رہتا تھا اُس شہر میں اک مالدار
 جمع تھا اسبابِ معیشت تمام
 خرچ کا مطلق اُسے دہر کا نہ تھا
 زر ہو نوزر کا جو والی تو کیا
 اُسکی کوئی گود کا پالانہ تھا
 دل جگر اس سوز سے تھے داغ داغ
 شب کو دعامانگتے ہوتی سحر
 اشک گرے فضل خدا ہو گیا
 کی جو بھلائی تو بھلا ہو گیا
 آئے کو محتاج نہ جانے دیا
 نخل سخاوت سے اُسے پھل ملا
 سنتے ہیں درویش کوئی آگیا
 مسیحے کشف و کرامات تھا

قلعہ قتل سے نغمہ طرب ہو
 سوئے میخانے کے پٹ بھیر کر
 جو جو سنا ہے وہ زبان کی کہون
 جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ
 طرفہ عمارات عجائب مکان
 عاقل و دانا و ظریف و حکیم
 خوب بسر کرتا تھا لیلا ہنا
 سیکڑوں نوکر تھے ہزاروں غلام
 بیچ ہی تھا کوئی لڑکا نہ تھا
 ہاتھ بھر رگوں دہو خالی تو کیا
 گھر میں کوئی گھر کا اوجھلا نہ تھا
 گھر میں نہ کھتا تھا وہ گھر کا چراغ
 روز کو خیرات میں کرتا بار
 سینچ دیا نخل ہر اہو گیا
 صد تہ دیار دہلا ہو گیا
 اُس نے دیا اُس کو خدا نے دیا
 زر جو دیا غنچہ کہ مطلب کھلا
 جس پہ کہ اُس شخص کا جی آگیا
 رند قنچ نوشن مناجات تھا

نا صیہ پر نور صباح امید
 ماتھے پر سجدے کا نشان جلوہ گر
 لب جو کھلے عقدہ دل وا ہوا
 ہاتھ میں تسبیح زبان پر عمل
 کیا ہی ریاضت میں ہتھانے ریا
 گھل گیا تھا زہد میں ایسا بدن
 دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا
 تھا الف اللہ کا قد بلند
 ایک شبک کفنی دوش پر
 رحمت معبود میں تھا تر زبان
 کعبہ مقصود رسید فقیر
 آنکھوں میں گھر پایا جو ڈالی نظر
 آنے کہا آپ کا تکیہ کہ ہر
 نام جو پوچھا تو خدا ہے خدا
 پھر یہ کہا آج ادھر کس طرف
 جب یہ کہا دست دعا چاہیے
 جب یہ کہا یاس ہے اب چارو
 کہنے لگے بھکے وہ پھر آہ سرد
 طفل زمین پاتے ہیں آغوش میں

چاند سناٹھ چاندنی ریش سپید
 مہر تجھی گویا خط تقدیر پر
 جو جو زبان سے کہا ویسا ہوا
 قطع مگر رشتہ طول امل
 جسم ہوا گھٹل کے نئے بویا
 رشتہ تسبیح تھا سارا بدن
 شب جو ہوئی شب کو وہ قائم رہا
 نون نبی جھکنے میں تھا بند بند
 جس سے منون خاک چھنی دوش پر
 ذکر خداوند جان ہر زبان
 بیٹھ گیا آگے قریب میر
 دل میں ہوا گھر تو رہا اسکے گھر
 بولے کہ تکیہ مرا اللہ پر
 کام جو پوچھا تو رضا سے خدا
 بولے ہوا حکم خدا جس طرف
 ہنس کے کہا فضل خدا چاہیے
 کہنے لگے بول نہ لا تقطوا
 ہے عوض نخت جگر دل میں درد
 طفل بے تنک آتے ہیں آغوش میں

اے مے رب چھوڑا سے تو نہ فرد
ذکر خفی اور ندا سے خفی
سبح راثر موج پر آنے لگا
قدر رکھ ہر جاتے ہو کچھ سیر

حسرت اولاد سے ہر دلمین درد
کیا ہی موثر تھی دعا سے خفی
دور دعا برسا چھانے لگا
میکدے میں آج بڑی سیر

پیدا ہونا فرزند امیر کا اور انا کاتب تقدیر کا

کیا ہی چمکتے ہیں ہزار اندون
کوکتے ہیں مور بھی دیوار پر
برق کی چشمک ہے کہ ہر شیا میں
تنے اکڑتے ہیں جو انان باغ
حوض کے دل میں ہی عجب لہر ہے
حوض پہ پتھر اور ن کا ہے جھکٹا
عقل فلاطون بھی یہاں ذکا ہے
آنکھیں لڑی رہتی ہیں انکور سے
شاخیں جھکی جاتی ہیں ابرو کی شکل
میکدے رندوں کے لیے گہر ہو
حور سے کوثر کا ابھی جام لین
دیکھ ذرا مسکے ہوش و حواس
صاف ہونم اور کہیں وہ بانہ آئے

جوش پہ ہے فصل بہار اندون
کالی گٹا چھائی ہے گلزار پر
رعد کا غل ہے کہ خبر دار ہو
دلمین کھبا جاتا ہے سامان باغ
موج میں ہے باغ کے جونہ سیر
باغ سے جاتی نہیں اک دم گٹا
اینڈے میں تاک عجب رنگ ہے
تاکتے ہیں رند کھڑے دور سے
بیج ہے ہر بیل میں گیسو کی شکل
ساغر لبریز میسر ہوے
ہم وہ ہیں ساقی جو ترا نام لین
ہوش میں آساقی رنگین لباس
وہاں اگر جانب میخانہ آئے

آج تو رندوں میں یہ گاڑ ہی چھنی
 رحمت رب ہو گیا ابرو سہاہ
 فصل مہاری میں ہے ہرست پاک
 دل میں نہان رکھتے ہیں بوتل تمام
 قاضی اگر دیکھنے آئے تو کیا
 یونہیں اگر ذلت اٹھایا کرے
 لاکھ کسے کوئی نہ اسکی سنے
 لاکھ یہ چاہا کرے افشاے راز
 یہ کہے اور اور کہیں اور اور
 ہم وہ ہیں دو جام پیچھے گہری
 جام سے عالم کی خبر گھر میں ہے
 آج تو نشانے میں یہ بوجہی ترنگ
 خوب چڑ ہے نشاۃ مافی الضمیر
 قدر یہی دل میں ارادہ کیا
 تم تو یہ کہتے ہو کہ افشاہ ہو
 ہے جو فشاہ اُسی دلریش کا
 دعوت درویش کی تاثیر واہ
 خوب دعاؤں کا بندہ حاصل
 قفل میں خازن نے لگائی کلید

نازِ پری کرتی ہے تر دامن
 پانی پڑا دھوئے گئے سب گناہ
 ابر کی چادر سے بنا دست پاک
 آنکھ کے پردے میں چھپاتے ہیں جام
 میکہ سے میں کچھ بھی نہ پائے تو کیا
 پھر نہ یہ میخانے میں جایا کرے
 سر نہ ہلے لاکھ یہ سرب بھی دھنے
 کوئی نہ میخانے میں بتلاے راز
 پیٹ کے ہلکے نہ ہوں شیشے کی طو
 عقل فلاطون سے بھی بڑ گئی
 ساغر جمشید بھی چکر میں ہے
 جام سے گلباے زمانے کا رنگ
 بکنے لگیں حال امیر و فقیر
 خوان تکلف کو زیادہ کیا
 میری یہی دھن ہو کہ افسانہ ہو
 ذکر کرو دعوت درویش کا
 جھوٹ جو کہتا ہوں تو آئین گواہ
 وہ جو عقیقہ تھی ہوئی حاملہ
 دم میں ہوا ایک خزانہ پید

حامل نطفہ شکم زن ہوا
 گھر میں عجب قہقہہ ہونے لگے
 حمل ترقی پہ جو مائل ہوا
 سنتے ہیں جب نور کا ترکا ہوا
 نام خدا تیر ہی کریم کی شان
 چہاؤن عنایت کی جو دکھ لگایا
 صد قہقہے ترے اے مے ربِ علا
 کہتے ہیں جب باپ کو پہنچی خبر
 خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا
 سکے جمال پر نامدار
 گود میں پردے سے نکالا اُسے
 ڈال چکا قد مون پہ جدمِ اسیر
 منہ میں زبان ڈال کے معصوم کے
 حفظ کی دو چار دعائیں پڑھیں
 حرز دیے کنڈے بہت پڑھ دیئے
 ایک دعا لکھ کے عطا کی اُسے
 یہ میرا قبال سلامت ہے
 آگے جو گزرا ہے مقدر کا حال
 ہمنے سنا ہے یہ بہت معتبر

گو گھر زلیاب کا محسن ہوا
 چہلین ہوئیں چہچہے ہونے لگے
 ماہِ ہنس میں مہر کا مل ہوا
 چودھویں کے چاند سا لڑکا ہوا
 دیر نہیں تو جو ہوا مہربان
 شاخ شکستہ میں شہر آگیا
 جس نے جو مانگا وہ اُسے دیدیا
 خوب لٹایا گھر و مال و زر
 سجدہ کیا شکر کیا ہنس دیا
 دیکھنے آیا پدر نامدار
 پاؤں پہ درویش کے ڈالا اُسے
 بیٹھ گیا گود میں لیکر فقیر
 ہنسنے لگا پیار سے منہ چوم کے
 خوب ارژدار دعائیں پڑھیں
 نقش لکھ سورے کئی دم کیئے
 باپ کو پہر دیکے دعا ہی اُسے
 تا صدوسی سال سلامت ہے
 کتنا ہے یوں راوی شیریں مقال
 قسمت روزی عمل خیر و شر

کاتب تقدیر بحکم خدا
 تھی جو بہت ساعت نیک اور بد
 کاتب تیرے حکم تیرے
 کشف و کرمات کا دیکھواثر
 دیکھکے درویش نے روکات
 خدمت درویش میں آیا ملک
 دیکھ مجھے کیا میں فرشتہ نہیں
 ہے مری مٹی میں ہر اک بندوت
 ہاتھ بنا آئینہ سر نوشت
 حال ملک سنکے یہ بول فقیر
 ٹھہری ہے اس طفل کی تقدیر کیا
 اُس نے کہا حکم خدا ہے جو کچھ
 جو جو بتایا ہے بتا سکتے ہیں
 مفت امانت میں خیانت کریں
 تم سے کہیں تاکہ کہو سب سے تم
 کہنے لگے آپ سن لے راز دار
 خلق میں غبار رہیں وہ نہیں
 ہے قسم حضرت رستگار عیب
 کاش زبان منہ سے نکالے کوئی

ماتھے پہ لکھ جاتا ہے جسکے جدا
 بعد ولادت وہیں دم بھج کے بعد
 لکھنے چلا جس طفل صغیر
 حضرت درویش کو آیا نظر
 لکھنے بنایا تخت کہ ٹوکا اسے
 کہنے لگا کون بتایا ملک
 نے مے قسمت کا نوشتہ نہیں
 نامہ تقدیر ہے ہر خط و دست
 اس سے عیان ہوتا ہے ہر خوبی و
 اب یہ بتا لے ملک بے نظیر
 ماتھے پہ کرجا لگا تحریر کیا
 حرف سر لوح لکھا ہی جو کچھ
 جو جو سنا ہے وہ سنا سکتے ہیں
 صورت ہاروت قیامت کریں
 شاہ جی گرتے تو ہو مطلب سے تم
 یہ نہیں واسطہ ہمارا شعار
 اسکی سنیں اسکی کہیں وہ نہیں
 تو جو بتا دے ہمیں اسرار غیب
 راز نہ نکلے وہ زبان سے کبھی

کاتب تقدیر نے بت لا دیا
 لکھ یہ سرجہ طفل امیر
 اسپ شبک خیر ہے زیر ران
 اسکی کبھی ران نہ خالی ہے
 چیں سے کجائے یونین عمر بہر
 گھوڑے سے اترے تو میان حزار
 ہاتھ بڑے طفل کے ماتھے ملک
 اور جو منظور تھا لکھنا لکھا
 کر دیکھی اسکی نظر آئی نہ پھر

جب انہیں مضبوط بہت پالیا
 حکم خدا ہم کو یہ ہے اے فقیر
 فضل آئی سے جو ہو یہ جوان
 گھوڑے سے میدان نہ خالی ہے
 شاد و فرح خاک سے یہ پیر
 گذرے یونین ابلق لیل و نہا
 ختم ہوئی بات بڑا ہوا ملک
 رزق لکھا عم کا نقش لکھا
 کام کیا شکل دکھائی نہ پھر

دوسے فرزند کا پیدا ہونا اور فشتہ کا ہوید اہونا

اور چلے اور چلے ساقیا
 ہو لب دریا بڑے کا شکار
 خون کبوتر بڑے میں بھر
 برق چمکتی ہو میانِ سحاب
 خرہ گل باد صبا لائی ہے
 جھومتا ہے شاد ہے پیرِ عنان
 بات ہر اک اسکی کرامات ہے
 پلکین اٹھیں اب رہا رگیا

دیر ہوئی دور چلے ساقیا
 ابر ہے چلتی ہے ہوا سے بہا
 بادہ احمد بڑے میں بھر
 بوتلین سبزا روہ رنگین شراب
 رعد کی شورش ہے مہارائی ہے
 چرخ پہ پونچا ہے سرِ عنان
 صاحب تاثیر ہے کیا بات ہے
 نشاہ مجھے خسر کا رگیا

ایک لپک مارنے میں کیا ہوا
 ہے یہ دعا مثل دعا فقیر
 کہتا ہے اس طرح مرا نفس
 پھر وہ عقیقہ پہنی بہشتی
 طفل طہرہ دار وہ پیدا ہوا
 پردے میں جب دیکھنے آیا پدر
 ہنسکے کہا آپ کا بختا ہے یہ
 کہکے پدر گود میں لیکر اٹھا
 خدمت درویش میں آیا گیا
 پھر وہی درویش سے باتیں کہیں
 محرم و ہمز جو پایا انہیں
 حکم خداوند ہمیں یاد ہے
 جلد پہنچے لے ملک باخبر
 پو پہنچے جوانی کو تو استاد ہو
 ہاتھ سے اسکے نہ پرندہ نہ بچے
 دام مقدر سے رہائی نہیں
 راز کا جس گرا جو ہوا سب تمام
 حکم جو حکم کاروا ہو گیا
 صاحب اولاد ہو واجب امیر

عالم بلا تہ و بالا ہوا
 پیر معن ان لاکھ فدا فقیر
 بعد ولادت کے جو گزرا برس
 وضع کی میعاد پہ لڑکا جنی
 جسکی نظر پڑ گئی شیدا ہوا
 خدمت درویش میں لایا پدر
 اور انہیں قدموں کا نقش ہے یہ
 بوسہ لیا کر کے تدم پر اٹھا
 کاتب تقدیر اُدھر آگیا
 پھر وہی چہلین وہی گھاتیں کہیں
 غیب کا احوال بتایا انہیں
 خالق اکبر کا یہ ارشاد ہے
 طفل کے ماتھے پہ تحریر کر
 صیغہ کہ خلق میں صیاد ہو
 نذر فلک تک بھی نہ زندہ نہ بچے
 اسکے سوا اسکی کمانی نہیں
 جا کے فرشتے نے کیا اپنا کام
 کاتب تقدیر ہوا ہو گیا
 شاہ کیا شاد ہو واجب امیر

موتون کی آب کا ساحل ہوا

سامنے جو دامن سائل ہوا

تولد خستہ اور آمد کا مقبدر

ہوشِ نین تیری قسم سنا دیا
ہوشِ مین آجاتی ہے فصل بہار
جامِ کمان بزمِ کمان ہم کمان
دورِ آخر میں ترانہ نام ہو
جہاں پر اس راہ سے پیاسا نہ بجائے
امینِ مکلف نینِ بتر نہ ہو
خیر سے کنگولِ مین بہ دے شراب
تو نے سنا ہوئے مرشد کا حال
شہرِ کز آفاق ہے وہ دہو م ہے
سُخِ تناس سے ملے تین بار
کہتا ہے یون راویِ طولی نظیر
بطن سے اُس بی بی کے لڑکی ہوئی
نہا ساقہ اور جھنڈو لے تھے بال
ناز کی اندامِ مین آنکھوں میں شرم
گو دین لیستا ہوا باہر گیا
پیار کیا گو دین جب لے لیا

آج نہیں آپ مین ہم ساقیا
تو نے سنا جاتی ہے فصل بہار
کل یہ بے ساختہ کہ ہم کمان
فصلِ خدا سے وہ سدا انجام ہو
رند کوئی جب سوچنا نہ جائے
حاضر اگر شیشہ دوساغر نہ ہو
ہم سے فقیر و مین ہلکا کیا حجاب
وضعِ انفاست یہ نہیں کچھ خیال
رازِ خدا سب اُسے معلوم ہے
ہاتھ اُٹھے ہر دعا تین بار
واہ تاثیر دعا کے فقیر
حاملہ اس کے جو وہ بی بی ہوئی
حور کا چہرہ تو پری کا جمال
صاف ہر اک عضو بدن نرم نرم
باپ جو پردے کے برابر گیا
دیکھ کے درویش نے ہنس ہنس دیا

دیکے دعا پر دے میں ہجو ادیا
 تذکرہ حالِ ذشتہ ہوا
 غیب کا اسرار بتایا تمھیں
 اب نہ بتائینگے تمھیں شاہی
 کون سا ہے آیکا با نیاں قدم
 میرے ترے کون سا پردہ را
 تیرے سبب جان گیا ایک بات
 پھر کوئی سنتا نہیں وہ کانوں کان
 میں کہے دیتا ہوں مگر شرط ہے
 کہتا ہے یوں خالق جن و بشر
 بھیک یہ مانگا کرے آخر تک
 چین سے بے فکر مائی کرے
 اس میں کچھ انسان کا احساہ نہیں
 اور وہ دختہ کے قریب آگیا
 حکم خداوندِ جہان لکھ دیا
 عقل یہ کہتی تھی کہ آیا نہ تھا
 سالکوں کو بخش دیا مال و زر
 سب کو مگر حسبِ لیاقت دیا
 جان سے اور دل سے مطیع تیر

چاند سے رخسار کا بوسہ لیا
 اتنے میں ظاہر وہ فرشتہ ہوا
 بولا کہ دوبار بتایا تمھیں
 رازِ خدا پوچھ چکے واہ جی
 آپ بھی مرشد ہوئے اللہ روم
 ہنسکے یہ درویش نے اُس سے کہا
 اس سے تو دنیا میں نہیں نیکیاں
 پونجی مے کانوں میں جو داستان
 اُس نے کہا خیر خبر شرط ہے
 اپنے فرشتوں کو نہ کیجے خبر
 جبہ و ختہ یہ یہ لکھ لے ملک
 صبح سے تا شام کدائی کرے
 حکم خداوند سے چارہ نہیں
 حال یہ درویش کو بتا گیا
 خامہ تھی انگشتِ ورقِ ناصیا
 لکھ جو چکا پچھ کہیں رمایا نہ تھا
 پھر کے خزانے میں جو آیا پد
 زردیا زریور دیا خلعت دیا
 شادیوں میں رہنے کا وہ امیر

منہ سے جو کچھ اسنے کہا ہو گیا
 تخت جگر گو دین دل میں سرور
 عید کا دن روز تھا مان باپ کو
 دونوں وہاں باپ تھے مثل سپند
 بھر دعا ہاتھ اٹھے رہتے تھے
 بھول جڑیں بزم رہے باغ باغ
 سخی جوانی سے برومند رہوں
 پھرتے تھے آنکھوں میں وہ نورِ نظر
 چومتے تھے سب دہن اطفال کے
 ہا دم لذات کو بھولا نہ کر

چاہا جو کچھ اُسنے روا ہو گیا
 سامنے آنکھوں کے سب آنکھوں کے نو
 حق نے دکھایا یہ سماں باپ کو
 وہاں یہ رہتا تھا نہ پونچھے گزند
 سوے خدا ہاتھ اٹھے رہتے تھے
 باتیں کرین جبکہ یہ چشمِ چسپاں
 سامنے آنکھوں کے یہ دلبند ہوں
 یونہی نظر رہتی تھی اطفال پر
 سنتے تھے جہدم سخن اطفال کے
 قدر بہت عیش میں جھولا نہ کر

شاہ صاحب کا حج کرنا مان بپا مزا و ملت کی صفائی لڑکوں کی جدائی

کل جو بند ہاتھ وہ سماں کیا ہوا
 جا کے چپے ہیں کدھر آتے ہیں
 ناک میں آتی نہیں بو سے کباب
 سر و صنوبر بھی کھڑے ہیں اوداس
 سیکدہ اور ایک جہاں بکبی
 قدر چلو ہو کا یہ میدان ہے
 بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خمر

آج مرا پیسہ رنجان کیا ہوا
 ساقی و مطب نظر آتے نہیں
 قلقل مینا بہت نہ چنگ و رباب
 تاک بھی مر جہاں ہے ایں اسد ریاس
 کیا ہی بستی ہے یہاں بکیسی
 کوئی نہیں سیکدہ سنان ہے
 آج یہاں ہوتی ہے کچھ عقل گم نہ

ایک اوداسی ہی فقط چھائی ہو
 سنتے ہیں ہم ایسی ہو کچھ پسلی
 کون سے جلسے میں پڑی برہمی
 حشر کا سامان ہے ہلچل یہ ہے
 کہتے ہیں اس طرح کہ مدت تملک
 رہتے تھے دل شاد و لخت جگر
 سر پہ جو تھی چاہنے والوں کی چٹائی
 فضل خدا سے ہوے وہ جان جان
 چین سے اُن سب کی بسر ہوتی تھی
 جمع تھا اک جلسہ عجیب غریب
 جس رخ کو منظور ہوا تفرقہ
 حج و زیارت کو اٹھا وہ فقیر
 تحفے دیئے لڑکوں کے ان باپ نے
 دلمین ہمارے ہوئے تھی دلوں
 ہو گئے جو وقت یہ آنکھوں سے ادا
 شاق ہوا جس پر فقیر جلیل
 باپ کی پہلے تو قضا آگئی
 وہ صدق یاس کے دیتیم
 وہ شفقت اور عنایت کہاں

خیسے کچھ فصل خزان آئی ہو
 شہر میں سنان ہوئی ہر گل
 شہر کا شہر آج ہوا ماتی
 حال جو ہو چو تو مفصل یہ ہے
 سبکے موافق تھا جو دور فلک
 ہاتھ میں دل رکھتے تھے مادر پدر
 سب نے نکالے تھے غضب ہاتھ پاؤں
 تینوں کے قدر مراتب جوان
 عشق توں میں شام سر ہوئی تھی
 لوگ بھی آتے تھے غریب عجیب
 ہو گئے مجبور ہو تفرقہ
 روکنا اس راہ میں کیونکر میسر
 دے کے قسم کچھ نہ لیا آپ نے
 کعبے کو وہ قبلہ و کعبہ چلے
 دونوں کے اک بار لگی دل پہ چوٹ
 ہو گئے وہ دونوں مریض و علیل
 باپ گیا مان کو اجل کھا گئی
 بین یہ کرتے تھے کہ دل تھا دو نیم
 ہے کہیں اس غم کی منایت کہاں

شام گے گیسو نہ بنائے گئے
 کونسی بستی کو سف کر گئے
 جا کے وہاں ہم جو شکایت کریں
 اُترے ہوئے منہ سے وہ حیران ہوں
 بننے لگے چاک گریبان اگر
 الغرض اُن سبکی وہ حالت ہوئی
 سب نے گریبان کیے چاک چاک
 سوچ میں تصویر کا عالم ہوا
 کوئی بزرگ امکانہ سر پر ہوا
 شہ کے ادب اش بھی جانے لگے
 مفت اُنہیں سونے کی چڑیا ملی
 جال یہ پھپھیکا کہ وہ دولت اُڑی
 جلسے ہوئے بجھنے لگا دائرہ
 ٹھنڈے جو تھے کرنے لگی گریبان
 کہنے لگے لوگ بدونیک کی
 بات یہ بنتی کہ بگاڑیں انہیں
 روز کی آپس میں لڑائی رہی
 ملکہ اُنہیں لوگوں نے وہ بات کی
 جوڑیہ کانٹے کہ بہت دق ہوے

صبح ہوئی منہ نہ دہلائی گئے
 ہلکو ذرا بھی نہ خبر کر گئے
 سکے وہ منہ چو مین عنایت کریں
 دیکھ کے زلفون کو پریشان ہوں
 رونے لگیں دیکھ کے مادر پدر
 خاک وطن گرد ملاست ہوئی
 گرویتی کی ملی منہ پہ خاک
 ایک مرقع تھا کہ جسم ہوا
 تینوں کے تینوں ہتے اور گھر ہا
 چکنے لگے مال اُڑانے لگے
 خاک میں وہ دولت دنیا ملی
 سب اُنہیں لوگوں کی برولت اُڑی
 خرمن دولت میں پڑا نادرہ
 پردے اُٹھے ہو گئیں بے شرمیان
 غبتیں کرنے لگے ایک ایک کی
 جوڑیہ چلتے کہ اگھاڑیں انہیں
 بگڑے بنے اپنی کمائی رہی
 دنگو سو جاتے تھے مگرات کی
 تینوں کے تینوں متفرت ہوے

لیکے روان ہو گیا چھوٹا بڑا
 سنتے ہیں وہ تینوں گئے تین راہ
 دوست دنیا کا نہیں اعتبار
 دم میں سمجھتا نہیں مثل جناب
 ہر گز مری کھٹکا ہے ہر اک دم خطر
 یہ نہیں کرتی ہے کسی سے وفا
 جان کھپا دیتے ہیں جی بھبھ کے لوگ
 مکر و فریب اور دغا بازی ان
 حلق میں مشہور ہوں پھر غفلت مند
 مکر میں کب تک یہ کریں گے بسر
 یاد ہے نعرہ ہل من مزید
 بیخبر دی حشر میں کام آئیگی
 جو کوئی دانا ہے وہ نادان ہے

مال وہ جو ہاتھ میں جس کے پڑا
 خانہ خرابوں نے کیا کھڑ تباہ
 دیکھ لو اسے قدر زرا ہوشیار
 سہ جو اٹھایا کہیں مثل جناب
 اپنے پانی پہ بنایا ہے گھر
 قحبہ دنیا ہے بڑی بیوفا
 حاصل اسے کرتے ہیں مرم کے لوگ
 کرتے ہیں کس درجہ سخن سازان
 حیف کی جا ہے کہ وہی خود پسند
 حشر کے دن کا نہیں خوف و خطر
 خیر رہن پیو خیر دے کے مرید
 سر پہی عقل بلالائیگی
 قدر تمہیں عقل پہ کیا دہیان ہے

پھرتی سر کی کمائی اور سبکی خبر پانی

اب تو چڑھا جائیں گے دس دن کلکس
 ایک سبکیا ہے کہ ختم تک چڑھیں
 دیکھئے وہ فوج ہزار آتی ہے
 ٹوٹنے مرغان خوش اسمان گرے

آج نکل جائے گی دل کی بھڑاس
 جام تو کیا ہاتھ سب تو تک بڑھائیں
 سنتے ہیں پھر فصل بہا راتی ہے
 لاکھوں پرے سوئے گلستان گرے

اڑتے چلے جاتے ہیں منہ موڑ کر
 راگ نیلاتے ہیں گلزار میں
 بیٹے ہو چپ سطر بوا ندھیں
 رندو اٹھو لائیں اُسے ہاتھوں ہاتھ
 پیرنسان کون وہی مرد پیر
 کعبے سے پٹا جو وہ صحرانورد
 پھرتے ہوئے یک بیک یا خیال
 سوچکے یہ دل میں وہ دیکتاے دہر
 شہر میں پونچا جو وہ مرقبہ
 جا کے جو دیکھا تو مچاتے ہیں ہوم
 خیر سے ہوتا تھا جد سے گورگر
 دیکھتے جن کو الگ بند ہے
 دیکھکے درویش نے سر دہن لیا
 سکے صدر محل آیا وہ مرد
 آکے کہا کون بتایا فقیر
 مہنس کے یہ بولے کہ ادھر آئیے
 یہ تو کو کیا ہوئے اسکے مکین
 اُس نے کہا شکر خدا کیجیے
 خاک کا پتلا یہیں مجبور ہے

باغ پہ کر پڑتے ہیں پر جوڑ کر
 کان اڑتے جاتے ہیں گلزار میں
 چھپو ڈرو طنبور کو کیا دیر ہے
 پیرمعنان آئے مشیخت کے ساتھ
 کاشف اسرار اجنا فقیر
 نور خدا قلب میں چسکے برگرد
 چلکے ذرا دیکھیے اُن سب کا حال
 شاد و فرخناک گیا سوشے شہر
 سید ہاجلا سوسے مکان امیر
 فاختہ موزاغ و ابابیل بوم
 جھکتے تھے تیکم کو دیوار و در
 کوئی نہ بوڑھا ہے نہ فرزند ہے
 ایک پڑوسی نے دہان سن لیا
 گھسے چھپٹ کر کھل آیا وہ بڑ
 کہنے لگا پھر کہہ ہر انا فقیر
 آئیے اک بات تو بتائیے
 خیر تو ہے امین کو کوئی نہیں
 جسمین ضا اُسکی ہو کیا کیجیے
 سخت زمین اور فلک دور ہے

یہ مرض ہجرت بڑھا کر گئے
 تھی جو نینسین مرضی رب کریم
 داغ یہ درویش نے جسد سہا
 اب یہ کو تینوں کمان پرین وہ طفل
 اُس نے کما شہر سے راہی ہوئے
 ایک توجہ شہر سے باہر ہوا
 باپ کے مرنے سے بلا اسکو مال
 دو کر زندگی سینے خبر
 قلت زر سے ہی دل میں ٹھنی
 ہاتھ میں اور دوش پہ کینا ہی دام
 پوچھتے ہیں آپ جو خست کمال
 مال پد ہاتھ نہ آیا اُسے
 تم کو ملے گا جو مکان ایک کا
 اُس نے سنایا جو یہ قصہ تمام

دونوں کے دونوں وہ قضا کر گئے
 ہو گئے اطفال وہ تینوں یتیم بڑ
 تھا م کے دل اُس سے یہ رو کر کما
 تم ہمیں بستلاؤ جان پرین وہ طفل
 تینوں شہر ملک تباہی ہوئے
 جا کے سوارون میں وہ نوکر ہوا
 گھوڑا لیا ہو گیا چہرہ بجال
 شہر سے اُس نے بھی کیا ہی خبر
 کرنے لگا پیشہ صید افگنی
 شام کو بازار میں گنتا ہے دام
 کرتی ہے اک شہر میں در در سوال
 کیا کرے آخر میں بھایا اُسے
 ایک سے پاؤں کے نشان ایک کا
 آپ بڑے کے علیک اسلام

شاہ صفا کا بڑے بیٹے کے پاس آنا اور گھوڑوں کی سوداگری کا راس آنا

کل یہ سنا تھا کہ چہرہ آئی بہار
 خار بھی گل ہو گئے نذر ت یہ ہے
 طعن سے واعظ نے کیا دل کو چاک

آج خدا ہی نے دکھائی بہار
 جھوٹ اڑی سچ ہوئی قدرت یہ ہے
 آج تو جھوٹے کوئی آنکھوں میں خاک

رنگ پڑے اس پہ بہار آئی ہے
 دختر رزاد و شرابی کے ساتھ
 دھوم ہے رند و نہیں غضب دھوم ہے
 خوب ہے ساقی کی دکان پر ہجوم
 باد صبا باز نہیں پاتی ہے
 اودی گھٹا اور گلابی شراب
 زور عبادت کا گھٹ جائے گا
 توسی زاہد کا وضو ٹوٹ جائے
 توسی عمامہ بکے شہر میں
 توسی چوہے یہ سریرِ مغان
 پیر معان اور مغان کے مرید
 جام ہی ہے آنکھ چڑھائے ہوئے
 دیدہ ساغر کو ہے کیا انتظار
 قدر تمہیں مفت پس پیش ہے
 لیجیے سن لیجیے آیا فقیہ
 پونہ چار سائے میں جو وہ ذمی وقار
 ایک کے بستر پہ نشان مل گیا
 دوست کا اُنکے وہ کلان تھا پسر
 باپ کا ہمز از نہیں جان کر

باغ پہ جو بن ہے گھٹا چھائی ہے
 اور شرابی ہے کبابی کے ساتھ
 پیچھتے ہیں غل ہے عجب دھوم ہے
 باغ کے در تک ہے برابر ہجوم
 بھول میں خود بھول کی بواتی ہے
 مشرب زاہد کو کرے گی خراب
 ایک ہی چستو میں اٹ جائیگا
 توسی اک جرے میں جی چھوٹ جائے
 توسی پاجامہ بکے شہر میں
 آکے کرے بیعت پر پیر مغان
 شاد ہیں نوروز ہے یار و زعید
 اور سب وہاں بڑھائے ہوئے
 دستِ سب وہاں جھکتے ہیں کیوں بار بار
 آج یہاں آمد درویش ہے
 دہیان ادھر کیجیے آیا فقیہ
 ڈھونڈ رہا تھا خواگیار ہر سوار
 پھر تو وہی راحت جان مل گیا
 آپ قدسوس ہوا دودھ کر
 رونے لگا دیکھ کے چچاں کر

دیکھ یہ مان باپ کا پر سا اُسے
 دو نون طرن مشک و نکے دفتر گھلے
 وہ جو سنا تا انہیں حالِ فراق
 اُس نے وہیں پاس اُٹا لا انہیں
 شاہ جی آرام سے رہنے لگے
 کیا کہیں الفت ہے جو کچھ آپ سے
 کیا کہیں ہم جیسے وہ مہوم تھے
 تم بھی ہو ہر چند بڑے عقلمند
 اُس نے کہا کون سی یہ بات ہے
 آپ سے شرمندہ ہوں نادوم ہو نہیں
 معتقد اس طرح جو پایا اُسے
 جو کون میں اُس میں نگر تیس و قال
 دام جو کچھ آئین اُنہیں منہ کر
 سننے کے ہنسنا وہ کہ عجب سیر ہے
 سچ ابھی اور نہ کچھ منہ سے بول
 دیکھ کے رخ بولا وہ آگاہ دل ہے
 چاہیے اس میں نہ ذرا منکر و غور
 اس میں بھلائی ہے تری جان لے
 جب یہ سنا پھر تو وہ کا پناہ دین

رو نے لگے اور رو لایا اُسے
 جاگے نصیب اور مقدر کھلے
 یہ بھی جاتے سفرِ اشتیاق
 حال سنا کیا کیا سارا انہیں
 اُس سے پھر اک روز یہ کہنے لگے
 تم نے سنا ہو گا کبھی باپ سے
 ربتے ہمارے اُنہیں معلوم تھے
 کیا ابھی سن ہے جو سنو وعظ و پند
 مجھ پر بزرگون کی عنایات ہے
 جس میں مجھے حکم ہو خادم ہو نہیں
 وعظ یہ ناصح نے سنایا اُسے
 اس پر سبک سیر ابھی بیچ ڈال
 شام تک رہنے نہا لے وہ زر
 خیر و درویش کو کچھ خیر ہے
 واہ جی گھر گھر ڈانٹا اس بول
 واہ یقین واہ جگر واہ دل
 وہ مرا معبود تھے دے گا اور
 بات فقیہ و نکلی ذرا مان لے
 کشف و کرامات کو بھانا دین

صہ معتقد
 ما علان معلوم
 موقوف ہے

سید ہا اٹھا اور گیا تھان مین
 لا کے رسالے مین دہین ہاتھوں ہاتھ
 پاؤں کو پھیلا کے دہین شام سے
 کیون نہ بہلا چین سے کاٹے وہ شب
 قیمت اسپ اُسنے جو پائی تمام
 کون کہے اس مین بُرائی ہوئی
 جب نہ رسالے مین رہا آسرا
 دیکھا وہاں جا کے تماشا عجیب
 جاتا ہے گھٹنے پر وہ پیدل سوار
 روکے وہ کہتا ہے کہ امی میرے رب
 یا تو مے یا تو نہ ہمیں رہو
 اسمین یہ درویش نے جا کر کسا
 چاہے مے ہاتھوں اسے بیچ ڈال
 اُسنے کہا خیر یہی دیکھیے
 آپ نے منظور کیا لے لیا
 وہ تو روپے لے کے روانہ ہوا
 آپ نے جو وقت یہ گھوڑا لیا
 دیکھے کہا اسکے ابھی دام کر
 ہے تری تقیر مین گھوڑا دام

کھول کے لایا اُسے سید دن مین
 بیچ لیا اسپ اسامی کے ساتھ
 گھوڑا بکا سو رہا آرام سے
 بیچ کے گھوڑے کو وہ سوتا ہوا
 ایک ہی دن مین وہ اڑائی تمام
 بات تھی مرشد کی بتائی ہوئی
 دونوں گئے جانبِ حمان سرا
 ایک سہرا سوار مسافر غریب
 راہ مین ہمیں رہا ہوا راہوار
 گھوڑا نہ جیتا ہے نہ مڑتا ہے اب
 یا کوئی گھوڑے کا خیریدار ہو
 گھوڑے مین کچھ دم نہیں باقی رہا
 تین روپے دیتا ہوں لے بیچ ڈال
 خواہ مرے خواہ جیسے ملیجے
 مول جو ٹھہرا تھا اُسے دیدیا
 گھوڑا وہ دم جھاڑ کے اچھا ہوا
 اُس سے لیا اور اُن مین دے دیا
 بیچ اسے چسین کر آرام کر
 روز کے روز اُن مین خیر دام

تو کہی بائع ہو کہی مشتری
 کہتے ہیں درویش جو حامی ہوا
 خلق میں سا کہا بھی بڑا اس قدر
 داہری تندہ بیہرہ جانتا ہے
 مال و خزانہ اُسے حاصل ہوا
 باتوں ہی باتوں میں کہا ایک دن
 جاؤ نہیں اُس دم ترے بھائی کی پاس
 ساتھ نہ کچھ مال و خزانہ کرو
 اُس نے کہا آنکھوں سے منظور ہے
 طے ہوئی یہ بات تو رہبر یا
 تھا جو مقام اُس کا وہ جانا ہوا

یونہی رہے گھوڑوں کی سوداگری
 پھر تو وہ سوداگر نامی ہوا
 لاکھوں روپے آنے لگے بات پر
 ہو گیا دودن میں امیر کبیر
 دیکھ کے درویش بھی خوشدل ہوا
 ہو جو کوئی نیک گھڑی نیک دن
 اُس سے بھی ہی یونہی کچھ اک التماس
 آدمی اک نئے کے روانہ کرو
 سچ ہے جو مامور ہے معذور ہے
 چل دیے اور آگے اُسے رہا
 رہبر رہبر وہ روانا ہوا

پھر درویش کے لڑکے کے پاس آنا اور صیادی کا رنگ جمانا

خیر پیا لانا پلا ساقیا
 طاق پہ پیمانہ دہرا رہتا ہے
 ہم سے اڑا تو اڑا ایں گے ہوش
 تاو میں آکر ابھی لیسن گے قدح
 سو گم گئی ورد و عسائیں زبان
 قہر پھر بھی کوئی لب تر نہو

آنکھ تو یاروں سے ملا ساقیا
 خیر ہے کیون ہم سے بھرا رہا ہے
 صورت بادہ ابھی آئیگا جوش
 قدح سنا کر ابھی لیسن گے قدح
 جب کہیں جاری ہوئی تیری کان
 صورت قارون کہیں اب نہو

جی میں ہے سائل کی گرہ کھولے
 تو کوئی پائی بھی نہ پائے وہ ہیں
 دہیان نکر خیب جو خالی ہیں ہاتھ
 اشک کے مئے سرخ کا بیانہ ہے
 جسدِ عکھا ایک سفید پریش ہے
 ولولہ اے ناز کے بانی یہ ہے
 چمکے وہ اسد کا پیارا فقیر
 پہلے تو وہ رہ رہ رہ رہ گیا
 جبکہ کے کیا اسکو ادب سے سلام
 حضرت درویش کی تدبیر عقل
 مال کا آنا وہ روپون کا شمار
 دیر تلک اسکو سنایا کیا
 پھر یہ سنایا اسے حکم امیر
 خاطر ناز کے ذرا ہو شیار
 رازِ آسمانی سے گنہ گہرا ایو
 بول اٹھا چونک کے وہ خنہ جان
 اُس نے کہا آئیے باہر میں آپ
 جب یہ سننا اُس نے اٹھا بر محل
 پاؤں چہ حضرت نے جو پایا اسے

نقد ہی لے دل کی گرہ کھولے
 چار ملے اٹھ اڑائے وہ ہیں
 جام تو بھرا ناز و لطافت کی گھاٹ
 چشم و خرد قیمتِ پیمانہ ہے
 منکر و تر دوہین در پریش ہے
 راوی صادق کی زبانی یہ ہے
 منزلِ صیفا دیہ پونچا فقیر
 کھول کے دروازے کو اندر گیا
 حالِ برادر کا بتایا تمام
 گھوڑ و نکی سوداگری اور ساری نقل
 حلق میں ہر بات کا وہ اعتبار
 اُس نے جو پوچھا یہ بتایا کیا
 لے ترے پاس آیا ہے خود وہ فقیر
 اکبر موقوف نہوزینہار
 جو کہے آنکھوں سے بجالا یو
 جب کا تو رہ رہ رہ رہ رہ رہ کہان
 دیکھیے کیا جلوہ داوہ میں آپ
 سامنے حضرت کے گیا سر کہل
 سینہ اقدس سے لگایا اسے

پہلے تو کی تعزیت والہ رین
 دیر تلک یاد میں روتے رہے
 اشک الم یاس سے بندے لگے
 پونچھ کے انسو سے لپٹا لیا
 اجم رہا لکب تھا گورا نہین
 حال سنایا کہ بر احوال ہے
 گم نہین ہوتا کسی تدبیر سے
 منکے یہ کہنے لگے اے ذی شعور
 چلکے وہیں حال سنا بیگے ہم
 اُس نے کہا خیر جو ارشاد ہو
 کہتے ہیں جب صبح نمایاں ہوئی
 نور کے تڑکے سے اٹھاؤ جوان
 دام لیا دانہ لیا ہاتھوں ہاتھ
 ایک طرف بڑھ گئے بستی سے دو
 ایک کھ دست بیا بان تھا
 سبزہ نوخیز نہ بہت لسل
 سیہی دختوں کی قطار اک طرف
 چاک گریبان سحر اک طرف
 نخل میں لٹکے ہوئے بار اک طرف

وہ نوکے رونے سے ہوا شوشین
 میں بھی مابین میں ہوتے رہے
 بے کھمبر کے کہنے لگے
 سینے سے پٹاٹ لاسا کیا
 اُس نے وہیں جین اتار انہیں
 جبال مسمی بان کا بچا لے
 دام بنا ہے خطرتہ پرست
 صبح تیسے راتھ پلین گئے غرور
 جو جو بتا ہے بتائیں گے ہم
 تم خطہ تقدیر کے استاد ہو
 زور پہ نقدریہ بیا بان ہوئی
 فخر پڑ ہی اور کیا اپنا دیان
 اور وہ درویش چلا ساتھ ساتھ
 دونوں گئے عالم ہستی سے دور
 صلی علیٰ نوز کا میدان تھا
 اور پرندوں کے کہیں پہنچے
 لالہ رصحہ کی بہار اک طرف
 نالہ مرغان سحر اک طرف
 اور گل خود رو کی بہار اک طرف

جیل لبالب تھی بھری اک طرف
 مور کی جگل میں صد اک طرف
 اژدہا ہے شب بنم بگن اک طرف
 طائروں کی ریل کی ریل اک طرف
 صبح کا وقت اور وہ نیم سحر
 گھانسیں پہ تھے قطرہ شب بنم پڑے
 سنبل پہ سوچ کا جو پڑتا تھا نور
 شاخ پر اسد سے ہجوم طیور
 سرد ہوا اور برد و ت بھری
 سبزہ کمین اور کمین چہنم سار
 دونوں گئے پھر اسی میدان میں
 اُس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی
 دیر ہے کیا اب نہ ذرا سانس لو
 اُس نے وہیں دانے کو چٹکا دیا
 جال میں اک بانہ دیا جانور
 دونوں وہ پھر ایک طرف جا چھپے
 ٹوٹکے دانے پر گرے یوں پرند
 دام لیا ہاتھ میں صیاد نے
 ہاتھ کے اٹھتے ہی اُٹھے جانور

قہقہہ کبک درمی اک طرف
 گلشن جنت کی ہوا اک طرف
 چو کرطی بھرتے تھے ہرن اک طرف
 اور چرندوں کی کلیں اک طرف
 کھول دے جو روضہ جنت کا در
 تخت زمردین تھے موتی جڑے
 ضو سے ہر اک نخل بنا نخل طور
 پھنس گئے گیسو میں دل ناصبور
 ساری زمین سبزہ تر سے ہری
 حق نے بنایا تھا عجب مرغزار
 دم جو لیا جان پڑی جان میں
 خوب نکالی ہے جگہ واہ جی
 صید جو چاہو وہ یہیں پھانس لو
 دام کو پھیلا کے یہ دھوکا دیا
 جس میں پرندوں کو نہ ہو کچھ خطر
 آڑ ہوا دامن صحرایہ چھپے
 دانہ انگوڑ پر جس طرح رند
 ہاتھ ہلایا وہیں اُستاد نے
 بیٹھ گئے اڑنے کے کسی شاخ پر

اُس نے کہا آپ نے یہ کیا کیا
 ہوش میں آ اب سے خبردار ہو
 ڈرنہیں عرصہ جو بہت سا کچھ
 باز جو پھنسا جائے تو پھر لاکلام
 اُس نے کہا باز نہ آئے اگر
 تو نہیں کچھ جانتا کیا راز ہے
 تیرے مقدر میں ہے اک جانور
 چاہے گا جو کچھ وہ ملے گا تجھے
 اُس نے کہا دام وہ ہی لاؤں میں
 آپ یہ فرمانے لگے جلد جاو
 حکم کو سنکر وہ اٹھا چیت چیت
 دانے پہ گرنے لگے پھر جانور
 بیٹھا رہا صبح سے وہ شام تک
 چلنے کو آمادہ ہوا جس گھڑی
 ہنس کے کہا فضل خدا کا ہوا
 باز بھی اتنے میں گرا ٹوٹ کر
 اُڑنے کو چاہا جو وہاں باز نے
 دونوں اُٹھے دُست سے اور گئے
 پانواؤں باز کی قیمت ملی

کنے لگے منع تجھے تھا کیا
 دیکھ کر باندہ کے طیار ہو
 جال میں کوئی نہ پرندہ اس کچھ
 شوق سے بے پوچھے ہوئی کہنچ
 آپ یہ فرمانے لگے صبر کر
 باز کا ملنا بھی خدا ساز ہے
 اُڑ کے ملیگا وہ تجھے عمر بھر
 حق سے جو مالِ گناہ دیا تجھے
 حکم جو ہو پھر اُسے پلاؤ نہیں
 دام میں اور جگہ جا لگاؤ
 دام میں اُس نے کیا پھر درست
 پھر بھی نہ صیاد ہو کچھ خبر
 باز کا پر بھی لگیں دام تک
 یونہی درختوں پہ نظر جا پڑی
 باز ہے اک شاخ پہ بیٹھا ہوا
 پھر نہ وہ پند سے پھر چوت
 کہنچ لیا دام میں جان باز نے
 بازیش کر کے اندر گئے
 اُس کو یہ قیمت بھی غنیمت ملی

صبح کو چھ رجانب صحر گیا
 خوب اُسے دل سے جو بھائی یہ بات
 آئیو جب پچانس کے باز آئیو
 پھر اُسے جسے تر نے سنایا چرف
 تھوڑے سے عرصے میں بڑھا سقار
 کیسے زرد ام کا حلقہ ا ہوا
 فصل آئی سے وہ سامان ہوا
 پھر یہ کہا ایک سفر پیش ہے
 آدمی اک راہ بتانے کو دو
 ہے غرض آپکی ہمشیر سے
 اُسے وہیں ساتھ کیا آدمی

پچانس یسا باز کو اور آگیا
 حضرت مرشد نے سکھائی یہ بات
 باز نہ آئے تو نہ باز آئیو ۲
 روز جو کچھ آئے وہ ہو جائے صرف
 بنتے لگے سونے کے دیوار و در
 باز آئے سونے کی چڑیا ہوا
 دیکھ کے درویش بھی شادان ہوا
 تمسے ہی حاجت درویش ہے
 ایک سے بہت رہن مری جان د
 کھویئے ادبار کو تدبیر سے
 یکے چلا پھر یہ جہلا آدمی

فقیر کا دختر کے گھر آنا اور امیری کو پہنچانا

جام جو ایک آدہ بچا ہوئے
 کچھ تو فقیر دن کو بھی امداد ہو
 دیر سے سب رند و عادی تہین
 آپ ہی کا نام سنا اور آئے
 ٹوٹا ہے جسم ادھر آئے قح
 چلتے ہیں ہم دور نہ اب تک چلا

حضرت رسانی کا بھلا ہوئے
 چین کرو خوش رہو آباد ہو
 دیکھیے سرکار انہیں کیا دیتے ہیں
 دیر ہے کیا کوئی ادھر دور آئے
 پڑھ لیں جہاں ہی دعا قح
 سچ ہے مثل سوم سخی سے بھلا

جام جو دینا ہے تو دیجے شتاب
 آپ کی خدمت سے کرین درگزر
 پاؤں خفیہ درنگانہ کچھ لنگ سے
 شرم تمہیں چاہیے اسی مہربان
 کیون نہ بہلا خلق میں ہو جائے نام
 بزم سے ہے خانہ دختر غرض
 آپ کھڑے رہ گئے بیرون در
 بھائی کی جانب سے دعا دی اُسے
 ذکر کیا آمد درویش کا
 منتظر حال جو پایا اُسے
 گھوڑوں کے بکنے سے وہ پاناڑے
 کوشش درویش جستایا کیا
 گھر میں مناجت کل آئی وہیں
 ایک گھڑی گرد پھری دوڑ کر
 آپ نے قدموں سے اٹھایا اُسے
 جان گئی اپنا سہارا انہیں
 روکے وہ پھر کہنے لگی اپنا حال
 کشتی درویش میں ہے آبرو
 کاسہ گدائی کا ہے اور دست زار

اور نہ دنیا ہو تو دیجے جواب
 دیکھ لین ہم جا کے کوئی اور در
 اور نہ کچھ ملک خدا تگ سے
 دیکھیے فیاضی پسیر مغان
 بزم میں جا جا کے وہ دیتا ہی جام
 پونچے خفیہ اور وہ رہے غرض
 گھر میں گیا پہلے وہی راہبر
 ساری حقیقت وہ بتا دی اُسے
 حال کہا مقصد درویش کا
 بھائیوں کا حال سنایا اُسے
 باز کا پھنسا وہ اڑانا روپے
 ساری حقیقت وہ بتایا کیا
 شوق میں گھسے نکل آئی وہیں
 پاؤں پہ پھر آ کے گری دوڑ کر
 اور دیا خوب دلاسا اُسے
 جھوڑی میں اپنے اتارا انہیں
 ہے مری تقدیر میں در در سوال
 پھر بھی گرا کرتی ہے وہ کوکبو
 چاک کی صورت نہیں مہر قرار

اُس نے یہ سب حال جو بتلادیا
 اور کہا آج سے دل مشا اور کھ
 جا کے سوال اب جو کہیں کہجیو
 ایک بھی کہہ تو نہ لینا روپے
 اُس نے کہا ایسا تو دیکھنا نہیں
 شاہجی کہنے لگے جاؤ شتاب
 دیگا خدا دل میں جو ہو مانگ لو
 مانگنے نکلے تو لگا دٹ ہے کیا
 یہ جو سنا مانگنے گھر سے چلی ۛ
 پوچھتا کوئی تو بتاتی یہ حال
 وہ کوئی اسد کا پیارا ملے ۛ
 سنکے یہ لاکھون کے وہاں لے پے
 لوگ بہت جمع ہو گئے رگد پیش
 کہتے ہیں اتنے میں ہوا کرو فر
 یعنی ادھر ایک امیر آگیا
 پوچھا وہاں اُسکا سبب ماجرا
 آکے جو تفتیش کیا اُس سے حال
 کیا ہی خدا ترس تھا وہ جسم دل
 تیسری کرمی دہین توڑا دیا

آپ نے سن سنکے دلاسا دیا
 بات جو کہہ دن میں اُسے یاد کھ
 دے کوئی توڑا تو جب ہی لیجیو
 دیکے دعا بھیج رہی دینا روپے
 گانٹھ کا پورا کوئی اندھا نہیں
 اس میں نہیں جاے سوال جواب
 مانگنے پر آگئے جو مانگ لو
 ناپ چنے جب نکلے تو گھونکھٹ ہی کیا
 بھیک ملی لاکھ پر اُس نے نہ لی
 ایک ہزار کے کا ہی اپنا سوال
 جس سے جو حصہ ہو ہمارا ملے
 لاکھون یہ کہتے تھے جنوں ہر اسے
 بھیڑے حیران تھی وہ دینہ ریش
 ایک سواری نکل آئی ادھر
 بھیڑے جو دیکھی تو وہ گہب لگیا
 لوگوں نے بتلادیا سب ماجرا
 کرنے لگی یہ وہی اپنا سوال
 حال سنا اور ہوا منفصل
 دیکے محافظ اُسے بہجوا دیا

پھر نہ کہین اور کسی گھر گئی
 لائی جو کچھ تھی وہ دکھایا انہیں
 سنکے کہا آج ہی ہو جاے خرچ
 اُسے نہ سنا کان سے جہدم یہ حرف
 تھی جو مقدر میں کمائی وہی
 زرجو ملا غنیمت دل کھل گیا
 یہ نہ یہ بات بتائی اُسے
 ہے یہ گدائی تری تقدیر میں
 ہو گا نہ اوقات میں تیرے خلل
 کہتے ہیں ایسی وہ اشارت ہوئی
 دیکھ کے خوش ہو گیا کیا وہ فقیر
 عرصے تک بچہ وہ اُسی جا رہا
 کام جو تھا شکر خدا ہو گیا
 رشتہ الفت کو کروا نقطہ
 کاٹ دو زنجیر وفا جاؤں میں
 دیکھ کے یہ آپ کا جوش و خروش
 روکے کہا خیر حلے جائیے
 حکم جو پایا وہ روانہ ہوے

سامنے درویش کے لیکر گئی
 اور وہ سب حال سنایا انہیں
 خیر ہے روز جو کچھ اُٹے خرچ
 کوڑی نہ رکھی کیا سب مال صرف
 صبح کو بچہ جاکے وہ لائی وہی
 تھوڑے سے عرصے میں بہت مل گیا
 ساری کرامات بتائی اُسے
 ہارے ہمت کو نہ تدبیر میں
 آج دیا جس نے وہی دیگا کل
 اُس کو فقیر سے امارت ہوئی
 شکر کے سجدے کو جھکا وہ فقیر
 تذکرہ ایک دن اُس سے کہا
 بارے میں سبکے ادا ہو گیا
 آج خوشی سے مجھے کرو ووداع
 شیرِ ساحر کو چلا جاؤ نہیں
 اُڑنے لگے دختر نادان کے ہوش
 صبر کیا خیر حلے جائیے
 جانبِ صحرا وہ روانہ ہوے

صحیفہ جناب کی ملاقات کا تقدیر کی

ہوش میں اے ساقی محمور
 جام وہ دے دے عتس مری آگ ہو
 جو آرنی خیر ہو وہ جام دے
 جام وہ دے دے رنگ بیان تیز ہو
 آنکھ سے دیکھا نہ ہو وہ جام دے
 جام وہ دے دے ہو دل زاہد کباب
 نشاے میں ہر شیار ہون وہ جام دے
 جام وہ دے دے دل ہو فلاطون کا خم
 پیچہ کثرت دیر ہو وہ جام دے
 جام وہ دے دے خاتمہ بالحنین ہو
 گاؤں میں زرد ہو وہ جام دے
 مے نہیں حاضر تو فلک سیر ہو
 جس سے آٹے گنبد مینا کا رنگ
 نشاے میں صحرار کو چلیں جو مکر
 حضرت مرثد کی سواری گئی
 کہتے ہیں بستی سے چلا وہ فقیر
 دشت و بیابان کو وہ راہی ہوا

ہوش میں اے ساقی محمور
 جام وہ دے دے جسے لاگ ہو
 آتش دل تیز ہو وہ جام دے
 جام وہ دے دے تیغ زبان تیز ہو
 رونق میخانہ ہو وہ جام دے
 جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب
 بے پیسے سرشار ہون وہ جام دے
 جام وہ دے دے منکر و تردد ہو گم
 ناخن تبرید ہو وہ جام دے
 جام وہ دے دے کعبہ ہو جو دیر ہو
 تحت شری گرد ہو وہ جام دے
 جام وہ دے دے عرش تلک سیر ہو
 ہونہ فلک سیر تو دے جام بنگ
 پیکے قدح تیرے قدم جو مکر
 دشت میں اک باد بہاری گئی
 شہر میں ٹھہرے گراہلا وہ فقیر
 راہ رو راہ آہی ہوا پڑ

شیر تو ہیبت سے ہرن ہو گئے
 سامنے انکے جو کیا ذکر و وق
 کوک اٹھا تھا کہین طاووس باغ
 قہقہوں سے بک بک پر لیا غضب
 دہوم ہوئی عشق خداداد کی
 دیکھکے دامن پس ہامون چھپا
 دشت میں جب آپکا جلو ہوا
 رنگ خزان دم میں ہوا ہو گیا
 نقش قدم سے گل خود روا گے
 آئے جو صحرا میں یہ رشک ملک
 اور پے تسلیم ادب بار بار
 لو تو کبھی اس طرف آتی نہ تھی
 جھیلین بھرن چشے بھرے جا بجا
 روز میں اور وہ ٹھنڈی کچھار
 غار کہین اور کہین تھے پہاڑ
 شیر کہین اور کہین کر گدن
 ایک وہ بھیڑوہ بیابان تھا
 صورت انسان نظر آتی نہ تھی
 کسکو ہبلا دیکھنے کی تاب ہو
 سیدھے وہاں آپ چلے جاتی تھے

اور ہرن شیر فگن ہو گئے
 جب سے پڑا گردن قمری میں طوق
 چرب زبانی سے لگا اسکو داغ
 آگ جیہی کھاتا ہے یہ بے ادب
 آب گئی تیشہ زنفہا کی
 دامن کسار میں مجنون چھپا
 گلشن فردوس وہ صحرا ہوا
 پیڑ جو سوکھا تھا ہوا ہو گیا
 بات میں ایک ایک کے دو دو لگے
 راہ میں ہنرے نے بچھا دی پلک
 جھکتے تھے کیا کیا شجر بار بار
 باد صبا خاک اڑاتی نہ تھی
 اور پر وندو نکے پرے جا بجا
 بانس کی کوٹھی کہین نخل چنار
 لاکھوں کجورین کہین لاکھوں ہی ٹاڑ
 تھے کہین پاڑ ہے کہین کا لے ہرن
 جھاڑیوں سے جھاڑ گنگان تھا
 دہوپ وہاں خوف سے جاتی نہ تھی
 خضربھی دیکھیں تو جگر آب ہو
 سیرکنان آپ چلے جاتی تھے

دل میں خدا اور غیر خدا

خداوند میں تھے تیر زبان

غزل

کعبہ و آتشکدہ چمکا دیا
آنکھ جو دمی طور کا سا دیا
جسکو مناسب تھا جو دینا دیا
حسن دیا ناز و کرشمہ دیا
ہونٹ کو عجیب سیجا دیا
بندہ ناچیں کہ کو کیا کیا دیا
حضرت زاهد کو مصلا دیا
ایسی کوئی راہ بتا دیا

مارض پرنور جو دکھ لا دیا
برق تجلی نظر کرتی دیتی
چرخ پتار سے ہیں زمین پر شہر
عشق دیا اور دل و چشم بھی
آنکھ کو بیماری نادیہ دی
ہوش بھی اور عقل بھی اور فہم بھی
دی جو ہر اک زند کو تر دامن
بار ہو مجھ کو ترے دربار میں

لیجئے چشم و جگر و دل ابھی ڈ
پس جو تھا وقت مرنے والا دیا

آپ چلے جاتے تھے بڑھتے ہوئے
نشاہ الفت کا مزہ پاتے تھے
جذب میں کہتے تھے کبھی لاخف
اور کبھی نالہ یارب کیا
گو بختے تھے کوہ و بیابان و دشت
کو سون اڑے جاتے تھے خوشی چرند

سوز جگر سے یہی پڑھتے ہوئے
جو متے صحرے کو چلے جاتے تھے
منہ سے کبھی آپکے جاری تھا کف
لب کبھی آہوں سے لبالب کیا
نالہ کنان و دشت میں کرتے تھے گشت
کان کھڑے کرتے تھے سنکر درند

بس یہ خدا نے خبر راز دی
تھی یہی آواز چلے واہ جی ۛ
سُنکے صدا آپ ذرا تھم گئے
جھک کے اُدھر غور سے دیکھا اُسے
آتا ہے وہ گھوڑا اٹھائے ہوئے
دم میں وہ اسوا قریب آگیا
بولانہ غیب آپ مجھے جانے
کنے لگے مین نہین کچھ جانتا
اس سے کوئی بڑھ کے تماشائین
سُنکے ہنسا اور کسا واہ جی
پاس ہے جو کچھ یہی پہچان ہے
کیا کمون رہتا ہوں عجب حال میں
راز بتایا تو یہ خدست ملی
فکر یہی صبح سے تا شام ہے
حکم یہ ہے ایک کو گھوڑا ملے
حال مقتدر جو بیان ہو گیا
وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوئے
آئے نہ اُٹھ کر کبھی دنیا میں آپ
دیکھ لے گردشِ خطا قدر کی

پشت پر اک شخص نے آواز دی
ٹھہر دو ذرا ٹھہر دو ذرا شاہ جی
دشت میں پھر ایک طرف جم گئے
آپ نے اس طور سے دیکھا اُسے
باز لیے توڑا اٹھائے ہوئے
آنکھ ہوئی چا قریب آگیا
دیکھیے پہچانے پہچانے
کون ہو ہرگز نہین پہچانتا
آنکھ سے دیکھا کبھی حاشا نہین
آپ مجھے بھول گئے شاہ جی
کاتبِ تقدیر ہوں کچھ دیوانہ
تھنے پھنسیا اے مجھے جنجال میں
یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی
میرے لیے روز یہی کام ہے
ایک کو باز ایک کو توڑا ملے
دامنِ صحرا میں نہان ہو گیا
دشت میں اک جا متوکل ہوئے
خفتِ رہ گئے صحرا میں آپ
خوب ہی درویش نے تیر کی

ہو گئے آگاہ جو تقدیر سے
 تین طرح تینوں کا حصا ملا
 ایک نے اسپ ایک نے پایا شکار
 اب تو ذرا قدر تمھیں ہوش ہو
 چاہیے تقدیر کے متاثر ہو
 چاہیے تدبیر یہ دستور ہے
 ہی جو جبین میں وہی پیش آئی ہے
 ہو جو غرض فکر کیا چاہیے
 پایگا قسمت میں جو ہوگی معاش
 ہاتھ نہ پھیلے ہی چس چاہیے
 خواب تو سوسے کرے ساز باز
 طول ہے بیفائدہ المختصر
 دل میں جو شیطان کبھی وسوس لاک
 بات ہے قدر وہی بات کر

خوب بڑ پایا آئین تدبیر سے
 جو جو موت زمین لکھا تھا ملا
 ایک گدائی سے ہوئی مالدار
 جو جو سنا ہے وہ درگوش ہو
 پھر بھی نہ تدبیر سے غافل ہو
 ورنہ یہ انسان تو مجبور ہے
 چشمہ قسمت میں جو ہے پانی ہے
 درد جو ہوا سکی دوا چاہیے
 فرض ہے انسان پہ لیکن تلاش
 پاؤں کو توڑے ہی نہ بیٹھا ہے
 پاؤں نہ کھلے کبھی ہوں دراز
 ہے ہی مضمون قضا و قدر
 کیجیے تدبیر خدا رس لاے
 حضرت برابری میں مناجات کر

مناجات

دہم ہو اے ساقی جام الست
 دل میں جو ہو کیوں نہ کیوں بر ملا
 ایک پیالہ جو پیا چیت ہوا

میں بھی رہوں بادۂ عرفان سگمت
 خوب چڑھا نشاۃ قالاو بلا
 ہوش اڑے بزم میں ساکت ہوا

جائے مہستی کی نہیں کچھ خبر
خلق میں مجسا کوئی خاقل نہیں
میں نہ کسی کام کے لائق ہوا
خانہ عصیان کا ہوں چشم و چراغ
آہ گندہ کر نیس کو بے باک ہوں
میں جو نہوتا تو نہوتا گناہ
قہر سے اب کا پتا ہوں بیدار
رات کو چاہے تو ابھی روز ہو
تیرا ذرا رسم عصیان کی آڑ
حسے کمد کے کہ ہو میری پناہ
بخشنے میں دیر جو کرتا ہے تو

عمر تو غفلت میں ہوئی ہے بسر
میں ترے دوزخ کے بھی قابل نہیں
خلق ہوا ننگ خلائق ہوا
دامن آدم میں لگا منجھسے داغ
جسم دگنہ کے لیے چالاک ہوں
صورت ہمارا ہے میرا گناہ
ہاں تری رحمت کا ہوں امید
ساز کرے دم میں اگر سوز ہو
اوٹ میں تنکے کے ہی سارا پہاڑ
آہ ترے قہر سے تیری پناہ
پڑھتا ہوں میں آیہ لافظوا

خاتمہ کتاب تاریخ لاجواب

دہوم ہے اے روح قدس دہوم ہے
کچھ تجھے معلوم ہے کیا شور ہے
طبع میں یہ زور ہے اٹھنٹ ہے
توڑتے ہیں عرش کے تارے تو کیا
زندہ نہیں آہ جناب حسن
سرد ہے بازار کہ سودا نہیں

دہوم ہے کیوں کچھ تجھے معلوم ہے
شور ہے یا طبع میں یہ زور ہے
سیج تو یہ ہے فکر ہی ساونٹ ہے
قدر جو ہمت بھی نہ ہارے تو کیا
شاعر دکن کے شاہ جناب حسن
درد نہیں جرات و انشانیں

میر کو پہلے ہی اجس کھا گئی
 آنکھوں میں اندھیرے پر خنک تر
 آنکو دکھاتے یہ تاسف رہا
 تازہ ہو غم یاد کرین جب کو ہم
 وہ تو گئے سحر ہین ناسخ کی روح
 کشتی نوح سخن آنکی ہے ذات
 ہم بھی ہین ناجی کہ ہوئے مشوے
 نام وہ ہے جس سے ہے ناسخ کا نام
 اسپہ یہ کافی ہے دلیل قوی
 جو جو بتانا تھا بتایا تمام
 قطرہ شبنم کو بناتے ہین بحر
 بات گرد میان میں آئی ہے
 غالب دہلی کا بھی ہو کیا بیان
 قدر سے شاعر کے یہ استاد ہین
 دانے کو چاہین تو بنا دین ٹر
 ڈالتے ہین شونے رنگ کے
 شعر بلیغ آپکی بندش فصیح
 کون بہلا جو سرد ذاتی نہیں
 پونجی یہاں جب یہ کتاب نگر

حضرت ناسخ کو بھی موت آگئی
 آہ نہیں برق و جناب سحر
 یہ تو وہ کہتے بہت اچھا کہا
 قدر بہلا روئینگے کس کو ہم
 حضرت باری انہیں نے عمر نوح
 انے ملا جو کوئی پائے نجات
 حضرت امداد علی سحر سے
 خاص ہین جاری ہے مگر فیض عام
 لیگئے ہم مکے جویش سنوی
 جو جو بتانا تھا بتایا تمام
 سحر کو اک کوزے میں لاتے ہین بحر
 کیون نہ ناسخ کی کمائی ہے یہ
 نام جناب اسد اللہ خان
 زور کلمات حیرت داد ہین
 قطرے کو چاہین تو بنا دین گہر
 رنگ اڑا دیتے ہین ارژنگ کے
 قاعدے جانچے ہوئے نقطین صحیح
 عقل وہ ہے عقل میں آتی نہیں
 ہاتھ غیبی نے سنا حرف حرف

کہنے لگا سکنے ہمارے کتاب
اب یہ مناجات کیا چاہیئے
دست دعا ہو کہ بدر ہر روز ہے
غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو

کان ملاحظہ ہے یہ ساری کتاب
حضرت عزت مین دعا چاہیئے
عید ہو اپنی جوا و ہر تو رہے
خیر سے خاتمہ بالآخر ہو

۱۵۱ نیا تلواری

استادی جناب شیخ امداد علی صاحب لکھنؤی اگر شیخ ناسخ مرقوم

صل علی خوب کئی شنوی
ناظم ہر دی کا ہوا رنگ زرد
چھوٹ پڑا ہاتھ سے جامی کو جام
آگئی انصاف پہ عقل سلیم
گلشن نورستہ بین ابیات کل
شعر ہر اک گیسو جانا ہے
سلاک ہر جملہ مصارع بین
نقطہ ہر اک خالص حب بین
کیا ہی ضیا بار ہے یہ شنوی
قدر نے کی شنوی اپنی تمام
یہ سنہ شنوی قدر ہے

دنگ ہوئے مولوی معنوی
گرمی بازار ہوئی آسکی سرد
آب خجالت ہوا حسن کلام
سلک اللہ پکارا سلیم
غنج ہر اک نقطہ ہی ہر حرف گل
پنچہ مژگان پر پی شانہ ہے
نامہ محبوب کی توفیق بین
بیت ہر اک زلف دوتا ہی حسین
خند کا گلزار ہے یہ شنوی
بحر لکھنؤ تہجی سن ختم
شنوی قدر مد قدر ہے
۱۵۱ ہجری

شیخ غلام احمد دارشد بلگرامی

کیون نہ بہلانا کرے بلگرام میر غلام حسین اسم ہے سحر بیانی مین عذیم النظم نظم کیا قصہ تقدیر کو مصنع تاریخ یہ ارشاد لکھو	جس مین رہین قدر سے نازک خیال واسطی الاصل مین یہ ذی کمال نکتہ طرازی مین عذیم المثال فضل خدا سے ہے عجب بول چال لکھ گیا کاتب قدرت کمال ۱۲۷۲ھ ہجری
---	---

ولہ

صل علی ثنوی میر قدر ارشاد بھی اور کوسال نظم	ہے کوئی دریا کہ روانی مین ہے باوصفا باغ معانی مین ہے ۱۲۷۲ھ ہجری
--	---

شکر پشاد صبح بلگرامی

نور کا دریا ہے قضا و قدر گوہر تاریخ ملا صبح کو	یا کوئی دُر دانہ تقدیر ہے چشمہ افسانہ تقدیر ہے ۱۲۷۳ھ ہجری
---	---

قطعہ تاریخ تالیف از بابہ نزاری ل جوان بناری

وصف ہو کیا شنوی قدر کا نور کی تاریخ لکھو اے جوان	بس مے استاد مین وہ واسلام خلق مین آئینہ ہے سارا کلام ۱۲۷۴ھ ہجری
---	---

ولہ

اسمین جو کچھ چاہیے موجود ہے
مصنوع تاریخ تو دیکھو جو ان

ساری خدائی کا ہے یہ انتخاب
قدرتی آئینہ ہے کیا یہ کتاب
۱۲۷۳ھ ہجری

غلام محمد خلدن واصل بلگرامی

قدر شناس شعر میت در
نظم ہندوست قضاوت در
معنوی و صورتی و فصلی نویں

شاعر غزائے سراسیمہ
پس در و تاریخ تو واصل بنج
سال ہزار و دو صد و نشت بنج
۱۲۷۵ھ اصلی

شیخ علی بخش ظہیر بلگرامی

چو از قدر شد ثنوی اختتام
ظہیر از پے سال تاریخ او

بنام و نشان قضاوت در
نوشہ بیان قضاوت در
۱۲۷۳ھ ہجری

شیخ تجمل حسین تجمل بلگرامی

عجائب ثنوی قدر ہے یہ
تجمل نے جو کی تاریخ کا فکر

زبان نے میں نہیں ہے جب کا ہمسر
ندا آئی مکر رہے یہ بہتر
۱۲۷۳ھ ہجری

سید ابن علی بلگرامی

قَدْ أَتَىٰ بِذَوِّجٍ
قُلْتُ عَامَ مُحَرَّمِ

مَرْجَبَ دَالِهِ الْقَدَرِ
الْقَضَاءُ وَالْقَدَرُ
۱۲۷۳ھ

سن القضاة للعلامة

۱۵ جون ۱۹۰۶ء
ہزارہ جبر و سبک
سکس رخصت
میت لہذا
گردہ نشو و گردہ
از دنیا نظر
حسن نگاہ
علامہ علی علی
در پیر تاسخ
جلوس نہ
تاہ تاسخ
ہم سطر
علامہ واداد (۱۹۰۶ء)

شیخ خلیل احمد جوبد بگرامی

ثنوی قدر قضاوت در
میرے تو استاد ہیں مین کیا کمون
خوب لکھی خوب لکھی ثنوی
دہوم ہے انسان و ملائک مین ہوم
وجد نے تاریخ لکھی وجد کی

قصہ تقدیر ہے کیا واہ واہ
جنے سنا نے کہا واہ واہ
صل علی صل علی واہ واہ
ارض سے ہے تباہ سما واہ واہ
نظم یہ ہے صل علی واہ واہ
۱۲۷۳ھ

تہذیبیات قافیہ
باب اول کسب طہارت
تہذیبیات قافیہ
کوشش خود کو کمال
تہذیبیات قافیہ
تہذیبیات قافیہ
تہذیبیات قافیہ

واسوحتیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا خدا بیٹھے بٹھائے کوئی دیوانہ نہ ہو
کوئی دل آئینہ و چہرہ کج جانانہ نہ ہو

داغ سینے کے نہ دکھیں کہیں اگل کر طرچ
عاشقی آگ میں جھونکے نہ سمندر طرچ

یا خدا لے تپ عشق بیتان دور ہے
خرمن عیش سے یہ برق تیان دور ہے

خاک اڑتی ہے جد ہر کو یہ ہوا جاتی ہے
گھر اڑ جاتے ہیں بستی پہ بلا آتی ہے

ہے یہ وہ تیر کہ پیغام قضا لاتا ہے
دل سمسلا تو کلیجہا دہریں چھن جاتا ہے

جگر و دل پہ بیان ہاتھ دھرے پھرتے ہیں
زندہ دل اسکے وہی ہیں جو مے پھرتے ہیں

<p>اک ہمین ہن کہ قیامت کی کریمی ستے ہن تیر کھائے ہوئے نہ ہوش پڑے رہی ہن</p>	۵۴	<p>نوتے ہن کیسی کی نوتو کچھ کہتے ہن آنکھ جب کھولتے ہن بخت بگرتے ہن</p>
<p>دیکھ لو آنکھ لڑانی یہ بُری ہوتی ہے نظر ریا حقیقت میں چھری ہوتی ہے</p>		
<p>کیا کہیں کسی مصیبت میں پہنچی جان حزین دل کا کچھ ہوش نہیں جسم کا کچھ ہوش نہیں</p>	۵۵	<p>ہوٹھ میں خشک تویر آب ہے چشمِ عمکین دل کہیں آنکھ کہیں ہاتھ کہیں پاؤں کہیں</p>
<p>پوچھتا ہے جو کوئی دوست کہ یہ کیا نشی ہے ملنگلی باندھے کدیتے ہن منہ سی ہے</p>		
<p>کچھ نفرائے قصے، کمائی اپنی شکل تو دیکھیے اس ظلم کے بانی اپنی</p>	۵۶	<p>ہم سے مطلب ہے خبر یلحیح جانی اپنی مفت میں ملگئے ہم ہاے جوانی اپنی</p>
<p>شمع رخسار سے دیوانہ بنایا تو سہی خیر جی اپنے پروانہ بنایا تو سہی</p>		
<p>کیا تڑپتا ہے دل زار تمھیں ہوش نہیں تم پہ ہم مرتے ہیں ای بار تمھیں ہوش نہیں</p>	۵۷	<p>سہمے ہمیں موت کا آزار تمھیں ہوش نہیں دونوں آنکھوں کے میں بیمار تمھیں ہوش نہیں</p>
<p>جگر و دل کبھی اے جان سمھائے نہ گئے کانٹے پلکوں نے چھوئے تو نکالی نہ گئے</p>		
<p>کوئی ہمسایہ بھی ستا نیکو نہ پایا ہوگا کوئی تربت میں سلا نیکو نہ پایا ہوگا</p>	۵۸	<p>کوئی یون داغ دکھانیہ کو نہ پایا ہوگا کوئی مٹی میں ملا نیہ کو نہ پایا ہوگا</p>
<p>دم بھسکے جا نیگے ایجان جو دم میں دم ہے خوش رہیں چین کریں آپ یہاں کیا غم ہے</p>		

ایسی تقریر بلاشبہ و شکر کسی ہے یہ دہن اور یہ ہونٹھ اور کمر کسی ہے	۵۹	پیاری شکل آپسی اور شکم کسی ہے یہ نگاہ اور یہ چوتون یہ نظر کسی ہے
	سحر کی شکل ہے عجز کی گویائی ہے مرگ کی آنکھ تو چیتے کی کمر پائی ہے	
نہ یہ سینہ نہ یہ پیٹ اور نہ چھاتی دیکھی نہ یہ تلو اکھین دیکھا نہ یہ ہندی دیکھی	۶۰	نہ یہ ناف اور نہ رانین نہ یہ پنڈلی دیکھی نہ یہ پنجہ کہین دیکھا نہ یہ ایڑی دیکھی
	چلتے ہو پنجون کے بھل خوب تو پھرتے ہو اپنے جوبن میں چھلا داسی بنے پھرتے ہو	
تم نہ سزاؤ ادھر آؤ تمھیں پیار کرین مرتے ہیں آؤ ادھر آؤ تمھیں پیار کرین	۶۱	بس نہ اتراؤ ادھر آؤ تمھیں پیار کرین گلے ملجاؤ ادھر آؤ تمھیں پیار کرین
	حسرتیں دل میں ہیں ایجان نکالیں آؤ دل تڑپتا ہے کلیجے سے لگالیں آؤ	
دہی موم اور ہر اخلو دہی دل ہو دہی آنکھ دہی پھوڑا دہی نشتر دہی دل ہو دہی آنکھ	۶۲	دہی طشت اور دہی خنجر دہی دل ہو دہی آنکھ دہی شیشہ دہی پتھر دہی دل ہے دہی آنکھ
	ٹو ہونڈ تہی ہیں تمہیں اے یار ہماری نگہیں دل تو پھرتا نہیں بھر جائیں تمہاری نگہیں	
جگر و چشم ددل و سر ہے جی تپہ نثار لاکھ جانین ہوں تو کرتے ہیں ابھی تپہ نثار	۶۳	سید ہی باتو تپہ ہی اہمے ہے کچی تپہ نثار ایک جان اور ہے دہ بھی سہی تپہ نثار
	یہی حسرت ہے کہ مر کر نہیں پیدا ہوتے ور نہ سوار ہند آ رہے شیدا ہوتے	

اپنی باتیں بھی سناتے نہیں تم کیا کہنا شکل کیا منہ بھی لگاتے نہیں تم کیا کہنا	۴۱۳ ہاتھ پھیلائے نہیں آتے نہیں تم کیا کہنا پیاری صورت بھی دکھاتے نہیں تم کیا کہنا
یہی کہتے تھے کہ دل موم ہے نرمی دیکھو گر میان کر کے جلا یا نگی گرمی دیکھو	
منہ دی مل مل کے یہ ب رنگ جھایا ہئے آپ منکر تمھیں معشوق بنا یا ہئے	۴۱۴ بات کرنا تمھیں باتو نہیں بت یا ہئے چال میں حشر کا انداز سکھایا ہئے
جب سے دل لینے کا اے یا تمھیں فراق ہوا اُسی دن سے تمھیں آئینے کا بھی شوق ہوا	
منہ تو پھیر دی ہیرے میں چمک تھی آگے اپنے سایے سے بھی ٹکو تو چمک تھی آگے	۴۱۵ اک ذرا آنکھ ملاؤ یہ پلک تھی آگے نہ بکیتی نہ کمر میں یہ لچک تھی آگے
سب کچھتے تھے یہ سچ دھج کجاوٹ کبھی آنکھ اور پر نہیں اٹھتی تھی لگاوٹ کبھی	
جگیا رنگ سزارون میں ہو سے تم مشہور زلف سے آئینہ ہے کنگھی ہے پاؤں حضور	۴۱۶ اب تو کچھ اور ہی صورت ہوئی چشم بدور ما تھے پر روز چنی جاتی ہے افشان ہی ضرور
بجز آئینہ ہمیں چہرہ دکھاتے نہیں آپ پان مٹی کے سوا منہ بھی لگاتے نہیں آپ	
چہرہ بھی شمع طور ہے اللہ اللہ کیا بھلا حور کا مذکور ہے اللہ اللہ	۴۱۷ سبز رنگت پہ عجب نور ہے اللہ اللہ خود طبیعت بھی بہت دور ہے اللہ اللہ
خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم حسن میں پہلے پہل بیفت ثانی ہو تم	

قد تو بوٹا سا ہی کیا پھول سا رنگ آپکا ہے ۱۹
چوک کی سی ہر کمرے پہ پلنگ آپکا ہے
فتنہ رفتار ہے کیا قمر کا ڈھنگ آپکا ہے
اپنی فرگان کی خبر لو یہ خدنگ آپکا ہے

تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب
راہ چلتوں کے کلیجوں کو نہ چھانو صاحب

چال وہ بک دری پاؤں پڑے آکر ۲۰
سحر کرتی ہے یہ تقریر ایشیہ پر
جی اٹھے مردہ جو تربت کو لگا دو ٹھوکر ڈ
زہر کھاتے ہیں انہیں باتو نیرب جادوگر

مردہ آواز سننے آپ کی زندا ہو جائے
سیکے تقریر جو زندہ تو مسیحا ہو جائے

سب سمجھو ہم سن پہ انروزون غرور آپکو ہے ۲۱
اے صنم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے
ہے صنم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے
دبدم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے

قہر آپ کے حق میں یہ کہہ دیتے ہیں
زہر سے آپ کے حق میں یہ کہہ دیتے ہیں

ہم عاشق غلے گانے کا پیارے ۲۲
اگلی باتوں پہ ذرا دھیان نہ آیا پیارے
خوب انروزون پر پی سوجھی ہر اچھا پیارے
کہتے تھے دل بھی نہیں آپ سے پیلا پیارے

اچھی باتو نہیں کہے لو گہڑا کہتے ہیں
بڑی چالوں سے ہبلاک کو ہبلا کہتے ہیں

اندنوں کیسا مزاج اے حیران آپکا ہے ۲۳
یون تو کہنے کو زمانہ ہے جہان آپکا ہے
یہ تو فرمایئے کس سمت کو دھیان آپکا ہے
دل میں جب چاہو چلاؤ مکان آپکا ہے

ہم دہی ہیں مگر آپ اور ہو جاتے ہیں
طور کچھ آپ کے بے طور ہو جاتے ہیں

بات کہنے میں زبان اپنی دبا لیتے ہو ۴۴
 آنکھیں ملتی نہیں پراکھیں دکھا لیتے ہو
 کبھی کہتے نہیں ہونٹھو کا مڑا لیتے ہو
 گالیان سفت میں دو چار سنا لیتے ہو

آنکھ پڑتی ہے تو توری وہیں پڑ جاتی ہے
 بات تھوڑی سی بھی ہوتی ہے تو بڑھ جاتی ہے

کس طرح دسیان جڑا تین نہ بناؤ صاحب ۴۵
 جھوٹی قسینہ مے سے سامنے کھاؤ صاحب
 کھوکے سیکھا ہوں مجھے تم نکھاؤ صاحب
 مجھے اڑتے ہو ذرہ ہوش میں آؤ صاحب

بت بنا دوں تھیں تقریر میں پتھر کی طرح
 سیکڑوں دل سے تراشوں ابھی ذکر کی طرح

میں وہی شاعر بنیں ہوں پہچانتے ہو ۴۶
 آستین اٹے ہو دامن کو بھی گردانتے ہو
 باتیں چیریاں ہیں مری لوہا مرا مانتے ہو
 قدر ہوں قدر ہوں قدر ہوں تم جانتے ہو

ہوش جب آپکو آئے تو ادھر آئیے گا
 اب زیادہ جو بگڑیے گا تو بن جائیے گا

ہم وہ شاعر ہیں کہ پر یونین ہو ابا نہ ہتھ میں ۴۷
 بیٹھے بیٹھے جو کہیں دسیان ذرا باندھتے ہیں
 ہاتھوں ہاتھوں ہی ہیں مضمون نیا باندھتے ہیں
 سحر کرتے ہیں پر مرغ قضا باندھتے ہیں

طائر مرگ کو چٹکی پر اڑا دیتے ہیں
 ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہیں

ہم وہ ہیں مجھوٹ کو سچ کر کے دکھا دیتے ہیں ۴۸
 ہم وہ ہیں باتوں میں سب گنگ اڑا دیتے ہیں
 ہم وہ ہیں سو بے بنادیتے ہیں
 ہم وہ ہیں ہمسے بگڑیے تو بنا دیتے ہیں

ہم وہ ہیں ختم کو پروا نہ بنا دیتے ہیں
 ہم وہ ہیں پر یون کو دیوانہ بنا دیتے ہیں

اسی صورت پتھین ناز تھا لاول ولا ۵۹
 ہفتا قلم میں اب آپکا ہوگا چہرہ
 سچ ہے ہنسنے تو کوئی کاہنیکو ایسا دیکھا
 بدیش راہیگا کل رات کو کٹ جائیگا

قاف سے دیکھنے کو آئینگی پر بیان تگو
 دیکھیے لے نہ اڑ میں مثل سلیمان تگو

قدر بس اب بنائو انہیں انسان بنو ۶۰
 اس طرف دھیان کرو اپنی طرف نہ بیان کرو
 اتنا پر یون کو جلا تے نہیں دیوانے ہو
 بات رہ جائیگی اللہ مر می مانو تو

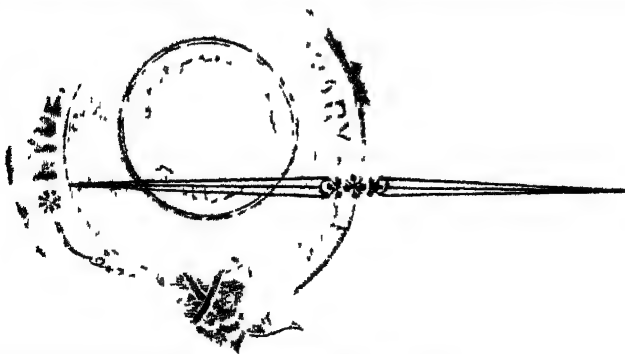
دیکھو وہ روتے ہیں آئین نہ نکالو ای قدر
 اپنے معشوق کو سینے سے لگا لو ای قدر

رباعی تاریخ از مصنف

یعنے واسوخت ہو تمام مقبول
 واسوخت و تدبیر بلگرامی مقبول
 ۱۸۵۸ء

یارب پختون کو میر غلامی مقبول
 کہدین یہ سیاح فلک چارم سے

تاریخ



صحت نامہ کلیات قرۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۱	پٹالن	بٹالن	۱۵	۱	قَدَسَا	قَدَسَا
۱۶	۱۹	جھل	چھل	۱۶	۲	خَلَف	خَلَف
۲۰	۴	جوڑ	جور	۲۰	۱۴	اکسٹر	اکسٹر
۲۱	۸	گئی	کئی	۲۱	۸	کلبجک	کلبجک
۲۲	۱۱	کچھل	گچھل	۲۲	۲	ترنبی	ترنبی
۲۳	۱۴	جڑاؤ	چڑاؤ	۲۳	۲	کینک	کینک
۲۳	۸	سبود	سبوی و	۲۳	۲	جبریل	جبریل
۱۶	۱۶	لک	لک	۱۶	۱۶	جار	جار
۲۴	۱۹	بتشی	ستنی	۲۴	۱۲	والجنہ	والجنہ
۲۵	۱	بجھادون	بجھادون	۲۵	۱۵	ہرک	ہرک
۱۶	۱۶	لکھ	لکھ	۱۶	۱۶	الاعلیٰ	الاعلیٰ
۲۶	۱۶	آئینہ	آئینہ	۲۶	۱۶	توتے	توتے
۱۹	۱۹	"	"	۱۹	۱۹	ڈوڑے لے لے	ڈوڑے لے لے
۲۶	۹	خوڑ	خود	۲۶	۱۲	آئینہ	آئینہ
۱۰	۱۰	پنچھور ونگا	پنچھور ونگا	۱۰	۱۶	لکونین	لکونین
۲۸	۶	ننہ	تہ	۲۸	۱۶	چلتی	چلتی
۱۳	۱۳	نشاہ	نشاہ	۱۳	۱۸	لگائیں	لگائیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۱۴	نشہ	نشاہ	۲۵	۲	حَبْدَا	حَبْدَا
۲۹	۱۰	بچھا	بجھا	۲۶	۹	پپہ	پپہ
۳۰	۷	بڑا رہا ہے	بڑا رہا ہے	۵۱	۵	کٹنگ	کٹنگ
۳۲	۳	گمگ	گمگ	۵۲	۱۷	ٹٹیان	ٹٹیان
۳۲	۹	بچھا	بچھا	۵۳	۳	سہارا کے	سہاری کے
"	۱۲	کٹنگ	کٹنگ	"	۱۶	پسٹ پر	پر پٹ
"	۱۷	سیہ	سینہ	۵۴	۶	بناتی	باقی
۳۳	۱۷	مینائی	بینائی	۵۵	۱۲	جیریل	جیریل
"	۱۹	لکھا	لکھا	"	۱۸	ہو گئے	ہو ہو گئے
۳۵	۱۵	کنیا	کپا	۵۷	۶	دریائی	دریا ہے
"	۱۹	زلیل	زلیل	"	۱۲	پیشہ	پیش
۳۶	۹	سہرے	سہرے	"	۱۶	جیم	جیم
۳۷	۶	آئینہ	آئینہ	"	۱۷	سواروں	سواروں
۴۱	۳	"	"	۶۰	۳	گل ہووے	گل سے ہو
۴۲	۹	دروشت	زروشت	۶۲	۱	میٹھی	میٹھی
۴۴	۲	گلاے	کھلاے	۶۵	۴	اوسپ	اوسپ
"	۳	جہا	چہا	۶۸	۱	پیش	بیش
"	۱۷	بھلا	پھلا	"	۱۲	ساتھی	ساقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۱۳	کین	کلیں	۹۵	۲	ٹھگ جابجا	ٹھگ مین جابجا
۶۹	۴	ہواے	ہوائی	۹۶	۱۶	نہے	نیسے
۷۰	۱۵	داوا	دلاوا	۱۰۰	"	جبریل	جبریل
"	۱۸	وگرز	وہ گزر	"	۱۷	باگھ	باگ
۷۱	۱۰	دہنکی	وہ پینکی	۱۰۱	۸	جل جلالہ	جل جلالہ
"	۱۶	گن گئے	گن گئے	"	۱۱	جبریل	جبریل
۷۲	۱۶	ہوا کبار	ہوا کبار	۱۰۲	۴	کٹے کا	کٹے کا
"	"	سیٹو ابو	سیٹو ابو	"	۱۹	کہا	کہا
۷۳	۴	بڑی	بڑی	۱۰۳	۱۹	تدرو	تدرو
"	۵	بڑی اودھے	بڑی ہی	۱۰۴	۶	گرمی	گرمی
۷۴	۴	جو ہو وہ ہو	ہونا ہو جو ہو	۱۰۵	۳	دن	دل
۷۵	۲	خدا بنی	خدا بنی	"	۱۳	جو یہ تیرے	یہ تیرے
۷۸	۹	پر اپنی	پر اپنی	"	۱۹	فرہ	فرہ
۸۰	۱۳	ہندوستان	ہندوستان	۱۰۶	۱	پنیرے	پنیرے
۸۳	۲	بن	بن	"	۱۳	جگنی	جگنی
۸۵	۱۶	خرا	جزا	"	۱۵	اوڑتا	اوڑتا
۹۳	۱۹	وکاٹ	وکاٹ	۱۰۷	۱۰	ابر و موے	ابر و موے
۹۴	۲	راضاے	رضاے	۱۰۸	۷	بنو کا	بنو کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۱۷	اوڑیا	اوڑیا	۱۳۴	۲	سبنہلا	سبنہالا
۱۰۹	۱۶	گدک	گدک	۱۰	۱۰	مین سوتے	مین توستے
۱۱۲	۲	کپون	کپون	۱۳۶	۸	پونچے	پونچے
۱۱۳	۱	نکلتے	نکلتے	۱۳۱	۱۵	جہان کا	جہانمین
۱۱۸	۷	الامان	الامان	۱۸	۱۸	دامن	دامن
۱۲۰	۳	او بچے	او بچے	۱۳۲	۲	اگمہ	اگمہ
۱۲۳	۱۰	جوڑا کا	جوڑا کا	۱۸	۱۸	دمین	دمین
۱۲۵	۲	آب	آب	۱۳۶	۷	پونجی	پونجی
۱۲۶	۹	کپا	کپا	۱۳۷	۸	رہی نہ	رہی نہ
۱۲۷	۳	بکوکر	بکوکر	۱۳۸	۱۷	اون سے	مین اون سے
۱۲۹	۳	ہونا ہوتا	ہونا ہوتا	۱۳۹	۶	آگے	آگے
۱۳۰	۲	ایہر	ایہر	۱۵۰	۱	مین	مین
۱۳۱	۳	ہو امین	ہو امین	۱۵۲	۷	ڈڑے	ڈڑے
۱۳۲	۴	اوڑتا	اوڑتا	۱۵۳	۷	رکتی ہو	رکتے ہیں
۱۳۳	۱۶	نرٹ	نرٹ	۱۵۴	۸	ٹھیرے کی	ٹھیرگی
۱۳۴	۲	ڈو پٹا	ڈو پٹا	۱۵۵	۱۳	انٹھلا کے	انٹھلا کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۱۵	اونگتے	اونگتے	۱۹۱	۱۳	گرمی	گرمی
۱۵۶	۱۱	کل	گل	۱۹۲	۱۶	مین	ہین
۱۵۹	۸	بیٹھائے	بٹھائے	۱۹۵	۶	تیر کے	پیر کے
۱۶۲	۱۲	آئینہ	آئینہ	۱۹۶	۵	ہنسے	ہنسیے
۱۶۴	۳	لے آیا	لے آ	۱۹۸	۲	کاتبین	کاتبین
۱۶۵	۴	کنڈہکر	پھیر	۱۹۹	۱	تاریکی	تاریکی
۱۶۶	۱۰	منہ کا جل	منہ پہ کا جل	۲۰۰	۱۷	چپائے	چپائیے
۱۶۷	۱۱	لکھ شائین	لکھ کو شائین	۲۰۱	۳	خدا خدا خدا کر	خدا خدا خدا کر
۱۸۰	۱۹	وماتے	جوماتے	۲۰۳	۳	چند روز	چند روز
۱۸۲	۳	توٹے	توتے	۲۰۵	۸	اکڑنا	کعبہ و
۱۸۵	۵	لکھینگی	لکھینگی	۲۰۶	۶	مرنے ہی	مرنے ہی
۱۸۸	۶	ہڑ کے نہ	ہڑ کے نہ	۲۰۷	۸	آئینہ	آئینہ
۱۹۱	۳	ذفن	ذفن				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۷	۹	کیمیا کر	کیمیا کر	۱۲۲	۱	کرتا کیا	کرتا ہو کیا
۲۰۸	۱۲	چھڑیوں	چھڑیوں	۲۲۴	۷	اوڑتا	اوڑتا
۲۱۱	۹	آنگبین	آنگبین	۲۲۸	۱۷	گا	کا
۲۱۲	۱	ہر ایک	ہر اک	۲۳۰	۴	روکا روٹ	رکا روٹ
"	۱۴	ہون اگر	ہون نہ اگر	۲۳۲	۵	آئے	آئینے
۲۱۳	۱	یارانہ	یارنہ	۲۳۷	۵	اسنن	اینٹن
"	۶	اوتارا	اوتار	۲۴۱	۱۲	چھپائے	چھپائیے
۲۱۴	۱۱	آئینہ	آئینہ	۲۴۲	۱۲	تشنہ	نشہ
۲۱۶	۱	بکے	بکیے	۲۴۳	۱۲	گھلے	گھلے
"	۱۷	گلگیر	گلگیر	۲۴۷	۱۳	آئینہ	آئینہ
"	۱۹	تاریکی	تاریکی	۲۴۸	۱۷	دیکھا	دکھا
۲۱۷	۷	شمعہائی	شمعہائی	۲۵۰	۱	جاے	جائے
"	۸	آئے	آئی	۲۵۲	۱۶	روئی	روئی
"	۱۳	بنا ہوں	بنا ہوں	۲۵۵	۱۲	گھل	گھل
۲۱۹	۱۶	آمن	آہن	۱۵۶	۵	آئینہ	آئینہ
۲۲۰	۲	واقعی	واقعی	"	۱۷	یہ	یہ
"	۸	الغیث الغیث الغیث	الغیث الغیث الغیث	۲۵۸	۵	کردن	گردن
		الغیث والغیث	الغیث والغیث	۲۶۲	۱۴	ابھی	بھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۳	۱۳	مڑہ	مڑہ	۳۲۷	۱۹	سخت گونی	سخت گونی
۲۴۴	۱	سلائیے	سلائیے	۳۲۸	۱۲	کرد راہ	کرد راہ
۲۴۸	۱۴	گھتی	گھتی	۳۳۹	۷	دل کوہ پر جانگاہ	دل پر کوہ جانگاہ
۲۴۹	۱۰	بہ	بہ	۳۴۰	۱۰	کیمیا کر	کیمیا کر
۲۷۴	۱۱	تباہ	تباہ	۳۵۹	۳	ہو ہو ہے	ہو ہو ہے
۲۷۵	۴	طردے	طردے	۳۶۳	۱۵	اٹھائی گئے	اٹھائی گئے
"	۱۹	کم	کم	۳۶۶	۶	بہین	بہین
۲۷۹	۵۲	ہین	ہین	"	۱۰	زبر بہین	زبر بہین
"	۱۶	روزن	روزن	۳۷۱	۱۱	اوجلا	اوجلا
۲۸۰	۶	ہو ساتی	ہو ساتی	۳۷۸	۹	کرد	کرد
"	۱۸	ہوین	ہوین	"	۱۵	مڑہ	مڑہ
۲۸۲	۱۳	جدید	جدید	۳۸۰	۱۳	واہ رہی تاثیر	واہ رہی تاثیر
۲۹۱	۷	بنائینگے	بنائینگے	۳۸۶	۳	پٹھی	پٹھی
۳۰۵	۲	جمل	جمل	۳۹۴	۲	صد	صد
"	۳	گیا	گیا	۳۹۶	۷	فصل	فصل
۳۰۶	۱۲	روی	روی	۴۰۶	۱۲	ہی	ہی
۳۲۲	۶	دینے	دینے	۴۱۴	۱۱	کجاوٹ	کجاوٹ
۳۲۶	۱۸	چکر	چکر				